بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب: فتح الرحمن فی اثبات علوم غیبیہ حبیب الرحمٰن

از قلم: مفتی محمد جاوید اقبال اجمیری سیالوی

کمپوزنگ و ڈیزائنگ: مولانا محمد حبیب اللہ انتالوی جلالی

تعداد: 1100

سن اشاعت: ربیع النور شریف 1445ھ / ستمبر 2023ء

صفحات: 702

ہدیہ: 1400 روپے

ملنے کا پتہ:

| | |
|---|---|
| آستانہ عالیہ محمودیہ رضویہ پپلاں شریف | صاحبزادہ پروفیسر ریاض محمود پپلانوی 0301-7801440 |
| مرکز صراط مستقیم تاج باغ لاہور | محمد ظفر اقبال 0302-4303623 |
| جامعہ مظفریہ واں بھچراں | مولانا رشید احمد سیالوی 0300-7297887 |
| مرکز صراطِ مستقیم لاری اڈہ ملتان | مفتی عبد العلیم جلالی 0300-8228433 |
| جامعہ و مدرسہ فیض الاسلام حویلی لکھا | مولانا محمد حبیب اللہ انتالوی جلالی 0308-2381498 |
| جامعہ قمر الاسلام مٹھہ ٹوانہ خوشاب | مفتی محمد اصغر علی سیالوی 0302-2603794 |
| مدرسہ جامعہ غوثیہ کہروڑ پکا | مفتی طاہر نواز قادری 0305-6768415 |
| جامع مسجد تاجدارِ دیول شریف فتح گڑھ | حافظ محمد حسن رضا جلالی سیالوی 0303-4837531 |
| جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گجرانوالہ | علامہ ادریس جلالی 0322-4449792 |
| مرکزی عید گاہ قادر پور راں ملتان | مفتی شفیق احمد نقشبندی 0301-6577449 |
| جامع مسجد نوری ساجد آباد خانیوال | پیر سلطان محمد کھچی 0304-7359783 |
| صراطِ مستقیم پبلیکیشنز داتا دربار مارکیٹ لاہور | وصی احمد 0333-8173630 |
| نعیمی بک سٹال اردو بازار لاہور | محمد اکرم نعیمی 0306-4492476 |
| مکتبہ اجمیریہ لاہور۔ملتان | |

# انتساب عالی شان

مربی و محسن اہلسنت ، یادگارِ اسلاف، مرجع العرب والعجم ،

فخر برصغیر پاک و ہند، امام المسلمین عاشق رحمۃ العالمین،

اعلیٰ حضرت تاجدارِ بریلی حضرت سیدی و سندی ،

مولانا الشاہ **امام احمد رضا خان** فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

جن کا نام نامی سنتے ہی عشاق جھوم اُٹھیں، ان کے ایمان تازہ ہو جائیں، جو ظلموں کے دور میں نور کا اجالا تھے۔

جنہوں نے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کیا، امت مصطفے صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دلوں میں عظمت مصطفےٰ کے وہ چراغ روشن کئے جن کی روشنی قیامت تک رہے گی، جن کا نام سن کر آج بھی کذاب و گستاخ جلنے لگتے ہیں، اور میرے رضا کے نیزے کی مار کے زخم تازہ ہو جاتے ہیں، جو حق و باطل کا امتیازی نشان ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے مرقد پر نور پر کروڑوں بار باران بخشش کا نزول فرمائے اور ان کے صدقے میری، میرے والدین کی میرے تمام اساتذہ و تلامذہ واحباب کی کامل بخشش فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم الامین

المنتسب :

الفقیر محمد جاوید اقبال اجمیری سیالوی عفی اللہ عنہ

25 صفر المظفر 1445 ھ

## سلام عقیدت و محبت

**امام المتکلمین ، عمدۃ المدرسین ، سید الفقہاء ، فخر الاماثل تاجدار پپلاں شریف ، جامع المعقول والمنقول ، مرجع ارباب العقول شیخ العرب و العجم اعلیٰ حضرت گولڑوی**

کے خلیفہ معظم حضور قبلہ **مفتی غلام محمود پپلا نوی** رحمہ اللہ تعالیٰ

کی ذات اقدس کو فقیر پر تقصیر دونوں ہاتھوں سے سلام عقیدت و محبت پیش کرتا ہے جنہوں نے عظمت مصطفیٰ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے عقیدہ اہلسنت کا پرچار کرتے ہوئے وہ عظیم الشان کتاب نجم الرحمٰن اسم با مسمی تحریر فرمائی جس کی چمک دمک عرصہ دراز سے جاری ہے۔ اور جاری رہے گی ان شاء اللہ عزوجل

اس کا مقابلہ نہ ہو سکا تھا نہ ہو سکا ہے اور نہ ہی ہو سکے گا، بڑے اکابر اعدائے دین اس کے مقابلہ سے عاجز رہے یہاں اصاغر کی کیا مجال ہو سکتی ہے۔

اس کا مقابلہ کرنا سورج چاند ستاروں کی طرف تھونکنے کے مترادف ہے۔

محض چند اوٹ پٹانگ جاہلانہ باتیں کرلینے سے اس کا جواب نہیں ہو سکتا۔ اصولی جواب کی یہ کتاب قیامت تک منتظر رہے گی۔

فقیر اجمیری نے اپنے پردادا استاذ کا قرض اتارتے ہوئے قلم کو اُٹھایا ہے، میرا مالک قبول و شمول سے مالامال فرمائے۔

آمین

# الاهداء

## بحضور صاحبزادہ والا شان ، یادگار اسلاف محب العلم و العلماء

## فخر المشائخ جناب محترم پروفیسر

## علامہ مولانا محمد ریاض محمود پپلانوی صاحب اطال اللہ عمرہ

جن کی محبت و شفقت کے زیر سایہ یہ کام کامیابی سے ہمکنار ہوا۔

اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کی علم دوستی اور عقیدہ اہلسنت کی پختگی اور

حضرت پپلانوی رحمہ اللہ کے فیوض وبرکات میں اور اضافہ فرمائے۔

آمین ثم آمین

شاہاں راچہ عجب گر بنوازند گدارا

# اظہارِ تشکر

فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

اگر تم شکر کرو گے تو تمہاری نعمتوں میں اور اضافہ کر دوں گا۔ پروردگار کائنات کا بے حد مرتبہ =بے انتہا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس کی دی ہوئی ہمت و توفیق سے کتاب ھذا حرف اول سے آخر تک مکمل ہوئی۔ ورنہ یہ فقیر نہ تو اس کرم کے قابل تھا اور نہ ہی اس کی ہمت و طاقت رکھتا تھا۔ پھر اس نے میرے لئے اسباب و معاون بنائے جو میرا دست و بازو بنے، میری مراد

1۔ صاحبزادہ والاشان پروفیسر ریاض محمود پپلانوی صاحب

2۔ فاضل نوجوان حضرت مولانا صاحبزادہ محمد حبیب اللہ انتالوی جلالی

3۔ فاضل محتشم، مجاھدِ اہلسنت جناب علامہ مولانا محمد عمران رضا جلالی صاحب زید علمہ وعملہ

4۔ محبی فی اللہ، فخر اساتذہ و تلامذہ مولانا مفتی محمد طاہر نواز قادری جلالی زید شرفہ

(سابق شیخ الحدیث مرکز صراط مستقیم جامعہ جلالیہ لاہور)

5۔ مولانا صوفی محمد نثار احمد قادری زید علمہ وذوقہ المتعلم جامعہ جلالیہ لاہور

6۔ مولانا محمد اکرم نعیمی حفظ اللہ نعیمی بک سٹال اردو بازار لاہور

7۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عرفان جلالی صاحب

(انچارج آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ مرکز صراطِ مستقیم لاہور)

8- محترم المقام علامہ مولانا پیر محمد اظہر ضیاء جلالی

(مہتمم مرکز صراط مستقیم بھسین جلو موڑ لاہور)

و دیگر تمام معاونین شکر اللہ سعیھم آمین

**محمد جاوید سیالوی اجمیری** عفی عنہ

# فہرست

# تقریظ

حضور سیدی کنز العلماء پروفیسر ڈاکٹر مفتی **محمد اشرف آصف جلالی** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

چیئرمین تحریک لبیک یا رسول اللہ ﷺ و بانی ادارہ صراطِ مستقیم پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

**الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علی خاتم النبیین سید الرسل و خاتم المعصومین ﷺ وعلیٰ آلہ وا صحابہ اجمعین**

سید المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ کے علوم کا موضوع نہایت تفصیلی اور لذیذ موضوع ہے۔ علومِ مصطفی ﷺ میں سے آپ کے علومِ غیبیہ کا شعبہ بہت زیادہ تابناک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا اور نوازشات سے آپ ﷺ کو علومِ غیبیہ کے جو ذخائر دیے گئے ہیں، قلم ان کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

سرورِ کونین ﷺ کی سیرت مطہرہ کے مصنفین علومِ مصطفی ﷺ کو مختلف ادوار و عہود میں خراج تحسین پیش کرتے آئے ہیں۔ بحر العلوم حضرت علامہ حافظ غلام محمود پپلانوی گولڑوی قدس سرہ العزیز نے بھی "نجم الرحمن" نام سے ایک نہایت مستند اور عمدہ کتاب لکھی اور تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کے علومِ غیبیہ کو دلائل و براہین سے بیان کیا۔ بعض کور چشم حضرات نے اس اہم تحقیق پر بچگانہ حملے کیے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد جاوید اقبال اجمیری سیالوی جلالی صاحب کو کہ جنہوں نے بڑی مہارت سے معترض کو دندان شکن جواب دیا۔ اور "فتح الرحمن" نام سے کتاب تصنیف فرمائی۔

فتح الرحمن کی تصنیف کے پیچھے محسن اہل سنت حضرت قبلہ پروفیسر محمد ریاض محمود صاحب زید شرفہ کی تحریک جلوہ گر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایۂ عاطفت تا دیر سلامت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس ''فتح الرحمن'' کو عوام و خواص کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید بنائے۔

**آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین**

والسلام مع الاکرام

محمد اشرف آصف جلالی

مہتمم مرکز صراط مستقیم تاج باغ لاہور

25 ستمبر 2023ء بمطابق ۰۸ ربیع النور شریف ۱۴۴۵ھ

# تقریظ

حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ پروفیسر **محمد ریاض محمود پپلانوی** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ محمودیہ پپلاں شریف

# حمد باری تعالیٰ

کہتی ہے یہ پھولوں کی ردا اللہ ھو اللہ

کہتی ہے یہ پھولوں کی ردا اللہ ھو اللہ

اشجار کے پتوں نے کہا اللہ ھو اللہ

بادل نے آسماں پہ لکھا اللہ ھو اللہ

پربت کے قطاروں کی ندا اللہ ھو اللہ

ہو سورہ یٰسین کہ ہو سورہ رحمٰن

قرآن کے لفظوں کی صدا اللہ ھو اللہ

قرآن کے لفظوں کی صدا اللہ ھو اللہ

کرتا ہے ثناء تیری برستا ہوا پانی

دریا بھی ہے مصروفِ ثناء اللہ ھو اللہ

خوشبو کرن ، اجالے دھنک اور کہکشاں

واصف ہیں تیرے ارض و سماء اللہ ھو اللہ

شبنم گری جو پھولوں پہ پڑھتی ہوئی ثناء

بلبل نے دیکھ کر یہ کہا اللہ ھو اللہ

جب نزع کے عالم میں ہو مولیٰ یہ اُجاگر

ور دزباں ہو ذکر تیرا اللہ ھو اللہ

# نعت شریف

| | |
|---|---|
| جو ہو چکا ہے جو ہو گا حضور جانتے ہیں | تیری عطاء سے خدایا حضور جانتے ہیں |
| وہابیوں کا عقیدہ وہ غیب دان نہیں | صحابیوں کا عقیدہ حضور جانتے ہیں |
| اے علم غیب کے منکر، خدا کو دیکھا ہے | تجھے بھی کہنا پڑے گا حضور جانتے ہیں |
| کہاں مریں گے ابو جہل و عتبہ وشیبہ | کہ جنگ بدر کا نقشہ حضور جانتے ہیں |
| وہ مومنوں کی تو جانوں سے بھی قریب ہوئے | کہاں سے کس نے پکارا حضور جانتے ہیں |
| انھی کے ہاتھ میں ہیں کنجیاں خزانوں کی | کہ کس کو دینا ہے کتنا حضور جانتے ہیں |
| بروز حشر شفاعت کریں گے چن چن کر | کہ ہر غلام کا چہرہ حضور جانتے ہیں |
| یہ ہرنی کہنے لگی چھوڑ دے مجھے صیاد | میں لوٹ آؤں گی واللہ حضور جانتے ہیں |
| اور بروز حشر شفاعت کریں گے وہ لیکن | اگر ہوا یہ عقیدہ حضور جانتے ہیں |
| ملے تھے راہ میں نو بار کس لیے موسیٰ | کہ دیدِ حق کا بہانہ حضور جانتے ہیں |
| چھپا رہے ہیں لگاتار میرے عیبوں کو | میں کس قدر ہوں کمینہ حضور جانتے ہیں |
| میں چپ کھڑا ہوں مواجہ پہ سر جھکائے ہوئے | سناؤں کیسے فسانہ حضور جانتے ہیں |
| اسی لیے تو سلایا ہے اپنے پہلو میں | کہ یار غار کا رتبہ حضور جانتے ہیں |
| نبی کا فیصلہ نہ مان کر وہ جان سے تو گیا | مزاج عمر کا ہے کیسا حضور جانتے ہیں |
| وہی ہیں پیکرِ شرم وحیا و ذوالنورین | مقام ان (عثمان) کی حیا کا حضور جانتے ہیں |
| وہ خود شہید ہیں بیٹے نواسے پوتے شہید | علی کی شان یگانہ حضور جانتے ہیں |
| میں ان کی بات کروں کہاں یہ میری اوقات | کہ شانِ فاطمہ زہرا حضور جانتے ہیں |
| جناں میں کون ہیں سردار نوجوانوں کے | حسن حسین کے نانا حضور جانتے ہیں |

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الرسل و خاتم النبین و المعصومین و علی آلہ و اصحابہ المحفوظین اجمعین

اما بعد

عبدہ الضعیف والفقیر محمد جاوید اقبال اجمیری سیالوی عرض گزار ہے کچھ عرصہ قبل ایک کتاب دیکھنے کا اتفاق ہوا جو نام کے لحاظ سے تو بظاہر خوبصورت تھی لیکن کام کے لحاظ سے خوبصورت تو درکنار جہالتوں و ظلمتوں سے بھرا ہوا ایک دفتر تھی وہ کونسی کتاب تھی۔

تعارف: شمس الرحمن بجواب نجم الرحمن موئلف نعمۃ اللہ نعمانی آف میرن وغیرہ

یہ کتاب اہل سنت کے عظیم عالم دین محقق شیخ المدرسین بحر العلوم حضرتنا و مولانا مفتی غلام محمود پپلانوی گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم اور لاجواب کتاب نجم الرحمن کا جواب ظاہر کی گئی۔ حالانکہ یہ اس کتاب کے دسویں حصے کے دسویں حصے کا بھی جواب نہیں۔ نہ کہیں دلیل و دعوی میں مطابقت نہ کہیں سنجیدگی ہے۔ نہ کہیں علمی رنگ نظر آیا نہ کہیں کسی دلیل کا اصولی جواب دیا اصولی جواب دینا اور چیز ہے اور محض اوراق سیاہ کر دینا اور چیز ہے یہ تو ہر صبی و مجنوں بھی کر لے گا یاد رہے کتاب لاجواب نجم الرحمن کو منصہ شہود پر آئے ہوئے سو سال سے زائد عرصہ گزر گیا لیکن پوری صدی میں کسی وہابی کو اس کا جواب لکھنے کی ہمت نہ ہوئی

جب بڑے بڑے ناکام ہو گئے تو پھر یہ بچہ تو بچہ ہے۔ کتاب کے صفحہ نمبر 28 سے لیکر 102 تک علماء کے علمی و تحقیقی اختلاف کو جو کہ امت کیلئے رحمت قرار دیا گیا اور خود وہابیوں میں بھی موجود ہے۔ اس کی آڑ لیکر علماء اہل سنت کی کردار کشی کی ہے جو کہ جواب کا اصل مقصد تھا، اور خاص طور پر امام احمد رضا کے نیزے کی مار جو پڑی تھی اس کی وجہ سے امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر زہر اگلنے کی اخیر کی اور باقی علماء پر تنقید، خاص طور پر خوشبوئے بندیالوی مولانا فضل الرحمن پر ثانوی طور پر الزامات عائد کئے ہیں۔

نوٹ : ایک مقدمہ تین ابواب اور خاتمہ پر کتاب مشتمل ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلوا علی الحبیب

# مقدمة الكتاب

## کتاب کے مقدمہ کے بیان میں

## عقیدہِ علم غیب کی تشریح وتوضیح :

قارئین کرام ! ہم اہل سنت وجماعت حنفی بریلوی حضرات کا علم غیب نبوی کے حوالے سے عقیدہ و نظریہ کیا ہے سب سے پہلے اس کو معلوم کرنا اور سمجھنا نہایت ضروری ہے ۔تاکہ مابہ النزاع کی تعیین ہو اور ظاہری تعارض وتناقض جو بین الآیات والاحادیث ہے بلکہ علماء اہل سنت اور علماء وہابیہ کے درمیان جھگڑے کا سبب ہے،توسب سے پہلے اس کی تعیین ضروری ہے۔

امام اہل سنت غزالی زماں پیر سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل سنت کا عقیدہ علم غیب درج ذیل الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں :

حضور سید عالم ﷺ کے علمِ اقدس کے بارے میں ہمارا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ ﷺ کو روزِ اول سے روزِ آخر تک کا علم دیا اور تمام علوم مندرجہ لوح محفوظ نیز اپنی ذات وصفات کی معرفت سے متعلق بہت اور بے شمار علوم عطا فرمائے۔جمیع جزئیات خمسہ کا علم دیا جس میں خاص وقت قیامت کا علم بھی شامل ہے احوال جمیع مخلوقات تمام مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن کا علم عطا فرمایا لیکن بایں ہمہ حضور اکرم ﷺ کا علم عطائی ہونے کی وجہ سے حادث (یعنی اس کی ابتدا وانتہاء) ہے،اور اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی وقدیم ۔سرکار مدینہ ﷺ کا علم ہرگز اللہ تعالیٰ کے علم کے مساوی (برابر) نہیں۔علم

رسول متناہی ہے۔(اور اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے)[1]

حضرت غزالی زماں کے مذکورہ اقتباس سے عقیدہ اہل سنت بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

| جو ہو چکا ہے جو ہو گا حضور جانتے ہیں ۔ | تیری عطاء سے خدایا حضور جانتے ہیں ۔ |
|---|---|

## علمِ غیبِ خدا و محبوب خدا میں فرق:

قارئین محترم: عام طور پر منکرین علم غیب عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کیلئے یہ مغالطہ اور شوشہ چھوڑتے ہیں کہ جناب اگر رسول کریم ﷺ کیلئے علوم غیبیہ مان لیے تو چونکہ اللہ تعالیٰ بھی غیب جانتا ہے تو اگر حضور اکرم ﷺ بھی غیب جانیں تو مساوات یعنی اللہ کے علوم اور حضور کے علوم میں برابری لازم آئے گی۔ اور یہ برابری تو یقینا شر کہے۔

ہم اسی مغالطے کے جواب میں چند فرق بیان کرتے ہیں جن سے واضح ہو جائے گا کہ علمِ خدا و محبوبِ خدا میں برابری تو بڑی دور کی بات ہے علم محبوب کا علم خدا سے کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت تاجدارِ بریلی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو فرق بیان کئے ہیں ان کا خلاصہ ملاحظہ ہو:

1۔ علمِ ذاتی اللہ تعالیٰ کیلئے ہے علم عطائی مخلوق کیلئے ۔

---

[1] (مقالات کاظمی حصہ دوئم صفحہ 132، مطبوعہ ملتان)

2۔ علم غیر محیط اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ علم محیط مخلوق کیلئے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی یعنی اس کی کوئی حد بندی نہیں ہے، علم مخلوقات متناہی ہیں ان کی باقاعدہ حد بندی ہے، غیر متناہی اور متناہی میں تو کوئی نسبت ہی ممکن نہیں مساوات کا دعوی کرنا تو بڑی دور کی بات ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ کا علم علمِ ذاتی واجب للذات ہے جبکہ مخلوق کا علم علمِ عطائی ممکن للذات ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے، مخلوق کا علم حادث ہے۔

6۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر مخلوق اور مخلوق کا علم مخلوق ہے۔

7۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی مخلوق کے زیر قدرت نہیں اور مخلوق کا علم زیر قدرت الٰہی ہے۔

8۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب البقاء ہے اور مخلوق کا علم جائز الفنا ہے۔

9۔ اللہ تعالیٰ کے علم کا تغیر و تبدل ناممکن ہے اور مخلوق کے علم کا تغیر ممکن ہے۔

10۔ اللہ تعالیٰ کا علم کلی ہے، علم کل اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے اور علم بعض مخلوق کیلئے ہے۔

امام المفسرین حضرت امام فخر الدین رازی اپنی مشہور زمانہ تفسیر تفسیر کبیر میں زیر آیت وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ الخ فرماتے ہیں: امام الحرمین یقول: معلومات اللہ تعالیٰ غیر متناہیة ومعلوماته فی کل واحد من

تلک المعلومات ایضا غیر متناہیۃ ،وذالک لان الجواہر الفرد یمکن وقوعہ فی احیاز لا نہایۃ لھا علی البدل ویمکن اتصافہ بصفات لا نہایۃ علی البدل وکل تلک الاحوال التقدیریۃ دالۃ علی حکمۃ اللہ تعالیٰ وقدرتہ ایضا واذا کان الجواہر لفردوالجزء الذی لا یتجزء کذالک فکیف القول فی کل ملکوت اللہ تعالیٰ۔[2]

ترجمہ: حضرت امام الحرمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کی معلومات غیر متناہیہ ہیں یعنی ان کی کوئی انتہاء نہیں ہے پھر اس کی معلومات پر موجود و معلوم چیز میں غیر متناہی معلومات ہیں۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جوہر فردی اور وہ جزجو تقسیم کو قبول نہ کرے کہ اس سے مقدار میں کوئی کم چیز متصور ہی نہ ہوسکے (فلسفہ کی اصطلاح میں اس کو جزءلایتجزی کہتے ہیں)تو اس کا بدلیت کے طور پر اور ایک دوسری کے بعد بے شمار صفات کے ساتھ موصوف ہونا بھی ممکن ہے۔اور یہ تمام احوال تقریدیہ یعنی اس کا ہر مکان میں موجود ہونا اور صفات میں سے ہر صفت کے ساتھ موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی قدرت پر دلالت کرتے ہیں ۔جب جوہر فردی اور تقسیم کو قبول نہ کرنے والی جزء میں اس کی معلومات کا یہ عالم ہے تو تمام موجودات میں اللہ تعالیٰ کے معلومات کا کیاعالم ہوگا؟

سُبْحَانَ اللہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیمِ

2(تفسیر کبیر جلد،5، صفحہ 35،رشیدیہ کوئٹہ)

ان لوگوں کی جہالت پر افسوس ہے جنہوں نے اپنی جہالت کی بنا پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے علوم کی قدر نہ کی اور ان کو محدود ومتناہی مان کر الٹا مخلوق کے ساتھ ملا دیا اللہ تعالیٰ کے علوم کو مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن تک محدود کرنا یا لوحِ و قلم تک محدود کرنا یا زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے اندر مخلوقات موجود ہیں ان تک محدود کرنا جیسا کہ وہابیہ کہتے ہیں کہ ان میں سے جو صورت بھی مان لی گئی شرک ہو جائے گا ۔مذکورہ تمام اشیاء میں اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے اور صرف ان تک محدود و منحصر نہیں ہے۔

پھر یہ بھی جہالت ہے کہ سمندر لا محدود کو قطرہ محدود کے برابر مان لیا جائے۔

11۔ اہل سنت کے علماء حضور کیلئے علم مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن مانتے ہیں یعنی جو موجودات ہوئے یا ہوں گے لیکن وہ ۔۔۔۔۔۔جو ابھی موجود نہیں یا آئندہ موجود نہیں ہوں گے اس کا علم نہیں مانتے۔تو ایک واضح فرق دونوں علموں میں یہ بھی ہے کہ علم باری صرف موجودات میں بند نہیں جبکہ علم محبوبِ باری موجودات میں بند ہے تو برابری کہاں ہو گی۔

12۔ حضور کا علم اعلام و تعلیمِ خداوندی سے ہے جبکہ خدا کا علم ایسا نہیں۔

13۔ حضور کا علم غیب تدریجی یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے حاصل ہوا اور رب تعالیٰ کا علم ایسا نہیں ہے۔

14۔اللہ تعالیٰ کے علم پر سھو ونسیان طاری نہیں ،جبکہ حضور کے علم پر یہ ممکن ہے۔اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی بہت ساری حکمتیں ہوتی ہیں۔

15۔رب العزت کے علم پر ذھول وعدم التفات کا طاری ہونا ممکن نہیں جبکہ ثانی میں ممکن ہے۔

16۔رب تعالیٰ کا علم مسبوق بالعدم نہیں ہے جبکہ ثانی مسبوق بالعدم ہے۔جیسا کہ آیتِ کریمہ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ سے واضح ہے۔

قارئین کرام !مذکورہ بالا 16 وجوہ فارقہ کے ہوتے ہوئے حالانکہ مساوات کی نفی کیلئے تو ایک ہی وجہِ فرق کافی تھی۔

مساوات کا قول کرنا یہ ظلمِ عظیم ہے کہ نہیں فیصلہ قارئین کریں گے اور پھر اسی مساوات والے مغالطے کو سامنے رکھ کر کفر وشرک کا فتویٰ جو کہ ساری امت پر اور خود امام الانبیاء بلکہ رب العلیٰ پر ہے کہ نہیں ؟

## اکابر علماء دیوبند کا عقیدہ علمِ غیب:

تمام وہابیہ مقلد وغیر مقلد دیوبند ونام نہاد اہل حدیث کے متفقہ امام المعروف شاہ اسماعیل دہلوی المتوفی 1246ھ لکھتا ہے کہ:

جو کسی نبی کیلئے غیب کی بات جاننے کا دعوی کرے اگرچہ ایک درخت کے پتوں کی گنتی کے بارے میں ہی ہو اس نے اللہ سے شرک کیا۔(پھر یہ بھی کہا کہ)یوں مانے کہ وہ براہ راست جانتے ہیں یا خدا کے بتائے ہوئے علم سے جانتے ہیں ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔[3]

[3] (تقویۃ الایمان، صفحہ 22، نیز صفحہ 55)

**فائدہ:** مذکورہ حوالے سے معلوم ہو گیا کہ دیوبند کے امام حضور نبی کریم ﷺ یا دیگر کسی نبی کیلئے عطائی علمِ غیب کے بھی قائل نہیں اصل عقیدہ ان کا بھی یہی ہے

## کیا حضور نبی کریم ﷺ کی علمی وسعت پر کوئی نص نہیں؟

علماء دیوبند کے انتہائی قابل اعتماد فاضل خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں (جو کہ دیوبند کے پیشوا رشید احمد گنگوہی کی تصدیق شدہ ہے) تحریر کیا ہے کہ:

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ **شیطان وملک الموت** کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے، شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر دو عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔[4]

اور اسی کتاب کے صفحہ نمبر 52 پر ہے کہ:

**اعلیٰ علیین** میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور **ملک الموت** سے افضل ہونے کی وجہ سے ہر گز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائے کہ زیادہ۔ (انتھیٰ)[5]

---

[4] براہین قاطعہ، صفحہ 51، مطبوعہ ساڈھورہ

[5] براہین قاطعہ، ص 51، مطبوعہ ساڈھورہ

فائدہ : اس عبارت پر تبصرہ اور رد تو ہم بعد میں جا کر کریں گے سر دست اس سے ثابت ہونے والے عقائد دیوبند واضح کر دیتے ہیں۔

1۔ شیطان جو کہ دشمن خدا و بندگانِ خدا ہے اس کا علم حضور سے زیادہ ہے۔

2۔ حضرت ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کا علم بھی حضور سے زیادہ ہے۔

3۔ مذکورہ دونوں ذوات کا علم اتنا وسیع ہے کہ پورے زمین کا احاطہ کئے ہوئے (گھیرے ہوئے) ہے۔

4۔ مذکورہ دونوں ذوات کے اتنے وسیع علم پر باقاعدہ نص دلیل شرعی موجود ہے (حالانکہ قرآن وسنت میں ایسی کوئی نص نہیں۔)

5۔ جو علمی وسعت مذکورہ دونوں ذوات کیلئے ثابت ہے وہ حضور کیلئے نہیں ہے۔

6۔ حضور کی وسعتِ علمی پر کوئی نص موجود نہیں ہے (حالانکہ بے شمار آیاتِ مبارکہ واحادیثِ طیبہ بطور ثبوت موجود ہیں۔)

7۔ اگر مذکورہ دونوں ذوات کیلئے پوری زمین کی ہر ہر چیز کیلئے علمی وسعت مان لو تو شرک لازم نہیں آئے گا لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مان لیں تو شرک ثابت ہو گا اور بندہ مشرک ہو جائے گا۔

8۔ اگر مذکورہ دونوں ذوات کیلئے وسعت علم مان لیں تو علم غیب کی نفی والی نصوص رد نہیں ہوں گی لیکن اگر حضور کیلئے مانیں تو وہ نصوص رد ہو جائیں گی۔

9۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو ملک الموت سے افضل لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ان کے برابر بھی نہیں زیادہ ہونا تو بڑی دور کی بات ہے۔

## کیا حضور ﷺ کو (معاذ اللہ) اپنے خاتمے کا علم نہیں ؟

امام الوہابیہ ہند دہلوی لکھتا ہے:

1۔ محمد ﷺ کچھ نہیں جانتے تھے (**معاذ اللہ**) یہاں تک کہ انہیں اپنے خاتمے تک کا علم نہ تھا۔[6]

2۔جو کوئی بات کہے کہ پیغمبر خدا یا کوئی امام یا بزرگ غیب کی بات جانتے تھے اور شریعت کے ادب سے منہ سے نہ کہتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔[7]

**فائدہ :** مذکورہ بات میں غیب کی بالکل نفی کر رہا ہے۔

3۔سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان ہیں۔[8]

**فائدہ :** مذکورہ بات میں امام الوہابیہ نے بڑے بندوں سے انبیاء کرام مراد لیے ہیں جیسا کہ اس کی ذریت بھی اس کی معترف ہے۔اور **معاذ اللہ** انبیاء کرام کو اس نادان نے بے خبر اور نادان قرار دیا ہے اور یاد رہے کہ نادان کا ایک معنی بے عقل بے وقوف بھی ہے۔( **معاذ اللہ**) اس عبارت میں انبیاء کرام کی کتنی توہین و بے ادبی ہے۔یہ کسی صاحب عقل سلیم پر پوشیدہ نہیں ہے۔

---

6 تقویۃ الایمان، باب فی التوحید والشرک، فصل نمبر 1، صفحہ 33

7 تقویۃ الایمان، صفحہ 27

8 تقویۃ الایمان، صفحہ 25

**فائدہ:** اس طرح کی توہین آمیز عبارات سے تقویۃ الایمان بھری ہوئی ہے۔

4۔امام الوہابیہ رشید احمد دیوبندی لکھتاہے کہ: جو شخص **اللہ جل شانہ** کے سوا علم غیب کسی دوسرے شئ کو ثابت کرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بے شک کافر ہے۔[9]

5۔ دار العلوم دیوبند کے مہتمم اعلی اور دیوبند کے عظیم پیشوا قاری طیب لکھتاہے کہ رسول اور امت رسول اس حد تک مشترک ہیں کہ دونوں کو علمِ غیب نہیں۔[10]

**فائدہ:** ماننے پہ آئے تو بعض علوم غیبیہ ہر صبی (بالکل چھوٹا بچہ )مجنوں (پاگل )بلکہ جمیع حیوانات وبہائم (چارپائے)

کیلئے بھی مان لیا حالانکہ یہ سارا معاملہ بھی علم غیب کاہی تھا مگر جب انکار کرنے پر اترے تو حضور ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کو اپنے اوپر قیاس کرکے کہا جیسے ہمیں علمِ غیب نہیں تو ایسے ہی حضور ﷺ کو بھی نہیں حضور ﷺ اس معاملے میں ہمارے ساتھ شریک ہیں یعنی ہمارے جیسے ہیں۔**(معاذ اللہ)**

6۔کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر علم کی تقسیم یوں نہ ہوگی کہ اللہ کا ذاتی علم ،رسولوں کے علم عطائی یعنی ۔۔۔فرق کے ساتھ دونوں برابر ہیں گویا ایک حقیقی خدا ایک مجازی خدا[11]

---

9(فتاوی رشیدیہ، جلد1، صفحہ 20)

10(فاران کا توحید نمبر، صفحہ 114)

11(فاران کا توحید نمبر، صفحہ 121)

**فائدہ :** مذکورہ عبارت سے واضح ہو گیا کہ دیوبندیوں کے عقیدے میں حضور ﷺ کو **اللہ تعالیٰ** نے علم غیب عطا بھی نہیں کیا اور دیوبند عطائی علم کے بھی منکر ہیں۔ اور دوسری بات یہ معلوم ہو گئی کہ ان کے عقیدے کے مطابق **اللہ تعالیٰ** کی عطا سے حضور ﷺ میں علم غیب مان لیا تو حضور کو مجازی خدا ماننا لازم آئے گا (معاذاللہ) ہم آگے چل کر بتائیں گے کہ ذاتی و عطائی والی تقسیم قرآن و سنت کے عین مطابق بلکہ ضروری ہے۔

7۔ بیمارانِ دیوبند کے حکیم امت دیوبند اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ:

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔[12]

**فائدہ:** رشید گنگوہی نے لکھا جیسا کہ گذر چکا ہے 'کہ جو شخص **اللہ جل شانہ** کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے وہ بے شک کافر ہے۔[13]

اشرف علی تھانوی نے انسان تو انسان رہے بچوں، پاگلوں ہر قسمی چار پائے اور جانوروں کیلئے ثابت مانا تو وہ کافر ہوا یا نہیں ؟جواب کا انتظار رہے گا۔ حضور

---

12(رسالہ حفظ الایمان، صفحہ 8)

13(فتاوی رشیدیہ، جلد 1، صفحہ 20)

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم غیب کی نفی کرنے نکلے تھے کہاں سے کہاں جا پہنچے۔ آج تک علماء دیوبند نے اس کفر کا ایکشن کیوں نہ لیا، مزید تبصرہ بعد میں آئے گا۔ان شاءاللہ

## علماءِ دیوبند کا رب تعالیٰ کی ذات کے لئے جہل ثابت کرنا

صاحب کتاب شمس الرحمن کے انتہائی ممدوح مولوی حسین علی جو کہ رشید گنگوہی کا شاگرد ہے اس کی تفسیر **بلغۃ الحیران** میں ہے۔

1۔اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں، اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہو گا۔اور آیاتِ قرآنی جیسا کہ **وَ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ** وغیرہ اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔

**فائدہ :** مذکورہ عبارت سے دو باتیں واضح ہو گئیں۔

1۔کوئی انسان کوئی کام کرے گا تو جس طرح خود اس کو اور دیگر لوگوں کو کرنے کے بعد معلوم ہو گا، اسی طرح **اللہ تعالیٰ** کو بھی پہلے علم نہیں ہوتا اور **معاذ اللہ** وہ بندے کے فعل سے بے خبر اور بے علم ہوتا ہے تو اس طرح بندوں کا معاملہ اور **اللہ تعالیٰ** کا معاملہ ایک جیسا ہے۔

2۔اندازِ بیان سے جس طرح کہ کہا گیا آیات قرآنی و احادیث کے الفاظ بھی اس پر منطبق ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی عقیدے کو پسند کر رہے ہیں ورنہ ان آیات و احادیث کا جواب دیتے۔ اور منطبق ہونے کا قول نہ کرتے۔

قارئین کرام! کچھ تو سمجھ آگیا ہو گا کہ جن ظالموں نے رب تعالیٰ کی ذات کو نہ چھوڑا اور اس کے علم ازلی وابدی کا انکار کر دیا غیر خدا کو کہاں سے چھوڑیں گے۔ لہٰذا ہمیں اس پر کوئی تعجب نہیں کہ ان لوگوں نے علومِ مصطفیٰ ﷺ کا انکار سرکار کا امتی ہوتے ہوئے بلکہ عالم فاضل ہوتے ہوئے کیوں کیا؟

## 2۔اللہ تعالیٰ کے علم لازمی وضروری کا انکار:

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی لکھتا ہے کہ: عیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہئے کر لیجئے یہ **اللہ تعالیٰ** ہی کی شان ہے۔[14]

**فائدہ**: ہر لفظ قابل غور و گرفت ہے اہل علم جانتے ہیں دریافت یہ یافتن (پانا) کا حاصل مصدر ہے مطلب ہے کہ ایک چیز پہلے حاصل و معلوم نہ ہو پھر اسے معلوم وحاصل کیا جائے یہ اس کی شان بتائی جا رہی ہے اسی طرح (جب چاہے کر لیجئے) یہ لفظ بھی یہی واضح کر رہے ہیں کہ اللہ جب چاہتا ہے غیب کو دریافت کر لیتا ہے۔ لیکن اس چاہت و دریافت سے قبل اسے علمِ غیب نہیں ہوتا (**معاذ اللہ**)

یہاں اللہ کے علم کو ممکن واختیاری بتایا جا رہا ہے یعنی وہ چاہے تو دریافت کر لے تو اسے علم غیب حاصل ہو جائے گا اگر وہ دریافت کرنا نہ چاہے تو اسے علمِ غیب نہ ہو گا۔ حالانکہ قرآن وسنت کے مطابق **اللہ تعالیٰ** کا علم لازمی وضروری ہے جو کسی وقت بھی اس سے جدا نہیں۔

---

14 (تقویۃ الایمان، صفحہ 17)

اسی طرح تفویہ کی عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ **اللہ تعالیٰ** کا علم ازلی وابدی اور قدیم نہیں بلکہ حادث ہے کیونکہ عبارت سے واضح ہے کہ: **اللہ تعالیٰ** کو غیب کا علم ابھی تک تو نہیں ہے ہاں اختیار ہے جب چاہے دریافت کرلے۔ **(معاذ اللہ)**

## کیا اللہ تعالیٰ کا علم غیب کسی کا عطا کردہ ہے؟

**امام الوہابیہ نے اسی تفویہ الایمان میں لکھا: پھر خواہ یوں سمجھئے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔**[15]

**فائدہ** : ہر لفظ قابلِ غور ہے اور وہابیہ کے عقیدہ کی ترجمانی کر رہا ہے۔ **امام الوہابیہ نے کہا خواہ اللہ کے دینے سے یعنی اللہ نے فلاں کو علم غیب عطا فرمایا ہے اس سے بھی شرک ثابت ہوگا۔**

اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے کہ شرک کا خواہ لغوی معنیٰ لیں یا اصطلاحی شرعی، اس میں شراکت والی بات ضرور ہوگی تو اس کا مطلب ہوا کہ اللہ کا بھی علم کسی کا عطا کردہ ہے۔ اور غیر خدا انبیاء وغیرہم کا بھی عطا کردہ اب شراکت والی بات ہوئی۔

ظاہر ہے کہ اگر دونوں علم عطائی نہیں ہوں گے تو شراکت کہاں سے ہوگی؟

ہاں جب کہیں گے اللہ کا بھی عطائی اور بندوں کا بھی عطائی اب معاملہ ایک جیسا ہوا واہ کیا بات ہے حضور سے علم غیب کی نفی کرتے کرتے کہاں تک جا پہنچے۔

---

15(تقویۃ الایمان، صفحہ 8)

**مختصر بات** یہ ہے کہ وہابی تحقیق کے مطابق اگر اللہ کا علم اور بندوں کا علم دونوں عطائی ہوں تو شرک ثابت ہو گا لیکن اگر اللہ کا علم ذاتی یعنی کسی نے اس کو عطا نہیں کیا اور بندوں کا عطائی ہو تو شراکت نہ ہونے کی وجہ سے شرک نہ ہو گا۔

قارئین کرام ! جن ظالم لوگوں نے باری تعالیٰ کی ذات کی اتنی حد تک توہین کی وہ حضور کی توہین سے کیسے پیچھے رہ سکتے تھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلوا علی الحبیب

# الباب الاول

## علمی اختلافات کے بیان میں

صاحب شمس کا اعتراف حقیقت :سب سے پہلے ہم اپنے دعوی کہ کتاب نجم الرحمن یقینا لاجواب کتاب ہے۔اس کا نام نہاد رد لکھنے والے کے قلم و الفاظ سے ہی اس پر دلیل پیش کرتے ہیں تاکہ پتہ چلے کتاب واقعہ ہی لاجواب ہے۔

دلیل نمبر1: صفحہ 28 سے لے کر صفحہ 102 تک نجم الرحمن کی کسی ایک بات کا بھی جواب نہ دینا اور صرف پانی میں مدہانی مارمار کر وقت ضائع کرنا حالانکہ اس بیچارے کا اصل مقصد و علت غائیہ کتاب لاجواب نجم الرحمٰن کا رد لکھنا تھا تو سو کے قریب صفحات خواہ مخواہ سیاہ کر دینا اس سے ظاہر ہے کہ کسی نہ کسی طرح علماءِ اہل سنت کی کردار کشی کر کے لوگوں کو اصل مقصد سے پھیر دیا جائے۔یہ اشتغال بمالا یعنی نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔کتاب کو عنوان و نام یہ دیا کہ یہ نجم الرحمن کا جواب ہے اور اس میں باتیں ادھر ادھر کی لکھنی شروع کر دیں۔

دلیل نمبر2: کتاب شمس کے صفحہ 28 پر خود موٗلف نے جو تحریر کیا ملاحظہ ہو:

اگر مفتی فضل الرحمن بندیالوی کے تلامذہ تیسرے ایڈیشن جدید کی اشاعت نہ کرتے تو ہم بھی رد لکھنے کی زحمت نہ اٹھاتے۔

**اقول:** : مذکورہ اقتباس سے واضح ہے کہ ویسے تو ہمارے پاس اس کتاب کا کوئی جواب نہ تھا لیکن جب مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے تلامذہ سامنے آگئے ہیں تو ہمیں جواب لکھنا پڑا۔ مطلب بالکل واضح ہے کہ کتاب لکھنے کا اصل مقصد نجم الرحمن کا جواب دینا نہیں بلکہ اصل مقصد مفتی فضل الرحمن بندیالوی اور ان کے

تلامذہ کی عزت کو اچھالنا ہے۔ورنہ اگر اصل کتاب کا جواب لکھنا ہوتا تو پوری صدی کیوں خاموشی اختیار کی جاتی۔

دلیل نمبر: 3 صفحہ مذکورہ پر تحریر کیا کہ: میری تصنیف شمس الرحمن کو مفتی فضل الرحمن بندیالوی کے تلامذہ کا رد تصور کیا جائے۔

**اقول:** : صاحب شمس نے اپنی جہالت اپنے لفظوں میں ہی بیان کردی ایک طرف کتاب کا نام رکھا، شمس الرحمن بجواب نجم الرحمن اور دوسری طرف کہتا ہے کہ یہ کتاب مفتی فضل الرحمن کے تلامذہ کا رد ہے۔گویا یہ کتاب اصل کتاب نجم الرحمن جو مولانا پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھی تھی ،یہ اس کا رد نہیں۔ہاں اس پر جو مقدمہ مفتی صاحب کے تلامذہ نے لکھا تھا یہ اس کا رد ہے۔ظاہر ہے اصل کتاب تو پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے اور مقدمہ ان کا نہیں ہے۔

## الفصل الاول ایک اور جہالت کا ثبوت اپنے الفاظ میں :

موٴلف صاحب شمس اتنا جاہل ہے کہ چند باتیں ادھر ادھر کی جمع کر کے ان کو اپنی تصنیف قرار دے رہا ہے۔اس بیچارے کو اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ تصنیف کیا ہوتی ہے تالیف کیا ہوتی ہے۔ایسے جاہل شخص کی تعریفوں اور اس کی کتاب کی تعریفوں کے جن لوگوں نے پل باندھے ہیں لگتا ہے وہ اس سے بھی پرلے درجے کے جاہل ہیں۔

**فائدہ :** صاحب شمس نے قارئین کو مغالطے دینے کی کوشش کی ہے کہ نجم الرحمن کی اشاعت اول اور ثالث میں بہت تغیر و تبدل ہے، یہ بات بالکل غلط ہے ۔اشاعت اول و ثالث بالکل ایک جیسی ہیں۔

ہاں ثانی میں ترجمہ و تسہیل شامل کی گئی ہے ۔فاضل محقق علامہ نعیم عباس نے تحریر کیا: ہمارا مدار تحقیق اشاعت اول پر ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ:

استاذ الادب مولانا علامہ حافظ محمد ابو بکر رضوی مدظلہ مدرس جامعہ محمودیہ کو نجم الرحمن کا اول ایڈیشن مل گیا، اور آپ نے وہ نسخہ ہمیں عنایت کر دیا۔[16]

اور صفحہ 57 پر تحریر کرتے ہیں کہ ہم نے اشاعت اول کو مدار و بنیاد بنایا ہے چونکہ نجم الرحمن اکابر اہل سنت کے تراث علمیہ سے ہے اور ایک تاریخی پس منظر رکھتی ہے، لہٰذا اسے مصنف کی عبارت و متن کے ساتھ **من و عن** شائع کرنا ضروری سمجھا گیا۔

**اقول:** :ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ نجم الرحمن کا تیسرا ایڈیشن اور پہلا ایک جیسے ہیں ان میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہے۔شاید صاحب شمس نے تغیر و تبدل والی بات اس لئے کر دی تاکہ غلط بیانی کا راستہ ہموار ہو سکے۔اور نام نہاد جواب لکھنے کا راستہ ہموار ہو جائے۔

---

16(نجم الرحمن، صفحہ 21)

## امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی:

صاحب شمس نے اپنی کتاب کے صفحہ 29 پر امام الوہابیہ بر صغیر پاک وہند کی طرف داری و قصیدہ خوانی کرتے ہوئے حضرت مفتی فضل الرحمن کے تلامذہ پر اعتراض کیاہے کہ: انہوں نے اسماعیل دہلوی کو نام نہاد توحید کا علم بر دار قرار دیا ہے۔[17]

**اقول:**: قارئین کرام! مقام غور ہے کہ اسماعیل دہلوی واقعہ ہی نام نہاد توحیدی تھا یا حقیقی موحد تھا یعنی شیطان کی طرح موحد تھا یا ملائکہ کی طرح حقیقی موحد تھا۔ ہم یہاں اختصار کے ساتھ دہلوی صاحب کے چند کارنامے ہدیہ قارئین کرتے ہیں جن سے واضح ہو جائے گا کہ موصوف نے شیطانی توحید کو کس انداز میں مسلمانوں پر مسلط کرنے کی کوشش کی تھی، چونکہ وہابیہ زمانہ اس کے طرف دار ہیں اس کو پکا جنتی مانتے ہیں اور اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، تو قارئین اس کے پیروں کاروں کو بھی اسی زمرے میں لیں۔

## امام الوہابیہ کا مختصر تعارف وعقائد:

ہندوستان کے مشہور شہر دہلی میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام اسماعیل رکھا گیا بڑا ہو کر وہابیہ کی طرف مائل ہو گیا اور پھر اس میدان میں اپنے پیشوا محمد بن عبد الوہاب کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ خود وہابی لوگ مقلد و غیر مقلد اس کو دوسرا ابن عبد الوہاب کہتے ہیں۔ اسی نے ابن عبد الوہاب نجدی بانی فرقہ وہابیہ کی کتاب التوحید کا

17(شمس الرحمن صفحہ 29)

اردو میں خلاصہ پیش کیا جس میں چودہ صدیوں کے مسلمانوں کو شرک وبدعت کی چکی میں پیسنے کی کوشش کی۔اس کے پیروکار دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔

1۔مقلد وہابی 2۔غیر مقلد وہابی ۔

ان دونوں فرقوں میں قدر مشترک یہی ہے کہ دونوں فرقے ابن عبد الوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کو اپنا امام وپیشوا تسلیم کرتے ہیں اور ان کے عقائد و نظریات سے متفق ہیں۔

## علماءِ دیوبند کے عظیم پیشوا رشید احمد گنگوہی کا فتوی:

محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں،ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا(واہ جن کے نزدیک تقلید شرک وحرام ہے یہ ان کو مقلد بتا رہا ہے ۔ازراقم)[18]

اب ذرا اسی مولوی کی زبان وقلم سے اسماعیل دہلوی کے ترانے بھی ملاحظہ ہوں۔مولوی اسماعیل دہلوی قطعی جنتی ہے۔[19]

**اقول:** : واہ میرے اللہ تیری شان جن ظالم مولویوں نے باقی امت صحابہ واہل بیت تو وہ رہے حضور کو جنتی نہیں مانا اور دہلوی نے حضور کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا اور وہ بطور عقیدہ۔ملاحظہ ہو :

---

18(فتاوی رشیدیہ کتاب التقلید، صفحہ 119 )

19(فتاوی رشیدیہ، صفحہ 252)

جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا الی آخرہ۔[20]

اقول:: ایک طرف تو نبی و ولی سب کے بارے میں اتنی دریدہ دہنی کہ انہیں نہ اپنے بارے میں کوئی علم ہے کہ ہمارے ساتھ قبر و حشر میں کیا ہو گا اور نہ انہیں کسی دوسرے کا علم ہے۔(معاذاللہ)

لیکن مولوی رشید صاحب نے اسماعیل دہلوی کو پکا جنتی قرار دیا ہے ظاہر ہے وہ اپنے بارے میں نہیں دوسروں کے بارے میں انجام بیان کر رہے ہیں۔

اور وہ بھی لیت لعل سے نہیں بلکہ قطعی جنتی ہونے کا سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نبی اور ولی کو تو اپنے بارے میں علم نہیں ہے مگر مولوی رشید احمد کو صرف اپنی نہیں دوسروں کی بھی خبر ہے۔واہ

## فائدہ :رشید گنگوہی کی نظر میں تقویۃ الایمان:

ہم یہاں پر یہ بھی واضح کر دیں کہ تقویۃ الایمان کا مرتبہ جو وہابیوں کے ہاں ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ اس کی ہر بات کو حرفِ آخر جانتے ہیں اور اس کے تمام مندرجات سے مکمل اتفاق کرتے ہیں تو لامحالہ اس بات سے بھی اتفاق ہو گا کہ امام الانبیاء اور دیگر ہر نبی و ولی اپنے انجام سے بے خبر ہیں۔

---

20 تقویۃ الایمان، صفحہ 31، مطبوعہ دہلوی

(معاذ اللہ )اب کتاب تقویۃ الایمان کے بارے میں مولوی رشید کا غلو ملاحظہ ہو:

سوال : تقویۃ الایمان میں کوئی مسئلہ ایسا بھی ہے جو قابل عمل نہیں یا کل اس کے مسائل صحیح ہیں؟

جواب : بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں تمام تقویۃ الایمان پر عمل کریں۔[21]

اور اسی فتاوی میں ہے کہ:

کتاب تقویۃ الایمان نہایت ہی عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔[22]

اقول:: غلو اور ظلم کی بھی انتہاء ہوتی ہے مولوی رشید تو اس سے بھی آگے نکل گیا ۔جب اس کا ہر مسئلہ درست ہے تو مذکورہ بالا مسئلہ اور دیگر مسائل سے تمام علماء دیوبند کا اتفاق ثابت ہوا۔

## کتاب تقویۃ الایمان اور افتراق بین المسلمین:

قارئین کرام! اب ہم یہاں پر خود علماء دیوبند کے مستند و معتمد علماء کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ تقویۃ الایمان کتنی زہریلی کتاب ہے، اور اس نے مسلمانوں کے

21(فتاویٰ رشیدیہ، حصہ اول، صفحہ 113،114)

22(فتاوی رشیدیہ، حصہ اول، صفحہ 40)

درمیان لڑائی جھگڑے اور افتراق کا کہاں تک حق ادا کیا اور انگریز کے منصوبے کو کہاں تک پروان چڑھایا۔ دارالعلوم دیوبند کے عظیم شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیری یہ کہنے پر مجبور ہوگئے تھے کہ:

میں تقویۃ الایمان سے زیادہ راضی نہیں ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں اس لئے راضی نہیں ہوں کہ محض ان عبارات کی وجہ سے بہت سے جھگڑے ہو گئے ہیں۔ (چند سطور بعد لکھا ہے ) تقویۃ الایمان کے مضامین پر غور و فکر کرنے کیلئے پانچ اشخاص کے سپرد یہ کام کیا گیا اور عبارات وغیرہ بدلنے کا اختیار بھی دیا گیا مگر یہ جماعت دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئی جس کے باعث اس کتاب کی تیز کلامی اور شدت میں کمی واقع نہ ہو سکی۔[23]

## بانی دارالعلوم دیوبند اور تقویۃ الایمان:

نانوتوی صاحب بھی اس رسالہ کے مندرجات سے راضی نہیں تھے۔[24]

بیماران دیوبند کے حکیم اشرف علی تھانوی کا بیان :

(اسماعیل دہلوی نے خود اعتراف کرتے ہوئے کہا، از راقم)

میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں ہی جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے

---

23(ملفوظات محدث کشمیری، صفحہ 204)

24(ملفوظات محدث کشمیری، صفحہ 105)

شرک جلی لکھ دیا گیا ہے ۔۔۔۔ گو اس سے شورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے ۔[25]

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے اسماعیل دہلوی نے خود تسلیم کیا کہ میری کتاب افتراق بین المسلمین اور لڑائی بھڑائی کا سبب بنے گی ، اور یہ بھی اعتراف کیا کہ جو شرک خفی (ریاکاری وغیرہ) تھا میں نے اس کو شرک جلی لکھا ہے ،یعنی جو حقیقت میں شرک نہ تھا اسے بھی شرک لکھا۔ تیز الفاظ کا بھی اعتراف کیا ہے ۔اس میں سب سے اہم چیز توہین انبیاءِ کرام واولیاءِ کرام ہے جس پر تمام دیابنہ اتفاق رکھتے ہیں۔

## خلاصہ کلام:

بات شروع ہوئی تھی نام نہاد توحید سے ،تو جس نام نہاد توحید کو اپنے بھی تسلیم کر رہے ہیں اگر قبلہ مفتی فضل الرحمن کے شاگردوں نے بھی کہہ دیا تو اس پر آگ بگولہ نہیں ہونا چاہیے پہلے اپنے علماء کی چارپائیوں کے نیچے ڈانگ پھیر لینی چاہئے ۔اگر آگے جا کر ضرورت محسوس ہوئی تو تقویۃ الایمان کی عبارات کارد پیش کریں گے ۔ان شاء اللہ عزوجل

قارئین کرام ! وہابیہ اتنے بد بخت لوگ ہیں کہ انہیں اپنے مزموم مقاصد کیلئے وہ حدیث تو نظر آگئی جس میں یہ تھا کہ میں محض اٹکل پچو سے نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا ہو گا۔ لیکن سینکڑوں قرآنی آیات واحادیث جن میں

---

25(ارواح ثلاثہ، صفحہ 28، از تھانوی)

حضور خود تو اپنی جگہ پر اپنے غلاموں کو بھی جنت کی بشارتیں دے کر کسی کو یہ کہہ کر کہ مانگ لو جو مانگنا ہے عشرہ مبشرہ صحابہ، پھر سید اشباب اہل الجنۃ پھر سیدہ نساء اہل الجنۃ کے فرمان جاری ہوئے۔

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا۔ [26]

اور ہر اذان کے بعد دعائے وسیلہ (یہ شاید وہابی نہ پڑھتے ہوں)

یَوۡمَ لَا یُخۡزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ۔ [27]

اور

وَ لَلۡاٰخِرَةُ خَیۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰی۔ [28]

الغرض بہت ساری آیات بینات بھی نظر نہ آئیں اس لئے کہ ان میں عظمت وشان مصطفیٰ کا بیان ہے اور ان سے وہابیہ کو کیا غرض؟۔

## عقیدہ توحید

قارئین کرام: ہم نے ماقبل صفحات میں وہابیوں کا عقیدہ توحید بیان کر دیا ہے اب ہم توحید اور شرک کی حقیقت بیان کرتے ہیں تاکہ حقیقی اور اصلی توحید اور جعلی توحید واضح ہو جائے۔

---

26 (سورہ اسراء، آیت 79)

27 (سورہ تحریم، آیت 8)

28 (سورہ ضحیٰ، آیت 4)

## توحید:

اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کو وحدہ لاشریک لہ ماننا کہ نہ اس کی ذات میں اس کا کوئی شریک (حصہ دار، شراکت دار) ہے اور نہ ہی اس کی صفات میں اس کا کوئی شریک ہے۔

**الحمدللہ** ہم اہل سنت وجماعت اس بنیادی اسلامی عقیدہ توحید پر قائم ہیں۔ کوئی سنی عالم دین ایسا نہیں کہ وہ اس کا خلاف کرے یا اس کی تعلیم دے۔ ہماری معلومات کے مطابق آج تک کسی نے اس کے خلاف نہ کیا۔

میرے استاذ محترم حضور کنزالعلماء ڈاکٹر **محمد اشرف آصف** جلالی حفظہ اللہ نے مسلسل درجن سے بھی زائد عقیدہ توحید سیمینار ہر سال منعقد کر کے عقیدہ توحید کو اتنا واضح کر دیا کہ بہت سارے وھابیہ شیطانی توحید سے توبہ تائب ہو کر حقیقی توحید ماننے والے ہو گئے۔ اب بھی نیٹ پر موجود ہیں۔

## شرک کیا ہے؟

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

الاشراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیۃ بمعنی وجوب الوجود کماللمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کمالعبدۃ الاصنام [29]

شرک کرنا، شرک میں مبتلا ہونا یہ ہے کہ معبود ہونے میں کسی کو خدا کا شریک

---

[29] شرح العقائد النسفیہ المدینۃ العلمیۃ م (الدعوۃ الاسلامیۃ) ص 203

ثابت کیا جائے اس معنی کے ساتھ کہ جس طرح اللہ واجب الوجود ہے (یعنی اس کا وجود ہمیشہ سے ثابت ہے اور ہمیشہ رہے گا) اسی طرح فلاں بھی واجب الوجود ہے ،جیسا کہ مجوسی لوگ (وہ لوگ دو خالق ثابت کرتے ہیں ایک خالق خیر اور وہ رب تعالیٰ کی ذات کو بناتے ہیں اور دوسرا ہے خالق شر اسی کا نام انہوں نے اھرمن رکھا ہوا ہے) یا اس معنی کے ساتھ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا کہ فلاں بھی عبادت کا مستحق ہے۔

**فائدہ:** معلوم ہوا کہ شرک کی اصل میں دو ہی صورتیں ہیں جو اوپر آچکی ہیں یہی وجہ ہے کہ آئمہ متکلمین رحمہم اللہ تعالیٰ نے معتزلہ پر کفر کا فتوی نہ لگایا حالانکہ ان کا عقیدہ ہے کہ بندے اپنے افعال کے خالق خود ہیں۔ تو اس طرح انہوں نے اربوں کھربوں خالق مان لیے لیکن پھر بھی وہ مشرک و کافر نہیں ہیں کیونکہ وہ مذکورہ دونوں چیزیں رب تعالیٰ کے علاوہ کسی میں نہیں مانتے۔

فلہذا اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت سے کسی کو مددگار مان لینا، کسی کو مشکل کشاء مان لینا، حاجت روا یا کسی کو شفا دینے والا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہر انسان سمیع و بصیر ہے ہاں جو چیزیں عطائی نہیں ہو سکتیں مثلاً الوھیت و ذاتی علم غیب اور مستحق عبادت ہونا یہ اللہ کی ذات پاک کے علاوہ کسی میں نہیں مانی جائیں گی۔

یاد رہے کہ توحید اور شرک ایک دوسرے کے مقابل ہیں ایک سے دوسرے کی سمجھ آجاتی ہے۔

## حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی اور عقیدہ توحید

قارئین کرام! صاحب شمس انتہائی دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے اپنی کتاب کے صفحہ 30 پر کہتا ہے :

خواجہ صاحب نے تو صراحتاً لکھ دیا ہے کہ فقط اللہ تعالیٰ ہی کو مانو۔

الجواب : اجمالی جواب تو یہ ہے کہ خواجہ صاحب کی بات اور (صرف اللہ کو مانو والی بات) میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ملاحظہ ہو آپ فرماتے ہیں:

اخص الخاص لوگوں کی توحید یہ ہے سوائے باری تعالیٰ کوئی اور نہیں ہے وہی ہے ،وہی ہے،اور بس وہی ہے۔ کہاں وہ بات کہ صرف اللہ کو مانو اور کہاں یہ مذکورہ بات مطلب بالکل واضح ہے کہ آپ وحدۃ الوجود کے پیش نظریہ فرمارہے ہیں کہ حقیقت میں اگر کائنات میں کوئی ذات موجود ہے تو ذات باری تعالیٰ ہی ہے وہ صرف اس لحاظ سے بات کررہے ہیں

### تفصیلی جواب:

ہم قارئین کی ذوق طبع کیلئے خواجہ صاحب کا مکمل حوالہ ذکر کرتے ہیں جس سے مطلب بالکل واضح ہوجائے اور دجل وفریب کا پردہ چاک ہوجائے۔ عبارت انوار قمریہ ص 63 سے فرمایا توحید کے تین مرتبے ہیں:

(1)عام لوگوں کی توحید (2)خاص لوگوں کی توحید

(3)اخص الخاص حضرات کی توحید ہے۔

(1)عوام کے نزدیک تو توحید یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق مالک،رازق اور **معطی اللہ تعالیٰ** ہی ہے۔نافع ،ضار ،شافی وہی ہے اور معبود بھی وہی ایک ذات اقدس ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔

(2)خواص کی توحید یہ ہے کہ ہر چیز جاندار ہو یا غیر جاندار(نباتات ،جمادات،حیوانات )سب میں جمال وجلال اور انوار واسرار الٰہیہ کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

(3)اخص الخاص لوگوں کی توحید یہ ہے سوائے باری تعالیٰ کوئی اور نہیں ہے ۔وہی ہے،وہی ہے،وہی ہے اور بس وہی ہے۔

فرمایا ایک شیطانی توحید بھی ہے ۔جو شیطانی لوگ اپنی طرف سے بنائے پھرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بعض اشیاء تو **اللہ تعالیٰ** کیلئے خاص کر دیتے ہیں اور بعض مخلوق کے واسطے مثلا شیطان کے مقلد کہتے ہیں کہ:

علم غیب تو **اللہ تعالیٰ** کیلئے ہے اور مشاہدہ ہمارے لئے ۔علم کلی **اللہ تعالیٰ** کیلئے اور جزئی ہمارے لئے۔حالانکہ تمام اسی سے ہے اسی کا ہے،اسی کے شایان شان ہے۔غیب ہو یا مشاہدہ،کل ہو یا جز سب کا مالک وہی ہے۔کسی کو عطا فرمادے تو اس کا حق ہے۔کسی کو دے دینے سے اس کے علم میں کمی نہیں آسکتی اور نہ ہی اس کی ذاتی صفت میں کوئی شریک ہو جاتا ہے بلکہ وہ واحد ہے،واحد ہے،احد ہے۔

## ذات وصفات کے لحاظ سے اس کا کوئی شریک نہیں

لیکن شیطانی مقلد مشرک بن کر **اللہ تعالیٰ** کے علوم اور اسی کے اوصاف وصفات

کی حدود مقرر کرتے ہیں۔(معاذ اللہ) ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ علم عطا فرما دینے سے اس کے شریک بن جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کو نہ محدود قرار دیا جاسکتا ہے نہ ہی صفات کو جب وہ بے مثل ہے تو پھر امثلہ سے مشابہت دینا شرک نہیں تو اور کیا ہے۔ بخدا یہ لوگ جاہل ہیں توحید کے صرف تین ہی مراتب ہیں جو پہلے بیان ہوئے۔ اولیاء کرام کے نزدیک کلمہ شریف سے ان تینوں مراتب کا صاف اظہار ہے۔

لَآ اِلٰہَ الا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ

اس میں پہلا جزو جو الوہیت باری تعالیٰ پر دلالت کرتا ہے اس کی تین صورتیں ہیں:

(1) لامعبود الا اللہ (2) لامقصود الا اللہ (3) لاموجود الا اللہ

پہلی صورت عوام کے نزدیک دوسری صورت خواص کے نزدیک اور تیسری صورت اخص الخواص کے نزدیک جو وحدت الوجود کے قائل ہیں۔[30]

## حاصل ہونے والے فوائد:

(01) توحید کی ایک چوتھی قسم بھی ہے یعنی شیطانی توحید اور یہ وھابیوں کی ایجاد ہے اور پہلے والی تینوں اقسام اہل سنت مانتے ہیں اور اس کی چوتھی قسم کے ہرگز قائل و معتقد نہیں ہیں۔

(02) شیطان کے مقلدین یعنی وھابیہ اللہ تعالیٰ کے علوم اور اس کے اوصاف وصفات کی حدود مقرر کرتے ہیں (معاذ اللہ) ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ علم

30 حوالہ انوار قمریہ ص 63 مطبوعہ لاہور

عطا فرمادینے سے اس کے شریک بن جاتے ہیں۔حالانکہ اللہ تعالیٰ کی نہ ذات کو محدود قرار دیا جاسکتا ہے نہ ہی صفات کو جب وہ بے مثل ہے تو پھر امثلہ سے مشابہت دینا شرک نہیں تو اور کیا ہے ۔ فرمان خواجہ پھر ایک بار غور سے پڑھیں۔شکریہ

**فائدہ:** صاحب شمس نے یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی کہ خواجہ صاحب فرماتے ہیں صرف اللہ کو مانو اور کسی کو نہیں۔نہ کسی نبی کو نہ ولی کو حالانکہ حضرت خواجہ نے کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰہَ الا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ** کی جس انداز میں وضاحت فرمائی ہے اس سے معلوم ہو گا کہ حقیقی موحد وہی ہے جو رسول کریم ﷺ کی رسالت پر بھی کامل ایمان رکھے۔

ملاحظہ ہو: حضرت شیخ الاسلام والمسلمین قدس سرہ نے فرمایا کہ کلمہ شریف کے دو حصے ہیں پہلا حصہ توحید باری تعالیٰ پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا حصہ رسالت رسول اللہ ﷺ پر درحقیقت توحید کا عنوان یہی کلمہ شریف ہے اور محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کو اصالۃ تعبیر کرنے والا بھی یہی کلمہ شریف ہے۔صرف اور صرف توحید سمجھ کر اس کو پڑھنے والا اپنے آپ کو موحد مومن نہیں کہلا سکتا۔ ذات باری تعالیٰ پر ایمان لانا اور رسول اکرم ﷺ کی رسالت کا انکار کرنا اس کو ایمان سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔مومن موحد وہی ہو سکتا ہے جو ہر دو حصوں پر ایمان رکھے۔ حضور علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے (

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) فرمایا ہے۔یہ حقیقتا آپ ﷺ کی رسالت عامہ پر بین ثبوت ہے جو آپ ﷺ کا خاصہ ہے۔دوسرے انبیائے کرام کو نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ کی ذات اقدس پر ایمان لانے کا جو حکم فرمایا گیا اور ان سے عہد لیا گیا آیت کریمہ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ

سے ظاہر ہے جس کا ثبوت واضح طور پر آئندہ رسالت کے بیان میں ذکر کیا جائے گا بہرحال (لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ)کلمہ طیبہ توحید ورسالت ہر دو کو شامل جو حضور نبی کریم ﷺ کی ذات کے طفیل مومن ومسلمان لوگوں کو نصیب ہوا۔

من قال لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہُ دخل الجنۃ

فرمان ذی شان سے مراد بھی(من قال لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ)مکمل کلمہ طیبہ ہے جس کا پڑھنے والا بہشت میں داخل ہو گا۔خزینۃ الاسرار(ص175)میں ہے۔واعلم ان التوحید لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہُ متی کتب او ذکر یقدر فیہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اکتفاء بذکرہ لشھرۃ وجوب مقارنتہ و الا اشترک توحید نا بتوحید الیھودوالنصاری ولم تمیز الابمُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ کذافی ابن مالک فی شرح المشارق فاعلم ان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ای ومُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فھو من باب الاکتفاء من اطلاق الجزء وارادۃ الکل اوعلی ان الکلمۃ المذکورۃ ھی علم لشھادتین اذ من المعلوم ان الیھود والنصاری

وامثالھم یقولون لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہُ ولاتفیدھم ھذہ الکلمۃ من دون اقرار ھم بان مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ﷺ وفی الآیۃ ایماء لھذہ فی قولہ تعالیٰ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شھیدا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کذا ذکرہ علی القاری فی شرح الشفاء

ترجمہ: خزینۃ الاسرار (ص185) میں ہے اور جان کہ بیشک کلمہ توحید (لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہُ) جب لکھاجاوے یا ذکر کیا جائے تواس میں (مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ) کے ساتھ تسلیم نہ کیاجاوے توہماری توحید یہود ونصاری کی توحید جیسی ہو جائے گی حالانکہ یہودونصاری کی توحید سے ہماری توحید کاامتیاز صرف (مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ) سے ہے۔اسی طرح مشارق الانوار کی شرح ابن مالک میں موجود ہے پھریقین کریں کہ (لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ) اس باب سے ہے کہ جس میں ایک جزوپر اکتفاکر کے کل کاارادہ ہوتاہے یاایسے کہ بے شک مذکورہ کلمہ پر دوشہادتوں کانام ہے کیونکہ یہ تومعلوم ہے کہ یہود و نصاری اور ان جیسے لوگ (لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہُ) توکہتے تھے اور ان کے لئے یہ کلمہ مفید نہ تھا سوائے اقرار کرنے (مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ) کے۔اسی آیت کریمہ میں اشارہ فرمایاگیا جیساکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

(ھُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُولَہٗ بِالۡھُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیۡدًا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ)

اسی طرح حضرت العلامہ ملا علی قاری نے شرح شفاء میں ذکر فرمایا ہے۔

## حاصل ہونے والے فوائد:

نمبر1: لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہُ کلمہ طیبہ کو صرف اور صرف توحید سمجھ کر اس کو پڑھنے والا اپنے آپ کو موحد مومن نہیں کہلا سکتا۔لہذا صرف اللہ کومانو والی گپ سرے سے ہی ختم ہو گئی۔اللہ کے دربار میں ،صرف اللہ کومانو والی بات قابل قبول نہیں۔حقیقت میں اللہ کوماننے والا وہی ہے جو اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے یعنی اللہ کو بھی مانتا ہے اور اس کے رسول کو بھی مانتا ہے۔

نمبر2: مکمل کلمہ پڑھنے والا ہی جنت میں داخل ہو گا خزینة الاسرار اور شرح شفاء کے حوالے سے یہی ظاہر ہے۔اگر رسالت محمدیہ کا اقرار نہ کرے تو یہودیت و نصرانیت میں اور محمدی ہونے میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا کیونکہ لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہُ تو وہ بھی مانتے ہیں۔

نمبر3: یہود و نصاری اگرچہ لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہُ پڑھتے اور مانتے ہیں یعنی صرف اللہ کو مانتے ہیں اور ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو نہیں مانتے لیکن ولا تفیدھم ھذہ الکلمة یہ کلمہ صرف اتنی حد تک ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا جب تک کہ وہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ کہیں سبحان اللہ کیسی پیاری تشریح ہے عقیدہ توحید کی۔

لہذا وہابیہ سے التماس ہے اپنے امام کی واہیات و کفریہ باتوں کو ہمارے بزرگوں کے کھاتے میں نہ ڈالیں۔

## خواجہ غلام فرید سائیں اور توحید

قارئین کرام! صاحب شمس نے اپنا من گھڑت عقیدہ خواجہ غلام فرید کے حوالے سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

جواب نمبر 1: ہم اہلسنت وجماعت کا اصل اختلاف جو وہابیوں سے ہے وہ کفریہ عبارات اور توہین ذات باری تعالیٰ اور توہین انبیائے کرام **علیھم السلام** کے حوالے سے ہے نفس توحید کے لحاظ سے اختلاف نہیں ہاں تشریح میں فرق ضرور ہے وہابیوں کے نزدیک مسجد و مدرسہ کیلئے چندہ مانگو، قربانی کی کھالیں غیر اللہ سے لو، بیمار ہونے کی صورت میں ڈاکٹروں حکیموں کے پاس جاؤ تو شرک نہیں ہو گا حالانکہ وہ بھی غیر اللہ ہیں لیکن اگر آپ در رسول پر چلے گئے یا کسی ولی کے در پر کہ اللہ اس صدقے مشکل آسان فرمائے تو مشرک ہو جاؤ گے واہ۔

| حاکم و حکیم داد و دوا دیں اور یہ کچھ نہ دیں | مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے |
| --- | --- |

جواب نمبر 2: اشارات فریدی جس میں حضرت خواجہ غلام فرید سائیں کے ملفوظات جمع ہیں جو کہ تالیف ہے میاں رکن دین کی اس میں مرزا غلام قادیانی ملعون کی تعریف شامل ہے۔اور یہ ساری کارستانی ہے ایک دولت مند قادیانی

مرزا غلام احمد اختر کی۔ تو ہو سکتا ہے کسی وہابی دولت مند کی کاریگری اور دولت کام کر گئی ہو لہذا خواجہ صاحب کا حوالہ ہمارے خلاف پیش نہیں کیا جا سکتا۔

جواب نمبر 3: خواجہ صاحب نے صرف توحید کے لحاظ سے بات کی ہے تمام عقائد کے لحاظ سے نہیں اور صوفیائے کرام کیا عام مسلمانوں کے نزدیک بھی حقیقی مددگار اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اقدس ہے اس کے علاوہ کسی اور کو حقیقی مددگار ماننا شرک ہے۔ اور خواجہ صاحب اسی کو بیان فرمارہے ہیں لہذا جس چیز میں اختلاف ہی نہیں اس کو زیر بحث لانا فضول ہے۔

**فائدہ:** اہل سنت نے عقائد پر جتنی کتب لکھی ہیں ان میں عقیدہ توحید تفصیلا بیان کیا اور دل کھول کر بیان کیا اور قبلہ امام جلالی صاحب نے صرف عقیدہ توحید پر کئی سمینارز کئے ہیں تو صاحب شمس کا ص 31 پر یہ الزام کہ تم لفظ توحید سے سیخ پا ہو جاتے ہو یہ محض الزام ہے اس کا حقیقت سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ ہاں ہم وہابیوں کی شیطانی توحید سے سیخ پا ضرور ہوتے ہیں اور شاید موصوف کی مراد بھی یہی ہو۔

## الفصل الثانی: کیا ہم امام احمد رضا کو خدا مانتے ہیں؟

صاحب شمس نے ص 31 پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ تم لوگ اہل سنت مولوی احمد رضا کو خدا مانتے ہو۔ (**معاذ اللہ**)

**الجواب:** ہمارے کسی ذمہ دار عالم دین نے کوئی ایسی بات نہیں لکھی **نغمۃ الروح** کتاب کانام زندگی میں پہلی بار سنااور مولوی سید ایوب کون ہے؟

**اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم**

لہذاایسے غیر معتبر مولوی اور اس کی شاعری کو ہمارے خلاف دلیل نہ بنایاجائے۔

**جواب نمبر 2:** تمہارے ذمہ دار مستند و معتبر علماء نے رشید گنگوہی کو کیابنادیاوہ بھی ذراپڑھ لیں۔

علماء دیوبند کے مستند عالم دین محمودالحسن دیوبندی نے رشید گنگوہی کی وفات پر جومرثیہ لکھااس میں اس کورب العالمین قرار دیا۔(معاذ اللہ)اور یہ تو مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتاہے رب العالمین صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔

| خدا ان کامربی وہ مربی تھے خلائق کے | میرے مولیٰ تھے میرے ہادی تھے شیخ ربانی |
|---|---|

اس شعر میں تین صفات ذکر کی گئیں۔

**نمبر 1 مربی　　نمبر 2 مولیٰ　　نمبر 3 ھادی**

اس میں کوئی شک نہیں یہ تینوں صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں دیوبند کے حکیم صاحب اشرف علی تھانوی نے اپنے ترجمہ قرآن میں **الحمد للہ رب العالمین** کاترجمہ کیا: سب تعریفیں اللہ کولائق ہیں جو **مربی** ہیں ہرہر عالم کے

تھانوی تحقیق کے مطابق مربی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔اور شیخ ہندی کے مطابق مربی ہر ہر عالم و مخلوق کا رشید احمد گنگوہی ہے۔فیصلہ قارئین کے ہاتھوں میں ہے دیوبندیوں نے رشید احمد گنگوہی کو مربی خلائق کہہ کر خدا مانایا نہ مانا؟

اسی طرح حضور کی ہدایت کی نفی کرنے کیلیئے ان کو فورا آیت مبارکہ:

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ

یاد آجاتی ہے اور دیوبندیوں نے آج تک حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کے نام کے ساتھ مولیٰ کا لفظ گوارہ نہ کیا اور کبھی کسی دیوبندی سے نہ سنا گیا حالانکہ وہ حدیث سے ثابت ہے۔

مگر جب اپنے مولوی کی باری آئی اس کو ان صفات سے متصف کر دیا چونکہ وہابیہ دیوبندیہ مجاز کے قائل نہیں ہیں جس طرح کہ وہ عطائی علم غیب کا انکار کرتے ہیں تومذکورہ تینوں صفات میں بھی وہ مجازی مربی ،مجازی ہادی ،مجازی مولیٰ نہیں ہوں گے ورنہ تواہل سنت وجماعت والا عقیدہ ماننا پڑے گا تواس لیے ان کے نزدیک مولوی مذکور حقیقی ہادی، حقیقی مربی، حقیقی مولیٰ ہوں گے۔جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تواب بتاؤ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہوا یا نہ ہوا۔فیصلہ قارئین کے ہاتھوں میں ہے اسی مرثیہ کے اندر ایک شعر ہے جس میں شیخ محمود کہتا ہے۔

| زبان پر اہل ہوا کی ہے اعلی وھبل شاید | اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی |
| --- | --- |

قارئین !یہ فیصلہ دیوبندی کریں گے کہ وہ بانی اسلام کس کو مانتے ہیں **اللہ تعالیٰ** کی ذات پاک کو یا حضور نبی کریم ﷺ کو یا دونوں کو تیسری صورت میں تو ان کے نزدیک شرک ہو جائے گا لہذا وہ ان کے نزدیک محال ہوئی۔

دوسری صورت میں حضور **خاتم النبیین** کا ثانی ظاہر کر کے اس کو نبی بنایا جارہا ہے جو کہ ختم نبوت کے خلاف ہے ہاں شاید دیوبندیوں کے نزدیک حضور کے بعد کوئی نبی آ بھی جائے تو ختم نبوت میں فرق نہیں آئے گا **(معاذ اللہ)**

اور پہلی صورت میں خدا کا شریک ثابت ہو گا۔**ھَلُمَّ جرًا**

## اہل بدعت کون ہیں؟

قارئین کرام !موصوف مذکور صاحب شمس نے تحریر کیا:

مفتی فضل الرحمن بندیالوی کے تلامذہ سے گزارش ہے کہ آپ کی جماعت کا اہل سنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ اہل بدعت سے تعلق ہے وہ بھی علماء بریلویہ کے وضع کردہ اصول کی روشنی میں مولوی احمد رضا اور پیر مہر علی شاہ اور مولوی نقی علی خاں لکھتے ہیں۔

اہل سنت کی خوبی یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی تکفیر نہیں کرتے۔اور اہل بدعت کی برائی یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں۔[31]

---

31(اعلاء کلمۃ ص138، فضائل دعا ص198، الکلام الاوضح ص307)

(فائدہ: مذکورہ دونوں بزرگوں سے صدیاں پہلے امام الوھابیہ ابن تیمیہ حرانی نے بھی یہی بات لکھی تھی ملاحظہ ہو، منہاج السنہ ص63) اور پھر آگے لکھا: کئی علماء بریلویہ ایک دوسرے پر کفریہ فتوے عائد کر چکے ہیں اب پیش خدمت ہیں وہ علماء بریلویہ جن پر کفریہ فتوے عائد ہو چکے۔

**اقول:** اولاً :صاحب موصوف کی چستی وچالا کی دیکھیں ہمارے تین علماء اور ان کی کتابوں کا ذکر کیا اور جو عبارت لکھی اس کے حوالے کے طور پر تین کتابوں کے نام لیے جبکہ تینوں کتابوں میں الفاظ اس طرح نہیں ہیں کیا تحقیق کا اندازہ یہی ہے کہ ایک عبارت ایک کتاب کی ہو اور تین کتابوں کے حوالے اپنی طرف سے پیش کر دیئے جائیں۔

## جاھل موصوف کی جہالت واضح ہے۔

اب ہم اس مقام پر پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب اعلاء کلمۃ اللہ کے حوالے سے عبارت ذکر کرتے ہیں
جس سے واضح ہو جائے گا کہ اہل سنت کون ہیں اور اہل بدعت کون؟
آپ تحریر فرماتے ہیں:

**مناقضة لقول الخوارج الذين يكفرون بكل ذنب وطوائف من اهل الكلام والفقه والحديث لايقولون ذالک فی الاعمال لكن فی الاعتقادات البدعية وان كان صاحبهامتؤولا فيقولون يكفر من**

قال هذا القول لایفرقون بین المجتهد المخطئ وغیره ویقولون یکفر کل مبتدع وهذا القول یقرب الی مذهب الخوارج والمعتزلة فمن عیوب اهل البدعة انهم یکفر بعضهم بعضاً ومن ممادح اهل السنة انهم یخطؤون ولایکفرون (بوارق)

ترجمہ: معتزلہ اور خوارج کے خلاف کہ وہ ہر گناہ گار کو کافر کہتے ہیں بعض اہل کلام محدثین اور فقہاء اعمال کے لحاظ سے تو ہر گناہ گار کو کافر نہیں سمجھتے مگر اعتقادات بدعیہ کی وجہ سے کافر کہتے ہیں خواہ وہ اعتقاد رکھنے والا متاؤل ہی کیوں نہ ہو۔اور اس بارے میں مجتہد مخطی اور غیر مخطی میں بھی فرق نہیں کرتے بلکہ ہر بدعتی کو کافر کہتے ہیں یہ قول بھی خوارج اور معتزلہ کے قریب ہے۔اہل بدعت اور اہل سنت میں یہی فرق ہے کہ اول الذکر ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں اور مؤخر الذکر غلط اعتقاد والے کو خطاء کی طرف نسبت کرتے ہیں کافر نہیں کہتے۔(بوارق)

## اقول: اولاً: حاصل ہونے والے فوائد:

نمبر1: بعض علماء متکلمین، محدثین اور فقہائے کرام اعتقادات بدعیہ کی وجہ سے لوگوں پر کفر کا فتوی لگاتے ہیں۔اب مولوی موصوف ذرا بتائے یہ علماء متکلمین ، محدثین اور فقہائے کرام اہل بدعت ہیں یا اہل سنت ؟جواب سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔

نمبر2: پیر صاحب نے خوارج اور معتزلہ کو بدعتی قرار دیا ہے عصر حاضر کے وہابیہ دیوبندیہ کے اکثر عقائد و نظریات خوارج و معتزلہ والے ہیں مثلا: بتوں والی آیات جو بتوں کے بارے میں نازل ہوئیں ان کو اللہ کے نبیوں اور ولیوں پر منطبق و چسپاں کرنا، اور مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنا یہی صورت حال خوارج کی تھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان بطور دلیل ملاحظہ ہو۔ صحیح بخاری میں موجود ہے:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ، يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ، وَقَالَ: «إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الكُفَّارِ، فَجَعَلُوهَا عَلَى المُؤْمِنِينَ»[32]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کو بدترین مخلوق قرار دیتے تھے وجہ یہ بیان کرتے کہ ان ظالموں نے جو آیات کافروں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کر دیا باقی رہے معتزلہ وہ شفاعت کے منکر ہیں ۔وہ حیات انبیاء کے منکر ہیں وغیرہ وغیرہ دیوبند کی اکثریت بھی اسی ہی نظریے پر قائم ہے۔فلہذا بدعتی وھابیہ دیوبندیہ ہوئے نہ کہ اہل سنت کے علماء

**اقول:** ثانیاً: ہمارے پاس ایک طویل فہرست ہے جس کے مطابق خود علمائے دیوبند نے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے صادر فرمائے ہیں ہم بطور ثبوت کچھ ذکر کر دیتے ہیں تو اگر تکفیر اہل بدعت ہونے کی دلیل ہے تو پھر آپ لوگوں کا کیا بنے

---

[32] بخاری شریف 6930

گا۔چونکہ میاں مٹھو صاحب کہتے ہیں کہ تمہارے علماء بریلویہ اہل سنت نے ایک دوسرے پر فتوے لگائے ہیں اور ہمارے علماء دیوبند نے نہیں لگائے لہذا ہم اہل سنت ہوئے اور تم اہل بدعت ہوئے اسی کو الٹی منطق کہا جاتا ہے۔ملاحظہ ہوں:

دیوبندیوں کی فتوے بازیاں:

(01) مولوی پالن حقانی جس نے اہل سنت کے خلاف ایک نام نہاد کتاب لکھی جس کا مصنوعی نام شریعت یا جہالت اس کی عبارات پر خود دیوبندیوں نے کفر کے فتوے دیئے حالانکہ وہ بھی دیوبندی تھااور فتوی دینے والے بھی دیوبندی فتاوی جات بہت ہیں ہم صرف ایک پر اکتفا کرتے ہیں سوال کے جواب میں مفتی دیوبند کہتے ہیں۔

زید(حقانی)کا یہ قول قرآن مجید کے خلاف اور کفر ہے اور اس کو کلمہ طیبہ پڑھنااور اس قول سے توبہ کرنا یعنی اس پر مسلمان ہونا فرض ہے۔

کتبہ خادم العلماءوالفقراءالسید رحمن حسن ساکن سنبھل ضلع مراد آباد محلہ کوٹ غربی 5 صفر1386 ہجری

**فائدہ:** فتوی کی تفصیل بمع تفصیلی سوالات اور مزید کئی دیوبندی مراکز کے فتاواجات مولانا مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی کتاب منارہ ہدایت جو کہ چند ماہ قبل طبع دوم کے ساتھ لاہور سے محترم میثم عباس کے اہتمام سے طبع ہوئی ہے اس میں ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر2:الیاس گھمن دیوبندی پر فتوے بازیاں:

ہمارے ایک فاضل جناب میثم عباس قادری رضوی نے الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف ایک کتاب لکھی ہے جو کہ 224 صفحات پر مشتمل ہے اس میں خود دیوبندی وہابی علماء کے فتاویٰ جات جمع کئے ہیں جن کے مطابق مولوی گھمن جھوٹا، بے ایمان اور دھوکہ باز ہے اگرچہ اس کا دفاع کرنے والے یوں جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ فتوی بازی ہم عصروں کی طرف سے ہے لہذا قبول نہیں ۔لیکن ہم کہتے ہیں جناب یہ تمہارا معاملہ ہے ایک دوسرے کے گریبان میں پڑنا بھی تمہارا معاملہ ہے لہذا پہلے گھر کی خبر لو۔

نمبر 3: پیشوائے دیوبند شبیر احمد عثمانی پر فتوی پردازی:

مکالمۃ الصدرین میں ہے۔(عثمانی صاحب کہتے ہیں) دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے ہیں جن میں ہمیں ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے میرے قتل تک کے حلف اٹھائے اور فحش اور گندے مضامین میرے دروازے پر پھینکے کہ اگر ہماری ماں بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں ۔کیا آپ (علماء دیوبند) میں سے کسی نے بھی اس پر ملامت کا کوئی جملہ کہا۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں بہت سے لوگ اس کمینہ حرکت پر خوش ہوئے تھے۔[33]

## نمبر 4: مشہور دیوبندی طارق جمیل پر فتوی بازیاں:

33 مکالمۃ الصدرین ص 21 طبع ہاشمی بک ڈپو

سرفراز گکھڑوی کا مشہور شاگرد اور دیوبند کا بہت بڑا مفتی یحییٰ خان نے طارق جمیل کے خلاف پوری ایک کتاب لکھ ڈالی جس پر بہت سارے مستند علماء دیوبند کی تصدیقات وتقریظات موجود ہیں لہذا یہ ان کا متفقہ فیصلہ ہو گا حتی کہ خود مولوی سرفراز کی تصدیق بھی موجود ہے۔(**کلمة الهادی الی سواء السبیل**)اس میں جو طارق جمیل کی مٹی پلید کی گئی وہ بیان سے باہر ہے۔اصل کتاب ہمارے پاس موجود ہے لیکن عام نہیں ملتی بڑی مشکل سے تلاش بسیار کے بعد ملی تھی۔چونکہ وھابیوں کے گھر کا معاملہ تھا اس لئے پردہ پوشی کردی گئی۔

## نمبر5:مودودی دیوبندی پر فتوی بازیاں:

مولوی زکریا دیوبندی نے فتنہ مودودیت کے نام سے ایک مبسوط فتوی ورسالہ تحریر کیا جو کہ 101 صفحات پر پھیلا ہوا تھا اس میں مودودی کی خوب مٹی پلید کی۔اور سرفراز گکھڑوی نے بھی ایک رسالہ مودودی کے خلاف تحریر کیا ہمیں اختصار مطلوب ہے اگر کسی کو تفصیل مطلوب ہو تو الکلمۃ الہادی کتاب کا ص296 سے 304 تک کا مطالعہ کرے۔لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ سب منافقانہ چالیں ہیں اندرونی طور پر ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

## نمبر6:حیاتی اور مماتی جنگ:

دیوبند کے دو گروپ ہیں ۔ایک حیاتی کہلاتا ہے اور دوسرا مماتی ۔جس طرح سیاسی میدان میں ہمیشہ ان کے دو گروپ رہے ہیں دنیاوی مفادات حاصل کرنے

کیلئے تواسی طرح علماء اہل سنت کے قریب ہونے کیلئے ایک گروپ حیاتی بن گیا اوروہابیہ نجدیہ سے مفادات لینے کیلئے دوسرا امماتی۔اول الذکر کہتا ہے حضور اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور دوسرا کہتا ہے مر کر مٹی میں مل گئے۔(**معاذ اللہ ثم معاذ اللہ**)اورایک دوسرے پر فتوی بازی کی اخیر کرتے ہیں اس موضوع پر مناظرے بھی کرتے ہیں۔اندرونی طور پر متفق ہیں کہ اسماعیل دھلوی نے جو کہا تھا مر کر مٹی میں مل گئے وہی درست ہے۔قارئین!بات کچھ طویل ہوگئی ہے ہم معذرت خواہ ہیں کیاوہابیہ دیوبندیہ آپس میں دست و گریباں ہیں یا نہیں۔

## علماءاہل سنت نے ایک دوسرے پر فتوے کیوں لگائے؟

الجواب نمبر 1:جن وجوہات کی بناپر ہمارے علماءنے طاہر القادری پر کفر کا فتوی عائد کیا اور اس کی باتوں کو کفریہ قرار دیا اگر غیر جانب دار ہو کر دیکھا جائے تو وہ واقعۃ کفریہ ہی ہیں اب ان باتوں پر خاموش رہنا یہ کفر پر راضی ہونے کے مترادف تھا۔ اگرچہ یہ اس کے برابر تو نہیں تھا جس طرح وہابیہ علماء اپنے مولویوں کی کفریہ عبارات پر بھی خاموش رہے بلکہ الٹ پلٹ تاویلیں کرتے رہے۔ لیکن ہمارے علماءنے ذمہ دارانہ کردار ادا کیا کہ ہم صرف گستاخان وہابیہ پر کفر کا فتویٰ نہیں بلکہ اگر کوئی ہمارا اپنا بھی ہو اور قرآن و سنت کے خلاف چل پڑے ہم اسے بھی معاف نہیں کریں گے۔جیسا کہ وہابیہ اپنوں اور غیروں کا فرق کرتے ہیں۔وہی کام خود کریں یا ان کے مولوی کریں تو شرک و بدعت کا فتویٰ نہیں لگاتے مگر دوسرے

کریں تو فوراً کفر کی مشین چل جاتی ہے۔ تفصیل مطلوب ہو تو علامہ ارشد القادری کی کتاب زلزلہ کا مطالعہ کریں۔ جن کے حقائق کو دیوبندیوں نے بھی تسلیم کیا۔

جواب نمبر2: عقائد وفقہ کی کتابوں میں ارتداد اور کفریہ کلمات کے بارے میں ابواب موجود ہیں۔ ہمارے علماء نے کفریہ کلمات بولنے والوں پر فتوی کو یکفر جیسے الفاظ سے عائد کیا۔ کیا وہ سارے فقہاء و متکلمین اھلِ بدعت تھے۔(معاذ اللہ)

جواب نمبر3: جن علماء کرام فقہاء و متکلمین نے خوارج و معتزلہ پر کفر کے فتوے لگائے تھے جبکہ ان کے مقابلے میں دیگر علماء نے فتوے نہ لگائے تو کیا فتوے لگانے والوں کو اھلِ بدعت قرار دیا جائے گا۔(معاذ اللہ)

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

**ان مشائخ ( ماوراءالنهر) قد بالغوفی تضليهم فی هذه المسئله۔ حتی قالوا ان المجوس اسعد حالا منهم حيث لم يثبتوا الا شريكا واحدا۔ والمعتزله يثبتون شركاء لا تحصی۔**

ترجمہ :(بندے اپنے کاموں کے خود خالق ہیں ) **ماوراءالنہر** کے مشائخ نے اس مسئلہ میں معتزلہ کو گمراہ قرار دینے میں مبالغہ سے کام لیا ہے، حتی کہ انہوں نے کہا فتویٰ لگایا کہ مجوسی لوگ (جو کہ دو خدا مانتے ہیں) ان سے اچھے حال والے ہیں۔(یعنی ان کا نقصان کم ہے) کیوں کہ وہ رب کا ایک ہی شریک مانتے ہیں۔اور معتزلہ اتنے شرکاء ثابت کرتے ہیں جو شمار سے بھی باہر ہیں۔انتھی

ہاں جی ملاں جی کیا خیال ہے ماوراء النہر کے مشائخ اھلِ بدعت ہیں یا اھلِ سنت ؟

اسی طرح عظیم محقق امام ابنِ ھمام **فتح القدیر باب البغاۃ** میں تحریر فرماتے ہیں کہ خوارج کے بارے میں مجتھدین سے عدمِ تکفیر ثابت ہے۔ باقی اکثر اہلِ مذہب کے کلام میں ان کی تکفیر مذکور ہے۔ **الخ**

**اقول:**۔ میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کیا یہ جو اکثر اھلِ مذھب کی بات ہو رہی ہے یہ اہلِ بدعت ہیں یا اہلِ سنت

جواب نمبر 4: امام الوہابیہ اسماعیل دھلوی نے کفر کا ایسا کارخانہ بنایا کہ جس میں تکفیر مسلمین دل کھول کر کی گئی۔ اور ایسے کارنامے بھی شامل کئے گئے جن کے مطابق وہ خود بھی کافر و مشرک و مرتد ثابت ہوتے ہیں۔ ایک موٹے اندازے کے مطابق دھلوی صاحب نے 80 سے زائد کاموں کو شرک قرار دیا لسٹ ملاحظہ ہو۔

1) جس نے مشکل کے وقت کسی نبی یا ولی کو پکارا تو مشرک۔
2) ان کی منتیں مانیں تو شرک۔
3) ان کی نذر و نیاز دی تو مشرک۔
4) بلا ٹلنے کے لئے اپنے کسی بیٹے کو ان کی طرف منسوب کیا تو مشرک۔
5) اپنے کسی بیٹے کا نام عبد النبی و علی بخش، حسین بخش و پیر بخش یا غلام محی الدین رکھا تو مشرک
6) کسی بزرگ کے نام کے کسی کو کپڑے پہنائے تو مشرک۔
7) کسی بزرگ کے نام کا جانور ذبح کیا تو مشرک۔
8) کسی بزرگ کے نام کی قسم کھائی تو مشرک۔
9) کسی کو سجدہ تعظیمی کیا تو مشرک۔

10) کسی کو اللہ کا بندہ سمجھ کر بعطائے الٰہی حاضر وناظر سمجھا تو مشرک۔

11) کسی بزرگ کو خدا کی عطاء سے تصرف کی قدرت مانی تب بھی مشرک

12) اٹھتے بیٹھتے وقت کسی بزرگ کا نام لیا جیسے کلمہ یا درود کا ورد کرتا ہے تو مشرک۔

13) دور سے کسی بزرگ کو پکارا تو مشرک۔

14) نزدیک سے کسی بزرگ کو پکارا تب بھی مشرک۔

15) مصیبت کے وقت کسی بزرگ کی دہائی دی تو مشرک۔

16) کسی بزرگ کا نام لے کر دشمن پر ہلہ کیا جیسے عموماً مجاہدین یا علی کہہ کر حملہ کرتے ہیں تو مشرک۔

17) کسی بزرگ کے نام کا ختم پڑھا جیسا کہ تمام سلاسل میں صدہا سال سے مروج ہے تو مشرک۔

18) اپنے پیر یا کسی بزرگ کا شغل کیا جیسا کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ نے خاص طور پر تعلیم دی ہے تو مشرک۔

19) کسی بزرگ کی صورت کا خیال کیا تو مشرک۔

20) کسی بزرگ کو اپنے حالات سے خبردار مانا جیسے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی (المتوفی 1323ھ 1905ء)

21) نے پیروں کی شان بتائی ہے تو مشرک۔

22) جو کسی بزرگ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا وہ مشرک۔

23) جس نے کسی بزرگ کے نام پر مال خرچ کیا وہ مشرک۔

24) جو کسی بزرگ کے گھر کی طرف سفر کرکے گیا تو مشرک۔

25) جو کسی بزرگ کی طرف جاتے ہوئے نامعقول باتیں کرتے ہوئے نہ گیا وہ مشرک۔

26) جو کسی بزرگ کی طرف جاتے وقت شکار کرتا ہوا نہ گیا وہ مشرک۔

27) کسی بزرگ کیلئے جانور لے گیا تو مشرک۔

28) کسی بزرگ کے مزاز پر چادر ڈالی تو مشرک ہو گیا کیونکہ چادر تو دہلوی صاحب کے مزار پہ ڈالنی چاہئے تھی۔

29) کسی بزرگ کے آستانے پر جا کر خدا سے دعا مانگی تو مشرک۔

30) کسی کے مزار پر جا کر **اللہ تعالیٰ** سے دین و دنیا کی مرادیں مانگیں تو مشرک۔

31) کسی بزرگ کے آستانے کی کسی دیوار سے اپنا منہ لگایا یا چھاتی ملی تو مشرک۔

32) کسی بزرگ کے مزار کا غلاف پکڑ کر خدا سے دعا مانگی تو مشرک۔

33) کسی مزار پر روشنی کی تو مشرک۔

34) جس نے کسی مزار کے پاس فرش بچھایا تو مشرک۔

35) جس نے مزار کا مجاور بن کر کسی کو پانی پلایا تو مشرک۔

36) جس نے مزار پر آنے جانے والوں کی خاطر وضو اور غسل کے پانی کا خیال رکھا تو مشرک۔

37) جس نے مزار کا خدمت گار بن کر وہاں جھاڑو دیا تو مشرک۔

38) جس نے کسی بزرگ کے کنوئیں کے پانی کو برکت والا سمجھا تو مشرک۔

39) وہ پانی بدن پر ڈالا تو مشرک۔

40) اسے غائبوں کے واسطے لے گیا تو مشرک۔

41) اسے آپس میں بانٹا تو مشرک۔

42) کسی بزرگ یا مزار سے لوٹتے وقت اس کی طرف پیٹھ نہ کی تو مشرک۔

43) کسی بزرگ کے گردو پیش کے جنگل کا ادب کیا تو مشرک جیسا کہ ازروئے احادیث مسلمان مدینہ پاک اور اس کے ارد گرد کو حرم مانتے اور ان مقامات کا ادب کرتے ہیں ایسا ادب کرنے والے موصوف کے نزدیک سب مشرک۔

44) وہاں شکار نہ کیا تو مشرک۔

45) وہاں کے درخت نہ کاٹے تو مشرک۔

46) وہاں کی گھاس نہ اکھاڑی تو مشرک۔

47) وہاں مویشی نہ چگائے تو مشرک۔

48) کسی بزرگ کی قبر کو بوسہ دیا تو مشرک۔

49) مور چھل جھلا تو مشرک کیونکہ یہ کام بھی موصوف کے خدا نے اپنے لئے خاص کیا ہوا ہے کہ اس پر مور چھل جھلا جائے۔

50) کسی بزرگ کے مزار پر شامیانہ کھڑا کر دیا کہ آنے والوں کو دھوپ کی تکلیف نہ ہو تو مشرک کیونکہ یہ کام بھی موصوف کے خدا نے اپنے ساتھ خاص کیا ہوا ہے۔

51) جس نے اپنے کھیت یا باغ میں کسی بزرگ کا ازراہ عقیدت وخدمت حصہ رکھ لیا تو مشرک۔

52) کھیتی باڑی میں سے جو حصہ آئے اس میں سے پہلے کچھ کسی بزرگ کی نذر کر دیا تو مشرک۔

53) دھن اور ریوڑ میں سے ان کے نام کا جانور ٹھہرا دیا تو مشرک۔

54) ایسے جانور کا کوئی ادب لحاظ کیا تو مشرک۔

55) اس جانور کو پانی پینے سے نہ روکا تو مشرک۔

56) اگر اس جانور کو لکڑی یا پتھر سے نہ مارا تو مشرک۔

57) کھانے، پینے میں رسم ورواج کی سند پکڑی تو مشرک۔

58) اگر کھانے، پینے پر کسی قسم کی مصلحتا بھی پابندی عائد کی تو مشرک۔

59) اگر بی بی کے محنک کا کھانا شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیزاور ان کے سارے خانوادے کی طرح مردوں کو نہ کھلآیا تو مشرک۔

60) یہی کھانا اگر دوسرا خاوند کرنے والی عورت کو نہ کھلایا تو مشرک۔

61) شاہ عبدالحق کا توشہ اگر حقہ پینے والے کو نہ کھلایا تو مشرک۔

62) اگر کسی آدمی نے یہ کہا کہ یہ آدمی فلاں بزرگ کی گستاخی کرنے کی وجہ سے دیوانہ ہوا ہے تو ایسا کہنے والا مشرک۔

63) اگر کسی محتاجی کا سبب اس کا بزرگوں کی بارگاہ میں گستاخی ہونا بتآیا تو مشرک۔

64) اگر کہے کہ کسی شخص کو کسی ولی یا نبی نے نوازا تھا تو یہ کہنے والا مشرک۔

65) کسی ساعت کو نجس مانا تو مشرک۔

66) اگر کہا اللہ ورسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا فلاں کام کرسکوں گا تو ایسا کہنے والا بھی مشرک۔

67) اگر خدا کے سوا کسی کو داتا کہا تو مشرک۔

68) اگر خدا کے سوا کسی کو بے پرواہ کہہ دیا تو بھی مشرک۔

69) اگر کسی انسان کو شہنشاہ کہہ دیا تو مشرک۔

70) کسی بزرگ کے نام کی قسم کھالی تو مشرک۔

71) اگر سجدہ تعظیمی کو شرک نہ سمجھا تو اس کے خلاف قرآن وحدیث سے دلائل پیش کرنے لگا تو کافر۔

72) اگر کسی بزرگ کے سامنے بے ادبی کے انداز میں کھڑا نہ ہوا تو مشرک۔

73) اگر کسی بزرگ کے پاس میلے کچیلے کپڑوں سے پہنچا تو مشرک۔

74) اگر کوئی کہے کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے تو مشرک۔

75) کہے کہ یہ بکرا شیخ سدو کا ہے تو مشرک۔

76) اگر یہ کہا کہ یہ مرغی میری بیوی کی ہے تو مشرک۔

77) کہہ بیٹھا کہ یہ اونٹ میرے لڑکے کا ہے تو مشرک۔

78) کہہ دیا کہ یہ بھیڑ میرے والد محترم کی ہے تو مشرک۔

79) اگر کہا کہ یہ بھینس میرے دادا جان کی ہے تو مشرک۔

80) جو حرمت کیلئے بوقت ذبح غیر خدا کا نام لینا مراد لے وہ مشرک۔

81) جو ایسے جانور کا گوشت کھانا حرام اور ناپاک تسلیم نہ کریں وہ مشرک۔[34]

قارئین کرام! اسماعیل دھلوی نے اپنے پیر سید احمد کی عظمت وشان جو صراط مستقیم میں بیان کی ہے تو مذکورہ باتوں میں سے اکثر اس کیلئے ثابت مانی ہیں مثلا لکھا ہے۔ جو شخص تیرے (سید احمد صاحب) ہاتھ پر بیعت کرے گا اگرچہ وہ لکھو کھیا ہی کیوں نہ ہو ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے۔[35]

دھلوی صاحب کا نظریہ ماقبل گزر چکا ہے کہ جو شفاعت کا قائل ہو وہ ابو جہل جیسا مشرک ہے۔ (معاذ اللہ)

---

34 برطانوی مظالم کی کہانی ص 353 تا ص 357

35 صراط مستقیم اردو ص 31 مطبوعہ لاہور

تواس طرح کئی مسائل میں جو خود وہابیہ میں پائے جاتے ہیں اور دہلوی صاحب ان پر فتوی کفر بھی دے چکے ہیں ۔ تو تکفیر مسلمین کی وجہ سے وہ اہل بدعت سے ہوئے اوران کے پیروکاروں کا بھی یہی حکم ہو گا۔

## الفصل الثالث : امام الوہابیہ اسماعیل دھلوی کا اتنا دفاع کیوں؟

قارئین کرام: موصوف مذکور نے اسماعیل دہلوی کے کفریات پر پردہ ڈالنے کیلئے اور اس کو موحد محقق ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کازور صرف کر دیاہم بہتر سمجھتے ہیں کہ اس سربستہ راز کو ظاہر کرہی دیا جائے تاکہ حقیقی صورت حال واضح ہو جائے۔ مسلمانوں کو مشرک بنانے کا ٹھیکہ دہلوی صاحب نے کیسے نبھایاوہ خود اس کااعتراف کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں ہی جانتاہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاان امور کو جوشرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے ۔۔۔۔گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔[36]

**اقول:**: مسلمانوں کے لڑنے بھڑنے کا دہلوی صاحب خود اعتراف کرر ہے ہیں اب یہ لڑائی کہاں سے کہاں تک پہنچی یہ بھی ایک دیوبندی عالم سے ملاحظہ فرمائیں:

---

36ارواح ثلاثہ ص98از حکیم الامت تھانوی

محدث اعظم دارالعلوم دیوبند علامہ انور شاہ کشمیری صاحب کے شاگرد خاص سید احمد رضا بجنوری دیوبندی کتاب تقویۃ الایمان کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس کتاب کی وجہ سے مسلمانان ہندو پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصد حنفی المسلک ہیں دو گروہوں میں بٹ گئے۔ایسے اختلاف کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطہ میں بھی ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے۔[37]

**اقول::** مولوی صاحب نے اپنا دیوبندی بھرم قائم رکھتے ہوئے صرف افسوس کیا ہے حالانکہ کھل کر مخالفت کرتے اور اس کے لکھنے والے دہلوی کو رگڑا لگاتے جس نے وہ لعنت اپنے منہ پر لی کہ صدیوں سے جو مسلمان ایک عقیدہ پر قائم ومتحد تھے اور اس وقت تک صرف دو ہی گروہ تھے سنی اور شیعہ کیونکہ خارجی تو اپنی موت آپ مر چکے تھے۔شیعہ تھے تو وہ ہمیشہ کی طرح دبے ہوئے اور جو علاج ان کا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے کر دیا اس کا جواب قیامت تک نہیں دے سکیں گے۔ یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے صاحبزادگان کا امت پر بہت بڑا احسان تھا جنہوں نے امت کی اکثریت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد رکھا ہوا تھا۔امت کے دو ٹکڑے کس نے کئے ماقبل ذکر کردہ حوالہ پھر پڑھ لیں۔

---

37 انوارالباری جلد 13 ص 113 مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

## دیوبند کے حکیم الامت اور کتاب تقویۃ الایمان

ایک حوالہ پہلے بھی دو بار مختلف مقامات پر گزر چکا ہے اب ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

مولوی اسماعیل شہید موحد (وہابی غیر مقلد) تھے چونکہ محقق تھے چند مسائل میں اختلاف کیا اور مسلک پیران خود مثل شیخ ولی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا۔[38]

**اقول::** اولاً: شکر ہے وہابیوں نے اتنا تو مان ہی لیا کہ چند مسائل میں اپنے بزرگوں شاہ ولی اللہ وغیرہ سے مراد ظاہر ہے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور ان کے دونوں بھائی جو حیات تھے وہی مراد ہوں گے ان سے اسماعیل دہلوی نے اختلاف کیا۔

اب ہمارا دیوبندیوں کو مشورہ ہے کہ دو رنگی چھوڑ کر اور دو کشتیوں پر بیک وقت سوار ہونے کی بجائے ایک رنگ اختیار کریں اور ایک ہی کشتی پر سوار ہوں یا حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے صاحبزادوں کو مان لیں اور ان کے مسلک پر چلیں یا پھر اسماعیلی فرقہ کے پیروکار بن جائیں۔

| دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا | سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا |
|---|---|

ثانیاً: تھانوی صاحب کا دہلوی صاحب کو موحد کہنا آیا تو اس لئے ہے کہ وہ شیطانی توحید کا علمبردار تھا یا پھر ان مسائل کی وجہ سے جن میں حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ

38 دیوبند حکیم الامت اشرف علی تھانوی امداد المشتاق ص79

سے اختلاف کیاتواس دوسری صورت میں ماننا پڑے گا کہ شاہ ولی اللہ وغیرہ موحد نہیں اوراسماعیل دہلوی پہلی بار نئی توحید لوگوں کو بتارہاتھا۔

ثالثاً: تھانوی صاحب کا اسماعیل دہلوی کو محقق کہنا بھی مضحکہ خیز ہے ۔دہلوی کتنابڑا محقق تھاگھر کی گواہی پیش خدمت ہے ۔خود تھانوی صاحب اپنی زندگی کی آخری تصنیف بوادرالنوادر میں فرماتے ہیں۔

شاہ عبدالقادر صاحب (بن شاہ ولی اللہ) نے مولوی محمدیعقوب کی معرفت مولوی اسماعیل دہلوی صاحب سے کہہ دیا تھا کہ تم رفع یدین چھوڑدواس سے خواہ مخواہ فتنہ ہو گا۔جب مولوی محمدیعقوب صاحب نے مولوی اسماعیل صاحب سے کہاتوانہوں نے جواب دیاکہ اگرعوام کے فتنہ کاخیال کیاجائے توپھراس حدیث کے کیا معنی ہوں گے۔

من تمسک بسنتی عندفسادامتی فله اجر مائة شهيد۔

کیونکہ جوکوئی سنت متروکہ کواختیارکرے گاعوام میں ضرورشورش ہوگی۔مولوی محمدیعقوب صاحب نے عبدالقادر صاحب کے اس کاجواب بیان کیا۔اس کوسن کرشاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایابابا ہم توسمجھتے تھے کہ اسماعیل عالم ہوگیامگروہ توایک حدیث کے معنی بھی نہیں سمجھتا۔(یعنی جس کوایک حدیث صحیح کامطلب بھی معلوم نہیں وہ عالم کہاں سے )یہ حکم تواس وقت ہے جبکہ سنت کے مقابل

خلاف سنت ہو اور مانحن فیہ میں سنت کا مقابل خلاف سنت نہیں بلکہ دوسری سنت ہے۔[39]

رابعاً: تھانوی صاحب نے اتنا تو پردہ اٹھایا کہ دیکھو چند مسائل میں اس نے اکابر سے اختلاف کیا مگر وہ مسائل کیا تھے تھانوی صاحب نے یہ نہ بتایا تاکہ کچھ پردہ رہ جائے کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ لیکن کوئی منصف مزاج محقق تقویۃ الایمان اور شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز علیہم الرحمہ کی کتب پڑھ لے تو وہ اس نتیجے پر ہی پہنچے گا کہ جن باتوں کو اسماعیل دہلوی نے کفر بتایا ہے ان کے اکابران کے جواز کے قائل نظر آتے ہیں۔ فلیتدبر

فائدہ: مذکورہ واقعہ کی طرح ایک واقعہ تھانوی صاحب کی کتاب الافاضات الیومیہ ج3 ص160 میں بھی مذکور ہے۔ الغرض ان واقعات سے اسماعیل دہلوی کے محقق ہونے کا راز بھی کھل جاتا ہے اور اکابر کی مخالفت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

## ابوالکلام آزاد اور اسماعیل دہلوی:

علماء دیوبند کا مستند و معتبر عالم ابوالکلام آزاد بیان کرتے ہیں مولانا اسماعیل شہید ، مولانا منور الدین کے ہم درس تھے۔ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد جب انہوں (اسماعیل دہلوی) نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھی اور ان کے اس مسلک (فرقہ اسماعیلیہ وہابیہ) کا چرچا ہوا تو علماء دیوبند میں ہلچل مچ گئی ( یہ

---

39 بوادر النوادر حکیم الامت تھانوی صاحب ص469 مطبوعہ دیوبند

وہی علماء تھے جن کے عقائد ونظریات کو دہلوی صاحب نے شرک وبدعت قرار دیا تھا)ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منورالدین نے دکھائی متعدد کتابیں لکھیں اور 1240ھ والا مشہور مباحثہ جامعہ مسجد میں کیا۔ تمام علماء ہند سے فتوی مرتب کرایا (یعنی تمام علماء ہند ایک طرف تھے اور دہلوی صاحب ایک طرف) پھر حرمین سے فتوی منگوایا ان کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابتداء میں مولانا اسماعیل اوران کے رفیق یعنی شاہ عبدالعزیز صاحب کے داماد مولانا عبدالحی کو بہت کچھ فہمائش کی اور ہر طرح سمجھایا لیکن جب ناکامی ہوئی تو بحث ورد میں سرگرم ہوئے اور جامع مسجد (دہلی) کا شہرہ آفاق مناظرہ ترتیب دیا جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منورالدین اور تمام علمائے دہلی[40]

محترم قارئین! صاحب کتاب شمس کہتا ہے: علماء بریلویہ حضرت شاہ اسماعیل شہید کے دشمن کیوں؟ عبارت ص 35 پر دیکھیں:

فقیر کا مختصر سوال ہے اسماعیل دہلوی کے زمانے میں صرف مولوی عبدالحی کے علاوہ کون سا معتبر عالم تھا جو اس کا ہمنوا تھا۔ (بقول آزاد) ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی تھے اوردوسری طرف مولانا منورالدین اور تمام علماء دہلی۔ صاحب کتاب شمس سے صرف اتنا سوال ہے جو تمام علماء دہلی دہلوی صاحب کے مخالف تھے اور اس سے مناظرہ ومباحثہ کررہے تھے وہ بریلوی تھے یا

---

40 آزاد کی کہانی مولانا ابوالکلام آزاد ص 56

دیوبندی؟ چلوجو بھی تھے یا دونوں میں سے کچھ بھی نہ تھے کیونکہ ابھی دونوں کا تعارف نہیں ہوا تھا تو اتنا بتادیں ان کے بارے میں آپ کا فتوی کیا ہے؟۔ بالآخر ماننا پڑے گا کہ اسماعیل دہلوی کے سیاہ کارناموں کی وجہ سے صرف علماء بریلویہ اس کے مخالف نہیں بلکہ جب یہ پیدا ہی نہیں تھے اس زمانے میں بھی اس کو لگام دینے والے علماء موجود تھے لہذا اسماعیل دہلوی کے دامن کی اتنی پاکی بیان کرنا حقائق کے سراسر خلاف ہے۔

## اسماعیل دہلوی کی اکابر سے عقائد میں مخالفت:

قارئین! ہوسکتا ہے کسی سنی بریلوی عالم دین کی بات کو اپنی ازلی دشمنی کی وجہ سے رد کر دیا جائے ہم اپنے دعوی کے اثبات میں دیوبندی عالم کے تاثرات کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ جو کہ شاہ ولی اللہ کے حقیقی جانشین تھے۔

ان کے شاگرد اور اسماعیل دہلوی کے ہم سبق تھے جن کا کچھ ذکر اوپر ہو چکا ہے حضرت نے تقویۃ الایمان کے رد میں ایک ضخیم کتاب لکھی آیئے خود ابوالکلام کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔

اسمیں تقویۃ الایمان کے تیس مسئلے مابہ النزاع منتخب کئے ہیں۔ اور پھر تیس بابوں میں ان کا رد کیا ہے۔ ایک رسالہ اس باب میں ہے کہ مولانا اسماعیل شہید کے عقائد کا رد خود ان ہی کے خاندان اور اساتذہ کی کتب سے کیا جائے۔ چنانچہ اس میں

ہر مسئلے کے رد میں شاہ عبدالرحیم ،شاہ ولی اللہ ،شاہ عبدالقادر اورشاہ رفیع الدین کے اقوال سے اپنے نزدیک رد کیا ہے۔[41]

اقول:: واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ اسماعیل دہلوی کے نظریات اپنے اکابر کے بھی خلاف تھے۔ علماء وہابیہ دیوبندیہ سے صرف اتنی گزارش ہے کہ اندھی تقلید اور تمہارے دلوں میں جو اسماعیلی محبت پلادی گئی ہے اسکو چھوڑ کر اس راستے پر آجاؤ جو دہلوی کے اکابر علماء کا تھا۔

قارئین !علماء دیوبندیہ کے ناشتے کیلئے اتنا ہی لنگر کافی ہے، ورنہ ہمارے پاس ایک طویل داستان ہے اور ہماری معلومات میں سو کے قریب ایسی کتب ہیں جو اس دہلوی خارجی کے نظریات کے رد میں لکھی گئیں۔

## احمد رضا خاں نے اسماعیل دہلوی پر کفر کا فتوی کیوں نہ لگایا؟

قارئین !موصوف مذکور نے تاجدار بریلی رحمہ اللہ پر اعتراض اٹھایا ہے کہ انہوں نے ہمارے دہلوی پر فتوی کفر کیوں نہ لگایا۔

## جواب بعون الوہاب:

ہمارے علماء اہلسنت نے اس کے کئی جوابات دے دیئے ہیں۔ہم خلاصہ تحریر کرتے ہیں۔

41 آزاد کی کہانی، مولانا ابو الکلام آزاد ص50

**جواب:** اولاً امام احمد رضا فاضل بریلی علیہ الرحمہ نے لزوم کفر والتزام کفر کا فرق سامنے رکھتے ہوئے اس پر فتوی کفر لگانے سے پرہیز کیا عبارات تو بالیقین کفریہ تھیں یہ تو خود وہابیہ بھی مانتے ہیں مگر متکلمین علماء عبارت کے کفریہ ہونے سے قائل پر فوراً کفر کا فتوی نہیں لگاتے۔پہلے اس کو اچھی طرح آگاہ کرتے ہیں اگر وہ سب کچھ جاننے کے باوجود باز نہ آئے تو پھر آخر کار کفر کا فتوی لگاتے ہیں چونکہ باقی علماء دیوبند التزام کفر کر چکے تھے اس لئے ان پر کفر کا فتوی عائد کیا اور اسماعیل دہلوی کے بارے میں ایک طرف تو توبہ کرنے کی روآیات مل رہی تھیں اور دوسری طرف یہ احتمال بھی قوی تھا کہ شائد توبہ کرلے مگر اسکی عبارات یقینا اعلی حضرت کے فتوی کے مطابق بھی کفریہ ہیں۔مولوی موصوف صاحب شمس نے انتہائی دھاندلی اور اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خیانت سے کام لیتے ہوئے اعلی حضرت کی پوری عبارت ہی نقل نہ کی۔ہم یہاں پوری عبارت بھی کسی حد تک نقل کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن میں رہے کہ فتوی کفر لگانے میں جتنے محتاط اعلی حضرت ہیں اتنا کوئی نہیں ہو گا۔

آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جن جن کی تکفیر کا اتہام (تہمت لگانا) علماء اہل سنت پر رکھا ان میں سب سے زیادہ گنجائش اگر ان صاحبوں کو ملتی تو اسماعیل دہلوی میں کہ بیشک علماء اہل سنت نے اس کے کلام میں بکثرت کلمات کفریہ ثابت کئے اور شائع فرمائے بایں ہمہ اولاً **سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح** دیکھئے

کہ باراول 1309ھ میں لکھنوء مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاھرہ دہلوی مذکوراور اس کے اتباع پر پچھتر 75 وجہ سے لزوم کفر ثابت کرکے صفحہ 90 پر حکم اخیر یہی لکھا کہ (مولوی نعمت وہابی نے یہ ساری عبارت ہڑپ کر کے اس سے اگلی عبارت ذکر کردی از راقم) علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے۔**وھو الجواب وبه یفتی وعلیه الفتوی وھو المذھب وعلیه الاعتماد وفیه السلامة وفیه السداد** یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتوی ہوااور اسی پر فتوی ہے اوریہی ہمارامذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اوراسی میں استقامت۔[42] اورآگے آپ مزید تفصیلات بیان فرماتے ہیں ملاحظہ ہوں:

ثانیاً:**الکوکبة الشھابیه فی کفریات ابی الوھابیه** دیکھئے جو خاص اسماعیل دہلوی اور اس متبعین ہی کے رد میں تصنیف ہوااور بار اول شعبان 1316ھ میں عظیم آباد تحفہ حنفیہ میں چھپا۔ جس میں نصوص جلیلہ قرآن مجید واحادیث صحیحہ وتصریحات آئمہ سے بحوالہ صفحات کتب معتمدہ اس پر 70 وجہ بلکہ زائد سے لزوم کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا (ص62) ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (کافر کہنے سے) کف لسان (زبان روکنا) ماخوذ ومختار ومناسب **واللہ سبحانه وتعالیٰ اعلم**)

---

42رسالہ تمہید ایمان ص53 مطبوعہ سکھر

ثالثاً:سل السیوف الھندیه علی کفریات بابالنجدیه دیکھئے کہ صفر1316ھ کو عظیم آباد میں چھپا۔اس میں اسماعیل دہلوی اور اس کے متبعین پر بوجوہ قاہرہ لزوم کفر کا ثبوت دیکر ص22،21پر لکھا یہ حکم فقہی متعلق یہ کلمات سفہی تھا، مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علماء کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفروشرک سنتے ہیں بایں ہمہ نہ شدت غضب ودامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑ آتی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آتی وہ اب تک یہی تحقیق فرمارہے ہیں کہ لزوم والتزام میں فرق ہے۔اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ، ہم احتیاط برتیں گے ۔ سکوت کریں گے جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔

رابعاً:ازالة العار بحجر الکرائم عن کلاب النار دیکھئے کہ باراول1317ھ کو عظیم آباد میں چھپا۔اس میں صفحہ 10 پر لکھاہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں ان میں جو کسی ضروری دینی کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر ص22 نہیں کہتے۔

خامساً:اسماعیل دہلوی کو بھی جانے دیجئے یہی دشنامی (گالی دینے والے)لوگ جن کا کفر پر اب فتوی دیا ہے جب تک ان کی صریح دشنامیوں (گالیوں)پر اطلاع نہ تھی ۔مسئلہ امکان کذب کے باعث ان پر اٹھتر(78)وجہ سے لزوم کفر ثابت کرکے

سبحن السبوح میں بالآخر ص80 طبع اول پر یہی لکھا کہ حاشاللہ حاشاللہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر ۔۔۔پسند نہیں کرتا۔ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان۔۔۔ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لَآ اِلٰهَ الا اللّٰهُ کی تکفیر۔۔۔۔سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کیلئے اصلا کوئی ضعیف سے ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے (تب حکم کفر ہے)فان الاسلام یعلو ولا یعلی علیه۔

مسلمانو مسلمانو! تمہیں اپنا دین وایمان اور روز قیامت وحضور بارگاہ رحمن یاد دلا کر استفسار ہے کہ جس بندہ خدا کی دربارہ تکفیر یہ شدید احتیاط یہ جلیل تصریحات اس پر تکفیر کا افتراء کتنی بے حیائی ،کیسا ظلم ،کتنی گھنونی ناپاک بات ،مگر مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ﷺ فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں قطعا حق فرماتے ہیں(چ) جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر۔

**بے حیا باش ہر چہ خواہی کن**

**مسلمانو**! یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور بعض کو انیس سال ہوئے (اوران دشنامیوں (گالی دینے ولوں) کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی 1320ھ سے ہوئی

ہے(جب سے **المعتمد المستند** چھپی) ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ ورسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو۔ یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں کا افتراء ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃ صاف صاف شہادت دے رہی ہیں۔ کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں (گالی دینے والوں) کو کافر جب تک یعنی قطعی، واضح، جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا۔ جس میں اصلا ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندہ خدا وہی تو ہے جو ان کے اکابر کے ستر ستر وجوہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لَآ اِلٰہَ الا اللّٰہُ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے اور حکم اسلام کیلئے اصلا کوئی ضعیف سے ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے یہ بندہ خداوہی تو ہے جوخود ان دشنامیوں (گالیوں) کی نسبت (جب تک ان کی دشناموں (گالیوں) پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتر (78) وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاشا للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا جب کیا ان سے کوئی ملاپ۔۔۔ تھا؟ اب رنجش ہوگئی؟ جب ان سے جائداد کی کوئی شرکت نہ تھی، اب۔۔۔ پیدا ہوئی؟ حاشاللہ مسلمانوں کا علاقہ محبت وعداوت، صرف محبت و عداوت خدا ورسول ہے جب تک ان دشنامیوں سے دشنام (گالی) صادر نہ ہوئی یا اللہ، یارسول کی جناب میں ان کی دشنام (گالی) نہ دیکھی سنی تھیں۔ اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا علت احتیاط سے کام لیا حتی کہ

فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا ۔۔۔اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا۔جب صاف صریح انکار ضروریات دین ودشنام دہی (گالی دینا) رب العالمین وسید المرسلین ﷺ آنکھ سے ۔۔۔دیکھی تواب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر آئمہ دین کی تصریح سن چکے کہ (مَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكُفْرِهِ فَقَدْ كَفَرَ) جو ایسے کہ معذب وکافر ہونے میں شک کریں خود کافر ہیں۔اپنا اوراپنے دینی بھائیوں ،عوام اہل اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا اس لئے حکم کفر دیا اور شائع کیا(وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ)[43]

## تمہید ایمان سے حاصل ہونے والے فوائد کا خلاصہ:

فائدہ نمبر1: یہ علماء اہل سنت پر تہمت والزام ہے کہ انہوں نے بلاوجہ کفر کا فتویٰ وہابیوں پر جاری کیا ہے۔

نمبر2: امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اسماعیل دہلوی کی کفریہ عبارات کی نشاندہی کیلئے چار کتابیں لکھیں۔

1: سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح سن اشاعت 1309ھ اس کے اندر پچھتر (75)وجہ سے لزوم کفر ثابت کیا

2 :سن اشاعت 1316ھ یعنی پہلے رسالے کے چھ سال بعد یہ تحریر کیا تھا۔اسمیں بھی ستر سے زائد وجوہ کفر کی نشاندہی کی ہے۔

---

43رسالہ تمہید ایمان ص55 مطبوعہ سکھر پاکستان

3۔ سل السیوف الھندیہ علی کفریات بابا النجدیہ سن اشاعت 1316ھ

فائدہ: ان تمام رسائل میں وجوہ کفر کی نشاندہی کے باوجود دھلوی پر کفر کا فتوی نہ لگایا اس کی وجہ رسالہ ۔۔3۔۔میں خود بیان کرتے ہیں۔لزوم (کفر) والتزام (کفر) میں فرق ہے اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات۔

فائدہ: امام احمد رضا فتوی کفر لگانے میں متکلمین کی طرح بہت محتاط تھے۔لہذا جن کا التزام ثابت ہو چکا ان پر تو فتوی کفر لگایا اور جہاں صرف لزوم کفر تھا وہاں کفریات کی نشاندہی کے باوجود فتوی نہ لگایا جیسا کہ متکلمین علماء کا طریقہ رہا ہے۔

فائدہ: امام موصوف کو تکفیر پسند نہ تھی مجبورا فتوی کفر لگانا پڑا جب مسلسل کوششوں کے باوجود وہ لوگ کلمات کفریہ سے باز نہ آئے مثلا دہلوی کے علاوہ جو وہابی مولوی تھے جن پر فتوی لگایا تھا۔

فائدہ: جب امام موصوف کا پہلا رسالہ سبحن السبوح 1309ھ میں چھپ کر منظر عام پر آیا اس وقت سے لیکر تقریبا چھ، سات سال تک یا اس سے بھی زائد وہابی مولویوں کو خط و کتابت کے ذریعے بہت سمجھایا۔ آپ خود فرماتے ہیں:

ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید (گنگوہی، تھانوی، انبیٹھوی وغیرہ) کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں۔ان تمام حقائق

کی روشنی میں اعلی حضرت تاجدار بریلی کا دہلوی پر فتوی کفر سے احتیاط کرنا بالکل واضح ہے۔

**فائدہ:** جن کے نام لیکر اعلیٰ حضرت نے فتوی کفر صادر فرمایا تو اس طرح نہیں کہ ایک دودن یا ایک دوماہ ان کو موقع دیکر فتوی لگا دیا۔ بلکہ بعض کو دس دس سال ،بعض کو سترہ سال، بعض کو انیس سال بیت گئے تھے آپ نے ان کو بہت کچھ آگاہ کیا مگروہ باز نہ آئے تو پھر آپ نے اپنے حاشیہ المعتمد المستند میں نام لیکر فتوی کفر صادر فرمایا۔ تمہید ایمان کے الفاظ گزر چکے ہیں۔

جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام (گالی) صادر نہ ہوئی یا اللہ ورسول کی جناب میں ان کی دشنام (گالی) نہ دیکھی سنی تھی اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا غایت احتیاط سے کام لیا۔۔۔۔۔جب صاف صریح انکار ضروریات دین ودشنام دہی (گالی دینا) رب العالمین وسید المرسلین ﷺ آنکھ سے دیکھی تواب بے تکفیر چارہ نہ تھا۔ الخ۔

قارئین کرام! امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے جن پر فتوی لگایا اس کی وجہ بھی بالکل واضح ہے اور جن پر نہیں لگایا اس کی وجہ بھی بالکل واضح ہو چکی۔ اور مولوی نعمت وہابی نے اعلی حضرت علیہ الرحمہ پر یہ اعتراض اٹھا کر الٹا ان کے دامن سے کئی اعتراضات والزامات واتہامات کو دور کر دیا ہے۔ ویسے مشورہ ہے آئندہ یہ اعتراض نہ اٹھانا ورنہ اپنا ہی نقصان ہو گا۔

**فائدہ:** اسکی مزید تفصیل فتاوی رضویہ ج15 ص452 پر دیکھیں اور یہ بھی یاد رہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

میں احتیاطاً اس کو کافر نہیں کہتا کوئی اسے کہہ دے تو میں اس کو روکتا نہیں ہوں۔ اس کی مزید تفصیل فتاوی رضویہ ج14 ص616 اور ص687 پر ملاحظہ فرمائیں۔

## تاجدار گولڑہ علیہ الرحمہ اور اسماعیل دہلوی:

قارئین کرام! وہابی مولوی نعمت نے حضور پیر مہر علی شاہ کا حوالہ دے کر اسماعیل دہلوی کی معصومیت ثابت کرنے کی مزموم کوشش کی ہے اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔

## پیر مہر علی شاہ کا حضرت اسماعیل شہید کیلئے دعائیہ کلمات

**الجواب:** اولاً یہ بیچارے وہابیہ دیوبندیہ کا آخری سہارا ہوتا ہے اپنے بڑوں سے فتوی تکفیر دور کرنے کا مگر کئی وجوہ سے یہ طریقہ کامیاب نہیں۔ حضرت عارف باللہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہیں کی۔ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ بات تب درست مانی جائے گی کہ ثابت کریں کیا دہلوی کی کفریہ عبارات جن کی وجہ سے اعلی حضرت تاجدار بریلی نے وجوہ کفر کا فتوی صادر فرمایا تو وہ پیر صاحب کے سامنے بھی پیش کی گئیں اور پیر صاحب نے ان کو درست قرار دیا؟۔ دیوبندیوں کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے ورنہ آج تک ضرور پیش کر چکے ہوتے۔

## ثانیاً: پیر مہر علی شاہ کا دہلوی کو رگڑا

حضرت پیر صاحب علیہ الرحمہ نے جیسے مرزا قادیانی ملعون کو رگڑا لگایا ہے اسی طرح ایک پوری کتاب اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ تحریر فرما کر خاص طور پر دہلوی صاحب کو وہ رگڑا لگایا ہے جس کا آج تک کسی وہابی نے جواب نہیں دیا۔ اور اسی طرح کتاب میں پیر صاحب دہلوی کی تقویۃ الایمان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

الحاصل بتوں اور کاملین کے ارواح میں فرق واضح ہے اور امتیاز غالب ہے پس جو آیات بتوں کے متعلق وارد ہیں ان کو اولیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم پر حمل (چسپاں) کرنا یہ قرآن مجید کی تحریف ہے جو قبیح تحریف ہے اور یہ دین کی بہت بری تخریب ہے جیسا کہ تقویۃ الایمان کی عبارتوں میں ہے۔[44]

**اقول:**: پیر صاحب علیہ الرحمہ نے مذکورہ عبارت میں اسماعیل دہلوی کو خارجی یعنی بتوں والی آیات انبیاء کرام واولیاء عظام پر چسپاں کرنے والا قرار دیا اور یہی طریقہ خوارج کا تھا۔

یقین نہ ہو تو عظیم صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان جو کہ بخاری شریف میں ہے ملاحظہ فرمائیں :

---

[44] (اعلاء کلمۃ اللہ ص113)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ وَقَالَ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ وَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔[45]

پیر صاحب نے اسماعیل دہلوی کو قرآن کریم کی معنوی تحریف کرنے والا یعنی محرف قرآن قرار دیا اور مفہوم قرآن بدلنے کی واردات کرنے والا قرار دیا۔ پیر صاحب نے اسماعیل دہلوی کو بہت بری تخریب کرنے والا تخریب کار قرار دیا۔

پیر صاحب کے مذکورہ فتوے کے مطابق اسماعیل دہلوی:

بہت بڑا خارجی ،بہت بری تحریف کرنے والا محرف قرآن اور بہت برا تخریب کار قرار دیا ہے۔اب وہابی لوگ بتائیں پیر صاحب نے کتنا رگڑا لگایا ہے معلوم ہوا کہ پیر صاحب کی دعائیہ کلمات والی گپ محض گپ ہی ہے یا پھر یہ اس وقت کی بات ہے جب پیر صاحب کے پاس دہلوی کفریات کی داستان ابھی نہیں پہنچی تھی اور اسکے کفریات کا چرچا نہیں ہوا تھا۔اور ماقبل شرح عقائد کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ **فقہاء ماوراء النھر** کے نزدیک خوارج مجوس سے بھی بدترین کافر ہیں۔ قرآن کریم میں **اللہ تعالیٰ** نے تحریف کرنے والوں کی سخت مذمت فرمائی ہے۔

## الجواب ثالثاً: لزوم والتزام کا مطلب:

---

[45] (صحیح بخاری ج۔۔۔ص۔۔۔کتاب استتابۃ المرتدین باب قتل الخوارج)

پیر صاحب قبلہ لزوم کفر والتزام کفر کے پیش نظر جو کہ متکلمین کی خاص اصطلاح ہے آپ نے تکفیر نہ فرمائی مگر جواب نمبر 1 میں آچکا کہ آپ نے کس انداز میں دہلوی کو رگڑا ہے۔ پیر صاحب نے لزوم کفر اور التزام کفر کا مطلب اپنی کتاب اعلاء کلمة الله میں تفصیلا بیان فرمایا ہے ملاحظہ ہو:

التزام کفریہ ہے کہ ایک شخص نص کے مدلول کو نص کا مدلول سمجھتے ہوئے اور حکم شرعی کو حکم شرعی جانتے ہوئے انکار کر دیتا ہے اور کہتا ہے میں جانتا ہوں یہ شارع علیہ السلام کا حکم ہے لیکن میں اس کو قبول نہیں کرتا۔(یہ التزام کفر ہے اس سے باتفاق علماء بندہ کافر ہو جاتا ہے) لزوم کفریہ ہے کہ جہالت اور نادانی کے باعث یا غلط تاویل کی وجہ سے اس پر کفر لازم آتا ہے۔

پس التزام کفر سے انسان کافر ہو جاتا ہے، لزوم کفر سے اس پر کفر کا فتوی عائد نہیں کیا جاسکتا۔ اسی وجہ سے فقہاء نے کلمات کفر ذکر کرنے کے بعد متکلم کے جہل کو عذر شمار کیا ہے۔[46]

## فائدہ: مختصر تعارف کتاب اعلاء کلمة الله فی بیان وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ:

یہ عظیم کتاب قرآنی حکم وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ (یعنی جس جانور پر بوقت ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے) کی تفسیر ہے جس میں مسائل نذو نیاز سماع موتی (فوت شدگان کا سن لینا) استمداد اولیاء کرام یعنی اللہ کے ولیوں سے مدد

46 خاتمہ اعلاء کلمۃ اللہ ص 274

طلب کرنا، توسل یعنی صالحین کا بارگاہ خدا میں وسیلہ پیش کرنا، اور علم غیب محبوب خدا ﷺ وغیرہ۔ پیر صاحب قبلہ نے۔3۔۔۔ آئمہ محدثین فقہاء کے نام ذکر کئے جنہوں نے یا کتب لکھیں یا فتاوی دیئے مذکورہ مسائل کے جواز پر۔ اوراس میں عجیب کمال کی بات یہ ہے کہ آپ نے 86 پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نام اوران کی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کا ذکر کیا اور 87 پر حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اوران کی کتاب تفسیر فتح العزیز المعروف تفسیر عزیزی کا ذکر کیا۔ اورص 88 پر مولوی رفیع الدین دہلوی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ذکر کیا اورص89 پر شاہ رفیع الدین دہلوی کے بیٹے شاہ ولی اللہ کے پوتے اوراسماعیل دہلوی کے چچازاد بھائی حضرت مولانا مخصوص اللہ محدث دہلوی کا ذکر کیا اور یہ حضرت صاحب تو وہ ہیں جنہوں نے اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کا باقاعدہ طور پر ایسازبردست جواب لکھا کہ آج تک اس کا جواب نہیں آیا۔ اس کتاب کا نام سعید الایمان بجواب تقویۃ الایمان۔ اورص90 پر ملاعابد سندھی استاد شاہ عبد الغنی دہلوی مجدد صاحب حضرت شاہ ملاعابد سندھی نے بھی باقاعدہ طور پر ایک رسالہ استغاثہ اور توسل کے جائز ہونے پر لکھا تھا۔

قارئین کرام! میں آپ کی توجہ چاہوں گا جن پانچ شخصیات کا ہم نے ذکر کیا یہ کوئی عام ہستیاں نہیں ہیں یہ مسلم بین الفریقین ہیں۔ اورآسمان علم کے نیّر تاباں ہیں جن کا نام آتے ہی ان کی علمی جلالت کے سامنے سر تسلیم خم ہو جاتے ہیں۔

اور پھر ان نفوس قدسیہ سے اسماعیل دہلوی کا بھی بڑا گہرا تعلق ہے خاندانی نسبی بھی اور علمی ورثہ کے لحاظ سے شرف تلمذ کے لحاظ سے بھی۔ اپنے اکابر ہونے کے لحاظ سے بھی اور یہ وہ علماء اہل سنت بھی نہیں ہیں جن کو بریلوی کہہ کر یا سمجھ کر رد کر دیا جائے۔ برصغیر پاک وہند کے علماء کیا عرب دنیا کے بے شمار علماء وفضلاء کی علمی اسناد ان تک پہنچتی ہیں۔ علماء اہل سنت ہوں یا علماء دیوبند سب کسی نہ کسی واسطہ سے ان کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ المتوفی 1176ھ ،1762ء اسماعیل دہلوی کے دادا ہیں۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی المتوفی 1239ھ ،1824ء اسماعیل دہلوی کے چچا واستاذ۔ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی المتوفی 1233ھ، 1817ء اسماعیل دہلوی کے چچا واستاذ (حضرات مذکوراسماعیل دہلوی کے کفریات منظر عام پر آنے سے پہلے دنیا سے چل بسے تھے) حضرت شاہ مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین محدث دہلوی المتوفی 1272ھ،1855ء اسماعیل دہلوی کے چچازاد بھائی اور اس کے خلاف اس کی کتاب تقویۃ الایمان کا رد لکھنے والے ہیں اور ملا عابد سندھی مدنی جن کے حواشی کتب حدیث پر موجود ہیں اپنے وقت کے بہت بڑے عالم، فاضل اور اسماعیل دہلوی کے والد شاہ عبد الغنی کے استاذ محترم تھے۔ آپ نے انبیاء واولیاء سے مدد طلب کرنا اور اللہ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرنے کے جواز پر ایک رسالہ بھی لکھا تھا کما قال الشیخ مہر علی علیہ الرحمہ۔

قارئین کرام! اسماعیل دہلوی نے اپنے گھڑے ہوئے نظریات اور پھر جو ان کو نہ مانے ان کو کافر و مشرک قرار دیکر اپنے دادا، باپ، اساتذہ اور خاندان سے لیکر اپنے سے قبل کی تمام صدیوں کے مسلمانوں کو **معاذ اللہ** مشرک و کافر قرار دیا جیسا کہ مذکورہ بزرگوں کی کتابوں سے ظاہر ہے اگر یقین نہ آئے تو شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ اور شاہ عبد العزیز کی تفسیر فتح العزیز اور شاہ مخصوص اللہ کی سعید الایمان فی رد تقویۃ الایمان اور ملا عابد سندھی کا رسالہ شارد وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ سب کچھ واضح ہو جائے گا۔

**فائدہ:** حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ المتوفی 1356ھ، 1937ء نے اپنی کتاب **اعلاء کلمۃ اللہ** میں دو اور بزرگوں کے نام دیئے ہیں۔

نمبر 1: مولوی تراب علی لکھنوئی المتوفی 1280ھ، 1864ء اور پھر ان کی کتاب جو کہ تقویۃ الایمان دہلوی کے رد میں لکھی گئی تھی اس کا ذکر کیا ہے۔

نمبر 2: مولوی فضل الرسول بدایونی المتوفی 1289ھ، 1872ء اور پھر ان کی کتاب کا نام ذکر کیا تصحیح المسائل یہ بھی تقویۃ الایمان کے رد میں لکھی گئی تھی۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ پیر صاحب قبلہ نے **اعلاء کلمۃ اللہ** کی صورت میں تقویۃ الایمان کا رد لکھا اور دہلوی کے گمراہ کن نظریات کا ابطال کیا۔ اور دیگر جن بزرگوں نے تقویہ کا رد کیا تھا آپ ان سے بھی بہت خوش ہیں۔

## علماء دیوبند سے گزارش :

فیصلہ کرلیں مذکورہ حضرات مشرک ہیں یا موحد۔ بصورت اول ان کا نام لینا چھوڑ دیں کیونکہ تمہارے امام کی تحقیق کے مطابق یہ مشرک ہیں ۔(**معاذ اللہ**)اور بصورت ثانی ان پر جس نے شرک کا فتوی لگایا کیا یہ فتوی خود اس کی طرف لوٹے گا بموجب حدیث لہذا تمہاراامام مشرک ہوا۔ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرلو کس کو امام ماننا ہے اور کس کو نہیں۔

## بعض علوم غیبیہ یا کل

قارئین کرام! مولوی نعمت وہابی نے اپنی کتاب شمس کے ص 37 پر تحریر کیا:

مولوی احمد رضا خاں نے واضح لکھ دیا جو بعض علوم مانے وہ وہابی اور نبی ﷺ کی شان کو کم کرنے والا ہے اور یہ وہابیوں کی اصطلاح ہے اور وہابی لوگ بعض علوم کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔

**الجواب:** مولوی صاحب نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انتہائی چالاکی سے سفید کو سیاہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ مفتی فضل الرحمن کے تلامذہ نے جو کچھ ذکر کیا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ ہم اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا بھی یہی عقیدہ ہے **کماسیجیٔ**۔ لگتا ہے وہابی مولوی کو مفتی فضل الرحمن اور ان کے تلامذہ سے خواہ مخواہ کی عداوت ہے وہ بار بار بات کو توڑ مروڑ کر ان پر لائے ہیں یا پھر اعلیٰ حضرت پر لے جاتے ہیں۔

قارئین کرام! ہم جواب میں تاجدار بریلی کی ساری عبارت ذکر کر دیتے ہیں جس سے مولوی مذکور کی خیانت بالکل واضح ہوجائے گی۔ الدولۃ المکیۃ کے ص 75 پر آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کے علوم کے اظہار میں نہ تو اللہ تعالیٰ کے علوم سے برابری کا شبہ ہوتا ہے نہ شرک کا شک۔ ہم حضور ﷺ کے علوم کو اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر تسلیم نہیں کرتے۔ یہ خود بخود حاصل نہیں ہوئے اللہ نے عطا کئے۔ اور فضل عظیم فرمایا (آنے والا جملہ قابل غور ہے از راقم)، ہم حضور ﷺ کے سارے علوم اللہ تعالیٰ کے علوم کا بعض ہی مانتے ہیں۔ (یہی بعض علوم غیبیہ کا عقیدہ ہے) مگر ہمارے بعض اور معاندین کے بعض میں زمین و آسمان کا فرق ہے وہابیہ کا بعض عداوت و تحقیر کا بعض ہے اور ہمارا بعض عظمت و تمکین کا بعض ہے۔ اس بعض کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اسی نے اس بعض کو اپنے حبیب ﷺ پر انعام فرمایا ہے۔[47]

اور آپ نے ص 50 پر تحریر فرمایا:

جو شخص کسی کیلئے ایک ذرہ سے کمتر بھی (یعنی بعض علوم کا سب سے چھوٹا حصہ) ذاتی علم ثابت کرے گا وہ یقیناً مشرک ہوجائے گا اور تباہ و برباد ہوگا۔

اور ص 44 پر تحریر فرمایا:

حضور نبی کریم ﷺ کے تمام علوم اللہ جل جلالہ کے غیر متناہی علوم کے سمندر کے مقابلہ میں ایک چھینٹا یا چلو ہیں۔

---

47 الدولۃ المکیۃ ص 75 مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور

اور ص 65 پر اس بعض علوم غیبیہ جو ہم اہل سنت مانتے ہیں اس کی وضاحت یوں کی جس لفظ بعض کو (اشرف علی تھانوی نے) نقص علم مصطفیٰ ﷺ کیلئے استعمال کر رہا ہے اس میں اتنی وسعت ہے جو ایک چھوٹی سی بوند کی مقدار سے لے کر لاکھوں کروڑوں چھلکتے سمندروں تک کو شامل ہے۔

اس بعض کی نہ کوئی گہرائی جان سکا ہے نہ وسعت۔ ان سمندروں کا نہ کوئی کنارہ نہ انتہا۔ یہ سب کا سب آپ کے علموں کا بعض ہی تو ہے۔ اس بعض کا احاطہ کون کر سکتا ہے ؟ علم مصطفیٰ تو جتنا اللہ چاہے اتنا ہے۔ لفظ بعض سے برابری مماثلت اور نفی و نقص کے پیمانے تیار کرنا ایسے کج بیانوں کا ہی خاصہ ہے۔

اب ایسے لوگ **معاذ اللہ** یوں بھی کہتے نہ شرمائیں گے کہ **اللہ تعالیٰ** کی قدرت زید، عمرو ایک بچے اور پاگل بلکہ جانور اور چوپایہ کی قدر (قدرت) کے برابر ہے **(العیاذ باللہ)** الخ اور ص 71 پر تحریر فرماتے ہیں: اب وہابیہ کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ محض اتنا ہی جانتے تھے جتنا وحی کے ذریعے بتا دیا گیا۔ یہ بات درست ہے مگر ان کا انداز بیان درست نہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ بعض مغیبات بعض اوقات حضور پر واضح کر دیئے گئے۔ ہم بھی یہ مانتے ہیں جمیع معلومات الٰہیہ کا احاطہ کر لینا مخلوق کیلئے ناممکن ہے۔ مگر ہم اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ **اللہ تعالیٰ** نے حضور ﷺ کو جب یہ فرمایا کہ عنقریب ہم آپ کو وہ کچھ سکھا دیں گے جو آپ کے علم میں نہیں تھا۔ یہ سکھانا واقعی بذریعہ قرآن پاک تھا اور قرآن پاک بیک وقت نازل نہیں ہوا۔ (علم غیب تدریجی ہے) بلکہ تئیس سالوں میں نازل ہوتا رہا۔ اس

سے اوقات اور معلومات میں بعض ہونا درست ہے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہابیہ اس انداز پر تعلیم خداوندی کو۔۔۔ قلیل اور حقیر کہہ کر حضور ﷺ کی توہین (بلکہ رب تعالیٰ کی توہین) کے مرتکب ہوتے ہیں یہ لوگ حضور ﷺ کو بھی اپنے جیسے کمینہ نفوس پر قیاس کرتے ہیں۔[48]

قارئین کرام! اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی علیہ الرحمہ کی مذکورہ باتوں کو ایک بار پھر اچھی طرح نظر فرمائیں اور پھر آخری حوالہ دیکھنا جس پر مولوی نعمت وہابی نے اعتراض اٹھایا کہ مولوی احمد رضا حضور ﷺ کیلئے علم غیب کلی مانتا ہے اور بعض علوم غیبیہ وہابیہ مانتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہی ہے کہ ہم اہل سنت بریلوی حضرات بھی علم غیب اللہ کے علم غیب کے مقابلے میں جزئی ہی مانتے ہیں۔

آخری حوالہ ملاحظہ ہو:

یہ وہابیہ کی جہالت ہے انہوں نے نبی کریم ﷺ کی شان کو کم کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے اور کھل کر بات کرنے کی بجائے (حضور ﷺ کی شان کھل کر گھٹانے والے الفاظ بولنے کی بجائے) علوم غیبیہ کی تعداد اور حدود میں تقسیم کرتے ہیں (اصل مقصد حضور ﷺ کی عظمت اور شان کو گھٹانا ہوتا ہے) اور پھر نبی کریم ﷺ کے علوم کو بعض علوم کی اصطلاح میں لا کر دجل وفریب کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔[49]

---

48 الدولۃ المکیۃ ص 71

49 الدولۃ المکیۃ ص 105 مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور

قارئین کرام! بات بالکل واضح ہے ہم بھی بعض علوم کی اصطلاح اور الفاظ بولتے ہیں اور وہابیہ بھی بولتے ہیں مگر ہمارے بعض میں اوران کے بعض میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ہمارا مقصد اور ہوتا ہے اور وہابیہ کا مقصد ان الفاظ سے اور ہوتا ہے۔

## الفصل الرابع: کیا جو احمد رضا کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے؟

قارئین کرام! وہابی مولوی نعمت نے اپنی کتاب میں کئی مقامات پر یہ اعتراض کیا ہے کہ بریلوی علماء اہل سنت کے نزدیک جو احمد رضا کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے کماقال فی صفحہ 37 وغیرہا

**الجواب** : اولاً اس کے دو مطلب ہیں ایک صحیح اور دوسرا غلط

غلط وہ ہے جو وہابیہ نے اپنی قلبی عداوت کی وجہ سے گھڑ لیا ہے جیسا کہ وہابیہ کہتے ہیں کہ علماء اہل سنت بریلوی کے نزدیک جو اعلی حضرت کو امام نہ مانے یا اس میں شک بھی کرے تو وہ شریعت کے حکم سے کافر ومرتد ہے۔ **(معاذ اللہ)** یہ مطلب بالکل غلط ہے۔ حضور صدرالشریعہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (المتوفی 1296 ہجری) صاحب بہار شریعت جو اعلی حضرت تاجدار بریلی کے بڑے مقرب اور قابل اعتماد شاگرد و خلیفہ ہیں اور اعلی حضرت تاجدار بریلی کو اپنے بیٹوں سے بھی بڑھ کر ان پر ناز تھا۔ آپ اپنے فتاوی امجدیہ میں ایک طویل سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

میں بھی کہتا ہوں کہ اعلی حضرت قبلہ قدس سرہ امام اہل سنت ہیں مگر یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ جو ان کی امامت نہ مانے وہ **معاذ اللہ** کافر ہے۔(جس شخص نے یہ قول کیا تو)اس شخص کا یہ قول نہایت شنیع (ناپسندیدہ ) ہے اس قائل پر اس قول سے توبہ لازم ہے جس نے ایسا لکھا وہ حقیقتًا اعلی حضرت قبلہ ہی کا مخالف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی طرف سے مسلمانوں کو بد ظن کرتا ہے۔زید کو اگر اس کی اطلاع ہے تو زید پر بھی لازم ہے کہ اس سے انکار کرے ورنہ زید بھی اس گناہ میں شریک ہے۔[50]

محترم قارئین کرام!یہ تو تھا وہ مطلب جو وہابیوں کا گھڑا ہوا ہے اور وہابی یہ کہہ کر لوگوں کو اعلی حضرت تاجدار بریلی سے متنفر کرنے کی مزموم کوشش کرتے ہیں اب آیئے اس کا صحیح مطلب بھی آپ کے سامنے رکھ دیتے ہیں تاکہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے اہل سنت کے ایمان تازہ ہوں اور وہابیوں کے دلوں میں جلنے والی آگ میں اضافہ ہو۔اعلی حضرت کے دوسرے عظیم شاگرد و خلیفہ انتہائی قابل اعتماد سید زادے صدرالافاضل حضرت مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رہی یہ بات کہ جو اعلی حضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو اس کو وہ کافر جانتے ہیں یہ درست ہے اور مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ ایمانیات اور ضروریات دین میں جو اس کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔ مثلا جو شخص توحید میں ہمارا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے توحید

---

50 فتاوی امجدیہ جلد نمبر چار صفحہ 515 مطبوعہ مکتبہ رضویہ ارام باغ کراچی

مانے رسالت میں ہم اعتقاد نہ ہو وہ کافر توحید ورسالت دونوں کو تسلیم کرے قرآن کا منکر ہو تو کافر غرض کسی ایک امر ضروری دینی کا انکار کرے کافر ہے مسلمان وہی ہے جو تمام ضروریات دین میں ہمارا ہم عقیدہ ہو الخ۔ [51]

قارئین کرام! ضروریات دین و ایمانیات کے لحاظ سے تو ہر بندہ مومن کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو اس کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے اور کچھ ضروریات دینیہ کا ذکر خود حضرت مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمادیا ہے۔لہذا فروعی مسائل اس سے جدا ہو گئے صدیوں سے مسلمان فروعات میں ایک دوسرے سے اختلاف کرتے آئے ہیں جیسا کہ **مسالک اربعہ۔ احناف، شوافع، حنابلہ** اور **مالکیہ** کے اختلاف سے ظاہر ہے۔ان تمام حضرات کا ضروریات دینیہ میں اختلاف نہ تھا **کماہوالظاہر**۔مولوی نعمت وہابی نے ایک اور جھوٹ لکھا ہے کہ علمائے بریلویہ کا اجماع ہے کہ احمد رضا خان کے فتوی پر عمل کرنا واجب ہے یہ بات کہیں بھی نہیں لکھی ہوئی سب جھوٹ بولا گیا ہے۔خود وہابی نے بھی اس پر کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔

الجواب ثانیاً:اعلی حضرت تاجدار بریلی سے ان کے زمانے میں بھی کئی علمائے کرام برصغیر متحدہ ہندوستان میں بعض فروعی مسائل پر اختلاف کرتے رہے اور قیام پاکستان کے بعد اور اعلی حضرت تاجدار بریلی کے وصال باکمال کے بعد بھی بعض علماء مثلاً فقیہ اعظم مولانا نور اللہ نعیمی، غزالی زماں پیر سید احمد سعید کاظمی ملتانی، تاجدار کشور تدریس ملک المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد بندیالوی رحمہم اللہ تعالی مگر

---

51الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر 197 مطبوعہ 1345 ہجری

علماء اہل سنت بریلی میں سے کسی نے بھی ان پر کوئی کفر کا فتوی نہ لگایا تو اعلی حضرت کی مخالفت سے اگر علماء اہل سنت کفر کے قائل ہوتے تو فتوی ضروری لگاتے۔

## مولانا عبد الباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

محترم قارئین کرام: ہمارے محترم بھائی فاضل نوجوان مولانا محمد نعیم عباس اطال اللہ عمرہ نے نجم الرحمن میں مولانا عبد الباری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر کیا تھا جس کو پڑھ کر مولوی نعمت وہابی چیخنے چلانے لگا اس کی وجہ یہ بنی کہ انہوں نے اہل سنت و جماعت کا علم غیب کے بارے میں جو نظریہ ہے اس کو کھول کر بیان فرمایا ہے جیسا کہ نجم الرحمن کے مقدمہ میں مکمل حوالہ کے ساتھ موجود ہے۔

## وہابی کا سفید جھوٹ

صفحہ نمبر 38 پر لکھا ہے مولوی احمد رضا خان نے عبد الباری فرنگی پر 101 وجوہ سے کفر کا فتوی عائد کیا ہے۔ یہی سفید جھوٹ ہے تاجدار بریلی نے بالکل ایسا نہ کیا اگر ثبوت ہے تو پیش کرو۔ وجوہ کفر بتانا اور ان سے آگاہ کرنا اور اور بات ہے اس کو زیادہ سے زیادہ لزوم کفر کہہ سکتے ہیں کفر کا فتوی لگانا اور چیز ہے یعنی التزام والی صورت اسماعیل دہلوی کی عبارت میں وجوہ کفر کی نشاندہی فرمائی ہے مگر تکفیر سے احتیاط فرمائی نیز یہ بھی وہابی مولوی نے جھوٹ لکھا ہے کہ مولوی احمد رضا خان اس (عبد الباری) کو کافر لکھ رہا ہے۔ اعلی حضرت تاجدارِ بریلی کی ایک عبارت بھی پیش نہیں کی جا سکتی جس میں انہوں نے ان کا نام لے کر ان کی تکفیر فرمائی ہو۔ جیسا کہ مرزا غلام برطانوی اور اس کے پیشواؤں رشید گنگوہی، خلیل انبیٹھوی، اشرف علی

تھانوی، نذیر حسین دہلوی، امیر احمد سہوانی، امیر حسن سہوانی، قاسم نانوتوی ان سب کے کفریات بالکل واضح تھے اور ان لوگوں نے التزام بھی کیا اس وجہ پر کفر کا فتوی لگایا ہے۔باقی رہا آپ کا یہ اعتراض کہ ان کو امام کیوں کہا ہے؟ تو میں کہتا ہوں نبی کا جو غلام ہے ہمارا وہ امام ہے نبی کا جو گستاخ ہے اس سے بائیکاٹ ہے۔

علامہ عبد الباری کے فتوی **قیام الملت والدین** میں جس انداز میں حضور کے علم غیب کی وضاحت کی گئی ہے وہ عقیدہ علماء اہل سنت کا ہے۔دیابنہ کے نزدیک تو وہ شرک ہے۔**(معاذ اللہ)**

## جو کافر کو کافر نہ کہے وہ کافر کا مطلب

اس کا مطلب ہے جو شخص کسی کی کفریہ عبارات پر مطلع ہو گیا کہ یہ واقعہ ہی کفریہ عبارات ہیں پھر بھی کوئی مصلحت آڑے آگئی یا کوئی دوستی،رشتہ داری تو ایسا شخص بھی اسی زمرے میں شمار ہوگا۔

حضرت صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں :جو ان یعنی گستاخوں کے اقوال خبیثہ پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ کہیں وہ بھی کافر ہیں فتاوی امجدیہ جلد نمبر دو حصہ چہارم صفحہ نمبر 468 اور اسی جلد کے صفحہ 480 پر تحریر فرماتے ہیں اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم میں کفریات بکے ہیں جس کی وجہ سے اس پر حکم کفر لازم اور مولوی اشرفعلی تھانوی نے حفظ الایمان میں حضور اقدس

ﷺ کی شان اقدس میں صریح گستاخی اور توہین کی جس کی بنا پر علمائے حرمین طیبین نے بلا اتفاق اس کو کافر بتایا اور یہ فرما دیا کہ۔

**من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔**

جو اس کے قول پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اسی طرح ہمارے دیگر علماء اہل سنت یہ وضاحت کر چکے ہیں۔

علامہ انور شاہ کشمیری سے تائید: جو گستاخ مرتد کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے یہ بات صرف اعلی حضرت تاجدار بریلی نے نہیں لکھی بلکہ دارالعلوم دیوبند کے عظیم شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیری صاحب نے بھی لکھی ہے ملاحظہ ہو شرح شفا قاضی عیاض لملا علی قاری جلد نمبر دو صفحہ نمبر 393 پر ہے :

**قال محمد بن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم نبی ﷺ والمستنقص لہ کافر من شک فی کفرہ و عذابہ کفر**

محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ تمام علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں توہین و تنقید کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔[52]

قارئین کرام! مولوی نعمت وہابی نے اعلی حضرت تاجدار بریلی پر الزام عائد کیا کہ یہ کہتے ہیں جو گستاخ کو کافر نہ مانے اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے

52 اکفار الملحدین علامہ انور شاہ کشمیری صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر 51

اس کے اپنے لفظوں میں ملاحظہ ہو صفحہ 38 احمد رضا نے لکھا کہ جو کافر کو کافر نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔ انتہی کاش کہ وہابی مولوی اپنے شیخ الحدیث کی کتاب ہی پڑھ لیتا تو ایسی بات نہ کرتا اور اعلی حضرت کو مورد طعن نہ ٹھہراتا حیرانگی کی بات ہے کہ جس بات پر تمام علمائے امت کا کشمیری صاحب نے اجماع نقل کیا ہے اس کو بھی صرف اعلی حضرت کے کھاتے میں ڈالا جا رہا ہے۔

ایک گپ: گستاخ رسول کی توبہ قبول ہے یا نہیں مولوی نعمت وہابی انتہائی جاہل نظر آتا ہے جس بات پر تمام علماء فقہاء اتفاق و اجماع کرتے ہیں مولوی مذکور اس کو صرف اعلی حضرت کا قول بنا کے پیش کرتا ہے۔ یا تو نرا جاہل ہے یا پھر جان بوجھ کر عوام کو پاگل بناتا ہے۔ مثلا صفحہ 39 پر تحریر کیا مولوی احمد رضا خان نے لکھا ہے کہ گستاخ رسول کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

الجواب: اعلی حضرت تاجدار بریلی فرماتے ہیں ساجد صنم (بت پرست) کی توبہ اجماع امت سے قبول ہے مگر سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی ہزار ہا ائمہ کے نزدیک اصلا قبول نہیں اور اسی کو ہمارے علمائے حنفیہ میں سے امام بزازی ،امام محقق علی الاطلاق ابن الھمام علامہ مولوی خسر ،صاحب درر وغرر علامہ زین نجم ،صاحب بحر الرائق علامہ عمر بن نجیم ،صاحب نھر الفائق علامہ ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ، صاحب تنویر الابصار علامہ خیر الدین

رملی صاحب فتاوی خیریہ علامہ شیخ زادہ، صاحب مجمع الانہر علامہ مدقق محمد بن علی حصکفی، صاحب در مختار وغیرہم عمائد کبار علیہم رحمۃ اللہ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا بید ان تحقیق المسئلۃ فی الفتاوی الرضویہ اس لیے کہ عدم قبول توبہ تو صرف حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صدق دل سے ہے تو عند اللہ مقبول ہے کہیں یہ بد گو اس مسئلے کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر توبہ تو قبول نہیں پھر کیوں تائب ہو؟ نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا مسلمان ہو جاؤ گے۔ جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے اس قدر پر اجماع ہے۔ کما فی رد المحتار واللہ تعالی اعلم۔ [53]

قارئین کرام! مسئلہ کی حقیقت آپ کے سامنے آگئی در جن کے قریب فقہاء کا ذکر ہوا اور دیگر ہزاروں فقہا جنہوں نے فرمایا ہے گستاخ رسول کی توبہ قبول نہیں اس کو صرف اعلی حضرت کا قول کہنا انتہائی جاہل ہونے کی دلیل ہے۔

## حکیم سید برکات احمد کا اسماعیل دہلوی کو رگڑا

قارئین کرام! مولوی نعمت وہابی صفحہ 36 پر حکیم سید برکات احمد کے سوانح نگار کا حوالہ دے کر اور اس کی کچھ عبارات ذکر کر کے نتیجہ کے طور پر لکھتا ہے۔

53 تمہید ایمان صفحہ نمبر 41 تا صفحہ نمبر 43 مطبوعہ سکھر

عبارت۔ کیا ہی شان تھی حضرت شاہ اسماعیل شہید کی جن مخالفین کی ساری زندگی کفر کے فتوے اور شاہ اسماعیل شہید کے خلاف کتابیں لکھتے بیت گئی آج وہ شاہ اسماعیل شہید کی تعریف سے رطب اللسان ہیں۔[54]

اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ نتیجہ مولوی مذکور نے سوانح نگار کی درج ذیل عبارت سے نکالا۔ شہیدین یعنی شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید کے مجاہدانہ کارناموں کے لیے تحسین عقیدت کے جذبات رکھتے تھے الخ۔

الجواب: بالکل ہمیں تسلیم ہے کسی زمانے میں حکیم صاحب اسماعیل دہلوی کے بارے میں تحسین عقیدت کے جذبات رکھتے تھے مگر جب اس کی حقیقت کھل کر سامنے آئی تو پھر تقبیح عقیدت کے جذبات بھی ملاحظہ ہوں

حکیم صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

شاہ شہید کے متشددانہ اور حسن ادب سے بعید مسلک سے اختلاف بھی مجھے ورثہ میں ملا ہے مگر صرف ورثاء کی بات نہیں ہے۔ خاندانی افکار و آراء کو یکسر محو کر کے برسوں کی حقیقت (مسلمانوں کے عقائد و نظریات) پسندانہ جستجو اور آزاد مطالعہ اور طویل فکر کے بعد اتفاقاً مجھے وہی رائے قائم کرنی پڑی جو شاہ اسحاق کی تھی، علامہ خیر ابادی کی تھی اور میرے اسلاف کی تھی۔[55]

---

54 کتاب شمس صفحہ 36

55 حیات شاہ محمد اسحاق از حکیم سید محمود احمد صفحہ 15 تا 16

**فائدہ حاصلہ۔** شاہ اسماعیل متشدد تھا اس کا مسلک حسن ادب سے بعید تھا اس نے اپنے خاندان شاہ ولی اللہ کے افکار و آراء کو مٹایا۔ کئی سال آزاد مطالعے و غور و فکر کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ نظریہ اسماعیل شاہ غلط ہے اور نظریہ شاہ اسحاق اور علامہ خیر آبادی اور دیگر اسلاف بالکل درست ہیں اور مزید کسی تبصرے کی ضرورت نہیں ہے ، قارئین نتیجہ خود اخذ کریں۔

حکیم صاحب مذکورہ کتاب میں ہی تحریر کرتے ہیں وہ (شاہ اسماعیل دہلوی) تدریج کے اصول کو بھی فراموش کر بیٹھے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ نادانستہ (غلطی کے طور پر )وہ وصل کی بجائے فصل کا باعث بن گئے انہوں نے اپنے شعلہ فشاں اور آتش بار مواعظ میں **تکفیر مسلمین** (اعلی حضرت کو**مکفر المسلمین** کالقب دینے والے غور کر لیں ازراقم)کا وہ زور باندھا کہ خود ان کے خاندان کے بہت سے ارادت کش اور نیاز مند چیخ اٹھے اور خود انہی کے کئی بنی عم ( چچازاد ) ان سے مناظرہ پر مجبور ہو گئے۔[56]

## فوائد حاصلہ:

مسلمانوں کو جوڑنے کی بجائے ان کو توڑنے والے اسماعیل دہلوی ہیں مسلمانوں کو کافر بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔**ولی اللٰھی** خاندان کے ارادت مند لوگ نیاز مند تکفیر مسلمین کی گرم بازاری سے چیخ اٹھے کہ اس ظالم نے سارے

56حیات شاہ محمد اسحاق صفحہ 38۔39

مسلمانوں کو کافر و مشرک بنادیا ہے اسماعیل دہلوی کے چچازاد بھائیوں نے اس سے انہی معاملات پر مناظرے کیئے۔

حکیم صاحب اسی کتاب کے صفحہ 63 پر رقم طراز ہیں سید صاحب کے ساتھ شاہ اسماعیل نے تقریبا ۱۸۱۷ عیسوی میں ایک مختصر ہنگامہ آراء رسالہ تقویۃ الایمان کے نام سے تحریر کیا تو اس کی اشاعت سے ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔اس کے انداز بیان اور لہجہ کی روش اور تلخی نے شاہ عبدالعزیز و شاہ عبدالقادر کے بہت سے تلامذہ و خدام کو دل آزار و مایوس کیا. چنانچہ اس کے خلاف رسائل لکھے گئے تقریریں کی گئیں مناظرے ہوئے۔[57]

**فوائد:** تقویۃ الایمان ہنگامہ پیدا کرنے والا رسالہ ہے۔شاہ عبدالعزیز و شاہ عبدالقادر کے تمام شاگردوں نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس کا رد پیش کیا ۔معلوم ہوا کہ تقویۃ الایمان سلسلہ تلامذہ ولی اللہی خاندان ولی اللہی عقائد و نظریات ولی اللہی کے بالکل برخلاف ہے۔

حکیم صاحب کی ایک اور کتاب سے کچھ تقریریں پیش خدمت ہیں۔ان حضرات (اسماعیل دہلوی مولوی حیدر علی رامپوری ) نے اثر ابن عباس سے استدلال کیا جو ایک موضوع روایت اور از قبیل اسرائیلیات ہے اس روایت میں سات زمینوں کے وجود اور ان ساتوں زمینوں میں ہماری زمین کے انبیاء علیھم السلام

57حیات شاہ محمد اسحاق صفحہ 63

اور خاتم النبیین ﷺ کی طرح الگ الگ ہر زمین میں دوسرے انبیاء علیہم السلام اور خاتم النبیین ﷺ کا ذکر ہے ۔گویا اس طرح یہ حضرات امکان نظیر کے اس بات کی دھن میں سات زمینوں کے سات خاتم النبیین ثابت کرنے پر تل گئے۔اور اس طرح نادانستہ ہی انکار ختم نبوت کی راہ ہموار ہوئی۔

اور مرزا غلام احمد قادیانی کو یہ جرات ہوئی کہ وہ نبوت کا ادعا کرے چنانچہ مرزا کے خلیفہ مرزا بشیر احمد نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کے رسالہ تحذیر الناس کی (جو اثر ابن عباس کے حق میں ہے )(خلیفہ قادیانی نے )ایک عبارت نقل کر کے لکھا ہے ۔اہل بصیرت کے نزدیک اس شہادت کو خاص وزن حاصل ہونا چاہیے ۔یہ شہادت مدرسۃ العلوم دیوبند کے نامور بانی حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی ہے۔[58]

حکیم صاحب نے یہ تلخ حقیقت اور ظلم کی داستان یوں ختم فرمائی ہے۔ مختصر یہ کہ شاہ اسماعیل کے غیر محتاط انداز بیان اور ایک خاص گروہ کے علماء کی طرف سے ان کی بے جا اور ناحق حمایت نے ایک ایسے فتنے کو سر اٹھانے اور۔۔۔۔۔۔کا موقع دیا جو 95 سال سے امت کے لیے درد سر بلکہ درد جگر بنا ہوا ہے۔ مولانا فضل حق کی

58 ختم نبوت کی حقیقت صفحہ ۱۵۴ طبع کراچی، فضل حق خیر ابادی اور سن 57 صفحہ 113

فراست نے بر محل اس فتنے کا سدباب کرنا چاہا تھا اور شاہ اسماعیل کی کتاب پر بروقت تنقید کی تھی۔[59]

قارئین کرام! مذکورہ کتاب بہت سارے حقائق سے پردہ اٹھانے والی ہے سب سے اہم بات یہ کہ اسماعیل دہلوی کا راستہ اور تھا اور خاندان شاہ ولی اللہ تلامذہ ہم خیال علماء کا راستہ اس سے بالکل جدا تھا۔لہٰذا عصر حاضر کے علماء دیوبند اپنے تانے بانے حضرت شاہ ولی اللہ اور خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر سے ملانے کی بجائے اسماعیل دہلوی سے ملا کر امام الوہابیہ نجدیہ ابن عبدالوہاب تک پہنچائیں یا پھر اسماعیل دہلوی کا راستہ چھوڑ کر شاہ ولی اللہ کے عقائد و نظریات سے متفق ہو جائیں۔

**فوائد:** مرزا غلام قادیانی برطانوی کو دعویٰ نبوت تک پہنچانے والے اسماعیل دہلوی اور قاسم نانوتوی ہیں۔اس پر زبردست دلیل یہ ہے کہ ان دونوں مولویوں کی تحریروں کے منظر عام پر آنے کا زمانہ اور مرزا قادیانی کے دعوی نبوت کا زمانہ ایک ہے۔بلکہ پہلے وہ تحریریں مثلا اسماعیل دہلوی نے کہا خدا چاہے تو ایک آن میں کروڑوں محمد ﷺ پیدا کر ڈالے۔اور قاسم نانوتوی نے کہا تھا اگر حضور کے بعد بالفرض کوئی نبی آ بھی جائے تو آپ کی ختم نبوت میں فرق نہیں آئے گا(**معاذ اللہ**) مرزے نے ان کا سہارا لے کر دعوی نبوت کر دیا۔

---

59فضل حق خیر آبادی اور سن 57 صفحہ 113

نمبر1:

قادیانی فتنہ کو پرورش پانے کا موقع اسی دہلوی اور قاسم نانوتوی نے دیا۔

نمبر2:

علامہ فضل حق خیر آبادی نے صحیح وقت پر ایکشن لیا تھا۔

## خلاصہ کلام:

مولوی نعمت وہابی بڑی بغلیں بجا رہا تھا کہ مخالفین کی زبانیں شاہ اسماعیل کی تعریف سے رطب اللسان ہیں۔ ہم نے ما قبل صفحات میں ذکر کر دیا کہ وہ کون سے الفاظ ہیں جن سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے۔

ایک بار پھر ملاحظہ ہوں:

(حکیم برکات صاحب )شہیدین یعنی شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید کے مجاہدانہ کارناموں کے لیے تحسین عقیدت کے جذبات رکھتے تھے۔ صفحہ 36

**اقول:**: مذکورہ الفاظ میں کوئی ایسے الفاظ ہرگز نہیں جن سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ حکیم صاحب خود یا ان کے سوانح نگار کی زبانیں تعریف سے رطب اللسان ہیں ۔ادنی سی عقل و علم والے بندے پر بھی یہ پوشیدہ نہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہتے ہیں کہ وہ ان کے عقیدت مند تھے مگر عقیدت مند نے جو اپنے پیشوا کی مٹی پلید کی ہے وہ بھی ما قبل گزر چکی ہے۔ حکیم صاحب اندھے عقیدت مند نہ تھے جہاں دیدہ تھے کئی سال تو دہلوی کی حقیقت نہ سمجھ سکے مگر آہستہ آہستہ حقیقت سامنے آگئی۔

اس لیے وہ اپنی ذاتی کتابوں میں تعریف سے رطب اللسان نظر نہیں آتے ہاں مذمت سے رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ حوالہ جات گزر چکے ہیں۔

**فائدہ** : حکیم صاحب کا نام سید برکات احمد ٹونکی ہے المتوفی( 1347 )ہجری اور آپ کے پوتے حکیم سید محمود احمد برکاتی ہیں۔

**فائدہ** : حکیم سید برکات احمد نے علم غیب نبوی کے اثبات پر کتاب اور مکتوب لکھ کر اہل سنت کے دلوں کو اجالا بخشا اور وہابیوں کا منہ کالا کر دیا۔

**فائدہ** :واضح ہو گیا کہ اسماعیل دہلوی سے صرف علمائے اہل سنت بریلوی کو دشمنی نہیں بلکہ جب لفظ بریلوی کا نام ونشان بھی نہ تھا اس وقت بھی موصوف کی اپنے گھر خاندان اور عقیدت مندوں کی طرف سے مٹی پلید کی جارہی تھی۔

## الفصل الخامس: پیر مہر علی شاہ اور علم غیب کا معنی

قارئین کرام! مولوی نعمت وہابی نے اپنی کتاب کے صفحہ 40 پر حضور قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب اعلاء کلمۃ اللہ کا حوالہ دے کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی۔

پیر مہر علی شاہ نے تو واضح لکھ دیا جس چیز کی اللہ خبر دیں نبی ﷺ بتا دیں یا بذریعہ وحی اللہ بتا دیں یہ علم غیب میں داخل نہیں ہے ۔[60]

---

60 کتاب شمس صفحہ 40

**الجواب :** حضرت شاہ صاحب قبلہ نے مسئلہ علم غیب نبوی بہت خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے جس سے آیات مبارکہ کا ظاہری تعارض یعنی ٹکراؤ اور شکوک و شبہات ختم ہو جاتے ہیں۔ آپ نے بلکہ آپ سے قبل علمائے اسلاف نے غیب کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ پھر ایک قسم کو خاصہ خداوندی قرار دیا اور دوسری قسم کو غیر خدا کے لیے بھی ثابت مانا۔ جس کو تفصیل مطلوب ہو وہ 25 صفحات پر پھیلا ہوا شاہ صاحب کا مضمون پڑھ لے۔ ہم اس کا خلاصہ تحریر کرتے ہیں۔

اعلائے کلمۃ اللہ کے صفحہ 230 پر آپ فرماتے ہیں آپ ﷺ سے منفی یعنی جس کی نفی کی گئی وہ علم غیب ہے جو بلاواسطہ ہو۔

**اقول:** پیر صاحب قبلہ کی مذکورہ کلام سے دو باتیں بالکل واضح ہو گئیں۔

نمبر 1: ایک علم غیب بلاواسطہ ہے آیات مبارکہ میں اسی علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔

نمبر 2: علم غیب بالواسطہ ہے اسی کا اثبات کیا گیا حضور ﷺ کے لیے۔

دوم۔ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔

1. علم غیب بلاواسطہ یہ خاصہ خداوندی ہے ۔
2. علم غیب بالواسطہ یہ خاصہ خداوندی نہیں ہے۔ یہ رب تعالی نے اپنے بندوں کو بھی عطا فرمایا ہے۔

اور صفحہ 231 پر پیر صاحب قبلہ بحوالہ تفسیر عزیزی از شاہ عبد العزیز دہلوی کامل اعتماد کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں: چند چیزوں کا ذکر کر کے مثلا ) دوزخ و بہشت شہادت ہیں۔ اور اسی وجہ سے اس قسم کو غیب اضافی کہتے ہیں۔

**اقول::** معلوم ہوا کہ غیب دو قسم کا ہوتا ہے۔ نمبر ایک حقیقی نمبر دو اضافی اول وہ ہے جو ہر ایک سے غائب ہو اور ثانی وہ ہے جو بعض سے غیب تو ہو مگر بعض سے غائب نہ ہو ۔ اول خاصہ خداوندی ہے اور ثانی خاصہ خداوندی نہیں ہے **کما ھو الظاہر** ۔ اور آپ اسی صفحہ پر بحوالہ تفسیر عزیزی فرماتے ہیں۔

اور وہ چیز جو تمام مخلوقات کی نسبت غائب ہے وہ غیب مطلق ہے۔ جیسا قیامت کے آنے کا وقت اور اللہ تعالی کے احکام کو جو ہر روز صادر ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ اللہ تعالی کی ذات اور صفات کے تفصیلی حقائق اس قسم کو غیب خاص اللہ تعالی کے لیے کہتے ہیں۔ یعنی اپنے غیب خاص پر کسی کو مطلع نہیں فرماتے۔

**اقول:** اس سے معلوم ہو گیا کہ علم غیب کی دو تقسیمات اور بھی ہیں۔

## تقسیم اول:

نمبر ایک غیب مطلق نمبر دو غیب مقید اول خاصہ خداوندی ہے اور ثانی خاصہ خدا نہیں ہے

## تقسیم ثانی:

نمبر ایک غیب خاص نمبر دو غیب عام۔ اول خاصہ خداوندی ہے اور ثانی خاصہ خداوندی نہیں ہے۔

**فائدہ :** یاد رہے کہ علمی و تدریسی زبان کے مطابق ایک تقسیم کے اقسام تو آپس میں مبائن ہوتے ہیں یعنی ان میں نسبت تباین ہوتی ہے مگر مختلف تقسیمات کے اقسام آپس میں مبائن نہیں ہوا کرتے۔ کما ہو المذکور فی القطبی وغیرہ اور آپ صفحہ 237 پر تحریر فرماتے ہیں۔

**لا ادری اور لا املک** کا مطلب ہے کہ اپنے طور پر نہ کسی چیز کا مالک ہوں نہ ذاتی طور پر کسی چیز کو جانتا ہوں۔

**اقول::** علم غیب کی یہ اور تقسیم ہے جس کے مطابق یہ دو قسمیں ہیں۔

(01) علم غیب ذاتی (02) علم غیب عطائی۔

اول خاصہ خداوندی ہے اور ثانی خاصہ خداوندی نہیں ہے۔ اور آپ نے علم غیب اضافی جو خاصہ خداوندی نہیں اس کو دوبارہ صفحہ 243 پر یوں ذکر فرمایا ہے ۔ اور یہ بہت ساری باتوں اور اعتراضوں کے جواب کا خلاصہ ہے۔

:: بس معلوم ہوا کہ جو لوگ آیات و احادیث ذیل کو بطور شاہد و دلیل پیش کرتے ہیں اور کاملین کے ارواح سے استعانت کی ممانعت ان آیات و احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔ نیز یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان ارواح کاملین کو ایسے فریاد کرنے والوں کے حالات پر کوئی اطلاع نہیں ہوتی ۔ نیز ان آیات و احادیث سے آنحضرت

ﷺ اور آپ کے تابعین سے نفی علم غیب اضافی کی ثابت کرتے ہیں جاہل اور بے علم ہیں اور حقیقت حال سے بالکل ناواقف ہیں۔ [61]

**اقول:** : پیر صاحب کتنی واضح بات فرمارہے ہیں کہ جو لوگ حضور نبی کریم ﷺ سے علم غیب اضافی کی نفی کرتے ہیں وہ نرے جاہل اور بے علم ہیں۔ انہیں حقیقت حال کا علم ہی نہیں کہ آنحضور اور آپ کے پیروکار اولیاء اللہ کے لیے کون سے علم غیب کا اثبات ہے اور کس کی نفی ہے۔ آیات واحادیث میں نفی علم غیب حقیقی کی ہے اور دیگر آیات واحادیث میں ثبوت واثبات علم غیب اضافی کا ہے لہذا آیات و احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے ،اور پیر صاحب کے کلام سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ علم غیب اضافی بھی علم غیب ہی ہے۔ اور اس کی نفی کرنا نری جہالت ہے پیر صاحب قبلہ کی فیصلہ کن عبارت ملاحظہ ہو آپ صفحہ 245 پر منکرین علم غیب نبوی کی طرف سے بہت ساری آیات و احادیث جو علم غیب کی نفی میں پیش کی جاتی ہیں ان کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

ان آیات و احادیث کے متعلق یہ تاویل ہے کہ نصوص مذکورہ کا مفاد علم غیب حقیقی کا اختصاص بحق سبحانہ و تعالی ہے اور دعوت غیر سے مراد دعوت بطریق عبادت ہے اور علم وامداد کی نفی بھی بطریق اصالت ہے الخ۔ [62]

---

61 اعلائے کلمۃ اللہ صفحہ 243-242

62 اعلائے کلمۃ اللہ صفحہ 245

**اقول** فائدہ نمبر 1: علم غیب حقیقی اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے لیکن اس کے مقابلے میں اس کا قسیم علم غیب اضافی وہ خاصہ خداوندی نہیں ہے۔

فائدہ نمبر 2: علم غیب کی نفی جن آیات میں ہے اس سے مراد علم غیب بالاصالہ کی نفی ہے۔ لیکن علم غیب بالتبع یہ غیر خدا کو بھی حاصل ہے۔ اول خاصہ خداوندی ہے ثانی نہیں۔ پیر صاحب کے کلام سے ایک اور تقسیم بھی سامنے آگئی۔

**نمبر1: علم غیب بالاصالہ نمبر2: علم غیب بالتبع**

تمام تقسیمات کی قسم اول خاصہ خدا ہے۔ اور ثانی خاصہ خدا نہیں ہے۔

**ثم اقول:** :ن تمام حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ ہر تقسیم کی قسم ثانی کو بھی علم غیب کہہ سکتے ہیں اور وہ بھی علم غیب کی ہی ایک قسم ہے۔

## آنحضرت ﷺ عَالِمُ الغیب

(آپ سے استفسار کیا گیا کہ کیا حضور ﷺ کو علمِ غیب عطاء ہوا اور آپ ﷺ کو عالم الغیب کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟ آپ جواب ارشاد فرماتے ہیں)

آنحضرت ﷺ کو علمِ غیب بحسب نصوص قرآنیہ اور علم ماکان و مایکون کا ازروئے احادیثِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام من جانب اللہ عطا ہوا ہے۔ علمِ غیب کلی اور بالذات علیٰ سبیل الاستمرار خاصۂ خدائی ہے۔ عزاسمہ، اور علم غیب

علیٰ قدر الاعلام والا عطاء آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو عطا ہوا ہے، اور آپ کو عالم الغیب بعلم عطائی وہبی کہا جاتا ہے۔

الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ[63]

**اعتراض:** اب رہا یہ اعتراض کہ پیر صاحب قبلہ نے یہ کیوں کہا کہ یہ علم غیب میں داخل نہیں ہے؟

**الجواب :اولاً:** یہاں صفت محذوف ہوگی مطلب یہ ہوگا کہ اطلاع علی الغیب علم غیب حقیقی میں داخل نہیں ہے۔اگر یہ تاویل نہ کریں پیر صاحب کے کلام میں تعارض لازم آئے گا اور ایک طرف اطلاع علی الغیب کو علم غیب کی قسم بناتے ہیں۔اور دوسری طرف اس کو علم غیب میں داخل ہی نہیں مانتے ہیں۔

**ثانیاً:** مولوی فخر الحسن صاحب صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند تفسیر بیضاوی کی اردو شرح میں تحریر کرتے ہیں ۔ اگر اللہ پر وقف کر دیا جائے اور الراسخون فی العلم کا اللہ پر عطف نہ کیا جائے تب بھی متشابہات کا غیر معلوم المراد ہونا ثابت نہیں ہوتا۔کیونکہ آپ زیادہ سے زیادہ یہ کہیں گے کہ متشابہات کے علم کو اللہ تعالی نے اپنے اوپر منحصر کیا ہے ۔تو اس کا ہمارے پاس جواب یہ ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ایک علم بالاصالہ دوم بالتبع اور اللہ تعالی نے اپنے اوپر علم بالاصالہ کو

---

[63] الافاضات السنیئة الملقب به فتاوی مہریہ صفحہ 7

منحصر کیا ہے علم بالتبع کو نہیں لہذا ہو سکتا ہے کہ بندوں کو بالتبع متشابہات کا علم ہو۔ (اگلی باتیں بڑی قابل غور ہیں) جیسے کہ ایک موقع پر اللہ تعالی نے علم غیب کو اپنے اوپر منحصر کیا ہے تو کیا کسی دوسرے کو علم ہے ہی نہیں۔ہاں دوسروں کو بھی علم غیب ہے مگر بالتبع اور اللہ تعالی کو بالذات ہے ۔[64]

**اقول:**: علمائے دیوبند کو ضد اور حسد چھوڑ کر کم از کم اپنے گھر سے ملنے والی گواہی کو کھلے دل سے تسلیم کر لینا چاہیے ۔ دارالعلوم دیوبند کے فخر المدرسین صدر المدرسین نے علم غیب کا مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل کر دیا حالانکہ یہ ساری تفصیل شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی میں بھی موجود ہے۔اب پیر صاحب کی عبارت کا جواب یوں ہو گا کہ بعض علماء قسم ثانی کو علم غیب میں داخل مانتے ہیں۔جیسا کہ دیوبند کے صدر المدرسین نے کیا اور بعض علماء قسم ثانی پر علم غیب کا اطلاق نہیں کرتے اس کو اطلاع علی الغیب کہہ دیتے ہیں لیکن ہے یہ بھی علم غیب کی ایک قسم۔

**فائدہ :**علم غیب کی مذکورہ دو قسمیں بلکہ چار قسمیں۔

نمبر 1: علم بالاصالہ  نمبر 2: علم بالتبع

نمبر 3: علم بالذات  نمبر 4: علم بالتبع یعنی بالعرض

یہ چاروں قسمیں اصل میں امام المفسرین امام رازی نے ذکر کی تھیں۔اور وہیں سے نقل کر کے صدر المدرسین دیوبند نے لکھی ہیں ہم نے صدر المدرسین دیوبند کے

---

64 التقریر الحاوی شرح بیضاوی صفحہ 179 مطبوعہ اسلامی کراچی

حوالے سے اسی لیے ذکر کیا تاکہ اپنا کوڑا اور اپنا جسم ہو گا تو مزہ دوبالا ہو گا اور عصر حاضر کے دیابنہ وھابیہ ہماری نہیں اپنے باپ کی بیان کردہ تقسیم کو ضرور قبول کریں گے۔ یا اسماعیل دہلوی کا ہی کلمہ پڑھ رکھا ہے جس نے ہر قسمی علم غیب کی انبیاء سے نفی کر کے قائلین پر شرک کا فتویٰ لگایا ہوا ہے۔ (**معاذ اللہ**)

علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ حضرت قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

**وھو قسمان قسم لا دلیل علیہ وھوالمعنیُّ بقولہ تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب وقسم علیہ دلیل کالصانع وصفاتہ والیوم الآخرواحوالہ وھو المرادبہ فی الآیۃ تفسیر بیضاوی تحت الآیۃ والذین یؤمنون بالغیب**

ترجمہ: اور غیب کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر ایک۔ وہ کہ جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو یہی مراد لی گئی ہے اللہ تعالی کے فرمان وعندہ مفاتح الغیب سے۔ نمبر دو۔ وہ کہ جس پر کوئی دلیل قائم ہو جیسے صانع عالم اور اس کی صفات اور روز قیامت اور اس کے احوال آیت زیر بحث میں یہی مراد ہے۔

یاد رکھیں ایمان بالغیب علم بالغیب ہے جیسا کہ قاضی صاحب کی تفسیر سے واضح ہے اس لیے کہ ایمان کے معنی تصدیق کے ہیں اور تصدیق علم کی ہی ایک قسم ہے بلکہ علماء متکلمین کے نزدیک تصدیق عین علم ہے۔ لہذا ان کے نزدیک یہ ایک قسم نہیں بلکہ علم ہی ہے۔ علم غیب کی دو قسمیں بنانا مفسرین کے کلام سے واضح ہے اور قسم ثانی کے لحاظ سے ہر بندہ مومن کو علم غیب حاصل ہے۔

## حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب:

محترم قارئین کرام: مولوی نعمت وہابی نے صفحہ 40 پر ایک عنوان قائم کیا بنام ۔خواجہ اللہ بخش تونسوی کا پیر مہر علی شاہ پر وار (حملہ)۔اور پھر آپ کے ملفوظات پر مشتمل ایک کتاب کا حوالہ ذکر کر کے آگے تبصرہ کیا کہ بات واضح ہوگئی کہ آپ پیر مہر علی شاہ کو نہیں مانتے۔

الجواب: اولاً۔خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات کو حوالہ بنا کر یہ اعتراض کرنا درست نہیں اس لیے کہ ملفوظات کی قانونی حیثیت نہیں ہوتی وہ تو خود صاحب ملفوظ کے حق میں یا اس کے خلاف معتبر نہیں ہوتا دوسروں کے خلاف یا حق میں ہونا تو بڑی دور کی بات ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحب ملفوظ پتہ نہیں کس پس منظر میں بات کر رہا تھا، کس حال میں تھا،خوش طبعی میں تھا یا جلال میں یا مزاح کے طور پر بات کر رہا تھا یا حقیقت بیان کر رہا تھا کئی احتمالات ہیں ۔مولوی نعمت وہابی نے یہ جھوٹ بولا کہ پیر مہر علی شاہ کے بارے میں جو آپ کے کبار نے لکھا وہ بھی یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے کتاب **غزاء المحبین** خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود نہیں لکھی مگر مولوی مذکور کہتا ہے تمہارے کبار نے لکھا۔

ثانیاً:ہمارے دونوں ہی بزرگ ہیں قابل احترام ہیں یہ ان کا آپس کا معاملہ اور راز و نیاز تھا لہٰذا ان تک ہی محدود ہوگا یہ جواب تب ہوگا کہ واقعتاً خواجہ حضور نے یہ بات فرمائی ہو۔

ثالثاً: خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں ہم عصر و ہم عمر ہیں اور ہم عصروں کی تنقید قابل قبول نہیں ہوتی اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔

رابعا: جو بات کسی کے منہ سے نکل جائے ضروری نہیں کہ وہ حق سچ ہو یہ صرف نبی کریم ﷺ کی شان ہے کہ آپ ﷺ کے مبارک منہ سے حق ہی نکلتا تھا۔

## مزارات کا بوسہ اور پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ

مولوی نعمت وہابی نے صفحہ 41 پر بڑی قطع و برید کر کے پیر مہر علی شاہ کی عبارت نقل کی۔ پیر مہر علی شاہ لکھتے ہیں ارباب علم اور قوم کے رہنماؤں میں سے کوئی مزارات کا بوسہ نہ لے۔

الجواب: علماء و مشائخ میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ مزار کو چومنا جائز ہے یا نہیں بعض جواز کے قائل ہیں اور بعض عدم جواز کے۔ مگر فریقین میں سے کسی کا دوسرے پر کسی شرک و بدعت یا کفر کا یا حرام کا فتوی نہیں ہے اور نہ ہی مکروہ تحریمی کا فتوی ہے۔ اکثر مشائخ چشتیہ جواز کے قائل ہیں مگر بعض صرف احتیاط کے پیش نظر کہ کہیں چومتے چومتے سجدہ تعظیمی جو کہ حرام ہے اس تک نہ پہنچ جائیں۔ جو جواز کے قائل ہیں ان کے پیش نظر درجنوں دلائل تھے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور آئمہ کرام و سلف صالحین کا عمل بھی اس کے جواز کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔

اعتراض: اب رہا یہ اعتراض کہ پھر پیر مہر علی شاہ نے منع کیوں کیا؟

الجواب: مولوی نعمت وہابی نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عبارت لکھنے میں بھی دھاندلی سے باز نہ آیا اگر وہ پوری عبارت لکھ دیتا تو یہ اعتراض پیدا ہی نہ ہوتا اور نہ اس کا جواب دینا پڑتا۔

قارئین کرام !ہم پوری عبارت آپ کے سامنے ذکر کر دیتے ہیں تاکہ دھاندلی کا پول کھل جائے اور حقیقت حال واضح ہو جائے۔

:: پس (تحقیق بالا کے پیش نظر) صواب کے قریب یہی نظر آتا ہے کہ اہل علم اور مقتدایان قوم میں سے کوئی شخص (احتیاطا) مزارات متبرک کو بوسہ نہ دیوے تاکہ (دیکھا دیکھی) عوام کالانعام (بے سمجھ لوگ) گمراہی کے گرداب میں نہ پڑیں کیونکہ جاہلیت کے باعث سجدہ اور بوسہ میں فرق نہیں کر سکتے (اور فریب نظر سے بوسہ کو سمجھ کر پیشانی رگڑنے کا ارتکاب نہ کریں)[65]

قارئین کرام! پیر صاحب کی عبارت بغور دوبارہ پڑھ لیں اور ان کو سلام عقیدت پیش کریں اور ساتھ ہی وہابی مولوی کی گردن میں لعنت کا طوق بھی ڈالیں جس نے لمبی چوڑی عبارت سے صرف ایک جملہ ذکر کیا تو اس میں بھی سارے لفظ اپنی طرف سے بنا کے لگائے جو الفاظ پیر صاحب کی کتاب میں ہیں وہ میں نے اوپر ذکر کر دیے ہیں۔ میچ کر کے دیکھ لیں یہ ہے۔ چوری اور سینہ زوری۔ اپنی طرف سے الفاظ لکھ کر یہ کہنا کہ پیر مہر علی لکھتے ہیں یہ کتنی بڑی خیانت اور زیادتی ہے۔

---

65 تحقیق الحق فی کلمۃ الحق صفحہ 105

قارئین کرام! ہم یہاں پر بطور برکت جلیل القدر صحابہ میں سے ایک صحابی کا مزار چومنے کے بارے میں طرز عمل ذکر کر دیتے ہیں تاکہ چومنے والوں پر جو فتوی بازی کی جارہی ہے اس کو روکا جاسکے۔اخبار المدینه میں امام ابو الحسن یحیی بن حسن نے ذکر کیا ہے:

اقبل مروان بن الحکم فاذارجل ملتزم القبرفاخذمروان برقبته ثم قال هل تدری ماذاتصنع ؟فاقبل علیه فقال :نعم انی لم آت الحجر،ولم آت اللبن انماجئت رسول الله ﷺ لاتبکوعلی الدین اذاولیه اهله ولکن ابکواعلیه اذاولیه غیر اهله،قال المطلب وذالک الرجل ابوایوب الانصاری رضی الله تعالیٰ عنه۔

ترجمہ: ایک دن مروان بن حکم حضور ﷺ کی قبر انور پر آیا تو اچانک یہ منظر دیکھا کہ ایک شخص حضور کی قبر مبارک سے چمٹا ہوا ہے۔مروان نے پیچھے سے اس کی گردن کو پکڑ کر کھینچا پھر کہنے لگا کیا تو جانتا ہے کہ تو کیا کر رہا ہے ؟تو وہ بندہ خدا مروان کی طرف متوجہ ہوا کہنے لگا۔ہاں ہاں میں جانتا ہوں میں کیا کر رہا ہوں (خدا کی قسم) میں کسی پتھر کے پاس چل کر نہیں آیا اور نہ ہی کسی اینٹ کے پاس آیا ہوں (بلکہ) میں تو صرف اور صرف اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے پاس آیا ہوں ۔جب دین کو سمجھنے والے لوگ دین کے والی ہوں تو پھر دین پر رونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ہاں لیکن جب دین سے نااہل لوگ دین کے والی (ٹھیکیدار) بن جائیں۔جیسے (مروان اور اس کی معنوی اولاد جو قبر اور بت وغیرہ میں فرق نہیں

کرتی جیسے ان کے روحانی باپ نے فرق نہیں کیا تھا) تو پھر دین پر رونا چاہیے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي صَالِحٍ قَالَ أَقْبَلَ مَرْوَانُ يَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَقَالَ أَتَدْرِي مَا تَصْنَعُ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَالَ نَعَمْ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَبْكُوا عَلَى الدِّينِ إِذَا وَلِيَهُ أَهْلُهُ وَلَكِنْ ابْكُوا عَلَيْهِ إِذَا وَلِيَهُ غَيْرُ أَهْلِهِ

داؤد بن ابی صالح کہتے ہیں کہ ایک دن مروان چلا آرہا تھا اس نے ایک قبر پر (نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک پر) ایک آدمی کو اپنا چہرہ رکھے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم کیا کر رہے ہو؟ وہ آدمی اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ حضرت ابو ایوب ؓ تھے انہوں نے فرمایا ہاں! میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دین پر اس وقت آنسو نہ بہانا جب اس کے اہل اس کے ذمے دار ہوں البتہ جب اس پر نا اہل لوگ ذمہ دار ہوں تو اس پر آنسو بہانا۔[66]

**حضرت مطلب محدث فرماتے ہیں حضور کی قبر پر چمٹ جانے والا بندہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ تھے۔ اہل علم پر پوشیدہ نہیں کہ ابو ایوب انصاری میزبان رسول، جانثار رسول ﷺ اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کے عمل سے**

---

[66] مسند امام احمد - حضرت سعد بن عبادہ (رض) کی حدیثیں - حدیث نمبر 22486

کئی چیزیں واضح ہو گئیں۔

نمبر 1: اللہ والوں کی قبروں پر جانا چاہیے۔ نمبر 2: باقاعدہ قبر کی نیت کر کے جائے۔
نمبر 3: کما قال جئت رسول اللہ صحابی نے یہ نہ کہا قبر رسول اللہ اس لیے کہ حضور قبر مبارک میں زندہ ہیں آپ کی قبر آپ کا گھر ہے جو کہ اصل میں حضرت عائشہ کا حجرہ تھا تو آپ ﷺ کی قبر پر آنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے خود حضور کے پاس آنا۔

نمبر 4: دور صحابہ کے منافق مروان اور عصر حاضر کے منافقین وہابیہ دیابنہ وغیرہ دیابنہ کی گندی سوچ کہ قبر پر جانے میں اور بت کے پاس جانے میں فرق نہیں صحابی رسول ﷺ نے اس سوچ کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا قبر والے کے پاس جانا یہ پتھر اور اینٹ کے پاس جانے کی طرح نہیں ہے۔ غلط تو مروان خود تھا مگر وہ الٹا صحابی رسول کو غلط کہہ رہا تھا یہی صورتحال عصر حاضر کے وہابیوں کی ہے۔ چلو ہمیں صحابی رسول کا عمل مبارک اور وہابیوں کو مروان بن حکم کا فتویٰ مبارک ہو۔ مروان بن حکم نااہل انسان تھا خاص طور پر دین سے نااہل جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے معلوم ہوا کہ قبر اور بت کو ایک جیسا کہنے والے دین سے نااہل لوگ ہیں ۔انہیں صحیح العقیدہ دین داروں سے دین سیکھنا چاہیے ۔

اعتراض: باقی رہا وہابیہ کا یہ اعتراض کہ پیر مہر علی شاہ نے چومنے کو منع کیوں فرمایا؟

**جواب:** تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف اور صرف احتیاط کے پیش نظر منع فرمایا کہ کہیں سجدے تک نوبت نہ چلی جائے۔ نیز انہوں نے صرف خاص قسم کے لوگوں کو منع فرمایا ہے۔ نیز انہوں نے بوسہ دینے والوں پر کسی قسم کا فتویٰ نہیں لگایا کہ چومنے والے پر شرعا کیا حکم ہو گا **کفر، شرک، حرام، مکروہ تحریمی یا تنزیھی** وغیرہ۔ نیز انہوں نے بے سمجھ لوگوں کے لحاظ سے فرمایا خواص کا معاملہ اور ہو گا لہذا پیر صاحب پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو گا اور نہ ہی بوسہ مزار کے جواز کے قائلین پر کوئی فتویٰ ہو گا۔ حضرت ابو ایوب والی حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ سلف صالحین کے طریقہ پر کون ہے اور اس سے دور کون۔

## وہابی مولوی کی ایک اور گپ:

نعمت وہابی نے صفحہ 42 پر رونے کا سلسلہ شروع کیا اور یہ سلسلہ آہ و بقا صفحہ 45 پر جا کے ختم کیا اور پھر جو نتیجہ بیان کیا وہ پیش خدمت ہے۔

:: (واں بھچراں میں) مناظرہ کی ایک من گھڑت کہانی ہے مناظرہ کا ہونا بالکل سفید جھوٹ ہے کوئی مناظرہ نہیں ہوا اور نہ ہی جانبین کی طرف سے دلائل پیش کئے گئے صفحہ 45 (اور مزید رونا رویا) (مفتی غلام محمود پپلانوی اور حسین علی کے مابین مناظرہ بالکل نہیں ہوا)۔

یہ بات بھی صرف جھوٹ و فریب و دجل کذب بیانی پر مبنی ہے (ص 45)

**الجواب:** اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی۔

ایک صدی سے زائد عرصہ گزرنے تک جس حقیقت کو نہ جھٹلایا جا سکا واں بھچراں کے انسان تو انسان رہے در و دیوار بھی جس کی گواہی دے رہے ہیں وہابی مولوی اس حقیقت کا بھی انکار کر رہا ہے۔اور تو اور کتاب مستطاب ولا جواب نجم الرحمن کا ایک صدی تک جو لوگ جواب نہ لکھ سکے اور سو سال بعد بھی صرف خانہ پوری کی حد تک گئے اصولی جواب تو قیامت تک منتظر رہے گا۔ آج وہ مناظرہ واں بھچراں کا بھی انکار کر رہے ہیں۔

## بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

بے حیا بن جا پھر جو مرضی کہتا رہے ، کیونکہ حیا جو ختم ہو گئی۔

| آنکھیں اگر ہوں بند تو پھر دن بھی رات ہے | اندھے اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا |
|---|---|

مہر منیر کتاب اور تجلیات مہر انور تقریباً ایک صدی سے دوپہر کے سورج کی طرح اس مناظرہ پر روشنی ڈال رہی ہیں۔

## مہر منیر کتاب معتبر ہے یا نہیں ؟۔

**الجواب:** کتاب بالکل معتبر ہے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح پر مشتمل ہے مگر ہم اس کو نہ تو قرآن کے برابر درجہ دیتے ہیں اور نہ ہی حدیث کے برابر بلکہ حضرت پیر مہر علی شاہ کے مبارک ہاتھوں سے جو کتب لکھی ہوئی ہیں اس کی (Value) ان کے برابر بھی نہیں۔ ہمارے علماء نے اصول بیان فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔صاحب بہار شریعت صدر الشریعہ حضور امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تحریر فرماتے ہیں: مسلم پر لازم ہے کہ جو عقیدہ و مسلک کتب عقائد میں محقق و مبرہن ہو چکا ہے اس کے خلاف قلم فرسائی نہ کرے اور کسی عالم نے ایسا کیا ہے تو ان کا تخطیہ (ان کو غلطی پر قرار دینا )**صحابہ کرام** کے تخطیہ سے آسان ہے ۔کسی ایک عالم کا قول معتبر مان کر جمہور کا خلاف کرنا ہرگز درست نہیں۔

**اہم بات:** کسی کتاب کے معتبر ہونے کا یہ معنی نہیں کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے سب مسلم ہے۔ یہ شان تو صرف قرآن مجید ہی کی ہے ورنہ ہر کتاب میں بعض بعض امور متروک بھی ہوتے ہیں **واللہ تعالی اعلم**۔[67]

## فوائد حاصلہ:

نمبر 1:جو عقیدہ و مسلک کتب میں محقق ہو چکا اور مبرہن ہو چکا ہر مسلمان خاص و عام پر لازم ہے کہ اسی پر چلے اس کے خلاف نہ لکھے اگر لکھے گا تو اس کی بات معتبر نہ ہو گی۔

نمبر 2 :اگر کسی نام نہاد عالم نے **صحابہ کرام** میں سے کسی کو غلط قرار دیا ہم صحابہ کو غلط نہیں کہیں گے بلکہ خود اس کو خطاکار کہیں گے۔ کہ اس نے پاکان امت پر طعن کیا۔ اور خدائی اور نبوی گواہیوں کو پس پشت ڈالا۔

نمبر 3: کسی ایک عالم دین کا قول معتبر مان کر جمہور کا خلاف کرنا اور ان کو چھوڑ دینا یہ ہرگز درست نہیں بلکہ جو جمہور کہیں گے وہی معتبر اور قابل قبول و قابل عمل ہو گا۔

67 فتاوی امجدیہ جلد برچار صفحہ نمبر 463 مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی۔

نمبر 4: کسی کتاب کے معتبر ہونے کا یہ مطلب لینا کہ اس کی ہر بات معتبر ہے یہ مطلب بالکل غلط ہے جیسا کہ وہابیوں کے بابا گنگوہی نے تقویۃ الایمان کی ہر ہر بات کو معتبر قرار دیا کمامر۔ لہذا ہر معتبر کتاب کی ہر ہر بات مسلم نہ ہوگی وہی مسلم ہوگی جو اصول وضوابط دین کے مطابق ہوگی۔

نمبر 5: قرآن مجید فرقان حمید کی ہی یہ شان ہے کہ اس کی ہر ہر بات معتبر ہے یہی وجہ ہے کہ احادیث کے درجات ہیں ان میں کئی معتبر و قابل عمل ہیں اور کچھ اس کے بر خلاف۔

نمبر 6: ہر کتاب میں کچھ نہ کچھ باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو متروک یعنی معتبر نہیں ہوتیں۔

قارئین کرام! مزید کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں کہ مہر منیر کتاب معتبر ہے یا نہیں۔

## محمد حسین گر دیزی غلط تھا یا درست؟

ان تمام باتوں کا جواب حضور صدر شریعہ کے فتوی میں موجود ہے جب تک محمد حسین گر دیزی عقائد اہل سنت کے مطابق چلتا رہا تو درست تھا اگر اس نے شان صحابہ کے حوالے سے کچھ باتیں لکھ دیں تو ہم اس کو غلطی پر قرار دیں گے وہابیوں کی طرح اس کو معصوم ثابت نہیں کریں گے۔

تاریخی حقائق سے واضح ہے کہ تجلیات مہر اس زمانے میں لکھی گئی جب اس کا عقیدہ

صحابہ کرام کے بارے میں درست تھالیکن بعد میں کچھ بگاڑ آیا تو پھر ہمارے علماء نے اس کا آپریشن کر کے واضح کر دیا کہ جو قرآن و سنت کے خلاف چلے گا ہم اس کو معاف نہیں کریں گے۔ سواء کان وہابیا اور سنیا۔

**فائدہ :** کتاب مہر منیر میں اگر آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں تنقیص پائی گئی ہے اور گستاخی ہے تو اس بات کو کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی جگہ پر شیعہ نوازی یا وہابیت نوازی پائی گئی ہے تو یہ چیزیں کیسے برداشت کی جا سکتی ہیں جو کہ جمہور اہل سنت کے خلاف ہیں۔ لہذا **خذ ما صفی ودع ما کدر** پر عمل کریں گے تسلی بخش بات قبول کریں گے اور مشکوک کو چھوڑ دیں گے لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ ہر ہر بات ہی غلط ہو۔

جو اصول اہل سنت اور پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کی کتابوں کے مطابق باتیں ہیں ان کو ضرور قبول کیا جائے گا۔

## الفصل السادس: مفتی فضل الرحمٰن بندیالوی سے اتنا بغض و عناد کیوں ؟

قارئین کرام! نعمت وہابی نے اصل میں رد تو نجم الرحمن کا لکھا مگر کتاب کا ایک بہت بڑا حصہ خواہ مخواہ اہل سنت کے عظیم عالم دین حضور قبلہ مفتی فضل الرحمان بندیالوی پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے سیاہ کر کے اپنے نامہ اعمال میں سیاہ کرتوت لکھوائے ۔مفتی فضل الرحمن اہل سنت کے عظیم مدرس ہیں جنہوں نے سینکڑوں مدرسین تیار کر کے مدارس اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا صوبہ خیبر پختونخواہ(KPK) میں اہل

سنت کے پرچم کو بلند کیا ہوا ہے اس لیے دشمن کی آنکھ کا تارہ بننے کی بجائے کانٹا بنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ کانٹا جب چبھتا ہے تو تکلیف تو ہوتی ہے پھر جتنا بڑا کانٹا ہو گا تکلیف بھی اسی حساب سے ہو گی۔

## علمائے عصر کی مفتی فضل الرحمن پر تنقید کا جواب:

علمی اختلافات کوئی نئی بات نہیں یہ دور صحابہ سے جاری ہیں اور ان کو رحمت قرار دیا گیا ہے۔ اسی سے تحقیقات کے دروازے کھلتے ہیں ہر عالم اپنا علم ظاہر کرتا ہے اندھی تقلید سے نکل کر قرآن و سنت کے علوم میں غوطہ زن ہوتا ہے۔ لیکن علماء نے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ ہم عصروں کی جرح و تنقید ہم عصروں کے خلاف قبول نہیں ہو گی۔ اس کو معاصرانہ چپقلش یا غلط فہمی کا نتیجہ قرار دے سکتے ہیں۔ واحد ذات نبی کریم ﷺ کی ہے جو ہر عیب سے پاک تھی آپ ﷺ کے بعد کوئی **معصوم عن الخطاء** نہیں ہے۔

## حوالہ:

علامہ عبد الحئ لکھنوی اپنی مشہور زمانہ کتاب الرفع والتکمیل میں تحریر فرماتے ہیں:

**قد صرحوا بان کلمات المعاصر فی حق المعاصر غیر مقبولة وھو کما اشرنا الیه مقید بما اذا کانت بغیر برھان وحجة وکانت مبنية علی التعصب والمنافرة فان لم یکن ھذا ولا ھذا فھی مقبولة بلا شبھة فاحفظه فانه مما ینفعک فی الاولی والاخرة**[68]

---

68 الرفع والتکمیل ص 431

ترجمہ: محدثین نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ ہم عصر کے دوسرے ہم عصر کے خلاف کلمات اس کے حق میں قبول نہیں کئے جائیں گے۔اور یہ اس کے مطابق ہے جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں کہ یہ مقید ہے اس صورت کے ساتھ جب وہ کلمات بغیر کسی دلیل وبرہان کے ہوں اور تعصب اور نفرت پر مبنی ہوں۔بس اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو پھر وہ کلمات بغیر کسی شک کے قبول ہوں گے اس اصول کو اچھی طرح یاد کرلو یہ تمہیں دنیاو آخرت میں نفع وفائدہ دے گا

اقول:: معلوم ہوا کہ معاصرین خواجہ اللہ بخش اور پیر مہر علی شاہ ہوں یا مفتی فضل الرحمن اور ان کے معاصرین علماء ان کی ایک دوسرے پر تنقید طعن و تشنیع اور مختلف غلط فہمیوں کی وجہ سے دوسرا فریق مورد طعن نہیں ٹھہرے گا۔ہاں تنقید برائے اصلاح اور چیز ہے یہ قبول ہے طعن بالدلیل والبرہان یہ بھی قابل قبول ہے۔یہاں چونکہ فریقین کے پاس دلائل موجود تھے اس لیے اہل سنت کے علماء نے علامہ اشرف سیالوی صاحب پر یا مفتی بندیالوی صاحب پر یا پیر محمد چشتی پر کسی نے فتوی نہیں لگایا انفرادی طور پر فتوی کی وہ حیثیت نہیں جو اجتماعی فتوے کی ہوتی ہے۔

فائدہ :اور اسی اصول مذکور کو امام ذہبی نے میزان الاعتدال جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 251 حرف الف۔احمد میں بھی تحریر فرمایا ہے۔

## الجواب الثانی:

حضور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ فقہ حنفی کی مشہور و معتبر کتاب بحر الرائق کے حوالے سے لکھا ہے :

**والحق ان ماصح عن المجتہدین فھو علی حقیقة واما مایثبت من غیرھم فلا یفتی بہ فی مثل التکفیر ولذا قال فی فتح القدیر فی باب البغاۃ الذی صح عن المجتہدین فی الخوارج عدم تکفیرھم ویقع فی کلام اہل المذھب تکفیر کثیر لکن لیس من کلام الفقہاء الذین ھم المجتہدون بل عن غیرھم ولاعبرۃ لغیر الفقہاء۔**[69]

ترجمہ: اور حق وسچ یہ ہے کہ جو کچھ مجتہدین سے ثابت ہے وہ تو حقیقت ہے اور ان کے سوا کسی دوسرے کے قول کی وجہ سے کفر کا فتوی دینا درست نہیں۔ اسی لیے فتح القدیر باب البغاۃ میں محقق ابن ہمام نے لکھا ہے کہ خوارج کے بارے میں مجتہدین سے عدم تکفیر ثابت ہے۔باقی اکثر اہل مذاہب کے کلام میں ان کی تکفیر مذکور ہے لیکن وہ مجتہدین میں سے نہیں ہیں لہذا ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

اقول:: آخری دو جملے قابل غور ہیں اور انہیں کی روشنی میں ہم مفتی فضل الرحمن پر لگنے والے فتاوی کا جواب یوں دیتے ہیں کہ بعض علماء سے جو تکفیر یا تضلیل کا فتوی صادر ہوا ہے وہ مجتہدین سے نہیں ہیں لہذا ان کا اعتبار نہیں یعنی ان

69 اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ 276 بحوالہ بحر الرائق جلد نمبر پانچ صفحہ نمبر 120 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

کی طرف سے تکفیر یا تضلیل کا فتوی معتبر نہ ہو گا۔ جس طرح کہ خوارج کے بارے میں اکثر اہل مذہب نے تکفیر کا فتوی دیا تھا لیکن وہ مجتہدین نہ تھے لہذا ان کا فتوی معتبر نہ ہوا۔

**الجواب الثالث:** حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے حضرت مجدد پاک پر کفر کا فتوی لگایا، اسی طرح ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ پر کفر کا فتوی لگایا، اسی طرح امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ پر مرجئہ ہونے کا فتوی لگایا گیا، امام شافعی علیہ الرحمہ پر رافضی ہونے کا فتوی لگایا گیا تو کیا جن پر فتوی لگایا گیا معاذ اللہ ان کو حقیقت میں کافر قرار دیا گیا حالانکہ مذکورہ شخصیات پر فتوی لگانے والے اور جن پر فتوی لگایا گیا سب حضرات **مسلم بین الفریقین** ہیں

**ثم اقول** یہی صورتحال مفتی فضل الرحمن اور ان کے معاصرین علماء کی ہے

کیا علامہ بندیالوی نے دیوبندیوں کو مسلمان اور حنفی کہا؟

نعمت وہابی نے بڑی بغلیں بجاتے ہوئے قبلہ بندیالوی صاحب کا حوالہ دے کر یہ کہہ دیا اور لکھ دیا۔

:: عطاء محمد بندیالوی نے علمائے دیوبند کو مسلمان اور حنفی لکھا ہے صفحہ 51۔

**الجواب اولاً:** ایسا کوئی معاملہ ہرگز نہیں ہے اور وہابی مولوی کی بددیانتی اس سے ظاہر ہو رہی ہے کہ اس نے قبلہ کی کوئی عبارت بھی اس حوالے سے ذکر نہیں کی بس صرف کتاب کا حوالہ ذکر کر دیا۔

ثانیاً: اگر انہوں نے کوئی الفاظ اس طرح کے بولے ہیں تو اس سے مراد نام کے مسلمان اور نام نہاد حنفی ہیں جیسا کہ آیت کریمہ :

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

اس پر گواہ حضور کی ظاہری حیات میں جو منافقین تھے وہ مسلمان ہی کہلاتے تھے ، نمازیں بھی پڑھتے تھے ، قرآن کی تلاوت ، جہاد میں شرکت وغیرہ سب کچھ تھا ان پر تمام احکام مسلمانوں والے لاگو تھے اور ان کے حقوق بھی مسلمانوں کی طرح تھے مگر ان تمام کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی نفی فرمائی ہے۔اس لیے کہ دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت نہیں تھی جیسا کہ عصر حاضر کے وہابیہ دیابنہ میں مسلمانوں والی علامات موجود ہیں مگر عشق مصطفی سے خالی ہیں جیسا کہ ان کے اکابر کی کفریہ عبارات سے ظاہر ہے۔لہذا قبلہ بندیالوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا حوالہ دے کر یہ بات کرنا درست نہیں ان کی مراد بالکل واضح ہے۔

## حق و سچی بات قلم سے تحریر ہو ہی گئی۔

قارئین کرام ! ہم نے ماقبل عرض کیا تھا کہ مفتی فضل الرحمن بندیالوی حفظہ اللہ تعالیٰ پر فتوی بازی یہ انفرادی سوچ ہے علماء اہل سنت کا اجتماعی فتوی نہیں اور فتوی لگانے والے اس درجہ اجتہاد پر فائز نہیں کہ ان کے فتوے کا بلا تامل اعتبار کر لیا جائے۔ہماری اس بات کی حقیقت وہابی کے قلم سے خود بخود نوک پر آ گئی۔

:: علماء بریلویہ کو میدان میں آکر مفتی فضل الرحمن کو روکنا چاہیے تھا کہ مدعی

نبوت بن کر نئے اسلام کی تبلیغ نہ کریں لیکن ماسوائے مفتی نذیر احمد سیالوی اور مفتی محمود حسین شائق کے کسی بریلوی نے بھی مفتی فضل الرحمن کا راستہ نہیں روکا اور مفتی نذیر احمد سیالوی نے بھی خیانت سے کام لیا کہ جو آدمی اسلام کو چھوڑ کر نئے اسلام کی تبلیغ کرے کیا وہ مسلمان ہو سکتا ہے اس بات کی مفتی نذیر احمد سیالوی نے وضاحت نہیں کی۔ (یعنی کفر کا فتویٰ مفتی فضل الرحمان بندیالوی پر نہ لگایا) جو کہ کرنی چاہیے تھی۔[70]

قارئین کرام! مذکورہ حوالہ بار بار پڑھ لیں وہابی مولوی نے کئی صفحات پر ہمارے علماء عصر کے حوالے سے کہیں مفتی بندیالوی صاحب کو منکر نبوت لکھا کہیں منکر ختم نبوت لکھا کہیں کافر کہیں کچھ لیکن ایڑی چوٹی کا زور لگا کے خود فتوی لگانے والے علماء کی طرف سے تکفیر ثابت نہ کر سکا الٹا ان پر بھی خیانت کا الزام لگا دیا۔ اور یہ بھی واضح طور پر لکھ دیا کہ فتوی لگانے والے علماء کا دیگر علماء اہل سنت نے ساتھ نہ دیا۔

قارئین! اگر مفتی صاحب واقعتاً منکرِ ختم نبوت وغیرہ ہوتے تو علماء نے ضرور تکفیر کرنی تھی جیسا کہ مرزا قادیانی اور دیگر منکرین کی کی ہے۔ لہذا یہ معاملہ صرف چند شخصیات تک محدود سمجھا جائے وہابی مولوی نے ہماری بات کی تائید مزید یوں کر دی ۔جب مفتی فضل الرحمن مسئلہ نبوت میں اتنی بڑی گستاخی کر رہے ہیں تو علمائے بریلویہ کیوں خاموش ہیں۔[71]

---

70کتاب الشمس صفحہ 65

71کتاب شمس صفحہ 65

## الفصل السابع : وہابیہ کو احمد رضا فوبیا ہو گیا:

قارئین کرام! وہابیوں کو احمد رضا فوبیا ہو گیا ہے جو باتیں علماء اہل سنت اور علمائے دیوبند میں متفق علیہ ہیں۔ یہ لوگ ان باتوں کو بھی صرف اعلی حضرت کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔ مثلاً صفحہ 59 پر تحریر کیا۔

:: مولوی احمد رضا کا فتوی بھی پڑھ لیں خان صاحب لکھتے ہیں ۔ حضور پر نور **خاتم النبیین** سید المرسلین ﷺ کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل بلا تخصیص ہونا ضروریات دین میں سے ہے، جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنی شک و شبہ کو بھی راہ دے کافر و مرتد ملعون ہے۔[72] اور صفحہ 48 پر تحریر کیا۔ مولوی احمد رضا خان لکھتا ہے کافر کی تعظیم بھی کفر ہے۔[73]

اور وہابی صاحب نے صفحہ 63 اور 64 پر قرآن کریم کی چار آیات مبارکہ لکھیں تو قرآن کا حوالہ لکھنے کی بجائے فتاوی رضویہ کا حوالہ لکھا کہ یہ آیات فتاوی رضویہ میں لکھی ہوئی ہیں۔

قارئین غور کریں۔ ما قبل ذکر کردہ باتیں فریقین کے علماء کے درمیان مسلم ہیں مگر صرف اعلی حضرت کا حوالہ دینا اس سے واضح ہو رہا ہے کہ یا تو یہ چیزیں یہ لوگ تسلیم نہیں کرتے یا اگر تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کو احمد رضا فوبیا ہو گیا ہے کہ ان

---

72 فتاوی رضویہ جلد 14 صفحہ 333 صفحہ 131

73۔(فتاوی رضویہ جلد 14 صفحہ 528 )

کو قرآن کی آیات مبارکہ بھی قرآن میں نظر آنے کی بجائے فتاوی رضویہ میں نظر آتی ہیں۔ پوری کتاب میں اس کی دیگر بہت ساری مثالیں موجود ہیں۔ صرف ایک دو مثالیں مزید پڑھ لیں صفحہ 73 پر تحریر کیا مولوی احمد رضا خان بحوالہ قرآن مقدس لکھتا ہے صفحہ 66 پر تحریر کیا۔ مولوی احمد رضا لکھتا ہے جو شخص نبی کی توہین کرے یقینا کافر ہے[74] اس مذکورہ حوالے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ احمد رضا خان کے نزدیک گستاخ رسول کافر ہے مگر علماء دیوبند کے نزدیک گستاخ رسول کافر نہیں ہوتا۔ شاید اپنے اکابر گستاخوں کو بچانے کے لیے وہابی صاحب نے یہ بات صرف اعلی حضرت کے کھاتے میں ڈال دی ورنہ یہ بات قرآن و سنت و اجماع امت سے ثابت ہے۔

## اعلی حضرت تاجدارِ بریلی پر ایک مشہور الزام اور اس کا جواب

نعمت وہابی نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے اکابر کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے تاجدارِ بریلی پر ایک الزام عائد کیا ہے۔ پہلے الزام ملاحظہ ہو پھر جواب ہو گا۔

:: تین مختلف صفحات سے عبارت کو نقل کر کے ایک عبارت بنالی اعلی حضرت کمال کے محرف تھے صفحہ 68

**الجواب** اولاً: واہ میرے مالک تیری شان بلند و بالا ہے جن جاہلوں کو شاید محرف

---

74 فتاوی رضویہ جلد 14 صفحہ 310

کا معنی بھی معلوم نہ ہو گا وہ اتنے بڑے امام کو محرف قرار دے رہے ہیں۔ چلو مان لیتے ہیں تین صفحات سے علیحدہ علیحدہ عبارات کو لے کر ایک صفحہ پر ہی لکھ لیا مگر اس میں تحریف والی کون سی بات ہے نہ اعلی حضرت نے عبارت کے الفاظ بدلے نہ ان کا معنی بدلا مگر وہابی صاحب کہتا ہے تحریف ہو گئی۔ دنیا کی کسی لغت کے مطابق تو ایسا ہر گز نہیں ہوا ہاں شاید دیوبندیوں کی خانہ ساز لغت میں ایسا ہوا ہو تو یہ الگ معاملہ ہے

ثانیاً: جو عبارات مختلف صفحات سے اعلی حضرت نے نقل کی تھیں وہ کوئی آدھے آدھے جملے نہ تھے مستقل کلام تھی اور ان کو **بعینها** الفاظ اور **بالفاظها** نقل کیا تھا۔ اور انہیں پر علماء حرمین شریفین سے فتوی طلب فرمایا تھا۔ ایک ہی مضمون کی طویل عبارت میں سے اختصار کے پیش نظر ان کو ایک صفحہ پر لکھا ان میں سے ہر ہر عبارت کو علیحدہ طور پر دکھایا جائے یا جمع کر کے دکھایا جائے بہر حال وہ کفریہ ہیں لہذا یہ کہنا کہ جمع کرنے سے کفریہ معنی بن گئے۔ اگر علیحدہ علیحدہ رکھی جائیں تو کفریہ معنی نہ بنتے یہ بات قطعا غلط ہے۔

ثالثاً: اعلی حضرت تاجدارِ بریلی نے مختلف صفحات سے صرف عبارات علمائے حرمین کو نہیں پہنچائی تھیں بلکہ اصل کتابیں بھی ساتھ تھیں علماء حرمین نے اصل کتابوں میں ہر عبارت کو اپنے اپنے صفحہ پر دیکھ کر ہی فتوی کفر صادر فرمایا تھا۔ اگر مختلف صفحات سے عبارت جمع کرنے سے معنی کفریہ پیدا ہوتے اور علیحدہ علیحدہ رکھنے سے نہ ہوتے تو علمائے حرمین اصل کتابوں سے دیکھ کر کفر کا فتوی صادر نہ کرتے۔

رابعاً: ہم دنیا کے اہل انصاف سے عرض گزار ہیں کہ اس طرح کر لیں کہ تحذیر الناس سے مختلف صفحات نکالیں جن پر متنازعہ عبارات موجود ہیں اور پھر ان کو ایک ہی صفحہ پر لکھ لیں اور پھر نتیجہ نکالیں ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں نتیجہ وہی برآمد ہو گا جو امام احمد رضا نے بیان کیا ہے تینوں صفحات والے تینوں جملے بذات خود مستقل و مکمل ہیں۔ اس طرح نہیں کہ تینوں جمع ہو کر مکمل ہوئے ہوں اور یہ بھی واضح ہے کہ علیحدہ علیحدہ بھی اگر ان کو رکھا جائے پھر بھی کفریہ ہیں۔ جب علیحدہ علیحدہ کفریہ ہیں تو ان کو اگر جمع کر کے لکھ لیا جائے اور فتوی کفر لگایا جائے تو اس میں تحریف والی کون سی بات ہے۔

ہم قارئین کی سہولت کے لیے تینوں فقرے تینوں علیحدہ علیحدہ صفحات سے اولاً نقل کرتے ہیں پھر امام احمد رضا کا حوالہ ذکر کریں گے تحذیر الناس کے صفحہ 13 پر لکھا ہوا ہے۔ (یہ جملہ نمبر ایک ہے۔)

:: غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہو گا (بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے )

فائدہ :بریکٹ والا جملہ امام احمد رضا نے نقل کیا اور اپنی کتاب کا حصہ بنایا اب یہ فیصلہ قارئین کریں گے یہ نامکمل جملہ ہے یا مستقل ہے اور یہ بذات خود کفریہ ہے یا نہیں؟

فائدہ : یہی وہ جملہ ہے جس کو مرزا قادیانی کے خلیفہ مرزا بشیر نے بطور شہادت پیش کیا تھا ما قبل حکیم برکات صاحب کے حوالے سے تفصیل گزر چکی ہے۔

دوسرا جملہ و فقرہ تحذیر الناس کے صفحہ 23 پر تحریر ہے :

ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمندان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت **فقط** انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی ۔ (بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا)

فائدہ : بریکٹ والی عبارت کو اعلی حضرت **علیہ الرحمہ** نے لیا ہے۔

قارئین کرام ۔! آپ خود مکمل عبارت پر غور و فکر کر لیں کیا یہ عبارت فی نفسہ کفریہ ہے یا نہیں یا اس کو دوسرے فقرے سے ملائیں تو کفریہ ہے ورنہ نہیں؟

فائدہ : قریب والی ذکر کردہ عبارت کا سیدھا سیدھا مفہوم یہ بنتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد بھی اگر کوئی نیا نبی آجائے تب بھی حضور اکرم ﷺ کے **خاتم النبیین** ہونے میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اہل علم و عقل سے گزارش ہے پہلے ایک بار پھر تحذیر الناس کی صفحہ 23 والی عبارت پڑھ لیں اور پھر ہمارا بیان کردہ

مطلب و مفہوم بھی ملاحظہ کریں پھر فیصلہ کریں کہ یہ مستقل فقرہ کفریہ عقیدہ بیان کر رہا ہے یا نہیں؟

تیسرا جملہ و فقرہ تحذیر الناس کے صفحہ تین پر تحریر ہے۔

بعد حمد وصلاۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہیے تاکہ مفہوم جواب میں کچھ دقت نہ ہو (سو عوام کے خیال میں تو رسول ﷺ کا خاتم ہونا ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بذات کچھ فضیلت نہیں) پھر مقام مدح میں ۔ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ۔فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟[75]

قارئین کرام! قرون اولی کے مسلمانوں سے لے کر آج تک بلکہ اللہ اور رسول سے جو خاتم النبیین کا معنی منقول ہے وہ یقینا یہی ہے کہ حضور کا زمانہ اقدس تمام انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد ہے۔ اور حضور نے اپنی مبارک زبان سے اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي فرما کر اور انا العاقب و العاقب الذی لا نبی بعدہ فرما کے واضح فرما دیا اور قرآن میں ختم نبوت پر دلالت کرنے والی آیات نے بھی خاتم النبیین کے مفہوم کو واضح کر دیا کہ آپ حضور ﷺ زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہیں لیکن اس کو عوام کا خیال کہہ کر بیک جنبش قلم ہوا میں اڑا دینا یہ اسلام کے بنیادی عقیدہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے کفر ہے یا نہیں؟

---

75(ص نمبر 3)

## خلاصہ گفتگو:

برادران اسلام! تحذیر الناس کی تینوں عبارتیں آپ کے سامنے ہیں آپ کی مرضی ان کو ترتیب سے پڑھ لیں یا بغیر ترتیب کے پڑھیں۔ایک عبارت پڑھیں یا تینوں پڑھیں جمع کر کے پڑھ لیں یا علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھ لیں۔ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ بہر صورت کفر کی ترجمانی کرتی ہوئی نظر آئیں گی۔لہٰذا اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی پر یہ الزام باندھا گیا کہ انہوں نے تحریف سے کام لیا ہے وہ بہت بڑے محرف تھے یا یہ الزام لگانا کہ تین صفحات سے نامکمل اور بے ترتیب فقروں اور جملوں کو جوڑ کر انہوں نے کفریہ مضمون بنالیا ہے اگر ان کو علیحدہ علیحدہ ہی رکھا جاتا تو کفر نہ تھا یہ محض الزام ہی ہے۔

**فائدہ:** اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حسام الحرمین میں بیان کردہ عبارات جو تحذیر الناس سے لی گئیں ہم نے وہ عبارات جہاں سے شروع ہو رہی تھیں اور جہاں ختم ہو رہی تھی مکمل بیان کر دیں تاکہ اس الزام کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے کہ ہر فقرہ مکمل ہے یا نامکمل عبارت ہے اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت تاجدارِ بریلی نے تینوں عبارات کا خلاصہ و اختصار جو بیان فرمایا وہ بھی بالکل واضح ہو جائے۔

**فائدہ:** قارئین کرام! اگر اس سے بھی زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو عصر حاضر کے عظیم محقق اہل سنت سید تبسم بادشاہ بخاری کی کتاب ختم نبوت اور تحذیر الناس کا

مطالعہ فرمالیں۔

<u>فیصلہ</u>: اب یہ فیصلہ قارئین کریں گے کہ علمائے وہابیہ نے اپنا قبلہ درست کرنے کی بجائے اور عوام کی توجہ حقیقت سے پھیرنے کے لیے کس طرح اعلی حضرت پر الزام دھر دیا۔

**فائدہ**: چونکہ نعمت وہابی نے کہا تھا کہ یقین نہیں آتا تو تحذیر الناس کی عبارت جو امام رضا خان صاحب نے حسام الحرمین میں نقل کی ہے اس کو پڑھ لیں خان صاحب کی دیانت کا پتہ چل جائے گا۔ اب ہم قارئین کی سہولت کے لیے حسام الحرمین کی عبارت بھی آپ کے سامنے رکھتے ہیں ملاحظہ ہو۔ حسام الحرمین کے صفحہ 100 پر عبارت یوں موجود ہے۔

قاسم نانوتوی صاحب تحذیر الناس **وهو قائل فيه لو فرض في زمنه ﷺ بل لو حدث بعده ﷺ نبي جديد لم يخل ذالك بخاتميته۔ و انما يتخيل العوام انه ﷺ خاتم النبيين بمعنى اخر النبيين مع انه لافضل فيه اصلا عند اهل الفهم**[76]

قارئین بریکٹ لگا کے ہم نے جو عبارت بیان کی تھی ان کا اور اعلی حضرت کی عبارت کا آپس میں موازنہ کرلیں۔ تو پتہ چل جائے گا مفہوم ایک ہے یا نہیں ہے لہذا تحریف کا الزام غلط ثابت ہوا۔

---

76حسام الحرمین صفحہ 100

## تفہیم بالمثال:

اس کو یوں ہی سمجھ لیا جائے جس طرح قران پاک سے یا حدیث کی کتاب سے ایک ہی مضمون والی آیات جو علیحدہ علیحدہ مقامات پر موجود ہوں ان کو اکٹھا ذکر کر دیا جائے تو کیا اس طرح قرآن کی یا احادیث کی تحریف ہو جائے گی۔ **معاذ اللہ**

## علمائے دیوبند اور علامہ سیالوی و بندیالوی پر فتوی ایک جیسا ہو گا

قارئین کرام! نعمت وہابی نے اپنی کتاب کے کئی صفحات پر علامہ اشرف سیالوی اور مفتی فضل الرحمن بندیالوی پر مختلف فتاوی جات کی تائید و تصدیق کی ہے اور **معاذ اللہ** ان کو منکرین ختم نبوت اور منکرین نبوت اور اس کے علاوہ پتہ نہیں کیا کیا قرار دیا۔

**الجواب:** اس کے جواب میں ہم مختصر اتنی گزارش کرنا چاہیں گے کہ مفتی نذیر احمد سیالوی صاحب اور مفتی شائق صاحب نے اپنے طور پر یہی سمجھا کہ علامہ سیالوی اور ان کے مؤید علامہ بندیالوی صاحب اعلان نبوت سے پہلے والے 40 سال کے لحاظ سے حضور کے لیے نبوت تسلیم نہیں کرتے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ آنحضور کو 40 کی عمر مبارک میں نبوت عطا ہوئی۔ تو اس بات کی وجہ سے انہوں نے علامہ سیالوی صاحب وغیرہ پر فتوی لگایا اور مولوی نعمت وہابی نے اس فتوی اور مفتی شائق و مفتی نذیر سیالوی صاحب کی کتابوں کی بھرپور تائید کی اور بڑی بغلیں بجائیں میں کہتا ہوں کاش کہ وہابی صاحب اپنے اکابر کی چارپائی کے نیچے ڈانگ پھیر لیتے کہ

ان کا عقیدہ کیا ہے۔اگر ان کا عقیدہ اور سیالوی صاحب کا عقیدہ بظاہر ایک جیسا ہے تو جو جو فتاوی سیالوی صاحب پر ہیں وہ پھر ان کے اکابر پر بھی ہوں گے۔اب ہم وہابی صاحب کو مفتی نذیر صاحب کے فتوی کی تائید سے بھاگنے بھی نہیں دیں گے کیونکہ صاحب مذکور کئی صفحات پر تائید کر چکے ہیں

## علمائے دیوبند کا عقیدہ:

دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب اپنی مشہور زمانہ کتاب نشر الطیب میں تحریر کرتے ہیں۔اور یہ اس وقت انہوں نے تحریر کیا جب حضرت عرباز بن ساریہ والی مشہور حدیث ذکر کی تو اس کے مفہوم پر ایک شبہ تھا اسی کا جواب دینے کے لیے جو الفاظ و عقیدہ لکھا وہ ملاحظہ ہو۔ اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ کو چالیس (40) سال کی عمر میں عطا ہوئی۔اور چونکہ آپ سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے اس لیے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصف تو خود تاخر کو مقتضی ہے ۔جواب یہ ہے کہ یہ تاخر رتبہ ظہور میں ہے مرتبہ ثبوت میں نہیں۔[77]

**اقول:**: دو باتیں واضح طور پر ثابت ہو گئیں۔

نمبر 1: حضور ﷺ کو 40 سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی۔اور مفتی نذیر اور مفتی شاہد صاحبان کے فتاوی جات بھی اس عقیدے کے بارے میں ہیں۔

---

77 نشر طیب ص 7

نمبر 2: دیوبند کے حکیم صاحب نے بانی دارالعلوم دیوبند کی بیماری کا بھی علاج کر دیا یہ الگ بات ہے کہ علاج سے وہ بیماری دور ہو گئی تھی یا نہ ہوئی۔ لیکن حکیم صاحب بیچارے نے کسر نہیں چھوڑی ہاں کچھ مرض لاعلاج بھی تو ہوتے ہیں۔ ختم نبوت کے جس معنی کا بانی دارالعلوم دیوبند نے انکار کیا تھا۔ اور اس کو عوام کا خیال قرار دیا تھا جیسا کہ عنقریب گزر چکا ہے۔ حکیم صاحب کہتے ہیں آپ سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے اس لیے ختم نبوت کا حکم کیا گیا۔ اور مزید واضح کرتے ہیں یہ وصف یعنی ختم نبوت تو خود تاخر کو مقتضی ہے۔ بات بالکل واضح ہے کہ ختم نبوت کا مطلب ہی یہ ہے کہ تمام انبیاء سے آخر میں آنا اور آخری نبی ہونا۔ حضور کی صفت ختم نبوت یعنی آپ کا خاتم النبیین ہونا یہ بذات خود یہ تقاضا کرتا ہے کہ آپ کی ذات گرامی قدر سب انبیاء سے آخر میں ہو۔ اب یہ فیصلہ دیوبندیوں کے کورٹ میں لے جاتے ہیں کہ فیصلہ کرو تمہارے دونوں مولویوں میں سے کون حق پر اور کون باطل پر ہے۔ بہر حال یہ ایک علیحدہ معاملہ ہے ہمارا اصل مقصد یہ تھا کہ مفتی نذیر سیالوی اور مفتی شائق صاحب کے تمام فتاوی جات تمہارے اکابر پر بھی ضرور فٹ ہوں گے اب تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم ان فتاوی کو نہیں مانتے کیونکہ تم تائید کر چکے ہو۔ اب آگے دو ہی صورتیں ہیں یا تو وہ فتاوی جو سیالوی اور بندیالوی صاحبان پر لگائے گئے وہ تمہارے نزدیک معتبر ہیں یا پھر وہ معتبر نہیں۔ بصورت اول تمہارے اکابر بھی رگڑے گئے اور بصورت ثانی جس طرح تم نے اپنوں کو بچا لیا تو اسی طرح ہمارے بھی بچ گئے ہیں کیونکہ وہ فتاوی معتبر جو نہیں ہیں۔

## اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی اور قبلہ عطامحمد بندیالوی کے اختلافات کی حقیقت:

نعمت وہابی نے بڑے شادیانے بجاتے ہوئے قبلہ بندیالوی صاحب کا حوالہ دے کر دو مسئلے ذکر کئے ہیں۔

مسئلہ نمبر 1: مسئلہ سیاہ خضاب

مسئلہ نمبر 2: مسئلہ ایمان ابی طالب ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ دونوں مسئلوں میں قبلہ بندیالوی صاحب علیہ الرحمہ کا اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی سے اختلاف تھا دونوں بزرگوں کی اپنی اپنی تحقیقات تھیں ہر ایک کے پاس دلائل تھے جن کی بنیاد پر اپنا اپنا موقف تھا۔اور ہمارے کئی بزرگوں نے اعلیٰ حضرت کے زمانہ مبارکہ میں اور بعد بھی بعض مسائل پر اختلاف کیا لیکن علمائے اہل سنت بریلی والوں سے یا پاکستان میں جو علماء اہل سنت ہیں ان میں سے کسی نے بھی اعلیٰ حضرت کی مخالفت کرنے والے پر کوئی فتوی صادر نہیں کیا۔

فقیہ اعظم مولانا نور اللہ بصیرپوری پیر مہر علی شاہ پیر سید احمد سعید کاظمی شاہ علیہم الرحمہ اور دیگر کئی حضرات نے بعض مسائل پر اعلیٰ حضرت سے علمی اختلاف کیا ۔ہمارے نزدیک یہ اختلاف احناف و شوافع کے اختلاف کی مثل ہے کہ ان میں ایک کے نزدیک جو چیز حلال ہوتی ہے دوسرا اس کو حرام کہہ رہا ہوتا ہے۔کاش کہ اصول فقہ کی ابتدائی کتاب اصول الشاشی پڑھ کے عمل کر لیتے تو پتہ چل جاتا کہ علماء کے علمی اختلاف ہوتے رہتے ہیں ان میں سے کوئی بھی مطعون نہیں ہوتا اور

یہ بھی واضح ہے کہ حقیقت پر ایک ہی ہوتا ہے۔اصول فقہ میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں ۔ہم صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہیں ملاحظہ ہو اصول الشاشی۔صاحب اصول الشاشی ملا نظام الدین شاشی علیہ الرحمہ نے کتاب اللہ کے خاص کی تعریف و حکم بیان کرنے کے بعد تین مثالیں بغرض توضیح بیان فرمائی ہیں اگرچہ ہمارا مدعی تینوں سے ثابت ہوتا ہے مگر طوالت سے بچنے کے لیے ہم صرف ایک مثال پر کفایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں :

**وکذلک قوله تعالیٰ حتی تنکح زوجا غیرہ خاص فی وجودالنکاح من المرءۃ فلایترک العمل به بماروی عن النبی ﷺ ایما امرءۃ نکحت نفسها بغیراذن ولیها فنکاحهاباطل باطل ویتفرع منه الخلاف فی حل الوطی ولزوم المهر والنفقة والسکنی ووقوع الطلاق والنکاح بعدالطلقات الثلث علی ماذهب الیه قد ماء اصحابه بخلاف مااختارہ المتاخرون منهم**[78]

۔ترجمہ اللہ تعالی کا فرمان حتی تنکح زوجا غیرہ۔ عورت کی طرف سے نکاح کے پائے جانے میں خاص ہے لہذا اس پر عمل کو اس حدیث کی وجہ سے ترک نہیں کیا جائے گا جو روایت کی گئی نبی کریم ﷺ سے کہ جو عورت بھی اپنا نکاح اپنے ولی کی اجازت کے بغیر خود کرے تو اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔

اور اسی سے متفرع ہونگے آنے والے مسائل۔

---

[78]اصول الشاشی ص7 مطبوعہ کراچی

نمبر 1: احناف کے نزدیک خود بخود نکاح کرنے والی عورت سے وطی یعنی ہم بستری حلال ہو گی لیکن شوافع کے نزدیک حرام کیونکہ نکاح ہی نہیں ہوا۔

نمبر 2 : عندالاحناف حق مہر لازم اور شوافع کے نزدیک نہیں۔

نمبر 3 : بیوی کو مکمل خرچہ دینا احناف کے نزدیک لازم ہو گا شوافع کے نزدیک نہ ہو گا۔

نمبر 4 : رہائش کے لیے مناسب جگہ اول فریق کے نزدیک لازم مگر ثانی کے نزدیک لازم نہیں۔

نمبر 5 : اول کے نزدیک اس عورت کو طلاق واقع ہو گی اور ثانی کے نزدیک نہیں۔

نمبر 6 : تین طلاقوں کے بعد وہ عورت اس بندے سے جس سے پہلے نکاح خود بخود کیا تھا احناف کے نزدیک نہیں کر سکے گی جب تک کہ حلالہ نہ ہو اور شوافع کے نزدیک کر سکے گی یعنی اول کے نزدیک وہ عورت اس بندے پر حرام ہو جائے گی لیکن ثانی کے نزدیک نہیں۔

قارئین کرام ! غور کریں فقہا احناف ایک ہی چیز کو حلال جبکہ دیگر اس کو حرام اور یہ صرف ایک صورت نہیں اس طرح کی ہزاروں صورتیں ہیں فریقین کے پاس دلائل ہیں اور پھر دوسرے ان کا جواب بھی دیتے ہیں مگر کسی پر وہ فتویٰ نہیں ہے جو نعمت وہابی نے امام المدرسین قبلہ بندیالوی یا اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی پر داغنے کی کوشش کی ہے۔ کیا عجب کہ یہ ظالم لوگ آئمہ مجتہدین کے اختلاف کو بھی دست و گریباں کا نام دے دیں۔ ہو سکتا ہے وہابی صاحب اور ان کے ہم نواؤں کو

تسلی نہ ہوئی ہو تو تمام علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب کی فیصلہ ہفت مسئلہ پڑھ کے دیکھ لیں جن چیزوں کو دیوبندی علماء نے شرک و بدعت قرار دیا ہے پیر صاحب نے ان کو عین ایمان و اسلام قرار دیا۔بات بالکل واضح ہو گئی علمائے دیوبند کے فتوی کے مطابق ان کا پیر و مرشد بھی مشرک و بدعتی ہے باقی ذریت کا کیا عالم ہو گا اگر مزید ضرورت پڑی تو ہم آگے جا کر اس کی مزید بھی مثالیں بیان کریں گے۔

## پیر نصیر گولڑوی اور پیر کرم شاہ کا معاملہ کیا ہے؟

قارئین کرام!نعمت وہابی نے اپنی سابقہ عادت کے مطابق مذکورہ دونوں شخصیات کے حوالے سے اعتراض اٹھایا کہ ان پر علماء اہل سنت فتویٰ دے چکے ہیں خلاصہ۔[79]

الجواب اولاً ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ دونوں شخصیات اہل سنت کی ہی ہیں مگر ہم ان کو **معصوم عن الخطاء** نہیں مانتے کہ ان سے غلطی ہو ہی نہ سکے جو ان سے علمی و اصولی بے اعتدالیاں ہوئیں ان کے اہل سنت ذمہ دار نہیں ہیں باقی رہا آپ کا یہ اعتراض کہ ان کے ساتھ القاب کیوں لگائے ہیں تو یہ اپنی اپنی محبت ہے اور القاب تو بد مذہبوں مثلا معتزلیوں وغیرہ کے ساتھ بھی مسلم بین الفریقین اکابر لگاتے رہے ہیں یقین نہ آئے تو شرح ماۃ عامل کا پہلا صفحہ جہاں شیخ عبد القاہر بن عبد الرحمن جرجانی کا ذکر ہے وہاں علامہ عبد الرحمن جامی کے دعائیہ کلمات و القاب پڑھیں۔

---

79کتاب شمس صفحہ 82 تا 96

مولانا جامی فرماتے ہیں :الفه الشیخ الامام افضل علماء الانعام / سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔ معلوم ہوا کہ القاب ودعائیہ کلمات بدمذہبوں کے لیے جائز ہیں پیر نصیر الدین اور پیر کرم شاہ کا معاملہ اس درجہ کا نہ تھا کہ ان کو کوئی لقب یا دعا نہ دی جا سکے یہی وجہ ہے ہمارے اکابر علماء نے دونوں کے جنازے بھی پڑھے ہیں۔

ثانیاً: فتوی لگانے والے اس درجہ کے علماء نہیں کہ ان کا فتوی آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیا جائے جیسا کہ اس کی بہت تفصیل ما قبل گزر چکی ہے۔

ثالثاً :وہابیوں دیوبندیوں کے ممدوح جناب ابن تیمیہ صاحب نے تصوف کے امام امام ابن عربی علیہ الرحمہ کو ضال مضل اور معاذ اللہ یہودیوں عیسائیوں اور بت پرستوں سے بڑھ کر کافر قرار دیا۔[80]

ہاں جی وہابی صاحب کیا خیال ہے ہمارے نزدیک امام ابن عربی تو یقیناً تصوف کے امام ہیں اور تمہارے اکابر نے بھی ان کو اپنا امام مانا ہے۔ اور ان کا بیان کردہ نظریہ وحدت الوجود بھی مان کر اپنایا ہے۔ مگر تم تو کفر کے فتوے لگانے والے کو بھی اپنا امام مانتے ہو ہاں شاید یہ وجہ ہو کہ اس نے سرکار کے روضہ اقدس کی نیت کر کے زیارت کے لیے جانے کو سفر معصیت یعنی گناہ قرار دیا تھا۔ اس کے اسی فتوی کے جواب میں امام تقی الدین سبکی نے شفاء السقام لکھی تھی ۔ حضرت شاہ ولی اللہ

80 مجموعہ رسائل ومسائل صفحہ 41 فتوی ابن تیمیہ جلد نمبر 5

محدث دہلوی مسلم بین الفریقین امام ابن عربی کو شیخ اکبر قرار دیتے ہیں اور ان کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو **انفاس العارفین** صفحہ 181۔220۔225اور208

**امام ابن عابدین السید الشامی امام الاحناف رد المحتار** میں آپ کو **العارف الکبیر** فرماتے ہیں۔[81]

اور مزید تسلی کے لیے اپنے حکیم الامت تھانوی صاحب کی درج ذیل کتب پڑھ لیں **خصوص الحکم فی حل فصوص الحکم** اور **التنبیہ التبری فی تنزیہ ابن العربی** پڑھ لیں امام ابن عربی کی شان واضح ہو جائے گی مگر ابن تیمیہ کے زہریلے قلم نے ان کو بھی معاف نہ کیا۔ میرا دیوبند سے سوال ہے کہ فتوی تکفیر جس پر ہے آپ نے اس کو امام کیوں مانا۔ **ما ھو جوابکم فھو جوابنا ھھنا**۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اس زمانے کے علماء نے بلکہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور علامہ شامی وغیرہ علماء نے ابن تیمیہ کو خوب رگڑا لگایا ہے ان باتوں کا جواب علمائے دیوبند کے سر میں قرض رہے گا۔

## احمد رضا فوبیا کی تازہ ترین مثالیں:

ہم ماقبل عرض کر چکے ہیں نعمت وہابی صاحب اور ان کے سربراہوں کو امام احمد رضا فوبیا ہو گیا ہے اسی وجہ سے انہوں نے قرآن کی آیات بھی بیان کرنی ہوں تو

---

[81] رد المختار جلد نمبر چھ صفحہ نمبر378۔

قران سے بیان کرنے کی بجائے فتاوی رضویہ سے ہی بیان کرتے ہیں حالانکہ قران کریم کی آیات کا کون منکر ہے؟اور وہ کون سے مسلمانوں سے پوشیدہ ہیں۔

## اب اس کی تازہ ترین تین مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

:: فاضل بریلوی لکھتے ہیں ملا علی قاری کے حوالے سے صفحہ 88 :

اقول:: جب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ملا علی قاری کے حوالے سے بات لکھی ہے تو فاضل بریلوی تو صرف ناقل ہوئے اصل بات تو ملا علی قاری کی ہے تو حضرت ملا علی قاری کو چھوڑ کر اس بات کو فاضل بریلوی کے کھاتے میں ڈال دینا یہ احمد رضا فوبیا نہیں تو اور کیا ہے۔کم از کم اتنی عقل ہی کر لیتا کہ ملا علی قاری کا یہاں ذکر ہی نہ کرتا۔

عبارت :ایک جگہ یعنی فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔ حضور کا چچاوہ بوڑھا گمراہ جو مر گیا جاؤ اسے دبا آؤ رسائل رضویہ۔

اقول: : نعمت وہابی کے علم کا پول واضح طور پر کھل گیا اعلی حضرت تاجدارِ بریلی نے جو حدیث صحیح پیش کی اس کو بھی اعلی حضرت کا قول بنا کر پیش کر دیا علمائے دیوبند کا مبلغ علم یقینا یہی ہے نہ انہیں قرآن کی وہ آیات نظر آتی ہیں جن میں عظمت مصطفی کا بیان اور نہ ہی ایسی احادیث نظر آتی ہیں۔ہاں مزموم مقاصد کے حصول کے لیے بعض آیات و احادیث زبانی یاد کی ہوتی ہیں۔ حدیث ملاحظہ ہو :امام نسائی علیہ الرحمہ نسائی شریف میں حدیث ذکر کرتے ہیں :

عن علی قال قلت للنبی ﷺ ان عمک الشیخ الضال قدمات فمن یواریہ ۔[82]

ترجمہ: حضرت علی المرتضی شیر خدا بیان فرماتے ہیں (جب میرے باپ ابو طالب فوت ہو گئے تو) میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ حضور آپ کا چچا بوڑھا گمراہ فوت ہو گیا ہے اس کو زمین میں کون چھپائے گا؟ جناب ابو طالب کو کافر کہنا مشرک اور جہنمی قرار دینا بوڑھا گمراہ کے القابات دینا فاضل بریلوی کے قلم سے جو صادر ہوا سب کچھ حدیث سے ثابت ہے جو کہ لکھا جا چکا ہے۔[83]

اقول:: ہم ما قبل حدیث مبارک بیان کر چکے ہیں امام احمد رضا نے جو کچھ بیان کیا ۔کیا یہ اس حدیث کی روشنی میں ہے یا نہیں یقیناً ہاں میں جواب ہو گا۔تو اب امام احمد رضا کو یہ طعنہ زنی کرنا کہ انہوں نے بوڑھا گمراہ کے القابات دیے ہیں یہ حقائق کو نظر انداز کر کے احمد رضا فوبیا میں مبتلا ہونا نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے ؟ لگتا ہے مذکورہ حدیث وہابی مولوی کی نظر سے نہیں گزری ورنہ وہ امام احمد رضا جو حدیث کی روشنی میں بات کر رہے تھے اس پر اعتراض کر کے اس کو ان کا قول بنا کے پیش نہ کرتا۔ مختصر یہ کہ جو لقب حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے خود اپنے والد کو دیا تھا شیخ ضال یعنی بوڑھا گمراہ۔وہابی مولوی کہتا ہے یہ لقب احمد رضا نے ان کو دیا ہے اس سے بڑی کیا الزام تراشی ہو گی۔

---

82نسائی شریف جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 281 قدیمی کتب خانہ کراچی

83صفحہ نمبر 90 کتاب شمس

## الفصل الثامن: مناظرہ سلاں والی میں کون جیتا کون ہارا؟

قارئین کرام ! نعمت وہابی نے ایک اور ہوائی چھوڑی ہے کہ مناظرہ سلاں والی میں علمائے بریلویہ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اس مناظرہ کا اتنا اثر ہوا بریلویہ کے صدر مناظر مولانا کرم الدین دبیر پر کہ اس نے اپنے بیٹے مولانا قاضی مظہر حسین کو دارالعلوم دیوبند بھیج دیا۔ صفحہ 96۔ العیاذ باللہ۔

**الجواب:** علمائے دیوبند جھوٹ بھی اس انداز میں بولتے ہیں کہ پڑھنے سننے والے کو یوں لگتا ہے کہ اس سے بڑا تو کوئی سچ ہے ہی نہیں۔

قارئین کرام۔ ہم اس جھوٹ کا پردہ چاک کرنا چاہتے ہیں۔ بات ذرا لمبی تو ہو جائے گی مگر حقیقت حال اچھی طرح معلوم ہو جائے گی۔ ہمارا دعوی ہے کہ مولانا کرم الدین دبیر علیہ الرحمہ المتولد 1853ء المتوفی 1946ء نے نہ تو مسلک حق بریلوی کو چھوڑا اور نہ ہی خود اپنے بیٹے مظہر حسین کو دارالعلوم دیوبند بھیجا ہاں گیا وہ ضرور مگر بھیجنے والے مولانا کرم الدین دبیر علیہ الرحمہ نہ تھے۔

**دلیل:** علماء دیوبند کی جھوٹ در جھوٹ کی لمبی داستان:

امام المحرفین والکذابین ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی نے تحریر کیا (مناظرہ سلاں والی سے فارغ ہو کر مولانا کرم الدین دبیر صاحب علیہ الرحمہ) آپ سیدھے دیوبند پہنچے اور اکابر دیوبند کی خدمت میں حاضری دی اور اپنے (ایک نہیں کئی )

بیٹوں کو تعلیم کیلئے ان کے سپرد کیا۔[84]

**اقول:**: جھوٹ کی بھی آخر کوئی حد وانتہا ہوتی ہے لیکن ڈاکٹر خالد تو تمام حدوں کو پھلانگتے ہوئے آگے نکل گیا۔ بیگانے نہیں اپنوں نے ہی اس جھوٹ کا پردہ چاک کر دیا۔ ملاحظہ ہو:

مولوی عبد الجبار دیوبندی کی کتاب احوال دبیر میں اسی کا ردیوں لکھا ہے:

یہاں علامہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ کو **تسامح** (غلطی) ہوا ہے۔ کیونکہ مولانا کرم الدین دبیر دارالعلوم دیوبند نہیں جا سکے تھے اور نہ ہی آپ کی ملاقات مولانا حسین احمد مدنی سے ہوئی تھی۔[85]

جھوٹ کا پردہ چاک ہوا جب پہلی شق ہی جھوٹی ہے کہ ملاقات کی حالانکہ ملاقات ثابت نہیں تو کئی بیٹوں کو تعلیم کیلئے ان کے سپرد کرنا کہاں سے ثابت ہوا۔

پھر ایک بیٹا خود پڑھنے گیا تھا مگر ڈاکٹر خالد نے لکھ دیا بیٹوں تاکہ بات کا حجم بڑھنے لگے مگر بات کا وزن کیا بڑھنا تھا جھوٹ کا وزن بڑھتا چلا گیا **کما ھو الظاہر**۔

اب ذرا قاضی مظہر حسین ابن مولانا دبیر کے خانہ ساز جھوٹ کی کہانی بھی ملاحظہ ہو:

مولانا مرحوم آخر عمر میں دیوبندی ہو گئے تھے اور اکابر دیوبند سے عقیدت ہو گئی

---

84 مطالعہ بریلویہ ج4 ص357 مطبوعہ دار المعارف

85 احوال دبیر ص67 ناشر گوشہ علم 1182.h. واپڈا ٹاؤن لاہور

تھی اور مولانا حسین احمد مدنی سے بذریعہ درخواست بیعت کی درخواست کی۔جواب آیاکہ آپ اپنے سابق شیخ کے تلقین کردہ وظیفہ پر عمل کریں اس کے بعد جلد ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔[86]

**اقول::** اسمیں موٹے موٹے چار جھوٹ ہیں۔

**نمبر 1:** مولانا صاحب دیوبندی ہو گئے تھے

**نمبر 2:** اکابر دیوبند سے عقیدت ہو گئی تھی۔

**نمبر 3:** حسین مدنی سے بیعت کی درخواست کی۔

**نمبر 4:** اس کے بعد آپ کا جلد ہی انتقال ہو گیا۔

ہو سکتا ہے اس جھوٹ کا ہم پردہ چاک کریں گے تو شکایت ہو گی۔

اس جھوٹ کے پردہ چاک کرنے کا اہتمام بھی علماء دیوبند سے ہی کرواتے ہیں لیکن پہلے خود کاذب کے قلم سے پردہ چاک کرتے ہیں قاضی مذکور ابن دبیر نے خود ہی اپنے والد محترم کی کتاب (تازیانہ عبرت) کے مقدمہ میں تحریر کیاکہ۔بعض متبعین دیوبند علماء نے بھی میرے بیان پر اعتماد نہیں کیا۔[87]

**اقول::** خود ابن دبیر جس نے یہ جھوٹ گھڑا تھا اس نے اپنے قلم سے لکھ دیا کہ میرے بیان پر اعتماد نہیں کیا گیا۔ویسے عجیب بات ہے مولانا دبیر **علیہ الرحمہ**

86تازیانہ عبرت مقدمہ

87مقدمہ تازیانہ عبرت ص45ناشر قاضی محمد کرم الدین دبیر اکیڈمی پاکستان

کے دیوبند ہونے کا نہ کوئی تحریری ثبوت نہ تقریری نہ گواہوں کے لحاظ سے ثبوت نہ انکی کتابوں کے لحاظ سے ثبوت۔ پھر ایک بیٹا اپنے باپ کے حق میں گواہی دے رہاہے اور بیٹا بھی وہ جو دیوبند کا فاضل ہے تو اس نے تو جتن کرنے ہی تھے کہ والد مرحوم کو بھی دیوبندی ثابت کرے۔ اگر کوئی غیر جانبدار گواہی ہوتی تو اور بات تھی۔ یعنی ابن دبیر کی بات عقل کے بھی خلاف ہے اور نقل کے بھی۔

## اب علماء دیوبند کے کوڑے کھانے کیلئے تیار ہو جاؤ:

دیوبندیوں کے مفتی اعظم مولوی زرولی خان آف کراچی کے زیر اہتمام ایک کتاب بنام (فیضان دیوبند) شائع ہوتی ہے۔ اس کتاب کے بارے میں مفتی زرولی خان دیوبندی نے لکھا کہ یہ ایک جامع اور مفید تالیف ہے جسے بڑے عمدہ انداز میں مرتب کیا ہے جو ایک یقینا اہل سنت دیوبندی مکتب فکر کے تمام افراد کیلئے انمول تحفہ ہے۔ ہم خلوص دل سے علامہ قادری صاحبکو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔[88]

مفتی زرولی خان کی پسندیدہ کتاب میں مولانا کرم الدین دبیر علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھاہے کہ مولوی کرم الدین دبیر بریلوی آف موضع بھیں ضلع جہلم موجودہ چکوال نے اپنی کتابوں میں مسلک بریلوی کی خدمت کی ہے لیکن ان کے صاحبزادہ فاضل جلیل وکیل صحابہ حضرت علامہ مولانا قاضی مظہر حسین فاضل

88 فیضان دیوبند ص 21 ناشر شعبہ نشر اشاعت جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر 2 کراچی

دارالعلوم دیوبند آف چکوال نے فرمایا کہ میرے والد محترم مسلکا دیوبندی تھے کیونکہ انہوں نے مجھے دینی تعلیم کیلئے دیوبند میں تعلیم دلوانے کیلئے ایک خط بنام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی لکھ کر کہا کہ یہ میرا خط حضرت شیخ مدنی کو دے دینا۔اوردوسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مناظرہ سلانوالی ضلع سرگودھامیرے والد محترم کے عقائد میں تبدیلی آگئی تھی اس لحاظ سے وہ مسلکا دیوبندی ہوگئے تھے۔حالانکہ مندرجہ بالا دونوں باتیں غیر ثقہ اور غیر معتبر ہیں اوردیوبندی ہونے کی ہرگز تائید اور تصدیق نہیں کررہیں کیونکہ مولانا کرم الدین صاحب آف جہلم کی اپنی کوئی ایک بھی تحریر نہیں ملتی کہ میں دیوبندی ہوں بریلوی نہیں ہوں اور مناظرہ سلانوالی کے بعد بھی مولوی محمد کرم الدین صاحب آف بھیں کی کوئی تحریر ایسی ہرگز سامنے نہیں آئی کہ جس میں انہوں نے فرمایاہومیں مناظرہ سلانوالی کے بعد بریلوی عقائد چھوڑ کر حنفی دیوبندی ہوگیا ہوں۔اور مولوی کرم الدین صاحب آف بھیں کا کوئی فتوی اور کوئی تحریر بریلوی علماء کے خلاف ہرگز نہیں ہے بلکہ **آئمۃ الحرمین شریفین** اور علماء اہل سنت دیوبند کے خلاف فتوی پر دستخط اور تائید وتصدیق البتہ ضرور ہے غرض کہ مولوی محمد کرم الدین دبیر بریلوی صاحب آف بھیں کے پختہ بریلوی ہونے کی تائید وتصدیق خوب ملتی ہے جیساکہ انہوں نے سعودی حکومت کے خلاف بریلی شریف سے جاری ہونے والا فتوی بنام(**التواء الحج**)پران کی تائید وتصدیق اوردستخط موجود ہیں جس کی انہوں نے زندگی بھر تردید نہیں

کی۔اور مولوی کرم الدین صاحب آف بھیں کو بریلوی علماء نے اپنے اکابر میں شمار کیا ہے۔[89]

**فائدہ** :کتاب فیضان دیوبند کے ص379 اور ص380 پر حضرت مولانا دبیر علیہ الرحمہ کی ایک تائید ودستخط بریلی شریف سے جاری ہونے والے فتویٰ پر ذکر کئے گئے ہیں اور مؤلف کتاب ثابت یہی کرنا چاہتا ہے کہ اگر مولانا کرم الدین صاحب کے دل میں ذرابرابر بھی دیوبندیت کی بو ہوتی تو وہ اس فتوی کی تصدیق نہ کرتے۔

قارئین کرام!حضرت مولانا کرم الدین دبیر علیہ الرحمہ کی **الصوارم الھندیہ** میں جوزوردار دھماکے دار تقریظ موجود ہے جو دیوبندیت کے تابوت میں مضبوط کیل کی طرح گاڑی گئی ہے۔اور یہ بھی واضح ہے کہ مولانا صاحب علیہ الرحمہ نے آخری دم تک اس سے رجوع نہ کیا یہ تو خیر خود ابن دبیر صاحب بھی مانتے ہیں ہم قارئین کی ذوق طبع کیلئے اس تقریظ کو من وعن یہاں نقل کرنا سعادت سمجھتے ہیں اور یہ اس لئے کہ مولانا صاحب کے بارے میں واضح ہو جائے کہ وہ کتنے مضبوط اور متبحر عالم دین تھے اور دیوبندیت سے کتنے متنفر تھے۔ہاں اگر دیوبندی ثابت کردیں کہ ہمارے اکابر نے کفریہ عبارات سے توبہ ورجوع کرلیا تھا تو پھر ہم بھی مان جائیں گے کہ مولانا صاحب نے بھی اپنی تقریظ سے رجوع کرلیا ہو گا۔لیکن اگر اول بات ابن دبیر اور دیوبندی علماء ثابت نہ کرسکیں تو پھر یہی کہنا ہو گا کہ یہ مولانا

---

89 فیضان دیوبند ص38 ناشر شعبہ نشرواشاعت جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن بلاک 3 کراچی

صاحب پر بہتان باندھا گیا ہے کہ انہوں نے دیوبندیت کو قبول کر لیا تھا۔

## الصوارم الہندیہ میں مولانا دبیر کی تقریظ

باسمہ سبحانہ **حسام الحرمین** میں جو کچھ لکھا ہے عین حق ہے دیوبندی جن کے سرکردہ خلیل احمد ورشید احمد ہیں۔ نجدی گروہ متبعین محمد بن عبد الوھاب نجدی سے بھی زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ نجدی تو پہلے ہی سے مسلمانان مقلدین سے الگ تھلگ ہوگئے۔ مسلمانوں کو ان کے عقائد خبیثہ سے آگاہی ہوگئی اور ان سے مجتنب (بچنے والے) ہوگئے لیکن دیوبندی حنفی وہابی نما حنفی مسلمانوں سے شکروشیر ہو کر رہ گیا حلوے میں زہر ملا کر ان کو ہلاک کر رہے ہیں۔ **اعاذنا اللہ منھم**۔ اوراب تو ابن سعود نجدی کے مداح بن کر عملاً مسلمانوں سے انہوں نے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔

بہرحال نجدیوں اور دیوبندیوں کے دلوں میں خدااور رسول خدا کی کچھ عظمت نہیں ہے۔ امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہو کر انہوں نے توہین باری تعالیٰ کے جرم کا ارتکاب کیا۔ حضور ﷺ کی تنقیص شان میں مشرکین سے بھی بڑھ گئے۔ حضور ﷺ کا علم **معاذ اللہ** حیوانات اور مجانین کی طرح اور شیطان کے علم سے کم بتایا۔ میلاد النبی ﷺ کو کنہیا کے سوانگ سے تشبیہ دی اور میلاد کرنے والوں کو مشرک کہا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

اور چونکہ ان لوگوں کے دلوں میں حب رسول ﷺ کا ذرہ بھی موجود نہیں۔اس لئے یہ خارج از اسلام اور کافر ہیں جیسا کہ علماء حرمین شریفین کا مدلل و مفصل فتوی ان کی نسبت صادر ہو چکا ہے۔

والسلام خاکسار ابوالفضل محمد کرم الدین عفی اللہ عنہ از بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم

**فائدہ :** قارئین کرام! آپ نے پڑھ لیا کہ مولانا دبیر صاحب علیہ الرحمہ نے کیسے دیوبندیوں کے گروؤں کو خطرناک قرار دیا اور یہ چیز ابن دبیر صاحب کو بھی تسلیم ہے۔ کیا ابن دبیر صاحب اس طرح کی کوئی تحریر دکھاسکتے ہیں جو اس پر دلالت کرے کہ میں نے اس تقریظ سے رجوع کر لیا ہے اور توبہ کر رہا ہوں آج کے بعد میں دیوبندی ہوں۔

**ھاتوا برہانکم ان کنتم صادقین**

اسی بات کی طرف فیضان دیوبند کتاب میں اشارہ کیا گیا ص38 بریلوی ہونے کی تائید و تصدیق خوب ملتی ہے مگر دیوبندی ہونے کی تائید و تصدیق آپ کی تحریر یا تقریر میں موجود نہیں۔

## مناظرہ سلانوالی کی روئداد دیوبند کے معتمد علیہ کے قلم سے:

قارئین کرام! چونکہ نعمت وہابی نے اپنی کتاب میں باقاعدہ یہ تحریر کیا اس مناظرے میں علماء بریلویوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اس مناظرے کا اتنا اثر ہوا بریلویوں کے صدر مناظر مولانا کرم دین دبیر پر اپنے بیٹے مولانا قاضی مظہر حسین

کو دار العلوم دیوبند بھیج دیا۔[90]

<u>الجواب</u> : قارئین کرام! کون جیتا کون ہارا ہم چاہتے ہیں کہ علماء دیوبند کے انتہائی قابل اعتماد عالم دین مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا ذکر نعمت وہابی نے فوز المقال کے حوالے سے کیا کہ وہ حضور شیخ الاسلام کے ساتھ تھے۔ ظاہر ہے وہ اس مناظرے کے چشم دید گواہ ہیں تو جو وہ آنکھوں دیکھا حال بیان کریں گے یقینا وہ درست سمجھا جائے گا۔ ہم پہلے یہ واضح کر دیں کہ مولانا ظہور احمد بگوی دیوبند کے قابل اعتماد کیسے ہیں تو ملاحظہ ہو کتاب الاحوال دبیر مولفہ دیوبندی مولوی عبد الجبار سلفی لاہوری تحریر کرتا ہے مولانا بگوی مرحوم عظمت صحابہ کے حوالے سے بڑے حساس بزرگ تھے ردشیعیت پر آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں کاش آج ہمارے اندر بھی وہی علمی ذوق ہو اور دینی ولولہ ہوتا تو رفض و بدعت کے جراثیم پھیل نہ سکتے۔[91]

اب آئیں مذکور بزرگ عالم دین جن پر دیوبند بھی اعتماد کر چکے ان کی تحریر سے روئیداد کا جائزہ لیتے ہیں آپ نے اپنے ماہ نامہ رسالہ شمس الاسلام بھیرہ میں یوں تحریر فرمایا ہے:

یوں تو غریب نواز شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے انوار تاباں سے ایک عالم منور ہو رہا ہے لیکن ضلع سرگودھا میں تو بوجہ مرکز ہونے کے کوئی ایسا متنفس نہ

---

90 کتاب الشمس صفحہ نمبر 94

91 احوال دبیر صفحہ نمبر 189 اور صفحہ 190

ہو گا جو اس درگاہ سے وابستہ نہ ہو۔ بالعموم مسلمانان ضلع ہذا راسخ العقیدہ حنفی ہیں لیکن بدقسمتی سے کچھ عرصہ سے ایک موضع چک منگلا والا میں مولوی حسین علی صاحب کا ایک خاص مرید منور دین اقامت گزیں ہوا۔ اس نے یہاں ایک فتنہ برپا کر دیا اس کا اپنے پیر کی طرح یہ فتویٰ ہے کہ جو شخص یا رسول اللہ کہے یا رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کا قائل ہو وہ کافر و مشرک ہے۔ اس کی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور بدوں طلاق حاصل کرنے کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اس فتویٰ کا نتیجہ یہ ہوا بھائی بھائی سے بیٹا باپ سے بیزار ہونے لگا اور سخت فساد پیدا ہو گیا اسی فساد کی شکایت مسلمانوں کی طرف سے حضرت خواجہ حافظ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف کی خدمت میں پہنچی کیونکہ جناب ممدوح کے دل میں اسلام کا درد تھا۔ آپ نے اعلائے کلمۃ الحق کے لیے اپنی جان و مال کو وقف کر رکھا تھا۔ آپ یہ خبر سن کر بے تاب ہو گئے مولوی منور الدین کو کہلا بھیجا کہ ایسے عقائد فاسدہ کی ترویج سے باز آجائیں جو باعث تفریق بین المسلمین ہو رہے ہیں لیکن منور الدین کے دل پر اس نصیحت کا اثر مطلقاً نہ ہوا الٹا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا اور مناظرہ کا چیلنج بھیج دیا۔ جناب والا نے دعوت مناظرہ کو قبول فرمایا اور ایک تاریخ مقرر کر کے خود مع ایک جماعت جید علماء کے موقع پر پہنچ گئے منور الدین کو بلایا گیا لیکن اس کو میدان میں آنے کی جرات نہ ہو سکی متواتر تین روز جناب والا وہاں تشریف فرما رہے علماء کرام کے وعظ و بیان ہوتے رہے لیکن منور الدین نے میدان میں نہ آنا تھا نہ آیا۔

کچھ دن تو یہ فتنہ مدہم ہو گیا لیکن منور الدین اندر ہی اندر آتش فساد بھڑکا تا رہا ان دنوں حضرت سجاد نشین صاحب اتفاقا اس طرف تشریف لے گئے تو منور الدین کی مسجد میں جا کر نماز گزاری اس کے مقتدیوں نے عرض کی کہ آپ ہمارے مولوی سے مسئلہ علم غیب رسول پاک ﷺ پر کچھ تبادلہ خیالات فرمائیں تا کہ ہم بھی مستفیض ہو سکیں۔ آپ نے عالمانہ انداز میں منور الدین سے کچھ گفتگو کی جس کو سن کر وہ مبہوت ہو گیا اور کہا کہ میں اپنے علماء کو بلا کر آپ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے منظور فرما لیا چنانچہ 15 ذی الحجہ 1355 ہجری بمطابق 27 فروری 1937 کو بمقام سلانوالی متصل ڈسٹرکٹ بورڈ سکول ایک کھلے میدان میں ہر دو فریق کا اجتماع ہوا دونوں طرف سے علمائے تعداد کثیر میں جمع ہوئے اہل سنت کی طرف سے حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی اور آپ کے برادر محترم جناب صاحبزادہ حافظ غلام فخر الدین صاحب کے علاوہ مولانا مولوی حشمت علی صاحب ،مولانا پیر قطبی شاہ صاحب ملتانی مولانا سردار احمد صاحب، مولانا سید احمد صاحب ناظم حزب الاحناف لاہور، مولانا قطب الدین جھنگوی صاحب، مولانا غلام محمود صاحب ساکن پپلاں، مولانا محمد بخش صاحب تونسوی، مولانا محمد کرم الدین صاحب رئیس بھیں ضلع جہلم، مولانا ظہور احمد بگوی امیر حزب الانصار بھیرہ، مولانا محمد الدین صاحب مدرس دارالعلوم الاسلامیہ سیال شریف ،جناب مولانا محمد حسین صاحب سجادہ نشین مرولہ شریف، جناب پیر سید محمد غوث صاحب سجادہ نشین علاؤں شریف کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

دوسری طرف سے منور الدین کے علاوہ مولوی حسین علی صاحب واں بچھروی، مولوی محمد منظور صاحب سنبھلی، مولوی عبد الحنان صاحب لاہوری، مولوی شمس الدین صاحب پنڈی گھیپ، مولوی فضل کریم صاحب ساکن بندیال کے نام ہمیں معلوم ہو سکے ہیں مناظرہ دو روز چار چار گھنٹے جاری رہا۔ اہل سنت کی طرف سے مولانا مولوی حشمت علی صاحب مناظر اور مولانا کرم الدین صاحب رئیس بھیں صدر تھے۔ دوسری طرف سے مولوی محمد منظور صاحب سنبھلی مناظر اور مولوی عبد الحنان صاحب صدر تھے۔ وقت مناظرہ کی ابتدائی تقاریر کے لیے 15، 15 منٹ اور دوسری تقریروں کے لیے 10، 10 منٹ تھے اہل سنت کا دعوی تھا کہ آپ ﷺ کو حق تعالی نے ابتدائی آفرینش عالم سے لے کر تا انتہائے قیامت اہل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے حالات سے آگاہ فرما دیا تھا۔

دوسرا فریق اس کا منکر تھا اور ان کا دعوی تھا کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے وہ کافر ہے مناظر اہل سنت فاضل بریلوی نے اپنے دعوے کو براہین قاہرہ قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر اور اقوال بزرگان دین سے اس صفائی سے ثابت کیا کہ حاضرین اس پر عش عش کر اٹھے۔ مولوی منظور صاحب نے اس کی تردید کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا لیکن اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ حاضرین فاضل بریلوی کی فصیح اور بلیغ تقریر اور قابلیت علمی دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ مولانا حشمت علی صاحب کی طرف سے تقریبا 50 دلائل ایسے پیش کئے گئے جن کا کوئی معقول جواب مولوی محمد

منظور صاحب نہ دے سکے جو آخری تقریروں میں مولانا صاحب نے گن کر بتا دیئے غرض اس مناظرے میں علمائے اہل حق کو فتح عظیم اور فریق مخالف کو شرمناک شکست ہوئی۔ اور اس فتنے کا بالکل استحصال ہو گیا۔

اثنائے مناظرہ میں کوئی ناگوار واقعہ پیش نہ آیا اور جلسہ نہایت صبر و سکون سے انجام پذیر ہوا۔ سب انسپیکٹر صاحب پولیس مع گارڈ موجود تھے۔ ان کا انتظام قابل تعریف تھا مناظرے کے اختتام کے بعد مشہور واعظین مولانا پیر قطبی شاہ صاحب اور مولانا مولوی قطب الدین صاحب جنگھوی کے وعظ مسجد میں ہوئے جنہوں نے تبلیغ حق کا فرض ادا کر کے مسلمانوں کو مسائل سے اچھی طرح آگاہ کیا۔[92]

<u>خلاصہ</u>: مناظرہ سلانوی میں علماء اہل سنت وجماعت حنفی بریلوی کو فتح نصیب ہوئی اور دیوبندیوں کو شرمناک شکست ہوئی اور مولانا شیر بیشہ اہل سنت حشمت علی خان لکھنوی کے 50 پیش کردہ دلائل کا جواب منظور نعمانی نہ دے سکا۔ اس کی بہت ساری تفصیل **فوز المقال** کی جلد نمبر 4 میں بھی موجود ہے۔

قارئین کرام! یہ تھے حقائق جو آپ کے سامنے آچکے ہیں اور علمائے دیوبند نے جس شخصیت پر اعتماد کیا ہم انہیں کے حوالے سے بیان کر چکے۔

---

92ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ محرم الحرام 1356 ہجری بمطابق اپریل 1937 جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 4 صفحہ نمبر 35, 36

**فائدہ:** استاذ الاساتذہ عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمود پپلانوی بھی اس مناظرے میں خاص طور پر شامل تھے جیسا کہ علماء کی فہرست میں دیکھا جا سکتا ہے۔ مناظرے کا اصل موضوع وہی موضوع تھا جس پر نجم الرحمن کو ترتیب دیا گیا ہے۔

قارئین میرا مشورہ ہے ایک بار مناظرے کی روئداد دوبارہ پڑھ لیں تاکہ مزید تسلی ہو جائے کون جیتا اور کون ہارا۔ قارئین کرام دعوے کی دوسری شق کی طرف آتے ہیں کہ دبیر صاحب نے متاثر ہو کر بیٹے کو دارالعلوم دیوبند میں داخل کروا دیا۔ جب دعوے کی پہلی شق کا بطلان روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مولانا دبیر صاحب آخری دم تک سنی حنفی بریلوی رہے یہ من گھڑت کہانیاں کہ وہ دیوبندی ہو گئے تھے۔ جن کو خود دیوبندیوں نے بھی رد کر دیا ہے تو دعوے کی شق ثانی جو کہ شق اول پر موقوف تھی جب موقوف علیہ باطل ہو گیا یعنی بنیاد ہی منہدم ہو گئی ظاہر ہے اگر وہ دیوبندی ہوئے ہوتے تو انہوں نے اپنے بیٹے کو دیوبند داخل کروانا تھا مگر وہ تو دیوبندی ہوئے ہی نہ تھے تو بیٹے کو دیوبند داخل کروانے کا سوال و خیال ہی پیدا نہ ہوا۔ قرائن یہی بتاتے ہیں کہ ابن دبیر صاحب کسی اور کے ہاتھ چڑھ گئے تھے بہرحال لوگوں نے إیصال إلیٰ المطلوبِ کا فریضہ سرانجام دے دیا ہو گا قاضی مظہر دیوبندی ابن مولانا دبیر نے خود بیان کیا (کہ جب دارالعلوم دیوبند میں جانے لگا) اس وقت میں اکابر دیوبند کے حالات سے واقف نہ تھا اور خاص عقیدت

نہ رکھتا تھا صرف اس بنا پر داخلے کی خواہش پیدا ہوئی کہ طلباء سے سنا تھا کہ دار العلوم میں ہر کتاب صاحب فن کے سپرد کی جاتی ہے۔[93]

اس سے بھی واضح ہو گیا کہ ان کے داخلے کا راز کوئی اور تھا۔

**اعتراض:** اتنے بڑے سنی عالم دین کا بیٹا گمراہوں کے پاس پہنچ کر گمراہ کیسے ہو گیا؟

**جواب:** یہ سلسلہ شروع سے چلا آرہا ہے اگر پسر نوح بروں کی صحبت سے حصہ پا سکتا ہے حالانکہ وہ تو اللہ کے نبی تھے تو پھر ابنِ دبیر تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔

## ایک اہم بات:

حضرت مولانا دبیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مناظرہ سلانوالی میں اہل سنت کی طرف سے صدر مناظر تھے اور یہ مناظرہ ہوا 15 ذی الحجہ 1355 بمطابق 27 فروری 1937 کو جب کہ مولانا دبیر صاحب کا وصال باکمال ہوا 1946 میں اس کا دورانیہ تقریبا 10 سال کے قریب بنتا ہے۔ کیا کوئی مائی کالال ہے جو یہ ثابت کر سکتا ہے مولانا دبیر صاحب نے اس عرصہ دراز میں ایک بار بھی اپنے بریلوی ہونے سے رجوع اور دیوبندیت قبول کرنے کا اعلان کیا ہو یا ایک بار بھی دارالعلوم دیوبند کا سفر کیا ہو حالانکہ 10 سال کا بڑا عرصہ ہے مگر زیادہ سے زیادہ بات جعلی خطوں اور

93 احوال دبیر صفحہ 74 ناشر گوشہ علم واپڈا ٹاؤن لاہور

ملاقاتوں پہ آجاتی ہے جو کہ نہ تاریخ کے لحاظ سے ثابت نہ شرعا اور اخلاقا ثابت ہیں۔لہذا ابنِ دبیر کی جلد وصال والی گپ بھی ملیامیٹ ہو گئی۔

## دلچسپ بات:

مولانا دبیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جنازہ علماء اہل سنت بریلوی کے عظیم عالم دین امام النحو مولانا قاضی ثناء اللہ نے پڑھایا تھا۔ کیا مولانا صاحب نے دس سال دیوبندیت کو اتنا چھپائے رکھا کہ اپنے صرف ایک بیٹے کے علاوہ اور کسی کو پتہ ہی نہ چلا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ دیوبندی مولوی ان کے جنازہ پڑھانے والے کا ذکر نہیں کرتے۔

## بہت بڑی چوری پکڑی گئی

قارئین کرام: نعمت وھابی نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دن دیہاڑے اتنی بڑی چوری کی کہ بڑے بڑے ڈاکوؤں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ حضور پیر سیال خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کی سیرت پر لکھی جانے والی کتاب فوز المقال ج 4 کے حوالہ سے ایک حوالہ ذکر کیا اور اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مناظرہ سلانوالی میں دیوبندی جیت گئے تھے۔ہم پہلے اس کے اپنے الفاظ ذکر کرتے ہیں پھر وہ پورا حوالہ ذکر کریں گے تاکہ حقیقت حال کھل کر سامنے آجائے نعمت وھابی نے لکھا:

مفتی فضل الرحمن بندیالوی کے تلامذہ نے جھوٹ اور دجل سے کام لیا ہے کہ مولانا

منظور نعمانی کو شکست ہوئی، قارئین کرام پڑھ کر فیصلہ کرلیں کہ اس مناظرے کا کتنا اثر ہوا کہ بریلویہ کا صدر مناظر بھی مان گیا کہ واقعتاً علماء دیوبند کے پاس علم بھی ہے اور مناظرہ کا طریقہ بھی جانتے ہیں یہی تو وجہ تھی کہ مولانا کرم الدین دبیر نے مولانا قاضی مظہر حسین کو دارالعلوم دیوبند بھیج دیا۔[94]

**اقول::** وہابی صاحب نے بالکل مختصر عبارت جتنی سے اپنا مطلب باآسانی بر آمد ہو سکتا تھا فوزالمقال سے صرف اتنی لیکر اور باقی عبارت شروع سے بھی اور آخر سے بھی حذف کر کے وہ فراڈ کیا کہ اپنے اکابر سے بھی آگے گزر گیا۔

اب ہم فوزالمقال کی وہ مکمل عبارت جو مولانا مرید احمد چشتی صاحب نے ایک دیوبندی مولوی کے حوالہ سے فوزالمقال میں ذکر کی ہے نعمت وہابی نے اس پوری عبارت کو بھی ذکر نہ کیا ظاہر ہے اگر پوری عبارت ذکر کر دیتا تو سارا راز فاش ہو جاناتھا مگر جتنی اس نے ذکر کی ہے اس سے بھی کافی حد تک راز فاش ہو جاتا ہے اب ہم پوری عبارت ذکر کرتے ہیں اور جتنی نعمت وہابی نے ذکر کی اس کو بریکٹ میں لائیں گے اور شروع اور آخر والی ساری عبارت ذکر کریں گے۔

سلانوالی کے مناظرہ کی داستان حضرت قاضی محمد شمس الدین صاحب ہری پور ہزارہ سے بھی سماعت فرمالیں۔

موصوف خاکسار مولف کے نام اپنے مکتوب گرامی میں لکھتے ہیں:

---

94 کتاب الشمس ص 97

**بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات از فقیر محمد شمس الدین عفی عنہ**

محب مکرم جناب حاجی مرید احمد چشتی صاحب مدظلہ وادام لطفہ مطالعہ فرمائیں کہ والانامہ ملا۔ خیریت معلوم ہو کر مسرت ہوئی فقیر اس وقت موضع بیدڑہ تحصیل مانسہرہ میں استاذالعلماء حضرت مولانا محمد نعمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھتا تھا۔ استاد محترم گاہے ماہے گلی باغ شریف تشریف لے جایا کرتے تھے۔ خود مرید تو مرولہ شریف ضلع سرگودھا کے کسی بزرگ سے تھے۔ وہاں سے ایک بزرگ مولانا شہاب الدین صاحب ہر سال بیدڑہ شریف تشریف لایا کرتے تھے ۔فقیر نے بھی انکی زیارت کی ہے۔

شیخ الاسلام والمسلمین مطلوب الطالبین حضرت مولانا محمد قمر الدین سیالوی صاحب علیہ الرحمہ کی پہلی بار زیارت جلسہ مناظرہ موضع سلانوالی ضلع سرگودھا میں 1936 میں ہوئی تھی ۔اس وقت فقیر کی عمر 17 یا 18 سال کی ہو گی۔ اوروال بھچراں ضلع میانوالی میں استاذالعلماء مولانا غلام یاسین صاحب سے ہم پڑھتے تھے۔ سلانوالی میں مسئلہ علم غیب پر مولانا حشمت علی صاحب لکھنوی (بریلوی) اور مولانا محمد منظور صاحب لکھنوی (دیوبندی) کے درمیان مناظرہ تھا۔ بریلوی جماعت کی طرف سے مولانا کرم الدین دبیر صاحب ساکن بھیں تحصیل چکوال صدر مناظرہ تھے اور دیوبندی جماعت کی طرف سے مولانا عبد الحنان صاحب خطیب جامع مسجد آسٹریلیا لاہور صدر مناظرہ تھے دو سٹیج الگ الگ آمنے سامنے بنائے گئے تھے۔

(بڑا اہم جملہ آرہا ہے بڑے غور سے پڑھنا از راقم)

اس وقت اپنا ذھن بریلویت کے قریب تر تھا۔اس لیے فقیر بریلوی اسٹیج پر جا بیٹھا قریب ہی ایک بزرگ تشریف فرما تھے ایک آدمی نے بتایا کہ یہ صاحبزادہ قمر الدین سیالوی ہیں عام طور سے مناظرہ میں احقاق حق تو کم ہی پیش نظر ہوتا ہے۔ ہر قیمت پر اپنی جیت ہی زیادہ پیش نظر ہوتی ہے۔اور مناظر جب کہیں پھنس جاتا ہے تو کمزور بات کو کڑاکے دار لہجہ میں بیان کرتا ہے جس کی عوام کالانعام سے توخوب داد ملتی ہے مگر اہل علم کو یہ چابک دستی پسند نہیں آتی۔

مولوی حشمت علی صاحب عالم تو تھے مگر مناظر زیادہ تھے اور ادھر حضرت شیخ الاسلام سیالوی بڑے راسخ فی العلم اور منصف مزاج تھے۔اوران کے پاس مولانا ظہور احمد بگوی امیر حزب الانصار بھیرہ بیٹھے تھے توجب مولانا حشمت علی صاحب علمیت سے گری ہوئی کوئی کمزور بات کرتے تو حضور سیالوی مولانا ظہور احمد صاحب کواپنی علاقائی پنجابی میں فرماتے۔ویکھ کھاں کیا چبل مریند اپیا اے۔یعنی دیکھو تو کیسی غلط بات کر رہے ہیں دوسری طرف مولوی منظور بڑی متانت سے پختہ بات کرتے مناظرہ ختم ہونے پر ہم (قاضی شمس الدین) تو واں بھچراں آگئے اور مولانا کرم الدین دبیر صاحب اپنے گاؤں بھیں چلے گئے لیکن ان کے دل پر مولانا حشمت علی صاحب کے اس جملہ تو منظور میں ناظر، میں ناظر تو منظور کی باربار تکرار بہت ناگوار گزری اور مولانا منظور صاحب نعمانی کی متانت بیانی اپنا اثر کر گئی گھر پہنچ کر اپنے لڑکے قاضی مظہر حسین کو تفصیل مناظرہ

سنائی پھر اسی سال قاضی مظہر حسین کو خود دیوبند حضرت حسین احمد مدنی کے نام خط دیکر روانہ کردیا کسی نے سچ کہا ہے کہ:

انقلابات ہیں زمانے کے

(نعمت وہابی کی ذکر کردہ عبارت یہاں ختم ہو جاتی ہے۔ ازراقم)

**فوز المقال** میں آگے یہ عبارت ہے:

تو آپ نے جو عبارت وصایا قمریہ سے نقل کی ہے فقیر کا پختہ خیال ہے (واللہ اعلم) کہ یہ رسالہ ان کے وصال کے بعد کسی نے خود لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دیا ہے کیونکہ خود شیخ الاسلام بہت وسیع الظرف معتدل مزاج بزرگ تھے۔[95]

## تبصرہ سیالوی

قارئین کرام: خواص اہل علم تو عبارت مکمل پڑھ کے مطمئن ہوگئے ہونگے کہ اصل حقیقت کیا ہے مگر عوام کیلئے ہم سابقہ مضمون مکتوب کی روشنی میں واضح کرنا چاہتے ہیں کہ قاضی شمس الدین دیوبندی تھا اس نے خود حضرت مولانا مرید احمد چشتی صاحب کو ایک خط لکھا تھا جس میں اپنے آپ کو دیوبندی ظاہر کئے بغیر اس نے دو باتیں خاص طور پر ذکر کیں۔

نمبر 01: مولانا دبیر علیہ الرحمہ پر مناظرہ کا اثر ہوا انہوں نے اپنے بیٹے کو دیوبند بھیج دیا۔

95بحوالہ مکتوب قاضی محمد شمس الدین مرحوم بنام مولف جمادی الثانیہ 1409ھ بمطابق 14 جنوری 1989 از دوپیش ضلع ہری پور ہزارہ

نمبر02:وصایا قمریہ میں جو کچھ لکھا ہے یہ حضور خواجہ قمرالدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف غلط منسوب ہے۔

اور پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ مناظرہ تو ہوا27 فروری 1937 میں اور یہ مکتوب قاضی شمس الدین نے 14 جنوری 1989 میں تقریبا 53سال بعد لکھا تھا جس میں بزعم خویش روئیداد بیان کی۔ جبکہ اسی روئیداد میں مولانا ظہور احمد بگوی کا بھی ذکر ہے اور ہم ماقبل بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے 15 ذی الحج 1355ھ میں جو مناظرہ ہوا اس کو تفصیلا اگلے ماہ یعنی محرم الحرام میں اپنے رسالے میں بیان فرمادیا اور مولانا بگوی صاحب علیہ الرحمہ پر علمائے دیوبند نے بھی اعتماد کیا ہے۔ ہم ایک بار پھر اس کے خاص نکات کی طرف آتے ہیں اور پھر ہم بتائیں گے کہ قاضی شمس الدین کی بات ہر لحاظ سے جھوٹ پر مبنی ہے۔

مولانا ظہور احمد بگوی صاحب نے لکھا مناظر اہل سنت (مولانا حشمت علی صاحب) فاضل بریلوی نے اپنے دعوے کو براہین قاہرہ ۔قرآن وحدیث ،فقہ وتفسیر اور اقوال بزرگان دین سے اس صفائی سے ثابت کیا کہ حاضرین عش عش کر اٹھے۔

اقول:: قاضی شمس الدین کی نصف صدی بعد والی بات کہ مولانا حشمت علی صاحب مناظر زیادہ تھے اور متانت سے بات نہیں کرتے تھے اور مولوی منظور نعمانی صاحب متانت سے بات کرتے تھے اور یہی متانت کام کر گئی۔ یہ بالکل غلط

ثابت ہوئی کیونکہ مولانا حشمت علی صاحب کا پلڑا بھاری رہااوراپنے دعوے کو ثابت کرنے میں ناکام نہ ہوئے لیکن آگے دیکھیں۔

عبارت نمبر2: مولوی منظور صاحب نے اس کی تردید کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن اپنے مقصد میں ناکام رہے۔

**اقول:**: یہ عبارت بالکل واضح طور پر بتارہی ہے کہ دیوبندی مولوی اپنا دعوی ثابت نہ کرسکا سر کی چوٹی سے لیکر ایڑیوں تک زمین رگڑتا رہا مگر مقصد میں کامیاب نہ ہوا ناکام ہی رہا۔

عبارت نمبر3: حاضرین فاضل بریلوی (مولانا حشمت علی صاحب) کی فصیح و بلیغ تقریر اور قابلیت علمی دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

**اقول:**: بقول قاضی شمس باقی ساری دنیا تو ان کی قابلیت علمی دیکھ کر حیران ہو گئی مگر مولانا دبیر علیہ الرحمہ پر الٹا اثر ہو گیا کہ وہ مولوی منظور کے دیوانے ہو گئے اور دل ہی دل میں دیوبندی ہو گئے (معاذاللہ) ان پر حشمت صاحب کی تقریر علمیت کا کوئی اثر نہ ہوا ہاں! مولوی منظور کی علمیت کا اثر ہو گیا اور وہ بھی صرف ان پر ہوا ان کے علاوہ نہ کسی عالم پر ہوا اور نہ ہی کسی عام آدمی پر بات تو قابل غور ہے۔

عبارت نمبر4: مولانا حشمت علی صاحب کی طرف سے قریبا پچاس دلائل ایسے پیش کئے گئے جن کا کوئی معقول جواب مولوی محمد منظور صاحب نہ دے سکے جو آخری تقریروں میں مولانا صاحب نے گن کر بتا دیئے۔

**اقول::** کیا جس بندے کا اتنا علم ہو کہ وہ پچاس کے قریب دلائل پیش کرے کہ مد مقابل ان کے جواب دینے میں لاجواب ہو جائے تو قارئین ذرا عقل سے فیصلہ کر کے بتانا کہ سننے والا شخص وہ بھی کوئی عام نہیں جہاندیدہ عالم دونوں میں سے کس سے متاثر ہو گا؟ سچ کہا تھا کسی نے:

| آنکھیں اگر ہوں بند تو پھر دن بھی رات ہے | اس میں بھلا قصور ہے کیا آفتاب کا |
| --- | --- |

قاضی شمس نے شاید قاضی مظہر ابن دبیر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اور خالد مانچسٹروی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جن کے حوالے گزر چکے ہیں جھوٹ بولنا ہی تھا تو کم از کم عقل سے تو کام لے لیتے ایسی بات نہ کرتے جو سراسر عقل کے بھی خلاف ہو۔

**عبارت نمبر5:** غرض اس مناظرہ میں علماء اہل حق کو فتح عظیم اور فریق مخالف کو شرمناک شکست ہوئی اور اس فتنہ کا بالکل استحصال ہو گیا۔

**اقول::** خیر یہ تو وہ بات ہے جس کا انکار خود قاضی شمس نے بھی نہیں کیا اور نہ ہی آج تک کسی دیوبندی نے کیا۔

**عبارت نمبر6: (بڑی اہم بات)**

مناظرہ کے اختتام کے بعد مشہور واعظین مولانا پیر قطبی شاہ صاحب اور مولانا مولوی قطب الدین صاحب جھنگوی کے وعظ مسجد میں ہوئے جنہوں نے تبلیغ حق کا فرض ادا کر کے مسلمانوں کو مسائل سے اچھی طرح آگاہ کیا۔

اقول:: علماء دیوبند میں کوئی تھوڑی سی عقل رکھنے والا ایسا شخص ہے جو ہمیں صرف اتنی بات سمجھادے کہ بقول نعمت وہابی۔(علماء بریلویہ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا) بھلا جو شکست خوردہ لوگ ہوتے ہیں وہ جلسہ کرتے ہیں یا فاتحین لوگ اپنی فتح کی خوشی مناتے ہوئے جلسہ منعقد کرتے ہیں اور وہ بھی مخالف گروپ کی اپنی مسجد میں ۔ آج تک علماء دیوبند نے اس جلسہ کی تردید نہیں کی اور قاضی شمس نے بھی اس کا ذکر نہ کیا تاکہ جھوٹ کا پول نہ کھل جائے علماء حق اہل سنت کا عظیم الشان جلسہ منعقد کرنا بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ فتح اہل سنت بریلویہ کو ہوئی تھی۔اب ہم قاضی شمس کی باتوں کی تردید کی طرف آتے ہیں۔

عبارت نمبر1: اس وقت اپنا ذھن بریلویت کے قریب تر تھا۔

اقول:: یعنی میں پکا بریلوی نہیں تھا کچا کچا بریلوی تھا دل ودماغ میں دیوبندیت بھری ہوئی تھی لیکن قاضی شمس کی گفتگو سے واضح ہوتا ہے رفتہ رفتہ جو عقائد اہل سنت بریلویہ ذھن میں تھے وہ بھی ختم ہوگئے اور دیوبندیت نے ساری جگہ گھیر لی ۔یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پڑھتے تو دیوبندیوں کے پاس تھے مگر بنیادی طور پر اہل سنت بریلوی تھے اور پھر پڑھتے پڑھتے خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا گیا۔ لگتا ہے علماء اہل سنت کی جاسوسی کیلئے یہ وہاں بیٹھا تھا ورنہ اس سٹیج پر 17 سال کے لڑکے کی کیا(Value)ہوسکتی ہے اور اس کو کون وہاں سٹیج پر بٹھاتا۔

فائدہ: قارئین کرام!نعمت وہابی نے عبارت شروع اس طرح کی کہ کسی کو پتہ ہی نہ

چلے کہ اس عبارت کا راوی کون ہے کہ کہیں اصل مجرم تک پہنچ کر سارا راز کھل نہ جائے۔

نعمت وہابی نے کہا حاجی محمد مرید احمد چشتی لکھتے ہیں بات اتنی حد تک ٹھیک ہے کہ وہ لکھتے ہیں مگر کس کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ دیانت داری کا تقاضہ تھا کہ راوی کا تعارف کرواکے کم از کم اس کا پورا نام لیکر بات کو بیان کیا جاتا شائد راز اس میں یہی تھا کہ یہ سارا ملبہ علماء اہل سنت کے کھاتے میں ڈال کر اپنی فتح کو ثابت کیا جائے۔

قارئین کرام! ہم نے واضح کر دیا ہے کہ حاجی صاحب کس کے حوالے سے لکھتے ہیں اور وہ چونکہ بد دیانت نہ تھے اس لئے انہوں نے پورا مکتوب ذکر کر دیا۔

عبارت نمبر2: حضرت شیخ الاسلام سیالوی بڑے راسخ فی العلم اور منصف مزاج تھے اور ان کے پاس مولانا ظہور احمد بگوی امیر حزب الانصار بھیرہ بیٹھے تھے۔

اقول:: واہ مسئلہ حل ہو گیا مولانا ظہور احمد بگوی پر حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے بھی اعتماد کیا۔ قاضی شمس صاحب بھی اس چیز کے گواہ ہیں خود لکھتے ہیں کہ جب مولانا حشمت علی صاحب علمیت سے گری ہوئی کوئی کمزور بات کرتے تو حضور شیخ الاسلام مولانا ظہور احمد صاحب کو اپنی علاقائی پنجابی میں فرماتے الی آخرہ۔ اس سے دو باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

نمبر1: مولانا ظہور احمد بگوی صاحب حضور شیخ الاسلام کے انتہائی قابل اعتماد عالم تھے اسی لیے تو وہ ہر بات کی وضاحت ان سے پوچھ رہے تھے۔

نمبر2: قاضی شمس الدین (مذکورہ روایت کا راوی) نے بھی مولانا بگوی صاحب پراعتماد کیا ہے بلکہ مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی لاہوری نے احوال دبیر کتاب میں ان پر مکمل اعتماد کیا ہے۔لہذا اس قابل اعتماد مسلم بین الفریقین کے فیصلے پر ہی اعتماد کرنا ہو گا اور ان کا فیصلہ ماقبل گزر چکا ہے۔

عبارت نمبر3: مولوی منظور بڑی متانت سے پختہ بات کرتے۔

اقول:: بات پختہ اور متانت سے کرنے کی نہیں بات ہے حق پر ہونے کی اور حق بیان کرنے کی ورنہ تو مولوی نعمت وہابی نے کتنی متانت سے قاضی شمس کا نام لئے بغیر اس کی بات حاجی مرید احمد چشتی کے کھاتے میں ڈال دی ہے، اور دیوبند واقعتا اس کے بڑے ماہر ہیں۔

عبارت نمبر4: مناظرہ ختم ہونے پر ہم تو واں بھچراں آگئے۔

اقول:: یہ قاضی شمس الدین کہہ رہا ہے کہ ہم واں بھچراں آگئے لیکن نعمت وہابی نے اپنی کتاب میں دور دور تک اس کا نام نہیں لیا تو اب پڑھنے والے قاری کو کیا پتہ چلے گا کہ واں بھچراں کون چلے گئے۔بظاہر ذھن حاجی مرید احمد صاحب کی طرف جاتا ہے جو کہ مناظرہ میں موجود ہی نہ تھے، یہی نعمت وہابی کی چال بازی ہے مقصد یہ تھا کہ دیوبندی کی بات اہل سنت کے عالم کے کھاتے میں ڈال دی جائے اور اپنی جھوٹی و مصنوعی فتح کا ڈرامہ رچایا جائے۔

عبارت نمبر5: مولانا منظور صاحب نعمانی کی متانت بیانی اپنا اثر کر گئی۔

**اقول::** اگر قاضی شمس دیوبندی کی بات کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب ہو گا کہ مولانا کرم الدین دبیر نے صرف متانی بیانی کو دیکھا باقی نہ انہوں نے فریقین کے دلائل دیکھے نہ حقیقت دیکھی بس صرف متانت بیانی دیکھ کر متاثر ہو کر دیوبندیت کو قبول کر لیا (استغفر اللہ) کیا کسی عاقل کی عقل میں یہ بات آسکتی ہے کہ محض کسی کی متانت سے کوئی شخص وہ بھی عام نہیں بلکہ جہاں دیدہ عالم و مناظر متاثر ہو کر اپنا سالہا سال والا عقیدہ ہی چھوڑ دے۔ یاد رہے! کہ قاضی شمس نے یہاں دلائل کی بات نہیں کی کہ منظور نعمانی کے وزنی دلائل دیکھ کر وہ بدل گئے تھے یا مناظرہ میں مولوی نعمانی کی جیت دیکھ کر وہ دیوبندی ہو گئے ۔صرف متانت کی بات کی ہے۔ محض کسی کی متانت دیکھ کر اتنی تبدیلی خلاف عقل نظر آتی ہے۔

**اہم نکتہ:** منظور نعمانی کی متانت اثر کر گئی۔ظاہر ہے یہ اثر دل ودماغ پر ہوا ہو گا کیونکہ ظاہری طور پر تو وہاں انہوں نے اپنے دیوبندی ہونے کا یا دیوبندیوں کے برحق ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا اور نہ ہی بعد میں ایسا کوئی اعلان کیا۔اب دل کا معاملہ ہے یا دماغ کا یہ دونوں پوشیدہ چیزیں ہیں دوسرے لفظوں میں غیب ہیں کسی کے دل ودماغ میں کیا ہے یہ اللہ جانتا ہے اور دیوبندیوں کے مطابق مَا فِی الْاَرْحَامِ کا علم ہو یا کسی کے دل میں کیا ہے یہ صرف اللہ جانتا ہے اور یہ خاصہ خدا ہے۔مگر ہمیں حیرانگی ہے قاضی شمس الدین نے مولانا دبیر

صاحب کے دل پر جو اثر ہوا تھا وہ کیسے معلوم کر لیا، مگر جب بات آتی ہے سرور عالم ﷺ کی تو پھر کہہ دیا کہ ان کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے (معاذاللہ) اور یہ یاد رہے کہ قاضی شمس الدین آنکھوں دیکھا حال بیان کر رہا ہے بعد میں جو کہانیاں گھڑی گئیں وہ بعد کی ہیں یعنی قاضی شمس نے اسی وقت اپنی نظر مولانا دبیر صاحب کے دل پر لگا کے دیکھ لیا کہ مولانا صاحب پر اثر ہو گیا ہے۔

(قارئین کرام! اصل کہانی اب یہاں آنے والی عبارت سے شروع ہوتی ہے جو کہ ساری جھوٹی کہانی کی بنیاد ہو گی از راقم)

**عبارت نمبر 6:** گھر پہنچ کر (مولانا دبیر صاحب نے) اپنے لڑکے قاضی مظہر حسین کو تفصیل مناظرہ سنائی۔

**اقول:** قاضی شمس صاحب تو واں بھچراں چلے گئے تھے انہیں کیسے پتہ چلا کہ اپنے بیٹے کو تفصیل مناظرہ سنائی دو ہی صورتیں ہیں یا تو واں بھچراں بیٹھے بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ دبیر صاحب اپنے بیٹے کو تفصیل مناظرہ سنا رہے ہیں یا پھر ابن دبیر کذاب نے جب یہ کہانی گھڑ کے اپنے والد مرحوم کی طرف منسوب کی اور کتابی شکل میں منظر عام پر آئی تو اس کو پڑھ کر قاضی شمس بیان کر رہا تھا پہلی صورت تو دیوبند کے نزدیک ممنوع ہے کیونکہ وہ غیر خدا کیلئے کسی طرح علم غیب ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اور دوسری صورت میں بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں قابل قبول نہیں لہذا تفصیل سنائی تھی یا نہیں سنائی تھی اس کا تعلق مذہب و مسلک

کی تبدیلی یا دیوبندیوں کی فتح سے دور کا بھی نہیں بنتا۔

**عبارت نمبر 7:** پھر اسی سال قاضی مظہر حسین کو خود دیوبند حضرت حسین احمد مدنی کے نام خط دیکر روانہ کر دیا۔

**اقول:** :مولانا دبیر صاحب نے اپنے بیٹے کو خود دارالعلوم دیوبند بھیجا یا نہیں اسی طرح خود خط لکھ کر دیا یا وہ خط جعلی تھا کسی اور کاری گر کے ہاتھ کی صفائی تھی۔اس سلسلہ میں پہلی بات یہ ہے کہ یہ جتنی بات قاضی شمس بیان کر رہا ہے یہ قاضی مظہر ابن دبیر صاحب سے نقل کر کے کر رہا ہے وہ ان چیزوں کا چشم دید گواہ نہیں ہے۔لہذا اس کی بات اس لیے بھی قابل قبول نہیں کہ وہ خود بھی دیوبندی جانبدار ہے اور قاضی مظہر تو وہ بدبخت انسان ہے جس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد ان کی کتاب آفتاب ہدایت میں وہ قطع وبرید کی کہ الامان والحفیظ اور یہ سارا کچھ اس کو دیوبندی ثابت کرنے کیلئے کیا گیا تو جو شخص اتنی حد تک ہاتھ کی صفائی دکھا سکتا ہے کیا وہ جعلی خط نہیں گھڑ سکتا ہے۔

## قاضی شمس کے دیوبندی ہونے کا ایک اور ثبوت:

قاضی شمس نے دیوبندی مولوی حسین احمد ٹانڈوی جو کہ ٹانڈہ کا رہنے والا تھا اور مدینہ کا رہنے والا نہیں تھا اور دیوبندی اس کو شیخ العرب والعجم کا لقب دیتے ہیں یہی وہ ٹانڈوی صاحب ہیں جن کے بارے میں علامہ اقبال شاعر مشرق نے کہا تھا۔

| | |
|---|---|
| عجم ہنوز نداانند رموز دیں ورنہ | زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست |
| سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است | چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است |
| بمصطفی برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست | اگر بہ او نر سیدی تمام بو لہبی است |

ترجمہ: عجمی لوگ ابھی تک دین کے اسرار و رموز سے بے خبر ہیں ورنہ دیوبند سے حسین احمد یہ کتنا عجیب شخص ہے، منبر رسول پر یہ تقریریں کرتا پھرتا ہے کہ ملت وطن سے بنتی ہے یہ محمد عربی ﷺ کے مرتبہ ومقام سے کتنا بے خبر ہے، اپنے آپ کو مصطفیٰ کریم ﷺ کے در تک پہنچادے، کہ دین تو سارا کا سارا آپ ہی کی ذات پاک ہے۔ اگر تو نے اپنے آپ کو حضور تک نہ پہنچایا تو تیرا دین ابولہب والا ہوگا، مختصر یہ کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک حسین احمد ٹانڈوی کا کوئی احترام نہیں ہے کیونکہ یہ اپنے اکابر کی کفریہ عبارات کی تائید میں چار قدم ان سے آگے ہے۔

لیکن قاضی شمس نے بڑے ادب واحترام سے اس کا نام لیا ہے،

اگر قاضی سنی حنفی بریلوی ہوتا تو اتنے ادب سے کبھی بھی اس کا نام نہ لیتا، کیونکہ جو آقا کا نہیں وہ ہمارا نہیں ہے۔

## قاضی شمس کے دیوبندی ہونے کی ایک اور دلیل:

قارئین کرام! ہم نے دعوی کیا تھا کہ مولوی قاضی شمس دین مانسہروی دیوبندی ہے اس کے مکتوب کے آخری حصہ کو دیکھ لیں تو اس کی دیوبندیت واضح ہوجاتی ہے۔ وصایا قمریہ جو حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کی وصیتوں کا مجموعہ

ہے اس کے اندر خواجہ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ولا تصغی الی ہفوات الصغیر المقلدین ولا الی الوھابیۃ النجدیۃ الدیوبندیۃ

ترجمہ: اور تو غیر مقلد لوگوں کی لغویات کی پرواہ نہ کر اور وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ کی طرف مت دیکھ (انتہی)

اب یہ بات تو خود خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قلم و ہاتھ سے لکھی تھی لیکن چونکہ دیوبندیوں کے خلاف تھی خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نسلوں اور پیر بھائی مریدین کو وصیت فرمائی تھی کہ غیر مقلدین وہابیوں سے بچ کے رہنا ان کی طرف دیکھنا ہی نہیں اور توجہ ہی نہیں کرنی۔

قاضی شمس صاحب نے اس بات کا بھی غصہ کر لیا کیونکہ یہ بات دیوبندیوں کے خلاف تھی۔ اگر قاضی شمس سنی ہوتا تو اس بات کا غصہ ہرگز نہ کرتا الٹا خوش ہو جاتا کہ خواجہ صاحب نے بد مذہبوں سے بچنے کی کتنی پیاری وصیت فرمائی ہے۔ دیوبندیت کا دفاع کرتے ہوئے قاضی نے اس وقت وصیت کا ہی انکار کر دیا اس کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

تو آپ (حاجی مدیر احمد چشتی) نے جو عبارت وصایا قمریہ سے نقل کی ہے فقیر کا پختہ خیال ہے (واللہ اعلم) کہ یہ رسالہ ان کے وصال کے بعد کسی نے خود لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

اقول:: جب بات دیوبندیت کے خلاف آئی تو اس کا انکار کر دیا کیوں؟ اس لئے کہ دیوبندی جو تھا حالانکہ وصایا قمریہ خود خواجہ صاحب نے ہی لکھی تھی آخر میں آپ

کے دستخط مکمل نام کے ساتھ موجود ہیں اور بات بالکل واضح ہے کہ خواجہ صاحب جس طرح روافض اور مرزائیوں کے خلاف تھے اسی طرح دیگر فرق باطلہ کے بھی سخت خلاف تھے۔

## قاضی شمس نے ہماری مشکل آسان کر دی۔

قارئین کرام ہم نے ماقبل صفحات میں ایک دعویٰ کیا تھا کہ قاضی مظہر حسین کا بیان کہ مجھے میرے باپ نے دیوبند خود بھیجا اور حسین ٹانڈوی کے نام خط لکھا ہم کہتے ہیں جس طرح تمہارے خیال میں خواجہ صاحب کی وصایا ان کے بعد لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دی گئیں بالکل اسی طرح خود خط لکھ کر فرضی کہانی بنا کے مولانا دبیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دی گئیں تا کہ ان کو دیوبندی ثابت کیا جاسکے۔ دونوں جگہوں پر قانون ایک جیسا ہونا چاہئے۔

قارئین کرام ہماری پیش کردہ گزارشات سے کئی مسائل حل ہو گئے ہیں ایک بار پھر ماقبل صفحات پر نظر کرم کریں تو اور واضح ہو جائے گا۔

یاد رکھیں حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندیوں سے مکمل طور پر نفرت کرتے تھے لیکن اس کے باوجود کچھ دیوبندیوں نے قاسم نانوتوی وغیرہ کی سندیں آپ کے پاس بھیج دیں تا کہ یہ ہمارے شاگرد بن جائیں اور کسی طریقے سے ان کو دیوبندیت کے جال میں پھنسالیں جیسے انہوں نے ابن دبیر کو پھنسایا تھا لیکن میرے حضور پیر سیال لجپال نے اس حوالے سے یہ فرمایا:

چند دیوبندی مولویوں نے میرے پاس بھی سندیں لکھ کر بھیجیں جو اب تک میرے ہاں موجود ہیں حالانکہ نہ میں نے کسی دیوبندی کے پاس جاکر پڑھا نہ ہی دیوبند سے کوئی سند خود منگوائی اگرچہ بریلوی سنی صحیح العقیدہ حضرات مجھ پر اعتراض کریں گے۔ لیکن یقین جانیں نہ ہی دیوبندیوں کی سندوں سے مجھے فخر ہے نہ ان کا میں محتاج ہوں وہ تو خود بخود ان لوگوں نے میرے پاس بھیج دی ہیں۔[96]

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں نے اپنا مسلک پھیلانے کے لئے کتنے جتن کئے ہیں۔ اور ہمارے بعض اکابر کی اولادوں کو بہکانے میں کامیاب بھی ہوئے ہیں اللہ تعالی علماء اہل سنت اور عوام اہل سنت کو اپنے حفظ و امان میں رکھے امین

## مناظرہ بہاولپور

قارئین کرام بہاولپور میں ایک ایسا شاندار مناظرہ ہوا تھا جس کو تاریخ مناظرہ بہاولپور کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ہم اس کی تفصیل کی طرف ابھی آئیں گے یہ مناظرہ امام اہل سنت حضرت مولانا علامہ غلام دستگیر قصوری گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1315ء بمطابق 1897ء) اور امام علماء دیوبند مولوی خلیل احمد سہارن پوری (المتوفی 1346ء بمطابق 1928) کے درمیان ہوا تھا اور اس میں دیوبندی عالم اور اس کے حواریوں کو ایسی ذلت امیز شکست کا سامنا کرنا پڑا کہ منہ دیکھانے کے قابل ہی نہ رہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

---

96 انوار قمریہ صفحہ 80 طبع 2002ء

مگر مولوی نعمت وہابی نے اس کا بھی انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ بہاولپور میں مناظرہ ہوا ہی نہیں لو جی نہ رہے بانس نہ بجے بانسری خود اس کے اپنے لفظوں پہ گیدڑ بھبکیاں ملاحظہ ہوں پھر ہم تفصیل میں جائیں گے۔

نعمت وہابی نے تحریر کیا: یہ بات دجل و فریب پر مبنی ہے کہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری کو شکست ہوئی تھی آج تک کوئی ماں کا لال پیدا ہی نہیں ہوا جو علماء دیوبند کو شکست دے سکے۔

اقول

| اتنی نہ بڑھا پاکی دامن کی حکایت | دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ |
|---|---|

قارئین ہم آگے چل کر بیان کریں گے کہ دیوبندی مائی کے لال کہاں کہاں رسوا ہوئے یہ تو دنیا کی رسوائی ہے آخرت میں پتہ نہیں کیا کیا ہوگا۔

| جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں | دربدریوں ہی خوار پھرتے ہیں |
|---|---|

## فی الحال مناظرہ بہاولپور پر بات کرتے ہیں

یہ مناظرہ تین شوال المکرم یعنی عید الفطر سے تیسرے دن 1306 سن ہجری بمطابق 1899 عیسوی کو سرزمین بہاولپور میں بڑی دھوم دھام سے نواب صادق محمد خان والی ریاست بہاولپور کی زیر نگرانی ہوا۔

اور اس کا موضوع مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی کتاب براھین قاطعہ کی چند متنازعہ عبارات تھیں۔ اہل سنت کے عظیم عالم دین مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ

اللہ علیہ اور خلیل احمد انبیٹھوی جو کہ بذات خود مناظر تھا اور اسی کی عبارات تھیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ نواب صادق کے ہاں مدرس تھا اس مناظرے میں دیوبند کا شیخ الہند محمود الحسن بھی موجود تھا مناظرہ مکمل ہوا اللہ تعالیٰ نے مسلک حق اہل سنت و جماعت کو فتح عطا فرمائی نواب صادق نے خلیل انبیٹھوی کو فارغ کر دیا کہ یہ تو واقعی گستاخ ہیں۔ پھر مولوی صاحب:

پہنچی وہیں پہ خاک کہ جہاں کا خمیر تھا

اسی مناظرے کی روئداد حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری نے بنام **تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل** مرتب کی اس میں مناظرے کی تمام تفصیلات موجود ہیں بلکہ اس پر اس وقت کے ان علماء کرام کی تصدیقات و تقریظات موجود ہیں جن کی امامت و علم پر دیوبند بھی ناز کرتے ہیں۔

ہم آگے چل کے کچھ بیان کریں گے مگر پہلے یہ ملاحظہ فرمالیں کہ مولانا قصوری صاحب کا مرتبہ مقام کیا ہے ملاحظہ ہو:

ڈاکٹر محمد بہاء الدین لکھتے ہیں:

1896 میں مرزا صاحب کے دیئے گئے چیلنج کو جن بزرگوں نے قبول کیا ان میں سے ایک مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کارکنان تاریخ ختم نبوت میں بہت اہم مقام کے حامل ہیں انہوں نے اپنے دور کے بریلوی مشائخ کو تحریک کی

صفوں میں شامل کرنے کے لئے بہت محنت کی ہے اس سلسلے میں انہوں نے دور دراز کے سفر کئے اور مرزا صاحب کے عقائد و نظریات سے لوگوں کو آگاہ کیا۔[97]

قارئین جس عالم دین پر حرمین شریفین کے **جبال العلم** اور **سلاطین علم** علماء نے اعتماد کیا ہو کیا وہ کوئی عام ہستی ہو گی؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ اہل سنت کا شیر مرد وہ بہادر تھا اور علم کا سمندر تھا جس کے سامنے ابنائے دیوبند کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور آج تک تقدیس الوکیل کا جواب نہ دے سکے۔ ہاں اب ذریۃ دیوبند کو خیال آیا کہ تقدیس الوکیل کا جواب ہونا چاہئے تو پھر انہوں نے ایک حقیقت کو جھٹلانے کے لئے برائے نام اس کا جواب لکھنے کی نامراد کوشش کی لیکن ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کا جواب بھی ایسے ہی ہو گا جیسے نجم الرحمن کا ہے جو بندہ ہماری کتاب کا مطالعہ کرے گا تو دیوبند کی گھڑی ہوئی ساری جھوٹی کہانی عیاں ہو جائے گی۔ امام العرب والعجم شیخ الہند حضرت علامہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1891ء یہ وہ عظیم ہستی ہیں جن کے علوم پر علمائے دیوبند بھی ناز کرتے ہیں اور ان سے علمی استفادہ ان کے اکابر نے کیا تھا۔مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے ان کو شیخ الہند کے لقب سے اپنی کتاب الشہاب ثاقب میں یاد کیا ہے۔ یہ وہ عظیم ہستی ہیں جن کو پایہ حرمین اور قاضی القضاۃ کا لقب حکومت حرمین کی طرف سے ملا تھا۔یہ ایک غیر جانبدار عالم تھے

---

97 تحریک ختم نبوت حصہ دوم صفحہ نمبر 21 مکتبہ قدسیہ لاہور

جن کے بارے میں طرفداری کا سوچا بھی نہیں جا سکتا اور مولانا کیرانوی کو کسی طور پر علماء بریلویہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

حضرت مولانا کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مناظرہ بہاولپور کی روئداد تقدیس الوکیل پر بڑی تفصیل سے تقریظ لکھ کر واضح کر دیا کہ اکابر دیوبند کی اصلیت یہ ہے اور یہ لوگ گمراہی میں کتنی حد تک ڈوب چکے ہیں, آپ فرماتے ہیں :

بعد حمد و نعت کے کہتا ہے (راجی رحمت ربه المنان رحمت الله بن خلیل الرحمن غفرلهم الحنان) کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا جو میرے نزدیک اچھی نہ تھیں اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہو گا اور مولوی عبدالسمیع صاحب جو ان کو میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے تحریرا منع کرتا تھا اور مکہ معظمہ میں آنے کے بعد تقریرا بہت تاکید سے منع کرتا تھا کہ آپس میں مختلف نہ ہوں اور علماء مدرسہ دیوبند کو اپنا بڑا سمجھو پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا اور میرا اعتبار نہ کرنا کس طرح ممتد رہتا کہ حضرات علماء مدرسہ دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی ہے تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا مگر گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر و تحریر دیکھنے سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے۔[98] یہ تقریر صفحہ 415 سے لے کر صفحہ 419 تک موجود ہے اور اس میں انہوں

98 تقدیس الوکیل صفحہ ایک 415 مطبوعہ لاہور

نے کھل کر حق کا ساتھ دیا اور تقدیس الوکیل کو برحق قرار دیا اور اس کے مدمقابل و مخالف نظریہ کو باطل قرار دیا۔ باقی رہا وہابی ملا کا یہ کہنا کہ آج تک کوئی مائی کا لال پیدا ہی نہیں ہوا جو علماء دیوبند کو شکست دے سکے۔

**الجواب** یہ بات اپنا دل بھلانے کی حد تک تو شاید ٹھیک ہو مگر تاریخی حقائق اس کے برعکس نظر آتے ہیں یہ صرف مولوی صاحب کی جولانیاں ہیں۔ کیا علماء دیوبند کو بھول گیا جب 27 اگست 1979 عیسوی میں بنگلہ نول والا ضلع جھنگ میں پوری کی پوری دیوبندیت کو مولانا اشرف سیالوی صاحب نے پورے چھ گھنٹے رگڑ رگڑ کے فتح مبین حاصل کی اور متفق علیہ منصفین نے لکھ کر دیا تھا بریلوی جیت گئے اور دیوبندی ہار گئے آج تک پرانی عید گاہ جھنگ شہر کے اندر فتح مبین کانفرنس ہر سال ہو رہی ہے ,ضرب سیالوی کو قیامت تک جھنگ کی عوام نہیں بھلائے گی۔ یہ واقع ہی فیصلہ کن مناظرہ تھا جس میں منصفین نے فتح سیالوی بریلوی کے نام لکھ کر دے دی۔ اسی طرح مناظرہ سلانوالی میں اختتام کے بعد ہمارے اہل سنت کے یہی وہ علماء تھے جو عظیم الشان جلسہ منعقد کر کے فتح کے شادیانے بجا رہے تھے اور وہ خود دیوبندیوں کی مسجد میں۔ کیا مناظرے کے اختتام کے بعد دیوبندیوں نے بھی فتح کا جلسہ کیا تھا؟ مناظرہ بہاولپور، مناظرہ دہلی ،مناظرہ واں بھچراں میں یقیناً اہل سنت کو فتح نصیب ہوئی جیسا کہ ان کی روئداد اس چیز کی گواہ ہیں۔ لہذا

| اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت | دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ |
|---|---|

قارئین سے التماس ہے تقدیس الوکیل کا مطالعہ فرمائیں دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو

جائے گا۔

## غیر مقلدین مسلمان ہیں یا نہیں؟

قارئین کرام تمام غیر مقلدین مسلمان ہیں یا نہیں اور اسی طرح تمام دیوبندی کافر ہیں یا نہیں اس حوالے سے نعمت وہابی نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 98 پر تحریر کیا کہ مفتی غلام محمود لکھتے ہیں وہابی دو قسم کے ہوتے ہیں،

(01) مسلمان وہابی　　　　(02) منافق وہابی

اول وہ ہیں جو دلوں زبانوں سے کہتے ہیں کہ ہم غیر مقلد ہیں۔

پھر وہابی صاحب نے اس پر تبصرہ بیان کیا کہ اس عبارت سے ثابت ہوا مفتی غلام محمود پپلانوی غیر مقلدین کو مسلمان سمجھتا تھا جبکہ مولوی احمد رضا خان بریلوی غیر مقلدین کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

غیر مقلدین سب بے دین پکے شیاطین پورے ملاحین ہیں۔ الی آخرہ لہذا مفتی غلام محمود پپلانوی احمد رضا کا باغی ہے

الجواب: اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی اور دیگر علماء اہل سنت پر وہابی یا دیوبندی مقلد و غیر مقلد کو محض اتنا کہہ دینے سے کہ ہم غیر مقلد ہیں یعنی کسی امام کی تقلید نہیں کرتے تو علماء اس کی تکفیر نہیں کرتے زیادہ سے زیادہ اس کو ضال و مضل کہہ دیتے ہیں مگر اس کو کافر نہیں قرار دیتے اور قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مراد بھی یہی ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی اور دیگر علماء نے جن مقلدین و غیر مقلدین کو کافر قرار دیا تو اس کی وجہ ان کے کفریات تھے ۔

جیسا کہ فتاوی رضویہ کی پندرہویں جلد میں اکابر وہابیہ کا کفریہ عقیدہ کہ **معاذ اللہ** اللہ تعالی جھوٹ بول سکتا ہے۔ اس پر وہابیہ کے رسائل وکتب موجود ہیں۔ اب یہ عقیدہ یقینا کفریہ ہے۔ اعلی حضرت تاجدار بریلی نے اس موضوع پر کئی رسائل لکھ کر دلائل پیش کئے ہیں۔

لہذا کفریہ عقائد و نظریات والے سب کے نزدیک کافر ہیں لیکن جن کی گمراہیاں حد کفر تک نہیں پہنچیں وہ کافر نہیں ہیں جیسا کہ صاحب بہار شریعت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے بہارِ شریعت کے حصہ عقائد میں اس بات کو تفصیلا بیان فرمایا ہے۔ حضور غزالی زماں پیر سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کرے گا (یعنی کفر پر ڈٹ جائے گا) تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے۔ خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی لیگی ہو یا کانگریسی نیچری ہو یا پادوی اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اھل حق کا شیوہ نہیں۔

(طاہر القادری اور مفتی عبد الغفور ہزاروی وغیرہ کے خلاف ہمارے علماء کے فتوے اس کے گواہ ہیں) اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک لیگی نے کلمہ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہوگئی۔ یا ایک ندوی نے ایک التزام کفر کیا تو **معاذ اللہ** سارے ندوی مرتد ہو گئے۔

ہم تو بعض دیوبندیوں کی عبارات کفریہ کی بنا پر ہر ساکن دیوبند کو بھی کافر نہیں

کہتے چہ جائیکہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں۔ ہم اور ہمارے اکابر (اعلیٰ حضرت تاجدارِ بریلی وغیرہ) نے بارہا اعلان کیا کہ ہم کسی دیوبند یا لکھنو والے کو کافر نہیں کہتے ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنھوں نے **معاذ اللہ** اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ و محبوبان ایزدی کی شان میں صریح گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے انہوں نے اپنی شدید گستاخیوں سے توبہ نہیں کی۔

نیز وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخیاں کرنے والوں کو مؤمن اہل حق اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں اور بس ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے اگر ان کو ٹٹولا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں۔ ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے نہ بریلی کا نہ لیگی نہ ندوی ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔[99]

قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کسی وضاحت اور تبصرہ کی محتاج نہیں ہے۔ بس اتنا واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت اور دیگر علماء اہل سنت کن کو کافر اور کس بنا پر کافر کہتے ہیں۔ اور پپلانوی صاحب نے کفریات وہابیہ کے حوالے سے تو بات ہی نہیں کی صرف اس لحاظ سے بات کی کہ کچھ لوگ دل وزبان دونوں سے کہتے ہیں غیر مقلد ہیں۔ ظاہر ہے محض اتنی بات کرنا کوئی کفر نہیں ہے۔

اور دوسرے دیوبندی وہابی یہ ہمیشہ منافقت سے کام لینے والے وہابی ہیں کہ زبان

---

[99] رسالہ الحق المبین صفحہ نمبر 273 مشمولہ مقالات کاظمی جلد نمبر دو مطبوعہ ملتان

پر کچھ ہوتا ہے اور دل میں کچھ اور بلکہ ان کے ایک مولوی کا فتوی اور ہوگا دوسرے کا اور مولوی رشید گنگوہی نے وہابیوں کی تعریف کے پل باندھ دیئے اور حسین احمد ٹانڈوی وغیرہ نے ان کو ظالم وباغی قرار دیا ان ظالموں نے سیاست سے لے کر دینیات تک ہر معاملے میں دل اور زبان کو متحد نہ ہونے دیا۔

اگر یقین نہ آئے تو **المنهد** پڑھ کے دیکھ لیں فتاوی دارالعلوم دیوبند پڑھ کے دیکھ لیں سینکڑوں ایسے مسائل ملیں گے کہ ان کو جائز قرار دیا گیا۔ مگر اس کے باوجود علمائے دیوبند کی اکثریت ان کو شرک وبدعت قرار دیتی ہے۔

## علم غیب کا منکر کافر ہے یا نہیں؟

قارئین کرام ہمارے اکابر علماء اہل سنت میں سے بعض علماء نے علم غیب نبوی کا مطلقاً انکار کرنے والے کی تکفیر کی ہے اس پر دلائل بھی پیش کئے ہیں اور تحقیقی بات یہ ہے کہ علماء دیوبند جو انصاف پسند ہیں وہ علم غیب نبوی کا مطلقاً انکار نہیں کرتے ہیں جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ مگر جو مطلقاً انکار کرے تو صرف علماء اہل سنت بریلوی نہیں بلکہ علماء دیوبند نے بھی اس پر فتوے لگائے ہیں اس کی تفصیل عنقریب آجائے گی سردست ہم مختصر اور جامع فتوی جو فتاوی شامی رد المحتار میں موجود ہے اور اس میں کفر اور عدم کفر والی دونوں صورتیں بیان کر دی گئیں۔ ایک صورت صراحۃً اور دوسری اشارۃً رد المحتار میں صاحب ہدایہ کی **مختارات النوازل** سے نقل کیا گیا ہے **لو ادعی الغیب بنفسه یکفر**

ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ مجھے ذاتی طور پر علم غیب حاصل ہے یعنی مجھے کسی نے عطا نہیں کیا تو اس کی تکفیر کی جائے گی اس کا یہ قول کفر ہو گا۔

مذکورہ عبارت پر غور کرنے سے مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ ذاتی علم غیب کا دعوی کفر ہے لیکن عطائی علم غیب کا دعوی کفر نہیں ہے۔

لہذا اول صورت میں کفر کا فتوی ہو گا اور ثانی صورت میں نہیں ہو گا اور یہی مطلب ہے ان علماء کی عبارات کا جن میں سے بعض میں تکفیر مذکور ہے اور بعض میں تکفیر نہیں ہے۔ صاحب نجم الرحمن مولانا مفتی غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پہلی صورت کے مطابق تکفیر نہیں کی یعنی منکر علم غیب پر کفر کا فتوی نہیں لگایا اگر وہ مطلقاً علم غیب کا انکار کرنے والے شخص پر فتوی لگانے سے اپنے آپ کو بچاتے تو پھر واں بچھرواں میں مناظرہ کرنے کی پھر اس کی روئداد بصورت نجم الرحمن مرتب کرنے کی اور دلائل کے انبار لگانے کی کیا ضرورت تھی؟

جب منکرین علم غیب نبوی ان کے نزدیک دودھ کے دھلے ہوئے تھے تو پھر اتنے بڑے مناظرے اور محنت شاقہ کی کیا ضرورت تھی؟ لہذا ماننا پڑے گا کہ ان کا فتوی و قول صرف خاص صورت تک محدود ہے۔

اور جن علماء نے تکفیر کی ہے اس کی بھی خاص صورت ہے۔ وہ مطلق ہر منکر کے بارے میں نہیں ہے۔ اس کی بہت ساری تفصیلات اپنے مقام پر آئیں گی۔

**فائدہ:** مفتی غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے زمانے میں آستانہ عالیہ باہو سلطان

اور آستانہ عالیہ سواگ شریف سے فتوی طلب کرنا اور پھر اس سے اتفاق کرنا اس کا رد نہ کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مفتی پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو صورتیں ہیں ایک صورت میں تکفیر ہے دوسری صورت میں تکفیر نہیں۔

## اعلی حضرت تاجدار بریلی کا فتوی

(علم غیب )ذاتی تو صرف ذات باری تعالی سے ہی مخصوص ہے کسی غیر اللہ کا اس علم میں حصہ نہیں ہے اور جہاں میں ایسا علم کسی کے لئے ثابت نہیں کیا جا سکتا جو شخص کسی کے لئے ایک ذرہ سے کمتر بھی ذاتی علم ثابت کرے گا وہ یقینا مشرک ہو جائے گا اور تباہ و برباد ہو گا۔[100]

قارئین اعلی حضرت تاجدارِ بریلی اس بندے کو کافر و مشرک قرار دے رہے ہیں جو کسی بندے کے لئے ایک خاص علم کا ایک ذرہ بھی ثابت کرے لیکن دوسری طرف انہوں نے اسی کتاب میں فرمایا ہے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے اور آفتاب عالم تاب کی طرح روشن ہے کہ جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کے علوم غیبیہ جو آپ کو اللہ تعالی نے عطا فرمائے تھے سے انکار کرتا ہے وہ خارج از ایمان ہے ہمارے ملک میں وہابیہ تو اس حد تک گستاخ ہو گئے ہیں کہ وہ بر ملا کہتے پھرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو اپنے خاتمے کا حال بھی معلوم نہ تھا نہ آپ کو اپنی امت کے خاتمے کا علم تھا۔[101]

---

100 الدولۃ المکیہ اردو صفحہ 50 مطبوعہ لاہور

101 الدولۃ المکیہ صفحہ 57 میں طبع لاہور

کس صورت میں تکفیر ہے کس صورت میں نہیں ہے مذکورہ عبارات میں واضح ہو چکا ہے۔

## مفتی پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ اور افراط تفریط

صاحب نجم الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اوپر بغاوت کا اعتراض جو پیدا ہونا تھا اس کا جواب انہوں نے شروع میں ہی دے دیا تھا۔ افراط کا مطلب ہے حد سے آگے بڑھ جانا اور تفریط کا مطلب ہے حد سے بالکل پیچھے رہ جانا کچھ لوگوں نے جتنی حد تک علم غیب ثابت تھا اس کا بھی انکار کر کے قائلین پر کفر کا فتوی صادر کر دیا تھا انہوں نے افراط سے کام لیا۔ کچھ وہ لوگ تھے کہ انہوں نے حضور کے لئے جو ثابت نہیں تھا وہ ثابت مان کر مثلا اللہ کا علم اور حضور کا علم برابر مان کر یا ذاتی مان کر غلط راستہ اپنایا یقینا وہ غلط تھے اور پھر انہوں نے یہ عقیدہ نہ رکھنے والے پر فتوی کفر لگایا یہ فتوی بھی غلط تھا۔ مفتی صاحب ان دونوں تکفیری فتووں سے بری الذمہ رہے لیکن افراط و تفریط سے ہٹ کر جو صورتحال ہے اس پر آپ قائم و دائم تھے اسی پر مناظرہ ہوا اسی پر دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں۔ لہذا نعمت وہابی صاحب کا یہ کہنا کہ مفتی غلام محمود پپلانوی علماء بریلوی اور احمد رضا خان کا باغی ہے۔ یہ بات قطعا غلط ہے۔ ہم اعلی حضرت کے فتاوی جات ذکر کر چکے ہیں ملاحظہ کر لیں۔

فائدہ: چلتے چلتے ہم علماء دیوبند کے سب سے بڑے گرو مولوی رشید احمد گنگوہی کا

فتوی دربارہ علم غیب بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ تاکہ پتہ چلے کہ اصل میں وہ کون سا علم غیب ہے جو شرک و کفر ہے۔

قارئین فتوی بڑی غور سے پڑھیں سوال وجواب دونوں ہم ذکر کرتے ہیں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ جواب سوال کے مطابق ہے یا نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ دیوبند کے شیخ المشائخ کا مبلغ علم بھی واضح ہو جائے ملاحظہ ہو:

**سوال 1۔** حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص علم غیب کا قائل ہو وہ کافر ہے حضرت جی آج کل تو بہت آدمی نماز پڑھتے ہیں وظائف بکثرت پڑھتے ہیں مگر رسول اللہ کا میلاد میں حاضر رہنا و حضرت علی کا ہر جگہ موجود ہونا دور کی آواز کا سننا مثل مولوی احمد رضا خان بریلوی کے جنہوں نے رسالہ علم غیب لکھا ہے کہ جو نمازی اور عالم بھی ہیں کیا ایسے شخص کافر ہیں؟ ایسوں کے پیچھے نماز پڑھنی اور محبت دوستی رکھنی کیسی ہے؟

**الجواب:** جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالی کے برابر کسی دوسرے کو علم میں جانے وہ بے شک کافر ہے اس کی امامت اس سے میل جول محبت و مودت سب حرام ہیں **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**
بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ[102]

قارئین محترم ایک اصول کی بات ہے کہ سوال وجواب میں مطابقت ضروری ہوتی

---

[102] فتاوی رشیدیہ صفحہ 14 تا 15

ہے۔ ورنہ سوال گندم جواب چنا والا حساب ہو جاتا ہے۔ لیکن آپ مذکورہ سوال بھی دوبارہ پڑھیں اور جواب بھی پھر فیصلہ کریں کہ دونوں میں مطابقت ہے یا نہیں۔ سائل نے واضح طور پر سوال میں کہا تھا مولوی احمد رضا خان نے رسالہ علم غیب بھی لکھا ہے غالبا اس سے مراد الدولۃ المکیہ ہی ہے ہم ما قبل اسی کتاب کے حوالے سے اعلی حضرت تاجدار بریلی کا نظریہ علم غیب تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔ کہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہی نظریہ ہے کہ علم غیب الہی اور علم غیب نبوی برابر ہیں یا ان میں کوئی تناسب ہے یا صرف سائل کو ہی دیکھ لیں اس نے برابری کے لحاظ سے سوال کیا تھا یا مطلقاً علم غیب کے لحاظ سے سوال کیا تھا مگر مولوی رشید صاحب نے جواب میں خاص طور پر برابری کا ذکر کر کے یہی واضح کر دیا کہ برابری ماننا کفر ہے۔ جبکہ ہم اہل سنت و جماعت احناف بریلوی برابری تو بہت دور کی بات ہے ہم علم الہی کو لامتناہی سمندر مانتے ہیں اور صرف سمجھنے کی حد تک اس کے مقابلے میں حضور کا علم قطرے کی طرح مانتے ہیں۔ تو برابری کہاں ہوئی ؟ دونوں طرف لامتناہی سمندر ہوں تو پھر برابری ہو گی ایک طرف ذاتی دوسری طرف عطائی برابری کیسے ہو گئی ؟

الدولۃ المکیہ آپ کے سامنے ہے فتاوی رشیدیہ بھی آپ کے سامنے ہے کیا جس کو کفر کہا جا رہا ہے اس کے ہم قائل ہیں ہر گز نہیں ہر گز نہیں ہاں غور کرنے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اگر برابری کا دعوی نہ ہو اور اعتقاد نہ ہو تو یہ کفر نہیں کیونکہ اگر ہر صورت کفریہ ہی تھی تو پھر برابری والی قید نہ لگائی جاتی بلکہ

کہا جاتا کہ جس طرح بھی علم غیب کا نظریہ ہو ہر صورت کفریہ ہے۔

لیکن مولوی رشید صاحب نے کفر والی صورت کو باقاعدہ طور پر برابری والی قید سے مقید کیا ہے دوبارہ ملاحظہ فرمالیں برابری والا نظریہ کوئی زبردستی ہم اہلسنت کے کھاتے میں ڈالے تو یہ سراسر زیادتی ہو گی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلوا علی الحبیب

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

# الباب الثانی

## جواب الجواب کے بیان میں

## الفصل الاول جواب المقدمہ

قارئین کرام حضرت مفتی پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب یقیناً لاجواب تھی اور ہے اور رہے گی اس کا اصولی جواب قیامت تک نہ ہو گا۔

ہاں احمق لوگ سورج کی طرف تھوکنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ تھوک خود ان کے منہ پر آ گرتا ہے۔یہی صورتحال نعمت وہابی صاحب کی بھی ہوئی ہے ہم گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھانے سے پہلے ایک تمہید بیان کرتے ہیں تاکہ آنے والی آیات مبارکہ و احادیث کا سمجھنا آسان ہو جائے۔

## تمہید

قرآن کریم میں دو قسم کی آیات بینات ہیں اور ایسے ہی کتب حدیث میں دو قسم کی احادیث ہیں۔ بعض غیر خدا سے علم غیب کی نفی کرتی ہیں اور بعض اثبات پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان میں کوئی ٹکراؤ و تعارض نہیں دونوں کا مفہوم جدا جدا ہے لہذا نفی اور علم غیب کی ہے اور اثبات اور علم غیب کا ہے بلکہ قرآن میں ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی آیت مبارکہ میں نفی و اثبات جمع ہو گئے لیکن چونکہ دونوں کے محمل جدا جدا تھے تو کوئی تعارض نہ ہوا

لہذا ہماری اس بیان کردہ تمہید میں وہابیوں کی پیش کردہ ان تمام آیات و احادیث کا جواب ہو گیا جو وہ علم غیب کی نفی میں پیش کرتے ہیں۔ہم کہتے ہیں ان آیات میں علم غیب ذاتی کی نفی ہے اور جن میں اثبات ہے تو ان میں علم غیب عطائی کا اثبات

ہے۔ہم وہابیوں کی طرح نہیں کہ کہیں **نؤمن ببعض و نکفر ببعض** بلکہ دونوں قسم والی آیات پر ہمارا مکمل ایمان ہے۔

## آیات مبارکہ کا تجزیہ

قارئین کرام آیات مبارکہ کے تجزیہ سے پہلے یہ بات یاد رکھ لیں علماء دیوبند کے حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں : یہاں اس میں کلام ہی نہیں کہ حضور کے علوم غیبیہ جزئیہ کمالات نبوت میں داخل ہیں اس کا کون انکار کر سکتا ہے ؟[103]

اور مولوی نعمت وہابی نے بھی تسلیم کیا اللہ تعالی نے انبیاء کرام اور بالخصوص حضور اقدس ﷺ کو غیب کی بھی بہت ساری باتیں بتائی ہیں۔[104]

اور آگے جا کر صفحہ 304 اور صفحہ 305 پر تو زیادہ ہی جوش میں آگیا اس وقت علم غیب کی نفی والی آیات و احادیث یاد ہی نہ رہیں۔بہت ساری چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد کہ ان تمام چیزوں کا حضور کو علم ہے حالانکہ یہ ساری چیزیں غیبی ہیں تو بالآخر کہنے لگا:

جنت و دوزخ کی نعمتیں (قارئین یہ وہابی صاحب کے الفاظ ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ دوزخ میں کون سی نعمتیں ہوں گی ازراقم سیالوی) اور خطرناک مصائب وغیرہ

---

103 تغییر العنوان

104 کتاب الشمس صفحہ 117

وغیرہ (یعنی جو بیان ہوئے ان کے علاوہ بھی بہت ساری چیزیں جو غیبی ہیں) اتنے علوم اور انباء غیب اللہ تعالی کی طرف سے آپ کو مرحمت ہوئے ہیں۔ کہ جن کی پوری حقیقت یا صرف دینے والا مالک جانے یا لینے والا محبوب۔ اور دیگر بعض صفات مختصہ کی طرح آنحضرت کی ذات گرامی ان اخبار غیب اور انباء غیب میں بھی ممتاز ہے۔ مخلوق میں کوئی آپ کا اس میں مماثل نہیں ہے۔

اس مقام پر یہ بتلانا ہے کہ علم غیب عالم غیب عالم ماکان و مایکون اور علم بذات صدور کا مفہوم الگ اور جدا ہے اور اخبار غیب اور انباء غیب پر مطلع ہونا جدا مفہوم ہے۔ دوسری بات کا (آنحضرت کے لئے) منکر ملحد اور زندیق ہے۔ اور پہلی بات کا مثبت مشرک اور کافر ہے، اور ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔[105]

اور صفحہ 333 پر بیان کر دیا بعض اخبار کا علم اہل سنت والجماعت احناف علماء دیوبند بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اختلاف اخبار میں نہیں بلکہ جمیع علم غیب میں ہے۔[106]

## خلاصہ

(01) علماء دیوبند کی عبارات کا خلاصہ صرف یہ سامنے آتا ہے کہ حضور کو علوم غیبیہ جزئیہ تو حاصل ہیں اور یہ کمالات نبوت میں داخل ہیں تھانوی صاحب کا بیان پھر پڑھ لیں۔

---

105 کتاب شمس صفحہ 305

106 کتاب الشمس صفحہ 333

(02) اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو خاص طور پر حضور نبی کریم ﷺ کو غیب کی بہت ساری باتیں بتائی ہیں۔

(03) حضور کو جو علوم اور انباء غیب حاصل ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرحمت ہوئے ان کی پوری حقیقت کا جاننا انسانوں کے بس کی بات ہی نہیں یہ صرف اللہ جانتا ہے یا اس کا محبوب نبی ﷺ۔

(04) اخبار غیب اور انباء غیب جتنے حضور کو حاصل تھے تو اس میں حضور کا کوئی مماثل نہیں۔

(05) حضور کے لئے اخبار غیب اور انباء غیب جو شخص نہ مانے وہ ملحد و زندیق یعنی بے دین ہے اس کا دین و ایمان نہیں ہے۔

**اقول:** اولاً: تھانوی صاحب نے واضح لفظوں میں تسلیم کر لیا کہ حضور کو علوم غیبیہ حاصل ہیں مگر کلیہ نہیں جزئیہ حاصل ہیں اور اس کا تو کوئی منکر ہی نہیں ہے۔ لہذا اب پہلے تو ابنائے تھانوی اپنے گھر میں بیٹھ کے فیصلہ کر لیں بابا جی تو حضور کے لئے باقاعدہ علوم غیبیہ مان رہے ہیں چلو جزئیہ ہی صحیح لیکن ہمارا سارا زور بیان صرف اور صرف اسی پر ہے۔ کہ حضور کے لئے علم غیب کا مثبت (ثابت کرنے والا) کافر و مشرک ہے، جیسا کہ مولوی نعمت وہابی کے دوسرے حوالے سے گزر چکا ہے۔

ثانیاً: جب اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہت ساری غیب کی باتیں بتائی ہیں تو سوال ہے

کہ ان بہت ساری باتوں کا حضور کو علم حاصل ہوا ہے یا نہیں؟

یقینا جواب ہاں میں ہو گا اور اسی طرح حضور کو اخبار غیب (غیب کی خبریں دینا )اور انباء غیب حاصل تھا تو سوال یہ ہے کہ کیا حضور کو ان غیبی چیزوں کا جن کی حضور خبر دیتے تھے تو ان کا علم حاصل تھا یا نہیں؟ علم کے بغیر خبریں دینا ممکن ہی نہیں لہذا یہاں بھی پہلی صورت متعین ہو گئی کہ آپ کو پہلے ان غیبی چیزوں کا علم حاصل ہوا پھر آپ نے ان کی خبر دے دی اگرچہ ہم واضح لفظوں میں یہ کہتے ہیں کہ ان غیبی چیزوں کا علم حضور کو اللہ تعالی نے عطا فرمایا تھا، اسی عطائی علم کے ساتھ حضور غیبی خبریں دیتے تھے۔

فلہذا ماننا پڑے گا کہ حضور کو علوم غیب حاصل ہوں پھر اخبار غیب یا انباء غیب یا اطلاع غیب حاصل ہو۔ ورنہ یہ چیزیں ممکن ہی نہ ہوں گی۔

ثالثاً: اخبار غیب انباء غیب اطلاع الغیب مخلوق کے لحاظ سے فرع ہیں، اور ان کی اصل پہلے علم کا حاصل ہونا ہے۔ دنیا کائنات کا کوئی چھوٹا سا مسئلہ بھی علم کے بغیر صحیح طرح نہیں بتایا جا سکتا پہلے صحیح طرح اس مسئلے کا علم ہو گا پھر صحیح طرح وہ مسئلہ بندہ بتائے گا۔ لیکن یہ وہابیوں کی عجیب منطق ہے کہ حضور نے بہت ساری غیبی چیزوں کی خبریں تو دی ہیں مگر حضور کو ان کا علم نہ تھا۔

لہذا جب اخبار غیب انباء غیب فرع ہیں اور ان کی اصل علم ہے تو جب تک اصل نہ ہو گی تو فرع کا حصول کیسے ممکن ہو گا؟

رابعاً: اذا ثبت الشئی ثبت بجمیع لوازمه یعنی جب کوئی چیز ثابت

ہوتی ہے اس کو ثابت مانا جاتا ہے تو اس کے جمیع لوازم بھی ثابت ہو جاتے ہیں۔ یعنی ان کو ثابت ماننا پڑتا ہے یہ ایک مسلمہ اصول ہے۔ جس سے کسی کو انکار نہیں۔

جب اخبار غیب۔ انباء غیب کو ثابت مان لیا اور یہاں تک کہہ دیا جو اس کو نہ مانے وہ زندیق و ملحد ہے تو جو اس کا لازم ہے یعنی غیب کا علم حاصل ہونا کہ جس کے بغیر انباء غیب ممکن ہی نہ ہو گا اس کو دبے لفظوں میں تسلیم کر لیا گیا.

## آمدم بر سر مطلب

مولوی نعمت وہابی نے اپنی کتاب کے صفحہ 102 پر پہلے ایک خود ساختہ دعوی کیا کہ علم غیب کا مفہوم یہ کہ کائنات کا ذرہ بھی اس کے علم نگاہ سے اوجھل نہ ہو اور یہ صرف اللہ تعالی ہی کی صفت ہے اس میں کوئی فرد کسی حیثیت سے اس کا شریک نہیں۔ اور پھر اس دعوے کے اثبات کے لئے آیت مبارکہ پیش کی:

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

**اقول:** اولاً: پہلے نمبر پر تو یہ دعوی ہی خود ساختہ ہے کیونکہ اس میں کہا گیا کہ کوئی فرد کسی حیثیت سے یعنی نہ تو ذاتی طور پر اور نہ ہی اللہ تعالی کی عطا سے کسی طرح بھی کسی کو یہ شان حاصل نہیں جبکہ یہ دلائل کی روشنی میں غلط ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔

ثانیاً: آیت مبارکہ میں تو مطلقاً غیر اللہ سے غیب کی نفی کی گئی ہے لیکن آپ علم غیب کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ ذرہ بھی علم و نگاہ سے اوجھل نہ ہو ظاہر ہے اس

کا مطلب ہوا کہ ہر ذرہ ذرہ کا علم تو صرف اللہ کو حاصل ہے مگر بعض ذرات تو غیر خدا کو بھی حاصل ہیں۔

آپ کا دعوی اگر یوں ہوتا کہ غیب کا علم مطلقاً اللہ تعالی کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں تو پھر تو یہ آیت آپ کے دعوے کے مطابق ہوتی لیکن آپ جو ذرہ ذرہ والا چکر چلا رہے ہیں اس کے مطابق آپ کا دعوی خاص ہے جبکہ دلیل عام ہے۔

ثالثاً: یہ آیت مبارکہ آپ کے سابقہ دعاوی اور تھانوی صاحب کے دعوی کے بر خلاف ہے کیونکہ تھانوی صاحب نے علوم غیبیہ جزئیہ تو مانے ہیں اور بلکہ حقیقت حال یہی ہے کہ تمام علماء دیوبند علوم غیببیہ جزئیہ حضور کے لئے ثابت مانتے ہیں اختلاف اور جھگڑا کلی اور جزئی کا ہے۔تو یہ آیت مبارکہ آپ کے لئے بالکل مفید نہ ہوئی یہ آیت بظاہر اگر ہمارے مسلک اہل سنت بریلوی کے خلاف ہے تو مسلک دیوبند کے بھی بالکل خلاف ہے تو یہ ان کی دلیل کیسے ہو سکتی ہے؟

اب ہم علماء دیوبند سے مختصر اتنی گزارش کریں گے کہ جناب اپنے مسلک کو صحیح کرو کیونکہ تمہارا مسلک آیات کے بر خلاف ہے۔اگر تم یہاں تاویل کروگے تو کیا ہمیں تاویل کا حق حاصل نہیں ہے؟

## ہماری تاویل

ہم مذکورہ آیت کریمہ میں اور اس مفہوم کی دیگر آیات میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہاں علم غیب ذاتی ، علم بالاستقلال، علم محیط ، علم غیر متناہی جو کہ خاصہ

خداوندی ہے وہ مراد ہے اور میرے امام تاجدار بریلی نے فرمایا کہ علم غیب ذاتی ذرہ برابر بھی غیر اللہ کے لئے ماننا کفر وشرک ہے۔[107]

اگر مذکورہ تاویل نہ کریں تو آیات قرآنیہ میں تعارض و تناقض ہو گا اطلاع الغیب اور انباء غیب والی آیات اور غیب پر بخیل نہ ہونے والی آیت میں بلکہ ایک ہی آیت کے ماقبل آدھا حصہ اور مابعد آدھا حصہ میں تعارض ہو گا۔

مثلا فرمان باری تعالی ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا o

آیت مبارکہ کے اتنے حصے سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی ہی غیب کا علم رکھنے والا ہے اور غیب کسی پر ظاہر ہی نہیں فرماتا مگر ساتھ ہی آگے اپنے برگزیدہ رسولوں کا استثنی کر کے ان کو اس حکم سے علیحدہ کر لیا کہ یہ حکم میرے برگزیدہ رسولوں کو شامل نہیں فرمایا:

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ [108]

حرف الا استثنایہ ہے اور درس نظامی پڑھنے والے ابتدائی طالب علم بھی جانتے ہیں کہ مستثنی کو مستثنی منہ کے حکم سے نکال لیا جاتا ہے۔

اور عوامی زبان میں یہ مطلب ہو گا کہ الا سے پہلے جو حکم ہو گا وہ الا کے مابعد پر نہیں لگے گا۔

---

107 الدولۃ المکیہ صفحہ

108 الجن آیت نمبر 26، 27

خواہ ما قبل حکم نفی کی صورت میں ہو یا اثبات کی صورت میں مثلا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔۔۔۔ جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا آیت مبارکہ کا پہلا حصہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالی غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا اور دوسرا حصہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ظاہر فرماتا ہے اس کی مزید آگے وضاحت آئے گی۔

تو قارئین کرام آیات قرآنیہ میں سے بعض میں آیا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا اور دیگر آیات میں ہے جانتے ہیں خواہ اظہار علی الغیب مراد لیں یا اطلاع الغیب یا انباء غیب ان تمام صورتوں کا ثبوت قرآن میں موجود ہم ما قبل بیان کر چکے ہیں کہ یہ ساری چیزیں فرع ہیں اور ان کی اصل علم غیب کا حصول ہے۔اب غور کریں کہ بظاہر آیات قرآنیہ میں تعارض پیدا ہوگا حالانکہ کلام باری تعالی اس سے پاک ہے۔ بلکہ حقانیت قرآن کی دلیل ہی یہ بیان کی گئی وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا اگر قرآن اللہ کے غیر کی طرف سے بنایا ہوا ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے یعنی بعض باتیں بعض کے ساتھ ٹکرا جاتیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

سوال ہو سکتا ہے کہ ہماری بیان کردہ تاویل جس میں ہم نے کہا تھا کہ آیات نفی میں یہ مراد ہے کہ مستقل طور پر کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا یہ صرف خاصہ خداوندی ہے وہ اس میں مستقل ہے اس کے علاوہ کوئی علم غیب میں مستقل نہیں ۔تو ہمارے مخالفین سوال کریں کے یہ تاویل کون سے مفسر نے کی ہے یا تم نے اپنی طرف سے گھڑ لی ہے؟

الجواب: تو اس کے جواب میں ہم دنیائے تفاسیر میں ایک بہت بڑا مستند و معتبر نام تفسیر نیشاپوری جو کہ اہل علم کی نظر میں نہایت معتبر ہے تو اس تفسیر میں امام نیشاپوری تحریر فرماتے ہیں:

لَآ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ فیکون فیه دلالة علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمه الا الله

اور جامع الفصولین میں مذکورہ سوال کی طرح سوال قائم کیا گیا پھر اس کا جواب یوں دیا گیا ملاحظہ ہو:

یجاب بانه یمکن التوفیق بان المنفی هو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام اوالمنفی هی المجزوم به لا المظنون

ترجمہ: سوال مذکور کا یوں جواب دیا جا سکتا ہے کہ دونوں قسم کی آیات کو ایک دوسرے کے مطابق قرار دینا ممکن ہے وہ اس طرح کہ جس علم غیب کی نفی کی گئی وہ علم غیب مستقل طور پر ہے نہ کہ وہ علم غیب جو اللہ تعالی کے اعلام کے ساتھ ہو( لہذا نفی اور علم غیب کی ہے اور اثبات اور علم غیب کا)( دوسرا جواب) منفی سے مراد وہ علم غیب ہے جس کا جزم و یقین کیا جائے۔ یہ صرف خاصہ خداوندی ہے۔ اور علم غیب ظنی غیر اللہ کو بھی ہو سکتا ہے دیگر آیات میں وہ مراد ہے۔

لہذا ہمارے مسلک اہل سنت و جماعت بریلوی کے مطابق تعارض و اختلاف پیدا ہی نہ ہوا کیونکہ وہ تب پیدا ہوتا جب دونوں قسم کی آیات میں ایک ہی چیز کی نفی و اثبات ہوتا جبکہ ایسا نہیں۔ لیکن وہابیہ کے نزدیک تعارض قائم ہو گیا حالانکہ قرآن کریم اس سے پاک ہے۔ اب یہ فیصلہ ہمارے اہل علم قارئین کریں گے

قرآن پر کن لوگوں کا ایمان مضبوط اور کون سے لوگ اہل ہوا ہیں جو نفسانی خواہش میں پڑ کے اپنے باطل نظریات کا پرچار کرتے ہیں۔

## ہماری تاویل و دعوی پر مزید ایک دلیل:

تفسیر جمل شرح جلالین میں امام سلیمان الجمل رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام خازن نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر تفسیر خازن میں فرمایا:

**المعنی لَآ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ الا ان یطلعنی اللہ تعالیٰ**[109]

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے جو فرمایا کہ میں غیب نہیں جانتا تو اس کا مطلب ہے کہ میں اللہ تعالی کی اطلاع و عطا کے بغیر نہیں جانتا مطلب بالکل واضح ہے کہ اپنے طور پر کچھ بھی نہیں جانتا ہاں اللہ تعالی کی اطلاع و عطا سے علم غیب جانتا ہوں۔

فائدہ: قارئین کرام حضرت استاذ الاساتذہ مولانا مفتی غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مبارکہ:

قُلۡ لَّا یَعۡلَمُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ الۡغَیۡبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ

اور دوسری آیت مبارکہ:

وَ عِنۡدَہٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ

کا اپنی کتاب نجم الرحمن میں بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔ اول کا صفحہ نمبر 199 پر

109 تفسیر جمل علی الجلالین زیر آیت لا اعلم الغیب

اور ثانی کا صفحہ نمبر 191 پر موجود ہے۔ تو جن چیزوں کا جواب ہمارے بزرگ دے چکے ہیں اور وہ بھی معتبر حوالہ جات سے تو ان کو دوبارہ زیر بحث لانا درست نہیں ہے۔ نعمت وہابی نے صرف اپنے نمبر بڑھانے کے لئے اور دکانداری چمکانے کے لئے یہاں پر ان کو بطور دلائل ذکر کیا ہے تو اس کی بدبختی ہے۔ حالانکہ اسے چاہئے تھا کہ کوئی نئ دلیل پیش کرتا جس کا پہلے جواب تفصیلا نہ دیا گیا ہو۔

ہم آگے چل کر مخالفین کی پیش کردہ ادلہ کا جواب نجم الرحمن کی روشنی میں قارئین کی ذوق طبع کے لئے دوبارہ ذکر کریں گے۔

حضور کسی چیز کے مالک ہیں یا نہیں اور آپ کو خاص طور پر پانچ چیزوں کا علم ہے یا نہیں ان پر تفصیلا گفتگو ہو گی۔ بلکہ حضرت استاذالاساتذہ صاحب نجم الرحمن نے تفصیلا جوابات دے دیئے ہیں۔ حضرت ابن عباس اور حضرت سیدہ طیبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کا جواب تفصیلا دیا گیا ہے۔

نجم الرحمن میں بھی موجود ہے۔ اور الدولۃ المکیہ میں بھی موجود ہے۔ لیکن وہابیوں کی ڈھٹائی ہے کہ بار بار انہی باتوں کو دہراتے ہیں یہ صرف عوام میں اپنا بھرم قائم رکھنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔

## اہل سنت وجماعت بریلوی کا عقیدہ خود تسلیم کر لیا

قارئین کرام یہ ایک بڑی دلچسپ بات ہے۔ ہمارا عقیدہ بالکل صاف و شفاف ہے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ ذاتی طور پر کسی چیز کے مالک و مختار نہیں ہیں۔

ہاں اللہ تعالی کی عطا سے ہر چیز کے مالک ہیں۔اور آیات نفی و اثبات کا خلاصہ بھی یہی ہے۔

لیکن اس کے بر خلاف وہابیہ دیابنہ کا عقیدہ ہے کہ ذات باری تعالی کے علاوہ کوئی کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہے جیسا کہ ان کے گرو دھلوی اول نے کہا ہے:

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں ہے۔

ظاہر ہے ذاتی طور پر تو ہم اہل سنت بھی نہیں مانتے رہ گیا مسئلہ اللہ تعالی کی عطا کا تو وہابیہ اور ہمارا اسی میں اختلاف ہے لیکن نعمت وہابی صاحب نے شاید بھول کر یا عدم توجہ سے ہمارا عقیدہ اپنا عقیدہ بنا کے پیش کر دیا اور اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 105 پر عنوان قائم کیا۔

اللہ کے سوا کوئی آئندہ کی بات اپنے اختیار سے نہیں جان سکتا صفحہ 105

یہی تو ہمارا عقیدہ ہے اپنے اختیار سے تو کوئی نہیں جان سکتا مگر اللہ کے عطا کردہ اختیارات سے جان سکتا ہے۔

پھر آگے اسی صفحہ پر جو آیت مبارکہ پیش کی اس کے ترجمہ و تفسیر سے ہمارا یہ عقیدہ واضح ہوتا ہے۔کتاب شمس پر جو لکھا وہ لفظ بہ لفظ حاضر ہے مثلاً آیت کریمہ میں ہے:

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ

(ترجمہ و تفسیر وہابی کے قلم سے) اور وہ سب اس کے معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہی چاہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم محیط اور کامل ہے مخلوقات میں سے کسی کا بھی علم کامل اور محیط نہیں اللہ تعالیٰ جس کو جس قدر علم دینا چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔[110]

قارئین آپ نے وہابی صاحب کا بیان ملاحظہ فرمالیا ہے۔

اب ہم اپنی کتب سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے لیکن یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ پھر وہابیہ کا ہم سے جھگڑا کیوں ہے؟

امام اہل سنت تاجدار بریلی تحریر فرماتے ہیں:

یہ حقیقت ہے کہ کسی مخلوق کا علم جمیع معلومات الٰہیہ پر محیط نہیں ہو سکتا۔[111]

اور امام اہل سنت پیر سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

یاد رکھیئے جب آپ ہمارے کلام میں حضور ﷺ کے علم اقدس کے متعلق لفظ کل دیکھیں تو اس سے کل غیر متناہی نہ سمجھئے بلکہ کل مخلوقات (جو متناہی ہے) اور اس کے علاوہ معرفت ذات وصفات کا علم کہ وہ بالفعل متناہی ہے ہماری مراد ہو گا۔ ورنہ علم الٰہی کی بنسبت ہم حضور ﷺ کے علم کو کل نہیں کہتے کیونکہ علم الٰہی محیط الکل اور غیر متناہی ہے۔[112]

اہل سنت کا عقیدہ کتنا واضح ہے جس کو وہابی صاحب بھی بیان کرنے پر مجبور ہو گئے اور اس کو اپنا عقیدہ بنا کر پیش کیا ہے یہ ان کا عقیدہ نہیں ہے۔

---

110 کتاب شمس صفحہ 105

111 الدولۃ المکیہ صفحہ نمبر 57

112 مقالات کاظمی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 138 تا 139 مطبوعہ ملتان

وہابی صاحب کا آخری جملہ نہایت قابل غور ہے اور وہابی کے ابتدائی دعوی کے بھی خلاف ہے۔ مثلاً آخری جملہ ہے:

اللہ تعالیٰ جس کو جس قدر علم دینا چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔ صفحہ نمبر 105

ظاہر ہے علم سے مراد علم غیب ہے مطلق علم کے بارے میں تو اختلاف ہی نہیں ہے۔ اور وہابی صاحب نے صفحہ نمبر 106 پر لکھا:

غیب اگر جانتا ہے تو صرف اللہ تعالی جانتا ہے علم غیب خاصہ خدا ہے۔

قارئین جب علم غیب خاصہ خدا ہے تو کیا اللہ تعالی اپنا خاصہ کسی کو دے سکتا ہے؟ اس کا جواب وہابی صاحب کے ذمہ ہے۔

## ہمارا ایک اور عقیدہ بیان کر دیا

ملاحظہ ہو صفحہ نمبر 105: خدا کا علم ساری مخلوق کو محیط ہے اور کسی کا علم اللہ رب العزت کی ذات کا یا اس کی معلومات کا احاطہ نہیں کر سکتا سب کا علم محدود ہے۔ اور اتنا ہے جتنا اللہ رب العزت نے کسی کو دیا ہے۔

**اقول:** یوں لگتا ہے وہابی صاحب نے ہمارے علماء کی کتابوں سے دیکھ کر یہ باتیں لکھی ہیں۔ بالکل ہمارا یہی عقیدہ ہے جو اوپر وہابی صاحب نے بیان کیا ہے۔

اس میں دو باتیں قابل غور ہیں۔

(01) اللہ تعالی کا علم ساری مخلوق کو محیط ہے۔ جبکہ اور کسی کا علم محیط نہیں ہے۔

(02)اللہ کا علم غیر محدود ہے یعنی اس کی کوئی حد بندی کوئی انتہا نہیں ہے جبکہ مخلوق کا علم محدود متناہی ہے۔

پہلی بات پر حوالے گزر چکے ہیں عنقریب دیکھ لیں۔ اور دوسری بات پر ملاحظہ ہو

الدولة المکیه

## میرے امام تاجدار بریلی فرماتے ہیں:

چنانچہ مخلوق کا علم خواہ کتنا ہی وسیع اور کثیر ہو یہاں تک کہ عرش سے فرش تک اول سے آخر تک اور اس کے کروڑوں درجوں پر بھی ہو تب بھی محدود ہو گا۔( اس محدود کی بہت ساری تفصیل تفسیر رازی کے اندر آیت مبارکہ وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ کی تفسیر میں بھی ہے) کیونکہ عرش و فرش دو سمتیں ہیں دو کنارے ہیں روز اول سے روز آخر تک بھی دو حدیں ہیں۔ ایک چیز دو چیزوں میں گھر جائے تو وہ متناہی ہو گی غیر متناہی تو نہ ہو گی۔

البتہ حد کے بغیر کسی چیز کا ہونا غیر متناہی ہو سکتا ہے بمعنی متناہی اللہ سبحانہ و تعالی کے علم میں محال (ناممکن) ہے اس واسطے کے اس کی صفتیں اور اس کا علم تو پیدا ہونے سے بالاتر ہے۔ ثابت ہوا کہ لا متناہی بالفعل ہونا اللہ تعالی کے علموں سے خاص ہے اور علم متناہی (محدود) اس کے بندوں کے علم سے خاص ہے۔[113]

اور آپ مزید فرماتے ہیں جمیع معلومات الٰہیہ پر کسی مخلوق کا محیط ہونا عقلا اور شرعا

---

113الدولة المکیه اردو صفحہ نمبر 53 مطبوعہ لاہور

دونوں طرح سے محال (ناممکن) ہے۔ اگر تمام اولین و آخرین کے تمام علوم جمع کر لئے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الٰہیہ کے مقابلے میں کوئی نسبت نہیں ہے۔[114]

اقول:: پہلے اقتباس سے اللہ تعالیٰ کے علم کا لامتناہی لامحدود ہونا ثابت ہوا اور مخلوق کے علوم جو اللہ تعالیٰ کے ہی عطا کردہ ہیں متناہی و محدود ہونا ثابت ہو گیا۔ اور دوسرے اقتباس سے علم الٰہی کا محیط الکل ہونا ثابت ہوا اور مخلوق کے علم کا غیر محیط ہونا ثابت ہو گیا۔

قارئین اب وہابی صاحب کے جملے بھی پڑھ لیں اور پھر ہمارے اکابر کے حوالے بھی آپ کے سامنے ہیں وہ بھی پڑھ لیں تو یقینا آپ اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ وہابی صاحب نے اپنے لفظوں میں ہمارے عقیدے کو بیان کر دیا ہے۔

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ

فائدہ: اس مقام پر وہابی صاحب نے جو دو آیات بیان کی ہیں ان تمام کا ایک جواب نہیں بلکہ جوابات نجم الرحمن میں دے دیئے گئے ہیں ہم مناسب مقام پر وضاحت کر دیں گے۔

## حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک

نعمت وہابی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 106 پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک پیش کیا اور اس سے یہ استدلال کیا کہ نبی ﷺ

114 الدولۃ المکیہ صفحہ نمبر 54 مطبوعہ لاہور

کو علم غیب نہیں ہے۔ یہ ساری بات اس کے اپنے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

## حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا مذہب :

اوتی نبیکم علم کل شئ سوی ھذہ الخمس[115]

وہابی کے لفظوں میں ترجمہ:

ان پانچ کے بغیر حضور اقدس ﷺ سب چیز کا علم دیئے گئے تھے۔

اب اس کا استدلال ملاحظہ ہو:

ان سب حضرات نے نبی ﷺ سے علم غیب کی نفی ثابت کی ہے۔

وہابی کتنا جاہل اور نکما ہے۔ حدیث موقوف کا صحیح ترجمہ کر کے بھی استدلال کتنا غلط کیا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کے فرمان سے تو الٹا ہمارا مذہب و مسلک ثابت ہوتا ہے کہ پانچ چیزوں کے علاوہ دنیا کائنات کا ہر علم غیب حضور کو عطا کر دیا گیا ہاں پانچ چیزیں جو کہ غیب ہیں ان کا علم عطا نہیں کیا گیا۔

ارے تمہارا دعوی تو یہ تھا کہ اللہ کے علاوہ کسی کو کسی بھی چیز کا علم غیب نہیں تو کیا تمہارا دعوی اس سے ثابت ہو رہا ہے؟ کتنا جاہل ہے کہتا ہے ان سب حضرات نے نبی ﷺ سے علم غیب کی نفی ثابت کی ہے۔

قارئین آپ غور کر لیں یہاں دعوی دلیل واستدلال میں کوئی مناسبت بنتی ہے۔

دعویٰ عام ہے دلیل خاص ہے۔

---

115 فتح الباری جلد نمبر صفحہ 115

## الفصل الثانی: کیا اسلاف نے مطلقاً علم غیب کی نفی کی ہے۔

قارئین کرام نعمت وہابی نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 104 سے لے کر 109 تک چند اسلاف کا ذکر کیا مثلاً:

**حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ۔حضرت قتادہ تابعی ،حضرت سفیان بن عیینہ ، حضرت امام شافعی، حضرت مجاہد، حضرت جنید بغدادی ،امام ابن جریر وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین** اور پھر ان کی طرف منسوب کر کے یہ دعوی کیا کہ ان سب مفسرین کرام اور محدثین عظام نے صراحۃً نبی ﷺ کے علم غیب کی نفی کی ہے۔

**الجواب** اس کا مختصر اور جامع جواب یہ ہے کہ ان تمام حضرات نے علم غیب ذاتی کی نفی حضور نبی کریم ﷺ سے کی ہے اور یہ صرف ان حضرات نے نہیں بلکہ تمام اسلاف بھی کرتے آئے ہیں اور ماضی قریب و عصر حاضر کے تمام علماء اہل سنت بھی کرتے ہیں۔ اعلی حضرت تاجدار بریلی نے بھی علم غیب کی نفی کی ہے مگر ذاتی کی اور دیگر علماء اہل سنت کا بھی یہی حال ہے۔

**اعتراض:** اب رہا وہابیوں کا یہ اعتراض کہ یہ علم غیب ذاتی کی نفی والی بات اہل سنت بریلوی علماء نے اپنی طرف سے گھڑلی ہے یہ کہیں بھی نہیں لکھا اگر اسلاف کی کتب میں یہ بات لکھی ہوئی ہے تو دیکھاؤ؟

**الجواب:** تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں بالکل ہم دیکھا سکتے ہیں صرف اختصار کے طور پر فی الحال دو حوالے ذکر کرتے ہیں۔اور یہ بھی یاد رہے کہ تفسیر نیشا پوری کا حوالہ ما قبل گزر چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔اسی تفسیر نیشاپوری میں آیت مبارکہ (وَ لَآ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ) کے تحت ہے:

ای لَا اَقُوۡلُ لَکُمۡ وَ ھٰذَا مَعَ اَنَّہٗ ﷺ قَالَ عَلِمۡتُ مَاکَانَ وَمَا یَکُوۡن (اور میں غیب نہیں جانتا) یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم (جب میں نے تمہارے سامنے یہ دعوی نہیں کیا تو تم غیبی چیزیں مجھ سے کیوں پوچھتے ہو؟) اس کے باوجود دیکھا جائے تو حضور تو خود فرماتے ہیں کہ جو ہو چکا ہے جو ہو گا میں جانتا ہوں۔

قارئین: اس میں امام المفسرین نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ نے نفی و اثبات کا صحیح مطلب واضح کر دیا۔

**فائدہ:** عمدۃ المحقیقین استاذالاساتذہ مولانا مفتی غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ اعتراض کے سات جوابات دیئے ہیں۔ اپنے مقام پر تفصیل آجائے گی فی الحال صرف ایک مزید حوالے پر اکتفاء کر کے بات آگے بڑھاتے ہیں۔امام المفسرین حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ:

انہ (ﷺ) لا یسقل فی ھذہ الدعاوی الثلث[116]

---

116 تفسیر کبیر زیر آیت قل لا قول لکم

بتصرف یسیر اور فقہ کی مشہور ترین کتاب جامع فصولین کا حوالہ ما قبل گزر چکا ہے۔
فلہذا نعمت وہابی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ ذاتی وعطائی وغیرہ والا فرق اہل بدعت کا گھڑا ہوا ہے یہ سراسر زیادتی ہے قرآن کریم کی درجنوں تفسیروں کا یہی خلاصہ ہے جو ہم نے بیان کیا۔تو کیا یہ تمام مفسرین و محدثین فقہاء کرام بدعتی ہیں **معاذ اللہ** ہاں ان کے ہاں ایسا ہی ہو گا کیونکہ ان کے نزدیک تو ان کا پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی **معاذ اللہ** بدعتی ہیں کیونکہ وہ میلاد کی محافل کرواتے تھے وہ یارسول اللہ کے نعرے لگاتے تھے۔اور ان ظالموں کے نزدیک یہ سب کچھ شرک وبدعت ہے۔

## ذاتی وعطائی کی تقسیم سے اتنی تکلیف کیوں؟

قارئین نعمت وہابی صاحب نے صفحہ نمبر 110 سے صفحہ 111 تک تقریبا سات اعتراض صرف اس تقسیم پر اٹھائے ہیں کہ اگر تم ذاتی وعطائی والی تقسیم کرتے ہو تو یہ اعتراضات وارد ہوں گے ان تمام اعتراضوں سے خلاصہ یہی اخذ ہوتا ہے کہ یہ تقسیم بیکار ہے اور اہل بدعت کی گھڑی ہوئی ہے۔**معاذ اللہ ثم معاذ اللہ**

**الجواب:** اولاً :اہل سنت وجماعت بریلوی کی یہ مصنوعی واختراعی تقسیم نہیں بلکہ یہ امام فخر الدین رازی، امام قاضی بیضاوی اوردار العلوم دیوبند کے صدر المدرسین کی ذکر کردہ ہے۔ عصر حاضر کے علماء اہل سنت یا اعلی حضرت تاجدار بریلی یا مولانا پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ کو مشک ستم بنانا یہ سراسر زیادتی ہے۔چلو ہمارے

بزرگوں کا نہ صحیح کچھ اپنے بزرگوں کا ہی شرم وحیاء کر لیا جاتا اور اس تقسیم کا انکار نہ کیا جاتا اگر یہ سات اعتراض کرنے تھے تو دارالعلوم دیوبند لکھ کر بھیج دیئے جاتے اور جواب نہ آنے کی صورت میں ان پر بدعتی ہونے کی تلوار چلا دی جاتی۔ مگر

**ولنعم ماقیل**

**بے حیاء باش ہر چہ خواہی کن**

دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرسین کا حوالہ ملاحظہ ہو:

ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے علم غیب کو اپنے اوپر منحصر کیا تو کیا کسی دوسرے کو علم ہے ہی نہیں۔ ہاں دوسروں کو بھی علم غیب ہے مگر بالتبع اور اللہ تعالیٰ کو بالذات ہے۔[117]

قارئین صدر المدرسین کے جملے ہاں دوسروں کو بھی علم غیب ہے مگر بالتبع اس کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں اہل سنت کو بدعتی کا طعنہ دینے والوں کے گھر سے کون سا عقیدہ ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

وہابیوں کی تو مت ماری گئی عقل ہی سلب ہو گئی ان کو تو اپنے گھر کی گواہی بھی سمجھ نہیں آئے گی مگر ہمارے قارئین جو عقل سے کام لینے والے ہیں ان کو ضرور سمجھ آ گئی ہو گی۔

117 التقریر الحاوی شرح تفسیر بیضاوی اردو شارح حضرت مولانا فخر الحسن صاحب صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

ثانیاً: اگر یہ تقسیم نہ کریں تو آیات نفی و اثبات میں تطبیق ممکن ہی نہ ہو گی ہماری اس بات کی تائید فخر المدرسین دیوبند کے قول سے بھی ہو رہی ہے ایک بار پھر پڑھیں۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ بعض آیات میں اللہ تعالیٰ نے علم غیب کو اپنے اوپر منحصر کیا ہے اور دوسروں سے اس کی نفی کی ہے۔ اور دیگر آیات میں دوسروں کے لئے اثبات ہے۔بات بالکل واضح ہے اپنے اوپر انحصار بالذات ہے اور دوسروں کے لئے اثبات بالتبع ہے۔

لہذا ہمارے نزدیک آیات میں تطبیق بالکل آسان ہو گئی کسی آیت کا بھی انکار لازم نہ آیا لیکن جو دو قسمیں نہیں جانتے مانتے وہ کیا جواب دیں گے۔

ثالثاً: اطلاع علی الغیب غیب پر اپنے رسولوں کو مطلع کر دینا اسی طرح اظہار الغیب انباءغیب یہ عطاء غیب نہیں ہے، تو پھر اور کیا ہے؟ یہ تو آپ بھی مان چکے ہیں۔

رابعاً: علوم غیبیہ جزئیہ تو آپ کے اکابر بھی تسلیم کرتے ہیں۔اور اختلاف اس میں ہے کہ ہم اہل سنت علم غیب کلی (بمعنی کل مخلوقات بمعنی کل غیر متناہی نہیں) مانتے ہیں، اور آپ علم غیب جزئی مانتے ہیں۔ جیسا کہ وہابی صاحب نے خود کئی مقامات پر لکھا ہے اور ہمارے علماء کے مناظرے بھی اسی موضوع پر ہوتے رہے اس لئے کہ اطلاع علی غیب اظہار علی الغیب وغیرہ کے تو نہ آپ منکر ہیں۔ اور نہ ہی ہم تو پھر جھگڑا کس بات کا تھا؟

تو بالکل صاف بات ہے یہی کلی کا جھگڑا تھا اب میں یہ کہتا ہوں کہ ذاتی وعطائی والی تقسیم تو آپ نے مسترد کر دی ہے۔تو آپ ہی بتائیں کہ جو بعض علوم غیبیہ آپ کے اکابر اور آپ خود مانتے ہیں کیاوہ ذاتی ہیں یا کوئی اور ہیں چونکہ ہمارے نزدیک تو بالکل واضح بات ہے کہ وہ عطائی ہیں اور علم غیب ذاتی ذرہ برابر بھی ہم غیر اللہ کے لئے نہیں مانتے اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ لیکن تم نے عطائی تو مانا نہیں اب بتائیں تم نے غیر اللہ کے لئے علم غیب ذاتی مانا یانہ مانا۔جبکہ الزام ہم پر لگاتے ہیں کہ تم دجل کرتے ہو ذاتی مانتے ہو۔

لہذا سب سے بڑے مشرک وکافر وہ لوگ ہوئے جنہوں نے بعض علوم غیبیہ بھی مانے اور پھر عطائی کا انکار بھی کر دیا

خامساً: وہابی صاحب نے اپنے اعتراضات میں یہ بھی بیان کیا تھا کہ مثلا حضور کا وجود مبارک آپ کی نبوت و رسالت قرآن کریم احادیث واحکام شریعت یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں تو ان کے بارے میں ذاتی کا فرق کیوں نہیں کیا جاسکتا؟

**الجواب:** ان تمام چیزوں کے لحاظ سے آیات و احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔لہذا یہاں دو قسمیں بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔اور یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔

## حیران کن بات

وہابی صاحب نے مذکورہ چیزوں کے بارے میں تو قسم ثانی یعنی عطائی کو تسلیم کر لیا

کہ یہ چیزیں عطائی ہیں۔ لیکن نامعلوم کہ علم غیب عطائی کیوں تسلیم نہیں کیا یہاں کیوں مروڑ اٹھتا ہے ؟

## ایک اور اعتراض

اگر ایک شخص یہ کہے کہ میں اللہ تعالی کو ذاتی طور پر الہ اور خالق کائنات تسلیم کرتا ہوں مگر آنحضرت ﷺ کو عطائی طور پر الہ اور خالق کائنات مانتا ہوں تو کیا وہ مسلمان رہے گا اور اگر رہے گا تو کس دلیل سے اور اگر وہ مسلمان نہیں تو فرمایئے کہ اس بیچارے نے خدا تعالی کا ذاتی خاصہ جناب نبی کریم ﷺ کے لئے تو تسلیم نہیں کیا پھر وہ کافر کیسے ہوا؟

**الجواب:** بظاہر بڑا مزین و منقش اعتراض ہے لیکن یہ معترض کے جاہل ترین ہونے کا قصیدہ بھی پڑرہاہے۔

اس عقل کے اندھے کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ علم غیب اللہ کی عطا سے غیر خدا کے لئے مانا جاسکتا ہے اور دیو بند کے اکابر نے علوم غیبیہ جزئیہ مانے ہیں۔ کچھ صفات ایسی ہیں جو رب تعالی کے ساتھ خاص ہیں جو کسی اور میں مانی ہی نہیں جا سکتیں لیکن کچھ وہ ہیں جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو بھی عطا فرمائی ہیں۔ یہی معاملہ الوہیت کا اور خالقیت کا ہے کہ یہ کبھی عطائی ہو ہی نہیں سکتی یعنی ایک خدا ذاتی ہو دوسرا عطائی ہو۔ الوھیت یعنی اللہ ہونا الہ ہونا معبود برحق ہونا یہ صفت عطائی ہو ہی نہیں سکتی جبکہ علم غیب کا یہ معاملہ نہیں ورنہ تو پھر یہی اعتراض اطلاع علی

الغیب انباۓ غیب پر بھی ہو گا کہ اس صورت میں بھی غیب کا علم حاصل ہو گیا۔ لہذا یہ انتہائی جاہلانہ اعتراض ہے۔

نیز اس بات پر ہی غور کر لیا جائے کہ علوم غیبیہ کے علاوہ جو علوم ہیں خواہ اسلامیہ ہوں یا غیر اسلامیہ دینی ہوں یا دنیاوی ہمارا ایمان ہے یہ سب عطائی ہیں اللہ تعالی کے عطا کردہ ہیں یہ تو خیر وہابیہ بھی مانتے ہوں گے تو جب مطلق علوم عطائیہ ماننے سے عطائی خدا کا ماننا لازم نہیں آتا تو پھر علوم غیبیہ ماننے سے کیوں لازم آگیا؟

## نعمت وہابی کا قاسم نانوتوی کو رگڑا

قارئین کرام بہت بہتر تو یہی تھا کہ درج ذیل اعتراض وہابی صاحب نہ کرتے کہ اس کی زد میں خود بانی دار العلوم دیوبند بھی رگڑے گئے۔ پہلے آپ ذرا اعتراض ملاحظہ فرمایئے پھر ہمارا جواب و تبصرہ ہو گا۔

(7) اگر ایک شخص کہتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کو تو مستقل اور تشریعی نبی مانتا ہوں مگر مرزا غلام احمد قادیانی (جو در حقیقت ثلاثون کذابوں دجالوں کی مد میں ہے) بالتبع اور غیر تشریعی نبی مانتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ اس کی نبوت آنحضرت کی نبوت کا فیض اور ظل ہے۔ کیا ایسا شخص مسلمان رہے گا یا نہیں؟ اس کا جواب فریق مخالف کو سوچ کر بتانا ہو گا کہ حق کا ساتھ دینا ہے یا صدائے باطل ہی بلند کرنی ہے۔[118]

---

[118] کتاب شمس صفحہ نمبر 111

**الجواب:** اولاً بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں لکھا:

ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمنداں نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں لفظ انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔[119]

عبارت کا مطلب بالکل واضح ہے اتصاف ذاتی کے الفاظ سے سب کچھ واضح ہے۔نا نوتوی صاحب کہتے ہیں حضور کے بعد بھی بالفرض اگر کوئی نبی آجائے تو چونکہ خاتم کا معنی آخری نبی نہیں ہے بلکہ بالذات نبی ہونا ہے علماء دیوبند نے تحذیر کے حاشیے میں لکھا کہ:

آپ حضور کو نبوت براہ راست بلاواسطہ اللہ تعالی سے حاصل ہے اور آپ کی نبوت ذاتی ہے اور باقی انبیاء کو نبوت آپ کے واسطے اور فیضان سے اللہ تعالی کی طرف سے ملی ہے لہذا دوسرے انبیاء کی نبوت عارضی ہے۔

اور بالفرض نبوت کا یہی مطلب ہے جو کہ تحذیر میں موجود ہے بانی دارالعلوم کی

---

119 تحذیر الناس صفحہ نمبر 23

عبارت ہے۔موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔
خلاصہ یہ قاسم نانوتوی نے خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں کیا۔
قارئین کرام اب آپ نعمت وہابی کے اعتراض اور قاسم نانوتوی کی عبارت کو ایک دوسرے کے مقابلے میں رکھیں واضح ہو جائے گا کہ مستقل اور تشریعی نبوت اور غیر مستقل غیر تشریعی نبوت کی ابتداءً کس نے تقسیم کی تھی؟
اور قادیانیوں کے لئے چور دروازہ کس نے کھولا تھا؟ کہ قومی اسمبلی کے فورم پر قادیانی تحذیر الناس کو بطور دلیل پیش کر رہے تھے۔

## ایک اٹل حقیقت

قارئین یہ تحذیر الناس وہ رسوائے زمانہ رسالہ جس کی طباعت پر پورے ہندوستان کے علماء نے احتجاج کیا اور اس کو مسترد کر دیا اور خود علماء دیوبند اگرچہ دبے لفظوں میں ہی صحیح اس کا رد کرتے آئے ہیں۔
حکیم الامت تھانوی صاحب کی زبانی ملاحظہ ہو:
جس وقت مولانا (محمد قاسم نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے، کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی۔[120]
عصر حاضر کے دیوبند اس رسالہ کی تعریف کر کے تھکتے ہی نہیں ہیں تا کہ کسی طرح ناخوب سے خوب تر ثابت کیا جائے مگر اب تو تحقیق کا زمانہ ہے اب شخصیت

---

120 الافادات الیومیہ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 296 مطبوعہ ملتان

پرستی نہیں چلے گی۔ ہم علماء دیوبند سے صرف اتنی گزارش کریں گے کہ جناب اگر تحذیر الناس سے تمہیں اتنا ہی پیار اور اپنے مولوی صاحب کی عزت اتنی ہی پیاری ہے تو اپنی کتابوں میں خاتم النبین کا وہی معنی کیا کریں جو تمہارے نانوتوی صاحب نے کیا ہے آخری نبی والا معنی کیوں کرتے ہو؟

**ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دیکھانے کے اور**

ثانیاً: جس طرح خالقیت عطائی نہیں ہو سکتی بلکہ اللہ تعالی کی ذاتی صفتیں ہیں نہ اس کی ذات میں کوئی شریک نہ اس کی صفات میں اسی طرح نبوت ورسالت اللہ تعالی کی عطا کردہ ہے یہ ذات ہی نہیں ہے یہ تمہارے مولوی کی اختراع ہے کہ نبوت ذاتی بھی ہوتی ہے اور عرضی بھی۔

خلاصہ: علماء اہل سنت کے نزدیک جو حضور کو مستقل اور تشریع نبی مانے اور دیگر انبیاء کرام کو غیر مستقل اور مجازی و عرضی نبی مانے وہ کافر ہے۔ بلکہ لا تفضیل فی نفس النبوۃ نفس نبوت میں کوئی تفضیل نہیں ہے۔ لہذا نعمت وہابی صاحب یہ اعتراض آپ پرستاران تحذیر الناس پر کریں اور پھر ان سے جواب طلب کریں۔

## وہابی کی سرعام جہالت

قارئین کرام ہمارے بزرگ عالم دین حضرت پیر محمد چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نے لکھا تھا کہ علام الغیب عالم الغیب والشہادہ یہ الفاظ غیر خدا کے لئے استعمال کرنا ممنوع فی الاسلام وناروا ہے۔[121]

نعمت وہابی صاحب مذکورہ حوالہ ذکر کر کے کہتے ہیں:

معلوم ہوا کہ عالم الغیب کے الفاظ کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ وہ بھی خدا کے ساتھ مختص چشتی صاحب کہہ رہے ہیں۔

**اقول:**: کتنا بڑا جاہل شخص ہے اور پیر صاحب پر کتنا بڑا بہتان باندھ رہا ہے انہوں نے کیا کہا اور یہ کیا کہہ رہا ہے صرف لفظوں پر ہی غور کر لیا جائے تو وہابی صاحب کی جہالت ظاہر ہو جائے گی عالم الغیب و الشہادۃ کہنا اور ہے اور یہ خاصہ خداوندی ہے اور صرف عالم الغیب کہنا اور ہے یہ خاصہ خداوندی نہیں ہے۔

## ایک اور جہالت

وہابی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 111 پر ہمارے بہت سارے علماء کے حوالہ جات پیش کئے کہ حضور کے لئے علم غیب ذاتی نہیں عطائی مانتے ہیں لیکن صفحہ نمبر 112 پر جا کر کہا کہ نہیں جی یہ حضور کے لئے علم غیب ذاتی مانتے ہیں پھر آگے اس دعوی کے ثبوت پر ایک دلیل بھی نہ دی۔ بس یہی راگ الاپنا رہا کہ بریلوی علماء اہل سنت حضور کو عالم الغیب کہتے ہیں تو یہ دلیل ہے کہ یہ لوگ

---

121 اصول تکفیر صفحہ نمبر 284 بتصرف

حضور کے لئے ذاتی علم غیب مانتے ہیں، کتنا جاہل ہے۔

1. کیا اللہ تعالیٰ کی عطاء سے حضور کو عالم الغیب نہیں مانا جا سکتا؟

2. کیا اس صورت میں ضروری ہے کہ ذاتی علم غیب ہی مانا جائے؟

ہاں بطور دلیل ہمارے کسی معتبر عالم کا یوں حوالہ پیش کیا جاتا کہ دیکھو یہ حضور کے لئے علم غیب ذاتی کا اثباب کر رہے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ حضور غیب جانتے ہیں اس کا منکر کوئی بھی نہیں ہاں بعض علماء نے صرف احتیاط کے پیش نظر کہ کسی کا ذہن علم غیب ذاتی۔ محیط۔ مطلق۔ غیر متناہی۔ ازلی۔ ابدی جو کہ صفات خداوندی ہیں اللہ کے ساتھ ہی خاص ہیں ان کی طرف نہ چلا جائے تو یہ لفظ عالم الغیب غیر خدا پر بولنے سے منع کر دیا ہے۔ ہمارے کسی معتبر عالم دین کی کسی کتاب میں یہ بات ہر گز نہیں ملتی کہ اس نے بطور عقیدہ علم غیب ذاتی حضور کے لئے ثابت کیا ہو۔

## وہابی صاحب کی بیان کردہ تمہید کا جواب:

| حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری | آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری |
|---|---|

## نبی کا معنی و مفہوم کیا ہے؟

مولوی وہابی صاحب نے بڑی دھوم دھام سے اپنی کتاب کے دو صفحے سیاہ کرتے ہوئے لکھا خلاصہ:

فریق مخالف (علماء اہل سنت بریلوی) کا عقیدہ ہے جس نبی و رسول کو نبوت و

رسالت کا منصب عطا ہو اوہ نبی ورسول مختار کل بھی ہوتا ہے اور علم غیب بھی جانتا ہے۔[122]

اور پھر یہی بات مذکورہ الفاظ میں صفحہ نمبر 117 پر بھی ذکر کی ہے۔

الجواب: وہابی صاحب نے حضور ﷺ کے دو کمالات کی نفی کی ہے۔

(01) مختار کل ہونے کی (02) علم غیب نبوی کی

الحمد للہ ہمارا دونوں چیزوں پر ایمان ہے۔ لیکن ہم یوں عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی کی عطا و فضل سے حضور مختار کل ہیں اور اس کی عطا سے غیب جانتے ہیں۔

## دعوی اول پر دلیل

فرمان باری تعالی ہے:

اَغۡنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ

اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو دولت مند کر دیا

اقول: جب وہ کسی چیز کے مالک مختار ہی نہیں تو غنی کیسے کر دیا؟

وَلَوۡ اَنَّهُمۡ رَضُوۡا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ۔

اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَاَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِ

اس عقیدے پر روشن آیات قرآنیہ ہیں حضرت ربیعہ صحابی سے حضور نے فرمایا تھا سئل جو مرضی مانگ لے مل جائے گا مانگنا تیرا کام ہے عطا کرنا ہمارا کام ہے۔ اور

122 کتاب الشمس صفحہ 116

مانگنے میں کوئی پابندی نہ لگائی کہ دنیا اور اس کی چیز مانگ یا آخرت کی اگر وہ مالک مختار نہیں تھے تو اتنا بڑا اختیار اپنے غلام کو کیوں دے رہے تھے؟ مزید تفصیل آئے گی۔

اب رہا علم غیب کا معاملہ تو میں یہی کہتا ہوں وہابیہ اتنے جاہل ہیں کہ ان کو نبی کا معنی و مفہوم بھی معلوم نہیں ورنہ وہ نبی کے لئے جو علم غیب ثابت ہے اس کا انکار نہ کرتے چلو اور کچھ بھی نہیں تو اردو والی المنجد ہی پڑھ لی جاتی تو نبی کا معنی واضح ہو جاتا۔ المنجد میں لکھا ہوا ہے کہ:

النبؤۃ۔ والنبوۃ۔ اللہ تعالی کے الہام سے غیب کی بات بتانا۔۔۔ پیشن گوئی کرنا خدا کی طرف سے پیغام بری۔ اور مزید لکھتے ہیں:

**النبی ۔ النبی** (یعنی اللہ کا نبی ہوتا ہی وہ ہے از راقم) جو **اللہ تعالیٰ** کے الہام سے غیب کی باتیں بتانے والا۔ آئندہ کی پیشن گوئی کرنے والا

المنجد اردو خزینہ علم وادب ترجمہ مولوی عبد الحفیظ بلیاوی دیوبندی۔ اور تکمیل و نظر ثانی مولوی عبد الصمد صارم الازھری فاضل دار العلوم دیوبند

**فائدہ:** اللہ تعالی کا الہام بھی اللہ کی عطاء ہے تو الہام سے غیبی خبریں دینا۔ آنے والے حالات کی پہلے ہی خبر دینا جس کو پیشگوئی بھی کہتے ہیں یہ نبی کا معنی بیان کیا جا رہا ہے اور اس کی تائید و ترجمہ کرنے والے بھی دیوبندی ہیں بریلوی نہیں ہیں مزید غور فرمائیں۔ مواہب الدنیہ شریف میں ہے:

النبوۃ ھی الاطلاع علی الغیب ۔ نبوۃ کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ غیب پر مطلع ہو کر غیب جان لینا اسی طرح زرقانی جلد اول میں ہے اور یہ بات امام غزالی سے منقول ہے:

و رابعھا ان لہ صفۃ یدرک بھا ما سیکون فی الغیب

نبی کی چوتھی صفت یہ ہے کہ اس کی ذات میں ایک ایسی صفت پیدا کر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ ان باتوں کا علم حاصل کر لیتا ہے جو غیب میں آئندہ پیش آنے والی ہیں۔ سبحان اللہ

قارئین ان تمام تصریحات آئمہ سے واضح ہو گیا کہ نبی ہوتا ہی وہ ہے جو غیب کی خبریں دیتا ہو اور کسی چیز کی خبر تب دی جائے گی جب پہلے اس کا علم ہو گا علم کے بغیر خبر دینا کیسے ممکن ہو گا؟ اگرچہ یہ علم غیب بذریعہ اطلاع ہو یا بذریعہ الہام وغیرہ

## عقیدہ صحابہ کرام علیھم الرضوان

مواہب الدنیہ شریف کے اندر رہی ہے:

وقد تشھر و نشر امرہ بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیب حتی ان کان بعضھم یقول لصاحبہ اسکت فواللہ لو لم یکن عندہ من یخبرہ لا خبرتہ حجارۃ البطحاء

آنحضور ﷺ کا معاملہ غیوب (غیبی باتوں پر مطلع ہونا، غیبی باتیں جان لینا) پر مطلع ہونے کے حوالے سے صحابہ کرام میں اتنا مشہور و معروف تھا اور اس

قدر پھیلا ہوا تھا کہ بعض صحابہ اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو کہتے کہ چپ ہو جا اور کوئی بات نہ کہہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر آپ کے پاس کوئی خبر دینے والا نہ بھی گیا تو آپ کو وادی بطحا کے پتھر بھی خبر دے دیں گے۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ہمارے پیارے نبی ہمارے پوشیدہ احوال کی بھی خبر رکھتے ہیں اسی لئے تو وہ کوئی ایسی بات ایک دوسرے کو نہ کرنے دیتے کہ ہماری اس بات سے بھی حضور باخبر ہیں بے خبر نہیں ہیں۔

## خلاصہ گفتگو

یہ ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت کا جو عقیدہ ہے کہ نبی ہوتا ہی وہ ہے جو غیوب کی خبریں رکھتا ہو۔ دیتا ہو۔ یعنی اللہ تعالی کی عطا سے غیب چیزوں کا علم رکھتا ہو۔

فائدہ :جب ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور کو غیوب پر اطلاع دی گئی ہے اور اسی کو ہم علم غیب عطائی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اطلاع الغیب کو دیوبند بھی مانتے ہیں۔ تو پھر جھگڑا کس بات کا ہے ؟اگر تمہاری مراد اطلاع علی الغیب سے وہ نہیں جو ہماری ہے جیسا کہ ابھی اوپر گزر چکا تو پھر ہم تمہاری مراد کیوں مانیں؟ ہم نے اپنی مراد ظاہر کر دی جیسا کہ ہمارے پیش کردہ دلائل سے بھی ظاہر ہے۔

## ایک انتہائی احمقانہ جاہلانہ مشرکانہ بات

قارئین کرام مولوی نعمت وہابی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 117 پر اتنی جاہلانہ بات لکھی ہے کہ جاہل سے جاہل بندہ بھی وہ بات نہیں کر سکتا اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ وہابی لوگ بغض مصطفی اور بغض اہل سنت میں اتنے اندھے ہو گئے ، کہ مشرک بننے پر اتر آئے یعنی دوسروں کو مشرک بنانے نکلے تھے خود مشرک بن کر نکلے شعر۔ مولوی صاحب کی عبارت ملاحظہ ہو: علم غیب جو خاصہ خداوندی ہے وہ خدا کے سوا کسی کو بھی عطا نہیں ہوا۔[123]

قارئین کرام عبارت پر خوب غور کریں خدا کے سوا کسی کو بھی عطا نہیں ہوا مطلب یہ کہ علم غیب اللہ تعالی کے علاوہ کسی کو عطا نہیں ہوا چونکہ وہابیہ علم غیب کی متعدد اقسام نہیں مانتے۔ ایک ہی قسم کے قائل ہیں تو مطلب بالکل واضح ہے کہ علم غیب جو اللہ تعالی کا خاصہ ہے ،وہ بھی اللہ تعالی کا ذاتی نہیں بلکہ کسی نے اللہ تعالی کو عطا کیا ہے۔ اور یہ صرف اللہ کو عطا ہوا دینے والے عطا کرنے والے نے اور کسی کو عطا نہیں کیا۔ صرف اللہ کو عطا کیا۔ لہذا اللہ تعالی کا علم عطائی ہے ذاتی نہیں ہے ۔معاذ اللہ

ہمارا عقیدہ بھی ملاحظہ ہو:

امام اہل سنت اعلی حضرت تاجدار بریلی تحریر فرماتے ہیں:

دوسری قسم کا علم (عطائی) اللہ کے بندوں کو عطا کیا گیا ہے اور یہ صرف بندے سے ہی مخصوص ہے اس کی اللہ تعالی کی طرف نسبت نہیں کی جا سکتی۔ اللہ کے ساتھ علم عطائی کی نسبت قائم کرنے والا قطعی کافر ہو گا اور شرک اکبر کا مرتکب

123 کتاب شمس صفحہ نمبر 117

ہو گا۔ کیونکہ شرک وہ ہے جو کسی دوسرے کو اللہ کے برابر جانے مگر اس نے تو غیر اللہ کو اللہ سے برتر بنالیا، یاوہ اس جہالت میں ہے۔ کہ اس نے اپنا علم غیر خدا کو عطا کر دیا (**نعوذ باللہ**)[124]

قارئین کرام اہل سنت کے عقیدہ اور وہابیہ کے عقیدہ میں جو فرق ہے آپ دونوں عقیدے پھر پڑھ لیں تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ لوگ اہل سنت کی مخالفت میں کہاں سے کہاں جاگرتے ہیں۔

## آخر کار حق بات قلم سے نکل ہی گئی

قارئین کرام وہابی صاحب بیچارے نے اپنی طرف سے بڑی الٹ بازیاں کھائی ہیں کہ جی ہم علم غیب عطائی کسی صورت میں ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس پر بڑے اوٹ پٹانگ اعتراضات بھی کئے ہیں۔ جن کے جواب ہم دے چکے ہیں۔

**مگر حق تو حق ہے اس کو جتنا دباؤ گے اتنا اجاگر ہو گا۔**

خود مولوی صاحب نے علم غیب عطائی تسلیم کر لیا اس کے اپنے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

ہم یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی شایان شان جتنا علم تھا وہ آپ کو **بتمامہ و بکمالہ** عطا فرما دیا گیا۔[125]

قارئین کرام واضح ہو کہ ہمارا اور وہابیہ کا جھگڑا مطلق علم جو کہ ہر انسان کو حاصل ہو

---

124 الدولۃ المکیہ اردو صفحہ 51 مطبوعہ لاہور

125 کتاب الشمس صفحہ نمبر 117

سکتا ہے دینی ہو یا دنیاوی اس میں کوئی جھگڑا و اختلاف نہیں لہذا مولوی صاحب نے جو لفظ علم بولا اس سے مراد علم غیب ہی لینا پڑے گا۔ باقی رہا یہ کہ عطا کر دیا گیا ہے ۔اور علم عطائی ان دونوں کا بالکل ایک ہی مطلب ہے کما لا یخفی علی العاقل الْمُتَاَمِّلُ

اب ہمارا عقیدہ بھی ملاحظہ ہو:

اعلی حضرت تاجدارِ بریلی فرماتے ہیں:

ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں اور عطا الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع[126]

قارئین وہابی صاحب نے شاید بھول کر اہل سنت والا عقیدہ بیان کر دیا ہے ورنہ وہ تو عطا کے قائل ہی نہیں ہیں۔

## حضرت آدم علیہ السلام اور علم غیب

قارئین کرام حضرت عمدۃ المحققین مولانا مفتی غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خالصتا علمی و تحقیقی انداز میں قرآن کی آیات مبارکہ سے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت کیا تھا۔ برا ہو دیدہ کور کا جس کو نہ کچھ نظر آئے اور نہ وہ دیکھ سکے۔ وہابی صاحب کو نہ تفاسیر نظر آئیں نہ علم معانی نحو وغیرہ نظر آئے بس اپنی ڈھٹائی اور ضد پر اتر آئے۔ ہم پہلے پپلانوی صاحب کی دلیل واستدلال کا خلاصہ تحریر کرتے ہیں پھر وہابی

126 رسالہ خالص الاعتقاد صفحہ 23

صاحب کا اعتراض ذکر کر کے اس کا جواب عرض کریں گے۔

حضرت شیخ پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ جو بیک وقت درجنوں علوم و فنون کے ماہر تھے آپ نے خاص طور پر علم نحو علم اصول فقہ علم معانی میں ایک ثابت شدہ اور متفق علیہ قاعدہ بیان فرمایا ہے۔ اور وہ قاعدہ مسلمہ ایسا ہے کہ اس پر کسی سنی وہابی کا اختلاف بھی نہیں ہے۔ اور درسِ نظامی کے ابتدائی سالوں میں خاص طور پر علم نحو میں کافیہ اور اس کی شروحات میں طلبہ کو سمجھا دیا جاتا ہے۔

قاعدہ کیا ہے جمع کا صیغہ (لفظ) ہو اس پر الف لام تعریف کا آجائے تو وہ الف لام تعریف کا استغراق یعنی جمع کے تمام افراد کے حکم میں شامل ہونے کا فائدہ دے گا۔ بشرطیکہ الف لام کے عہد خارجی و ذہنی پر کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو یہ الف لام استغراق میں ظاہر ہو گا پھر حضرت شیخ موصوف نے اس قاعدے کا پورا References بیان کیا۔ تقریباً چار کتابیں علم نحو کی جو انتہائی معتبر ہیں ایک کتاب علم معانی کی مختصر المعانی علامہ تفتازانی اس کا علم معانی میں منفرد مقام ہے۔ اور ایک کتاب اصول فقہ کی یعنی تلویح فی کشف حقائق التنقیح وغیرہ۔

یہ قاعدہ اتنا مشہور اور واضح ہے کہ مذکورہ کتب پڑھنے والا ان کی گہرائی اور استغراق کی اقسام سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے۔

ایک قاعدہ و ضابطہ علم نحو و علم اصول فقہ میں خاص طور پر لفظ ' کل کی خاص کار کردگی بیان کی گئی ہے۔ پہلے ہم علم اصول فقہ کی ابتدائی کتاب اصول الشاشی سے ایک مثال اس کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ لفظ کل تاکید کے لئے آتا ہے۔

اس لفظ کے ساتھ تاکید لانا یہ تخصیص کے احتمال کو ختم کر دیتا ہے۔ صاحب اصول الشاشی حضرت ملا نظام الدین شاشی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس کتاب اصول الشاشی میں متقابلات کا بیان کرتے ہوئے مفسر کی بحث و تعریف میں بیان فرماتے ہیں

**و اما المفسر فھو ما ظھر المراد بہ ۔۔۔۔۔ تا بقولہ کلھم**

تشریح مفسر کلام وہ ہے جس کی مراد متکلم کے بیان کی وجہ سے لفظ سے ہی اتنی ظاہر ہو کہ اس میں کسی تخصیص و تاویل کا احتمال ہی باقی نہ رہے۔ مثلا فرمان باری تعالی ہے:

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ [127]

غور کریں لفظ ملائکہ جمع کا صیغہ ہے اور ہے بھی معرف باللام جو کہ استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسا کہ قریب گزر چکا یہ لفظ ملائکہ کے تمام افراد کو شامل و عام ہونے میں ظاہر ہے۔ ایک تو صیغہ جمع کا پھر اس پر الف لام بھی موجود ہے عہد کا قرینہ نہ ہونے کی وجہ سے استغراق کا فائدہ دے رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس میں ایک لحاظ سے تخصیص کا احتمال موجود ہے وہ اس طرح کہ کہا جا سکتا ہے کہ ٹھیک ہے لفظ ملائکہ جمع معرف باللام ہونے کی وجہ سے اگرچہ تمام فرشتوں کو عام ہے۔ لیکن یہاں ممکن ہے کہ اکثر فرشتوں نے سجدہ کیا ہو اور سب نے سجدہ نہ کیا ہو۔ استغراق عرفی ہو یا حقیقی تو محض احتمال تخصیص موجود تھا کہ اکثر نے سجدہ کیا تھا تو

---

127 القرآن سورہ الحجر آیت نمبر ۳۰

اکثریت کا لحاظ کرتے ہوئے جمع کا صیغہ بول دیا گیا۔

تو اس صورت میں لفظ ملائکہ عام مخصوص منہ البعض ہو گا۔ لیکن باری تعالی جو کہ اس کلام کا متکلم ہے اس نے ساتھ ہی لفظ **کلھم** بیان کر دیا تو تخصیص کا احتمال ہی ختم ہو گیا۔ لہذا مطلب یہ ہوا کہ تمام کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا کوئی بھی پیچھے نہ رہا تو یہاں اکثریت مراد لینے والا کوئی چکر نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ لفظ کل تاکید کا فائدہ دے کر تخصیص کے احتمال کو ختم کر دیتا ہے۔

علم نحو کی ہر کتاب جس میں توابع کی بحث ہو اس میں تابع کی خاص قسم تاکید کے بیان میں تاکید معنوی میں خاص طور پر لفظ کل کا ذکر ہوتا ہے، یعنی یہ معنٰی میں تاکید کا فائدہ دیتاہے۔

لہذا جب کہیں گے **جاء نی القوم کلھم** تو اس میں **کلھم** تاکید کے لئے آیا ہے آنے والے حکم میں اس نے قوم کے شامل ہونے کو اچھی طرح ثابت کر دیا کہ ساری قوم آگئی۔ ایک بھی پیچھے باقی نہیں رہا۔ یہ تھا دوسرا قاعدہ

فائدہ اگر جمع مذکر سالم ہو یا جمع مؤنث سالم مثلاً **مسلمون مسلمات** ان پر الف لام آجائے تو یہ معنی کے لحاظ سے جمع کثرت بن جاتی ہیں۔ اور اس صورت میں ان کا اطلاق 10 سے زائد لاکھوں کروڑوں اربوں پر ہو گا۔

## آمدم بر سر مطلب

حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ماقبل ذکر کئے گئے دونوں قاعدے اختصار

کے ساتھ بیان فرمائے اور پھر ان کو اپنے مدعا پر دلیل بنایا کہ اللہ کے نبیوں کو علم غیب حاصل ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں فرمان باری تعالی ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا [128]

یہاں الاسماء جمع معرف باللام ہے عہد کا قرینہ بھی موجود نہیں ہے۔ تو اس الف لام کا استغراقی ہونا اور اپنے مدخول کے تمام افراد کو شامل ہونا ظاہر ہے اور اس کے استغراقی ہونے پر مزید تائید فورا بعد لفظ کلہا کا آجانا بھی ہے۔ اس لفظ نے جو کچھ نہ کچھ تخصیص کا احتمال تھا اس کو بھی ختم کر دیا۔ تو پھر استغراقی ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا پس نتیجہ یہ سامنے آیا کہ آیت کریمہ:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

استغراق میں نصِ محکم ہے اور پھر قانون ہے کہ **اذا ثبت الشی ثبت بجمیع لوازمہ** کہ جب کوئی شے ثابت ہو جائے تو اس کے جمیع لوازم بھی ثابت ہو جاتے ہیں۔

لہذا اسماء کا استغراق مسمیات کے استغراق کو مستلزم ہے تو اسماء کے علم کے ثابت ہونے سے ان اسماء کی ذوات کا علم خود بخود ثابت ہو جائے گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو صرف اسماء (ناموں) کی تعلیم اللہ نے نہیں دی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان ناموں کی ذوات کی تعلیم بھی دی ہے۔ **سبحان اللہ**

---

[128] البقرہ آیت 31

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تائید میں کئی معتبر ترین تفاسیر کے حوالہ جات بھی پیش کئے ہیں مثلا تفسیر بغوی جلالین شریف وغیرہ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق کا دائرہ کار مزید بڑھایا فرماتے ہیں:

اسماء کا استغراق جو منطوق آیۃ ہے یہ تقاضا کرتا ہے کہ یہ اسماء مترادفہ ہم معنی (نام) ایک لغت (بولی) سے ہوں مثلاً **لیث و غضنفر و اسد** یا مختلف لغات سے ہوں جیسے خبز عربی میں نان فارسی میں روٹی اردو میں تو تینوں کا معنی و مفہوم ایک ہی ہے ۔تو حضرت **آدم** علیہ السلام کو اس کی بھی تعلیم دی گئی تھی۔ پھر آپ اس کا نتیجہ بیان فرماتے ہیں کہ صریح آیت محکم کا اب مدلول (جس پر آیت دلالت کر رہی ہے) یہ ہوگا کہ **آدم** علیہ السلام کو لغت عربیہ وفارسیہ وانگریزیہ و پشتو شاستری وغیرہ جمیع لغات (بولیاں) سیکھائی گئی تھیں۔ **سبحان اللہ**

قارئین کرام حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مذکورہ تحقیق پر بطور تائید کسی معتبر تفسیر کا حوالہ پیش نہ بھی کرتے تو اصول وضوابط کی روشنی میں ان کی بات سو فیصد درست تھی۔ مگر آپ نے مخالفین کا ناطقہ مکمل بند کرنے کے لئے اور اس لئے کہ ہماری نہیں مانتے تو معتبر مفسرین کی مان لو آپ نے معتبر ترین تفسیر **تفسیر نیشاپوری** کا حوالہ دیا اور اس کی عربی عبارت بھی نقل فرمائی تو اس میں بات وہی مذکور ہے جو حضرت پپلانوی کے حوالے سے گزر چکی ہے۔

اہل ذوق و شوق اصل تفسیر میں وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کے تحت دیکھ لیں تفسیر صاوی تفسیر جمل ابو سعود حنفی تحت آیت مذکورہ ابو سعود حنفی رحمۃ اللہ علیہ

نے کمال ہی کر دیا ان کی بیان کر دہ تفسیر بہت عمدہ و مفصل ہے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ تفسیر عزیزی آیت کریمہ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا حضرت شاہ عبد العزیز کی بیان کر دہ تفسیر بیان فرمائی اور اس کا نتیجہ یہ بیان فرمایا از کلام شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نصاً **معلوم است کہ چوں نور نبوت دائم است ایں علم ہم دائم باشد فافہم** یعنی جب حضور کا نور نبوت ہمیشہ کے لئے ہے تو آپ کا علم غیب بھی ہمیشہ کے لئے ہو گا یہ تھا خلاصہ حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی دلیل کا۔

قارئین کرام نعمت وہابی نے حقائق پر پردہ ڈالتے ہوئے اپنے اکابر کے نقش پر چلتے ہوئے انتہائی مکارانہ انداز میں پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طویل تحقیق میں سے ایک سطر کی عبارت بھی نقل نہ کی اور بس اپنی طرف سے چند الفاظ بول کر پھر آگے دو صفحات کا حوالہ دے دیا اور پھر انتہائی بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ حضرت پپلانوی کی تحقیق پر بریلویہ کو ماتم کرنا چاہئے اصل بات یہ تھی کہ وہ بیچارہ خود ماتم کر رہا تھا کہ کروں تو کیا کروں کیا کہنا اس نے اپنوں کو تھا کہ اے وہابیو اور تو کچھ نہیں ہو سکتا بس پپلانوی تحقیق پر تم ماتم کرو لیکن بدل الغلط کے طور پر منہ سے نکل گیا کہ بریلویہ ماتم کریں۔ اور بے شرمی کی آخری حد تک یوں جا پہنچا کہ اگر کسی مفسر نے آیت مذکورہ سے علم غیب ثابت کیا ہے تو دیکھاؤ؟

**الجواب** مختصر جواب اتنا ہی ہے کہ جب آدم علیہ السلام کو دنیا کائنات کی ہر چیز کا

نام اور ذات کا علم دے دیا گیا جیسا کہ حضرت ابن عباس و قتادہ و مجاہد فرماتے ہیں **علمہ اسم کل شی** ہر چیز کے نام کی تعلیم دی گئی تھی ظاہر ہے وہ ہر چیز خزانہ غیب میں تھی کہ کئی چیزیں ابھی پیدا ہی نہ ہوئیں تھیں وغیرہ وغیرہ تو ان کا علم غیب کا علم نہیں تو پھر اور کیا ہے ؟ پھر قرآن کریم کے مبارک الفاظ **باسماء ھو لاء** واضح کر رہے ہیں۔ صرف اسماء کا علم نہ تھا باقاعدہ ذوات کی طرف اشارہ کر کے کہا جا رہا تھا ان ذوات کے نام بتاؤ لہذا یہ خواہ مخواہ کی ڈھٹائی ہے کہ کسی مفسر کا حوالہ لاؤ مختلف اقوال سے استغراق ختم نہ ہو گا۔

قارئین کرام اس مقام پر وہابی صاحب کو اور کوئی راستہ نظر نہ آیا تو یوں کہنے لگا کہ کیا مفسرین بھی الاسماء پر الف لام استغراقی مانتے ہیں یا نہیں ؟

وہابی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ مفسرین یہ الف لام استغراقی نہیں مانتے جبکہ اس نے جو اسماء میں مختلف اقوال ہیں ان کا سہارا لے کر یہ بیان کر دیا کہ یہ الف لام استغراقی نہیں ہے۔ لیکن جاہل اتنا ہے کہ اسے پتہ ہی نہیں کہ جس قول کو مرضی لے لیں یہ پھر بھی استغراقی ہو گا کیونکہ اگر فرشتے مراد ہوں تو تمام فرشتے ہوں گے تخصیص کا احتمال ہی نہیں بوجہ لفظ کل کے پھر بھی استغراق ہی ثابت ہوا۔

اگر ہر جانور مراد ہو، یا ہر پرندہ مراد ہو ،یا قیامت تک آنے والی اولاد آدم علیہ السلام میں سے ہر ایک کا نام مراد ہو یا ستاروں کا نام مراد ہو الغرض جو قول بھی لیا جائے وہ استغراق کے منافی نہیں ہے اور پھر یہ اقوال بھی ایک دوسرے کے منافی نہیں ہیں۔ ان میں تطبیق ممکن ہے کہ ہر مفسر نے اپنے ذوق کے مطابق

تفسیر کر دی ہو لیکن کتنی بہترین تفسیر ہے جو حضرت ابن عباس وغیرہ سے نقل کی گئی کہ علمہ اسم کل شیٔ نیز ہم کہتے ہیں کہ اگر الف لام استغراق کا نہ لیا جائے تو ظاہر ہے پھر عہد کا ہو گا تو عہد میں تو معین افراد پر حکم ہوتا ہے تو یہاں وہ کون سے افراد معین ہیں جن پر یہ حکم لگایا جا رہا ہے؟

نیز جو تفسیر فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ پر اصول شاشی کے حوالے سے گزری ہے وہاں اور یہاں صورتحال ایک جیسی ہے تو پھر وہاں استغراق مان لینا اور یہاں نہ ماننا ایسا کیوں؟ نیز لفظ کلھا بھی استغراقی کے علاوہ کا انکار کر رہا ہے اب اتنی تائیدات کے ہوتے ہوئے بھی استغراقی نہ ماننا یہ سینہ زوری ہے۔ ارخاء عنان

چلو ہم تھوڑی دیر کے لئے اگر بطور فرض مان لیں کہ استغراقی نہیں تو پھر بھی بعض علوم غیبیہ تو ثابت ہو گئے اور تم تو اس کے بھی منکر ہو لہذا اس لحاظ سے بھی اس آیت سے تمہارے عقیدے کا رد ہو رہا ہے۔

## لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

وہابی صاحب نے کہا کہ اسماء سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد جو کہ قیامت تک آئے گی ان کے اسماء مراد ہیں ابن جریر نے اسی کو پسند کیا ہے اور فرمایا کہ اس سے مراد اسماء ذریت اور اسماء ملائکہ ہیں چلیں ابن جریر کی تحقیق پر اعتماد کریں۔[129]

**اقول:** ٹھیک ہے جناب ہم اسی قول پر یہ اعتماد کر لیتے ہیں مگر دعوی تو پھر بھی

---

[129] کتاب الشمس صفحہ 122

ہمارا ہی ثابت ہوا وہ اس طرح کہ اولاد آدم کا تو ابھی سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا ظاہر ہے وہ پردہ غیب میں تھی لیکن آدم علیہ السلام کو ان کا علم دنیا میں آنے سے پہلے ہی آگیا تو یہ غیب کا علم نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

## اپنی طرف سے گھڑا ہوا جھوٹ

وہابی صاحب نے صفحہ 123 پر کہا:

ان جمیع مفسرین نے الاسماء پر الف لام استغراق مراد لینے سے انکار کر دیا ہے۔

**الجواب** ہم اس کا جواب دے چکے ہیں کہ انکار کسی نے بھی نہیں کیا صرف اقوال مختلف ہیں۔ ہر ایک نے جو مراد لیا اس میں استغراق ہی مانا ہے یعنی علم آدم علیہ السلام کا تعلق جن ذوات کے ساتھ بھی تھا تو ان کے تمام افراد مراد ہیں بعض نہیں اگر کسی مفسر نے بعض کا قول کیا ہے تو بتایا جائے۔

## اپنی محنت پر خود ہی پانی پھیر دیا

وہابی صاحب نے صفحہ مذکورہ پر بیان کیا:

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مذکورہ جمیع اقوال مفسرین نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

و ھذہ الاقوال لیست بمرضیۃ عندی

قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ:

یہ جمیع اقوال مفسرین کے میرے نزدیک پسندیدہ نہیں ہیں صفحہ 123

اقول: وہابی صاحب جن اقوال کا سہارا لے کر استغراق کا انکار کر رہا تھا حضرت قاضی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام کو ناپسندیدہ قرار دیا۔

قارئین خود فیصلہ کریں کہ ناپسندیدہ اقوال کا سہارا کہاں تک درست ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ جب باطل پرست دلائل کے میدان میں حق پرستوں کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو پھر وہ ناپسندیدہ اقوال کے سہارے ڈھونڈنا شروع کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ وہابی صاحب کی صورتحال سے ظاہر ہو رہا ہے۔

## کیا اسماء الہیہ کا علم غیب کا علم نہیں ہے؟

وہابی صاحب نے اپنی جہالت کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

حضرت آدم علیہ السلام کو علم غیب عطا نہیں ہوا بلکہ اسماء الہیہ کی تعلیم دی گئی۔

الجواب اسماء الہی کی تعلیم بالیقین علم غیب کی تعلیم ہے۔ کیونکہ اسماء الہیہ حضرت آدم و ملائکہ سے غیب تھے ان کو صرف رب ذوالجلال جانتا تھا، مگر اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے اسماء کا علم عطا فرما دیا اور فرشتوں کو عطا نہ فرمایا اس لحاظ سے فرشتوں کو اس غیب کا علم نہ تھا، حضرت آدم علیہ السلام کو تھا۔

## حضرت آدم علیہ السلام شیطان کے فریب میں کیوں آئے؟

ہم کہتے ہیں کیا اللہ تعالی کو یہ علم تھا کہ یہ شیطان کے فریب میں آئیں گے یا اللہ تعالی کو علم نہ تھا۔ (معاذ اللہ)

بصورت اول اللہ تعالی نے پہلے کیوں نہ آگاہ کر دیا کہ ایسا ایسا ہو گا؟ اور بصورت

**ثانی معاذ اللہ اللہ کی طرف جہالت کی نسبت ہو گی۔تعالی اللہ عن ذالک**

نیز جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ تو زمین کے اندر بنایا تھا تو ان کو جنت میں کیوں رکھا تو ماننا پڑے گا یہ جو کچھ ہوا اللہ تعالی کی منشاء کے مطابق ہوا کہ اللہ تعالی نے ان کی توجہ ہی پھیر دی اور ان کو اپنا وعدہ بھلا دیا تا کہ وہ شجرہ کے قریب جائیں اور پھر یہ ان کے زمین پر آنے کا سبب بن جائے بلا سبب ان کو جنت سے نہ نکالا جائے اور یہ بھی ہر کوئی جانتا ہے عدم توجہ عدم علم کی دلیل نہیں ہے۔

قارئین ہم اس جواب کے آخر میں امام رازی کا قول فیصل جو انہوں نے اعتراض و جواب کی شکل میں ذکر کیا ہے ذکر کرتے ہیں، جس سے تمام حقیقت حال واضح ہو جائے گی۔

امام رازی فرماتے ہیں : کہ اسماء کی مراد کے بارے میں قول ثانی جو بہت مشہور ہے وہ یہی ہے کہ اسماء سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کو اللہ تعالی نے پیدا فرمایا اور پھر آگے اس کی بہت تفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب اللہ تعالی نے تمام ذوات کی انواع و اقسام کا علم حضرت آدم علیہ السلام کو عطا فرما دیا تو ان ذوات میں تو وہ بھی ہیں جو عقل نہیں رکھتے تو پھر عرضھم کیوں فرمایا عرضھا کیوں نہ فرمایا؟

جواب اس لئے کہ جب ان تمام ذوات میں ملائکہ انسان اور جن بھی تھے حالانکہ یہ تو یقینا عقلاء ہیں تو جو کامل واکمل تھے ان کو غیب دے دیا گیا اس لئے کہ عربوں کی عادت جاری ہے وہ کامل کو ناقص پر غلبہ دیتے رہتے ہیں۔

قارئین کرام بات بالکل واضح ہو گئی امام رازی جس قول کو مشہور قرار دیتے ہیں وہ دنیا کائنات کی ہر چیز والا قول ہے۔ اور اس میں ملائکہ۔انسان۔ جنات سمیت تمام مخلوقات داخل ہیں۔ الف لام استغراقی کا بھی یہی مفاد ہے۔

فلہذا امام رازی سے بھی پپلانوی صاحب کی تائید ہو گئی۔

## آؤ ذرا ابن کثیر کی بھی سنو

قارئین علامہ ابن کثیر جو مخالف فریق کے نزدیک نہایت معتبر مفسر ہے اس نے آیت کی تفسیر میں جو کچھ بیان کیا اس سے وہابی صاحب کا سارا ڈرامہ ھباء و منثورا ہو جاتا ہے۔ ابن کثیر بیان کرتے ہیں:

**و ھذا الذی رجح بہ لیس بلازم فانہ لا ینفی ان یدخل معھم غیرھم و یعبر عن الجمیع بصیغۃ من یعقل للتغلیب**

ترجمہ: امام ابن جریر نے جو اسماء ملائکہ اور اسماء ذریۃ آدم کو مختار اور راجح قرار دیا یہ کوئی لازم و ضروری نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ اس کے منافی نہیں کہ ان کے ساتھ ان کے غیر بھی داخل ہوں ملائکہ اور ذریۃ آدم کے علاوہ اور تمام کو بیان کر دیا گیا ہو۔ ذوی العقول والے صیغے کے ساتھ غلبے کے طور پر۔

**اقول:** یہی بات ہم بھی ماقبل عرض کر رہے تھے کہ جن مفسرین نے مختلف چیزوں کا ذکر کیا ہے تو یہ ایک دوسرے کے منافی نہیں ہیں جن کے ذکر ہوئے وہ یقیناً ہیں اور جن کا ذکر نہ کیا تو عدم ذکر سے عدم دخول لازم نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ابن جریر سے لغزش ہوئی اس نے ھم ضمیر سے صرف عقل والے مراد لیتے ہوئے ملائکہ اور انسانوں کو لے لیا اور باقی مخلوقات کو غیر عقلا سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا حالانکہ یہ کوئی ضروری نہیں تھا۔ کما قال ابن کثیر

ابن کثیر مزید لکھتے ہیں:

**والصحیح انه علمه اسماء الاشیاء کلها ذواتها و صفاتها۔ و افعالها کما قال ابنُ عباس حتی الفسوة و الفسیة یعنی اسماء الذوات و الافعال المکبر والمصغر**

ترجمہ: تمام اقوال سے صحیح قول یہی ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام کی تمام چیزوں کے نام سیکھائے اور ان کا علم عطا فرمایا ان کی ذوات بھی اور ان کی صفات کا بھی اور ہر چیز کے افعال خاصہ کا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں یہاں تک کہ بلا آواز یا آواز کے ساتھ ہوا خارج کرنے کا علم ان کے ناموں کا بھی دیا یعنی ذوات کے نام اور چھوٹے بڑے تمام کاموں کے نام۔

قارئین غور کریں ابن کثیر نے تو یہاں تک بیان کر دیا کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز جیسے پھسکی وغیرہ سے لے کر بڑی سے بڑی چیز تک ہر ایک کا علم آدم علیہ السلام کو ملا تھا ۔وہابی صاحب اتنا دھوکہ باز ہے جہاں تک اس نے ابن کثیر کی عبارت نقل کی اس کے آگے وہ عبارت ہے جو ہم اوپر نقل کر کے آئے ہیں لیکن جب اپنے مطلب کے خلاف دیکھی تو فورا قلم کو روک لیا اس سے بڑھ کر کیا فریب کاری ہو سکتی ہے پھر علامہ ابن کثیر نے اپنی بات کی تائید میں شفاعت والی حدیث جو بخاری میں

موجود ہے اور تقریبا چار مرتبہ اور مسلم میں بھی تو اس میں بھی یہ لفظ ہیں کہ اولاد آدم حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر جو مختلف باتیں کریں گے ان میں ایک بات یہ بھی ہو گی و علمک اسماء کل شئ۔۔ اللہ تعالی نے تمہیں ہر چیز کے نام کا علم دیا تھا ابن کثیر حدیث مکمل ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

**فدل ھذا علی انہ علمہ اسماء جمیع المخلوقات**

یعنی حدیث نے اسی بات پر دلالت کی کہ اللہ تعالی نے تمام مخلوقات کے اسماء کا حضرت آدم علیہ السلام کو علم دیا تھا۔

## ابن کثیر کا وہابیوں کو مزید رگڑا

ابن کثیر لکھتے ہیں:

**و اولی الاقوال فی ذالک تاویل ابنِ عباس و من قال بقولہ**

تمام اقوال میں سے سب سے بہتر اسماء کی مراد کے بارے میں عبد اللہ ابن عباس کی تاویل ہے اور جن حضرات نے ان کے قول کے مطابق قول کیا یعنی تمام مخلوقات کے ناموں کا علم دیا گیا یہی استغراق کا مفاد ہے۔یہی پپلانوی صاحب کہتے ہیں ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کے آخر میں وہابیوں کی موت کے تابوت میں آخری کیل یوں ٹھونک دیتے ہیں۔

**فاذا کنتم لا تعلمون اسماء ھؤلاء الذین عرضت علیکم و انتم تشاھدونھم فانتم بما ھو غیر موجود من الامور الکائنۃ التی لم**

توجد احری ان تکونوا غیر عالمین[130]

ترجمہ: (اے فرشتو) جب تم ان چیزوں کے نام نہیں جانتے ہو جو میں نے تم پر پیش کی ہیں تمہارے سامنے موجود ہیں اور تم ان کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہو تو تم ان چیزوں کے بارے میں جو موجود ہی نہیں بلکہ غیب ہیں یعنی وہ مختلف امور جو آنے والے زمانے میں ہونے والے ہیں ابھی تک نہیں پائے گئے تو یہ زیادہ لائق ہے کہ تم ان کے ناموں کے بارے میں بالکل علم نہیں رکھتے ہو۔

اقول: فرشتے تو جو چیزیں موجود تھیں ان کے نام بھی نہ بتا سکے لیکن جب باری آئی حضرت آدم علیہ السلام کی تو انہوں نے تمام نام بتا دیئے باری تعالی نے مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۙ

اللہ تعالی نے اپنی خاص مہربانی سے زمین و آسمان کی ان غیبی چیزوں کا علم اور ان چیزوں کے نام ان کی پہچان حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم کر دیئے اور فرشتوں کو نہ کئے یہی وجہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے ہر ہر چیز کا نام بتا دیا جبکہ فرشتے نہ بتا سکے۔

قارئین کرام وہابی صاحب نے کہا تھا کہ بریلویہ پپلانوی تحقیق پر ماتم کریں اب یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ ماتم کن لوگوں کو کرنا چاہیئے۔ہمارے بزرگ حضرت پپلانوی نے جو تحقیق پیش کی ہے تمام مفسرین کے کلام سے اس کی تائید ہو رہی

130 تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 1 صفحہ 207 مطبوعہ رشیدیہ کوئیٹہ

ہے۔ لیکن وہابی صاحب نے الف لام کے استغراقی ہونے کا انکار کیا ہے تو ہمارا مطالبہ ہے کہ آپ بتائیں باقی اقسام ثلاثہ میں سے آپ کون سی قسم مراد لیتے ہیں اس پر دلیل کیا ہے اور کون کون سے مفسرین سے اس کی تائید ہوتی ہے؟

| نہ خنجر چلے گا نہ تلوار ان سے | یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں |
| --- | --- |

## ایک تازیانہ دارالعلوم دیوبند سے بھی

صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند مولانا فخر الحسن صاحب تحریر فرماتے ہیں:

واضح ہو کہ تمام دقیقہ رس اور حقیقت پسند مفسرین اس جانب گئے ہیں کہ اسماء سے مراد صرف نام اور الفاظ اور لغات کا علم نہیں ہے کیونکہ یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ ایک شخص محض بچوں کی طرح چند ناموں کی فہرست رٹ لینے کی وجہ سے **مسجود ملائکہ خلیفۃ اللہ فی الارض مکرم فی ملکوت السموات والارض** بنا دیا جائے۔ بلکہ **علم آدم اسماء** سے اشیاء کے نام ان کے خواص ان کے افعال ان کی ماہیات مراد ہیں (**سبحان اللہ**)[131]

اور اسی کتاب وجلد کے صفحہ 26 اور صفحہ 27 پر اور بھی تفصیل موجود ہے۔

قارئین: آپ نے دیکھ لیا اکابر دیوبند وہی تفسیر بیان کر رہے ہیں جو مفتی پیپلانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ لہذا یہاں بعض اقوال مختلف والا چکر چلانا فضول ہے حقیقت یہی ہے کہ جتنے حقیقت پسند مفسرین ہیں اور باریکیاں بیان کرنے

131 التقریر الحاوی شرح تفسیر بیضاوی جلد 2 صفحہ 25 مطبوعہ کراچی

والے ہیں وہ یہی کہتے ہیں کہ الاسماء سے مراد صرف مختلف چیزوں کے نام اور الفاظ اور لغات کا علم نہیں یعنی صرف یہ تین چیزیں مراد نہیں جیسا کہ اس پر عقلی دلیل گزر چکی ہے۔ (مذکورہ کتاب میں ہی) بلکہ حقیقت بات یہ ہے کہ اشیاء کے نام ان کے خواص ان کے افعال ان کی ماہیات مراد ہیں۔ اور خود قاضی بیضاوی نے تو اس سے بھی بڑی بات کر دی فرماتے ہیں:

**والھم معرفة ذوات الاشیاء و خواصھا واسمائھا۔ و اصول العلوم و قوانین الصناعات و کیفیة الاتھا**

ترجمہ: اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو الہام فرما دیا یعنی علم دے دیا مختلف چیزوں کی ذوات کی پہچان کرنے کا، ان کے خواص کا ان کے ناموں کا مختلف علوم کے اصول کا مختلف کاریگروں کے قوانین کا اور ان کے الات کی کیفیت کا۔

قارئین کرام ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھیں تو آخر کار فیصلہ وہی کرنا پڑے گا جو حضرت پپلانوی صاحب کر چکے ہیں کہ الاسماء میں الف ولام استغراقی ہے۔ اور کوئی دوسرا بنائیں گے تمام تفاسیر اس کی موافقت نہیں کریں گی دارالعلوم دیوبند کی تحقیق بھی موافقت نہیں کرے گی۔ اب بتاؤ کہ کدھر جاؤ گے؟ تفسیر ابن عباس جس کو ابن کثیر نے بہت پسند کیا ہے۔ اس سے یقینا استغراق ثابت ہے، اور علم الغیب کی کلی بمعنی کل مخلوقات کا متناہی ثابت ہو جاتا ہے۔

فائدہ قاضی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء الھیہ کل یعنی تمام اسماء الھیہ کا علم ملا تھا

یہ بھی علم غیب کلی ہے کیونکہ کل کا علم ہے۔

فائدہ موئثر حقیقی بین الفریقین اللہ تعالی کی ذات اقدس ہے۔ لہذا شیطان نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو حقیقتا نہیں نکالا رب تعالی نے خود نکالا تھا جب نکالنے والا خود خدا ہے تو آدم علیہ السلام پر اعتراض کیوں کیا؟

## کیا حضور نبی کریم ﷺ تمام بولیاں نہیں جانتے تھے ؟

وہابی صاحب نے چلتے چلتے ایک اور ہوائی چھوڑی ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام لغات نہیں جانتے تھے اور پھر اپنی بات کا وزن بڑھانے کے لئے امام رازی کا بھی ذکر کر دیا کہ وہ بھی جمیع لغات جاننے کی نفی کرتے ہیں حالانکہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہیں بھی نہیں لکھی۔

اگر ان کے علاوہ کسی مفسر نے یہ بات لکھی ہے تو یہ بات عقل و نقل کے خلاف ہے کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ انسان تو درکنار آپ جانوروں پرندوں کی بولیاں بھی جانتے تھے۔ جب حضور ساری کائنات کے لئے رسول ہیں اور یہ بات وہابیہ بھی مانتے ہیں تو کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول تو ذرہ ذرہ کے لئے ہوں مگر بولیاں سارے انسانوں کی بھی نہ جانتے ہوں؟

اللہ تبارک و تعالی ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ؕ-[132]

---

132 سورہ ابراہیم آیت نمبر 4

اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اپنی قوم کی زبان کے ساتھ یعنی جو بھی نبی آیا تو جس قوم کے لئے آیا تھا اس کو اس کی بولی اچھی طرح آتی تھی۔

تو جب حضور کسی خاص قوم کے لئے رسول نہیں بلکہ ساری کائنات کے لئے خاص طور پر ساری کائنات کے انسانوں کے لئے ہیں۔ جیسا کہ اس پر سینکڑوں دلائل موجود ہیں۔ فرمان خدا بزبانِ مصطفی ہے:

قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعاً

اے پیارے نبی فرما دیجئے اے لوگو بے شک میں تم تمام کی طرف رسول ہوں۔

دوسرے رسل عظام و انبیاء کرام کی نبوت و رسالت عامہ نہ تھی حضور کی نبوت اور رسالت عامہ ہے۔

تو ماننا پڑے گا کہ آپ جن جن کے رسول ہیں ان کی بولیاں بھی جانتے ہیں۔

## امام رازی کا نظریہ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں یہود کا ایک اعتراض اور پھر آگے جا کر جواب ذکر کیا۔ جس سے معلوم ہو گا کہ امام رازی حضور کے لئے تمام بولیاں جاننے کا نظریہ رکھتے ہیں۔

ہم اردو میں سوال جواب ذکر کر دیتے ہیں تا کہ طوالت سے بچا جا سکے۔

## المسئلۃ الثالثہ

یہودیوں کا ایک گروہ جن کو عیسویہ کہا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے

رسول تو ضرور ہیں مگر وہ صرف عربوں کے ہیں تمام لوگوں کے نہیں ہیں انہوں نے اپنے دعویٰ پر بطور دلیل آیت مبارکہ:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ

کو دو وجہوں سے پیش کیا

(01) قرآن جب عربی زبان میں نازل ہونے والا ہے۔تو اس کے اندر جو فصاحت و بلاغت ہے اس کی وجہ سے اس کا معجزہ اور کوئی نہیں پہچانے گا مگر جو عرب سے ہو گا وہی پہچانے گا تو اس وقت قرآن حجت نہ ہو گا مگر صرف عربوں پر تو جو عربی نہیں ہو گا تو قرآن اس پر حجت بھی نہ ہو گا۔

(02) اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ

یہاں لسان سے مراد لسان العرب ہے یعنی عربوں کی بولی ہے۔

اور یہ بات تقاضا کرتی ہے کہ کہا جائے کہ حضور کے لئے عربوں کے علاوہ اور کوئی قوم نہیں ہے۔ تو یہ بات بھی اسی پر دلیل ہے کہ آپ حضور ﷺ کو صرف عربوں کے لئے رسول بنایا گیا ہے۔

**الجواب** ایسا کیوں نہیں ہو سکتا کہ قومہ سے مراد اہل بلدہ لے لئے جائیں (جیسا کہ عربی میں عموما ایسا ہوتا ہے) قومہ سے مراد اہل دعوت نہ ہوں اور دوسری طرف عموم دعوت پر دلیل دوسری آیت مبارکہ ہو جائے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

ہو جائے بلکہ انسان اور جن تمام کی طرف حضور رسول ہیں اس لئے کہ قرآن کے ساتھ چیلنج جس طرح سارے انسانوں کے ساتھ واقع ہوا اسی طرح جنات کے ساتھ بھی واقع ہوا اس پر دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے:

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا

ترجمہ : تم فرماؤ: اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

قارئین کرام غور کریں امام رازی تو ان لوگوں کا ناطقہ بند کر رہے ہیں جو لسان کے لفظ کو آڑ بنا کر حضور کی رسالت کو محدود کر رہے تھے۔

اور حضور کی رسالت عامہ ثابت کر رہے ہیں وہابیوں کی مت ماری گئی اتنا تو مان لیتے ہیں کہ ہر انسان و جن جانتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے نبی ہیں بلکہ ہر ذرہ ذرہ جانتا ہے۔ مگر حضور ان کے بارے میں نہیں جانتے ہیں نہ ان کی بولیاں جانتے ہیں۔

## انکار کی وجہ

اصل میں دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور کو پہلے اردو زبان نہیں آتی تھی جب سے آپ کا تعلق مدرسہ دیوبند سے ہوا تو آپ کو اردو آنی شروع ہو گئی۔

ملاحظہ ہو براہین قاطعہ:

علماء دیوبند کے سرخیل و محسن اور رشید احمد گنگوہی صاحب کے مایہ ناز شاگرد خلیل احمد انبیٹھوی صاحب لکھتے ہیں:

مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالی کی بارگاہ میں بہت ہے کہ صدھا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات و ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی، سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسے کا معلوم ہوا[133]

قارئین کتنے ظالم لوگ ہیں جن کا یہ نظریہ ہے کہ حضور کو مدرسہ دیوبند کے علماء سے معاملے سے پہلے حضور کو اردو نہ آتی تھی پس جب سے ان سے معاملہ ہوا تو یہ زبان آگئی اپنے مدرسے کی شان گھڑنے کے لئے تو یہاں تک مان گئے مگر شان رسالت تسلیم کرنے کے لئے حضور کے اس کمال کا بھی انکار کر دیا۔

## لفظ کل اور خصوص کا احتمال

قارئین لفظ کل کے بارے میں نعمت وہابی صاحب نے اپنی جہالت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ لفظ تخصیص کا احتمال رکھتا ہے۔

133 براہین قاطعہ صفحہ 26 مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی صاحب

**الجواب** چلو مان لیا رکھتا ہو گا مگر اصل مسئلہ یہ ہے کہ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا میں جو لفظ کل آیا ہوا ہے اس کے اندر خصوص کا احتمال ہے یا نہیں تو جو مرضی تفسیر پڑھ کے دیکھ لیں یہاں پر کسی مفسر نے بھی اس کو تخصیص کا فائدہ دینے والا کل نہیں بنایا۔ یہاں تک کہ جن علماء نے اسماء الہیہ مراد لئے مثلاً قاضی پانی پتی وہ بھی اسماء الٰہی کلھا کہتے ہیں۔

جو فرشتے مراد لئے وہ بھی بعض فرشتے نہیں کل فرشتے و علی ھذا القیاس جن علماء نے جو تفسیر بھی کی کسی نے اس کو تخصیص والا کل نہیں بتایا۔ لہذا تمہارا یہ ڈرامہ بھی ختم ہوا ورنہ تو پھر فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمۡ میں بھی یہی مطلب ہو گا کہ بعض فرشتوں نے سجدہ کیا اور بعض نے نہیں کیا لہذا وہابی صاحب کی باقی باتوں کی طرح یہ بھی غلط ثابت ہو گئی۔ اور پپلانوی صاحب کی تحقیق زندہ باد

## کیا قاعدہ اکثریہ کی کوئی (Value) نہیں ہے؟

قارئین نعمت وہابی صاحب چونکہ جھوٹے سہارے تلاش کرنے میں مگن رہا ہے اس لئے ایک جھوٹا سہارا یہ بھی بیان کیا۔ ملاحظہ ہو:

یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ جو بھی الف لام جمع پر داخل ہو وہی استغراق کا فائدہ دے جیسے «إِنَّمَا الأَعۡمَالُ بِالنِّيَّةِ» لفظ اعمال جمع پر الف لام داخل ہے لیکن استغراق کا فائدہ پھر بھی نہیں دے رہا۔[134]

---

134 کتاب شمس صفحہ 126

الجواب: لگتا ہے مولوی صاحب کسی جہالت کی فیکٹری میں تیار ہونے والا پرزہ ہے جسے پتہ ہی نہیں کہ نحاۃ۔ اہل بلاغت اور اصول فقہ وغیرہ کے قوانین کلیہ نہیں اکثریہ ہوا کرتے ہیں۔ اسی لئے تو شاذ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

صرفی ۔ نحوی اصولی قواعد ضوابط من وجہ شرعی قوانین ہیں۔ ان کے مطابق قرآن پڑھنا سیکھنا پڑھانا علماء نے لازم قرار دیا ہے اگر سینکڑوں صورتوں میں سے کوئی ایک آدھ صورت میں وہ قوانین جاری نہ ہوئے تو قانون پھر بھی اسی طرح ہو گا یہی صورتحال اس الف لام کی بھی ہے جو جمع پر داخل ہو قبلہ پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پورے حوالہ جات سے لکھا ہے کہ اہل عرب اصولی حضرات علماء معانی اور نحوی حضرات اس قانون پر متفق ہیں کہ اگر جمع پر الف لام آئے اور عہد کا قرینہ نہ ہو تو استغراق کا فائدہ دے گا اب یہ اعتراض بجائے اس کے کہ پپلانوی صاحب پر کیا جائے یہ مذکورہ حضرات پر ہونا چاہئے۔ یا اہل عرب پر ہو جو اس طرح کی جمع میں استغراق والا معنی ہی مراد لیتے ہیں۔

## مثال ہی غلط بیان کر دی

وہابی صاحب اپنے جھوٹے دعوے پر مثال ہی غلط دے گئے ہیں ان کے اپنے لفظوں میں ملاحظہ ہو: جیسے إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ لفظ الاعمال جمع پر الف لام داخل ہے۔ لیکن استغراق کا فائدہ پھر بھی نہیں دے رہا صفحہ 126

الجواب جہلاء وہابیہ تو تقریظیں لکھ کر وہابی صاحب کے علم کو بڑی داد دے ر

ہے تھے مگر ہمیں پوری کتاب میں کہیں بھی علمی رنگ نظر نہیں آیا ہاں البتہ جہالتوں کی کوئی گنتی وشمار نہیں ہے۔

ان میں سے ایک وہ مثال بھی جو ابھی اوپر گزری ہے الاعمال جمع ہے اس پر آنے والا الف لام استغراق کا ہی فائدہ دے رہا ہے۔ تمام محدثین نے یہی بیان کیا ہے یہ الگ بات ہے ہم احناف اس کا معنی کرتے ہیں تمام اعمال کا ثواب نیت پر ہی ہے یعنی نیت کے بغیر کسی عمل پر ثواب کا استحقاق نہیں ہو گا۔

اور شوافع حضرات کے نزدیک اس کا مفہوم ہے۔

تمام اعمال خواہ مقصودہ ہوں یا غیر مقصودہ ان کی صحت نیت پر موقوف ہے اگر نیت ہے تو ہر ہر عمل صحیح ہے ورنہ کوئی عمل خواہ نماز ہو یا وضو درست نہیں ہے اس لئے وہ (امام شافعی) وضو کے لئے نیت شرط قرار دیتے ہیں اور ہمارے امام شرط نہیں قرار دیتے۔ المختصر یہ کہ ہر عمل کی صحت مراد لیں یا ہر عمل کا ثواب مراد لیں تمام اعمال مراد ہوں گے الف لام استغراقی ہو گا ایسا نہیں ہے کہ یہ حکم بعض اعمال کے لحاظ سے ہو اور بعض کے لحاظ سے نہ ہو اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہاں خاص اعمال پر کوئی قرینہ نہیں ہے کہ ہم یہ عہد کا بنالیں تو پھر پتہ نہیں کہ وہابی صاحب نے استغراقی کا انکار کیوں کر دیا ہے؟

فائدہ یہ تو واضح ہے کہ الاعمال کا الف لام عہد کا نہیں ہے ہاں اگر اس کو جنس کا مان لیں تو پھر بھی مطلب وہی نکلے گا جو استغراقی سے نکلا ہے۔ اس لئے کہ یہاں

اس سے پہلے کلمہ حصر انما آیا ہوا ہے۔

اور پھر مسند الیہ الاعمال معرفہ بھی ہے جو کہ مفید حصر ہوتا ہے اور جنس کا اثر اسی وقت صحیح ہوگا جبکہ اس کے تمام افراد کا اثر ہو اگر ایک فرد (عمل) بھی خارج ہوگا تو جنس کا حصر نہ ہوگا۔

فائدہ احناف کے نزدیک چونکہ حدیث کا مطلب ہے ہر عمل کا ثواب نیت سے ملے گا بغیر نیت کسی عمل کا ثواب نہ ملے گا۔ تو اس کے مطابق شرعاً جائز امور میں سے کوئی امر اگر عبادت و اطاعت کی نیت سے کیا جائے تو اس پر بھی ثواب ملے گا ۔مثلاً روٹی کھانا پانی پینا چلنا پھرنا ان میں ثواب کی نیت ہو تو یہ عبادت بن جائیں گے اور ثواب مرتب ہوگا ۔الغرض الاعمال میں الف لام استغراقی ہی ہے لیکن دیوبندی مولویوں نے وہابی صاحب کو صحیح طرح سمجھایا نہیں ہے اس لئے چبل مار گیا ہے۔

قارئین کرام آپ نے دیکھ لیا کہ وہابی صاحب قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی دلیل کا جواب دینے میں کتنے ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ تو مزید جوابات کا کیا عالم ہوگا؟ دیکھتے جائیں۔۔۔۔۔۔یقینا آپ اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ وہابی صاحب کی کشتی ہچکولے کھا کھا کر بالآخر جہالت کے دریا میں ڈوب ہی گئی۔

## امام رازی پر بہتان کا جواب امام رازی صاحب سے

نعمت وہابی صاحب لکھتے ہیں کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی ﷺ سے جمیع

لغات جاننے کی نفی کی ہے۔

**الجواب امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

اسماء سے مراد مشہور قول کے مطابق ہر وہ چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا یعنی پیدا کردہ چیزوں کی اجناس تمام لغات مختلفہ سے جن کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام گفتگو فرماتے تھے اور اس وقت جو اولاد آدم گفتگو کرتے ہیں۔ یہ تمام سیکھائی گئی ہیں یعنی عربی، فارسی ،رومی اور علاوہ ازیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی حقیقی اولاد وہ تمام بولیاں بولا کرتے تھے۔

پس جب آدم علیہ السلام فوت ہوگئے اور آپ کی اولاد جہان کے اطراف میں پھیل گئی توان میں سے ہر ایک ان زبانوں میں سے ایک معین زبان میں بولنے لگا تو اس پر وہی زبان غالب آ گئی۔ پس جب وقت اور لمبا گزرا اور اولاد آدم میں سے ہر ایک یکے بعد دیگر زمانے میں فوت ہوتا گیا تو وہ باقی زندہ زبانیں بھول گئے آدم علیہ السلام کی اولاد کی بولیاں علیحدہ علیحدہ ہونے کا سبب یہی چیز ہے۔[135]

**اقول:** فریقین کے درمیان یہ طے شدہ ہے کہ جو جو کمال اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا فرمایا وہ حضور کو ضرور عطا فرمایا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اولاد آدم تو دنیا کائنات کی تمام بولیاں جانتی ہو مگر امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صرف عربی جانتے ہوں اور دیگر بولیاں نہ جانتے ہوں **(معاذ اللہ)**

135 تفسیر کبیر تحت مذکورہ جلد نمبر 1 صفحہ 398 رشیدیہ کوئٹہ

## تفسیر نیشا پوری اور عقیدہ علم الغیب

قارئین کرام نعمت وہابی صاحب جہالت میں پھر کودپڑے ملاحظہ ہو:
صاحب غرائب القرآن کا بھی ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام علم غیب جانتے ہیں۔ (دلیل) اگر اس کا یہ عقیدہ ہوتا تو وہ حضرات انبیاء علیھم السلام کے لئے یہ نہ لکھتے کہ:
و فیہ ان الانسان المرتضیٰ لنبوتہ قد یطلعہ اللہ تعالیٰ علی بعض غیوبہ[136]
اللہ تعالی جس کو نبوت کے لئے چنتے ہیں تو اس کو مطلع فرماتے ہیں بعض غیوب پر
علامہ نظام کا عقیدہ انبیاء علیھم السلام کے لئے بعض غیوب کا ہے نہ کہ علم غیب کا۔[137]

**اقول:** قارئین مذکورہ حوالہ بار بار پڑھیں کتنا جاہل انسان ہے جس چیز کی نفی کا دعویدار ہے خود ہی اس کے اثبات پر دلیل بھی دے رہا ہے۔
اللہ تعالی کے اپنے انبیاء کو بعض غیوب پر اطلاع دینے کا صاف صاف مطلب ہے کہ بعض غیوب کا علم عطا فرماتا ہے۔ لیکن یہ بعض اہل سنت والا ہے وہابیوں والا نہیں اس کی وضاحت ما قبل صفحات میں ہو چکی ہے۔
وہابی صاحب کہتے ہیں علامہ نظام کا عقیدہ انبیاء علیھم السلام کے لئے

---

136 تفسیر نیشا پوری جلد نمبر 6 صفحہ 375
137 کتاب شمس صفحہ 125

بعض غیوب کا ہے نہ کہ علم غیب کا۔

**اقول:** یہ وہی بات ہو گئی کہ جس طرح کوئی کہے مرا نہیں اکڑا ہوا ہے۔

## بعض غیوب اور علم غیب میں کیا فرق ہے؟

ارے اپنے بڑوں سے ہی پوچھ لیتے تھانوی صاحب تو ہر صبی مجنون کے لئے بعض علوم غیبیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ وہ تو یہاں تک کہہ گئے:

بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔[138] واہ وہابیو ماننے پہ آئے ہو تو پاگلوں اور ہر قسم کے جانوروں کے لئے مان گئے، لیکن جب محبوب خدا کی باری آئی تو عشق کی بجائے عداوت پر اتر آئے۔

| ظالمو محبوب کا حق تھا یہی | عشق کے بدلے میں عداوت کیجیے |
|---|---|

## مفسر ابو سعود حنفی اور علم غیب کا عقیدہ

وہابی صاحب نے گدڑ بھبکی مارتے ہوئے کہا:

ابو سعود کی عبارت سے علم غیب ثابت نہیں ہو سکتا اگر جرات ہے تو ایک مفسر کا حوالہ لاؤ کسی مفسر نے اس آیت کے تحت لکھا ہو کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم غیب عطا فرمایا قیامت قائم ہو سکتی ہے حوالہ پیش نہیں ہو سکتا۔

**الجواب** ملاجی اس طرح کی بڑھکیں لکھنے سے باطل پرست وہابی تو شاید خوش

---

138 حفظ الایمان صفحہ 8

ہوں مگر حقیقت پسند طبقہ کبھی مطمئن نہیں ہو گا۔ وہابی صاحب کاش کہ آپ پپلا نوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزید دو حوالے جو انہوں نے مذکورہ عبارت کے ساتھ ہی ذکر فرمائے ہیں۔ آپ وہ اپنی کتاب میں ذکر کر دیتے تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا تھا، مگر کچھ تو ہے نا جس کی پردہ داری ہے۔

امام ابو سعود حنفی مشہور مفسر لکھتے ہیں:

(ترجمہ اردو) حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو ہر چیز کے نام تفصیلا بتا دیئے اور تمام چیزوں میں سے ہر ایک کے احوال بھی ان کو بیان فرما دیئے، اور ہر ہر چیز کی خواص بھی اور اس کے وہ احکام جو دنیاوی زندگی اور اخروی سے متعلق تھے سب بتا دیئے اور کسی کی تفاصیل بیان کرنے میں ذرا برابر بھی غلطی نہ کھائی۔

اور ناموں وذوات کی مناسبت بھی بیان کی گئی تھی اور مزید فرماتے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام کو ان امور کے بارے میں جو آسمان والوں یا زمین والوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے بارے میں علم دیا گیا تھا[139] سبحان اللہ

قارئین امام ابو سعود کے مذکورہ حوالہ جات پڑھ کر فیصلہ کر لیں جن جن چیزوں کے بارے میں حضرت آدم علیہ السلام کو علم دیا گیا تھا وہ غیب تھیں یا حاضر تھیں۔

یقینا یہاں پہلی صورت ہی متعین ہے تو پھر ان چیزوں کا علم ان کو دیا جانا یہ غیب کا علم عطا کرنا نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

---

139 تفسیر ابی سعود جلد نمبر 1 صفحہ 116 بتصرف

## علم غیب یہ عقیدے کا مسئلہ ہے کیا؟

قارئین کرام علوم غیبیہ ہوں یا علوم قرآن و سنت ہو ں ان کا تعلق فضائل و کمالات سے ہے۔ ہم حضور کے اس علمی کمال کے قائل ہیں اور وہابی حضور کے باقی کمالات میں تنقیص شان کی طرح اس کمال میں بھی شقاوت قلبی سے
کام لیتے ہیں لہذا اس کو عقیدے کا مسئلہ کہنا اور پھر اس پر قطعی دلیلوں کا مطالبہ کرنا سراسر جہالت ہے۔

## تفسیر صاوی غیر معتبر کیوں؟

وہابی صاحب نے لکھا ہمارے نزدیک تفسیر صاوی معتبر نہیں ہے۔
الجواب جناب وہ تو ہمیں پتہ ہے جو حضور کے کمالات کو کھلے دل سے تسلیم کریں وہ آپ کو تسلیم نہیں ہیں۔ آپ کہتے ہیں ہمارے نزدیک واہ کیا پدی کیا پدی کا شوربہ تمہاری (Value) کیا ہے۔ آج تک دیوبندیوں کے مکتبوں سے یہ کتاب چھپتی رہی اور چھپ رہی ہے کسی اہل سنت نے اس کو نہیں چھاپا ہر دیوبندی مدرس کے پاس موجود ہوتی ہے مگر سمجھ سے بالاتر بات ہے کہ غیر معتبر کیوں ہے؟
چونکہ نعمت وہابی صاحب کی اپنے مسلک میں کوے برابر بھی (Value) نہیں ہو گی۔ لہذا اس کی تو اپنی بات ہی معتبر نہیں ہاں آج ہی سے وہ معتبر دیوبندی حضرات جن کا اپنے مسلک میں کچھ تشخص ہے ان سے لکھوا کر یہ بات عام کریں کہ یہ کتاب معتبر نہیں لہذا اس کو چھاپنا اور علمی استفادہ کرنا ممنوع ہے۔ ہم حیران

ہیں آج تک اکابر دیوبند میں سے کسی نے بھی اس کے معتبر ہونے سے انکار نہیں کیا اور آج کہ یہ چوزے اپنے اکابر سے بے خبر کیوں انکار کر رہے ہیں؟ علامہ صاوی صاحب کا اور کوئی جرم نہیں بس یہی جرم ہے کہ انہوں نے علماء اہل سنت بریلویوں والا عقیدہ بیان کر دیا ہے۔ اور یہ ان کا جرم بن گیا۔لہذا وہ غیر معتبر ہو گئے۔

**فائدہ** جہاں کہیں کسی مفسر نے علم غیب کو ذات باری تعالی کے ساتھ علم غیب کو خاص کیا تو اس سے مراد رب تعالی کا ذاتی علم غیب ہے۔

## علماء کے اقوال میں قدر مشترک

وہابی صاحب پھر اپنی بات میں یہیں پھنس گئے ہیں۔لکھتے ہیں:

**الاسما کلھا** کی تفسیر میں حضرات آئمہ تفاسیر رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کتنے مختلف ہیں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ مگر قدر مشترک سب میں یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے ان اشیاء کے نام بتائے جن کی ان کو ضرورت اور حاجت پیش آسکتی تھی اور فرشتوں کے حال سے ان کی مناسبت نہ تھی۔[140]

**الجواب** آئمہ تفاسیر کے اقوال مختلفہ کے باوجود وہابی صاحب نے اتنا مان لیا کہ تمام علماء کے اقوال میں یہ بات ضرور ملتی ہے کہ جن جن چیزوں کی حضرت آدم علیہ السلام کو ضرورت پیش آنی تھی ان تمام کے نام بتائے گئے چلو ہم اسی قدر

140 کتاب شمس 127

مشترک پر ہی اعتماد کر لیتے ہیں۔ تو بات تو پھر بھی اہل سنت والی ثابت ہوئی کیونکہ یہ چیزیں غیب تھیں ان کا علم غیب کا علم ہی ہو گا۔ لیکن وہابی صاحب اتنا بے عقل ہے۔ بات کر کے بھول جاتا ہے۔ ماقبل بیان کیا ہے کہ قاضی ثنا اللہ پانی پتی کہتے ہیں کہ تمام اسماء الٰہیہ کا علم دیا گیا تو بتائیے عالم اسباب میں تمام اسمائے الٰہیہ کی کیا ضرورت پیش آنی تھی۔ نیز ربیع انس کہتے ہیں اسماء سے مراد اسماء ملائکہ ہیں تو اسماء ملائکہ کی عالم اسباب میں کیا ضرورت پیش آنی تھی۔

نیز آپ کہتے ہیں فرشتوں کے حال سے ان اشیاء کی مناسبت نہ تھی کیا فرشتوں کو اس چیز کی بھی حاجت نہ تھی کہ وہ اپنے اپنے یا ایک دوسرے کے نام ہی معلوم کر لیں؟

## تفسیر مدارک کا حوالہ بیان کرنے میں چالاکی

وہابی صاحب نے تحریر کیا کہ:

صاحب مدارک وغیرہ کی تفسیر میں اس کی تشریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جو علم عطا فرمایا ، تو ان اشیاء کی اجناس کا علم تھا رہا اس جنس کے تمام افراد اور افراد کے تمام جزئی حالات تو ان کا اس میں کوئی ذکر نہیں صفحہ 127

الجواب مدارک شریف میں اشیاء کی اجناس کے ذکر کے فوراً بعد تحریر ہے:

و عن ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما علمہ اسم کل شیٔ

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ہر ہر چیز کا علم عطا فرمایا لیکن اس کو دیکھ کر

وہابی صاحب کو موت آنے لگی ہو گی۔اس لئے اس کو ذکر نہ کیا۔

## وہابی نے پپلانوی تفسیر کو خود ہی تسلیم کرلیا

قارئین جس بات کی تردید کے وہابی صاحب نے بڑے جتن کئے بالآخر اسی کو تسلیم کر لیا ملاحظہ ہو:

اور اگر ہر ہر انسان حیوان کا نام بھی بتایا گیا ہو تو ہر ہر انسان اور حیوان وغیرہ کے تمام تفصیلی حالات پھر بھی الگ رہیں گے صفحہ 127

**اقول:** واہ وہابی صاحب یہی بات تو پپلانوی صاحب اور علماء اہل سنت کرتے ہیں جب آپ نے کھلے دل سے تسلیم کر لیا کہ ہر ہر انسان ہر ہر حیوان کا نام بھی حضرت آدم علیہ السلام کو بتایا گیا اور یہ بات اکثر تفاسیر میں بھی موجود ہے یہی ہمارا دعوی ہے رہ گئے وہ تفصیلی حالات تو وہ جس طرح اللہ تعالی جانتا ہے اس طرح ہم غیر خدا کے لئے ہر گز نہیں مانتے اور پھر اللہ تعالی کا تفصیلی علم ہزاروں لاکھوں احوال کے ساتھ بند کرنا بھی کم عقلی ہے۔اس کا علم ہر چیز کے بارے میں لا محدود ہے لیکن انبیاء کا علم اس کے مقابلے میں محدود ہے۔بھلا محدود اور لا محدود میں برابری کہاں ؟

## اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجی

وہابی صاحب نے صفحہ 127 پر عنوان قائم کیا: صاحب نجم الرحمن کی گستاخی (اور پھر آگے بطور دلیل تحریر کیا) ان علوم آدم علیہ السلام پر اللہ تعالی نے نبی علیہ السلام اور

اولیاء امت کو آپ کی وساطت سے اطلاع فرمائی۔

**الجواب** اولاً جن ظالموں کی ساری کی ساری زندگی حضور کی گستاخیاں کرتے ہوئے گزر گئی وہ اپنی گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے ہمارے علماء کے ناموں پر یہ لیبل لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالی کا کروڑوں بار شکر ہے وہابی ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں کہ کسی طرح اہل سنت کے علماء کو گستاخ ثابت کیا جائے لیکن ہمیشہ ناکام ہی ہوتے ہیں۔ دور نہ جائیں صرف وہابی صاحب کا مذکورہ حوالہ ہی پڑھ لیں اس بارے میں ہماری پہلی گزارش یہ ہے کہ نجم الرحمن پپلانوی میں بات اس طرح لکھی ہوئی ہی نہیں جس طرح یہ وہابی صاحب بیان کر رہے ہیں۔ بلکہ بات یوں لکھی ہے یہ علوم آدم علیہ السلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کاملین کو بھی عنایت ہوئے اور اس جگہ فرق علم رسول اللہ و باقی مخلوقات کا بیان کیا گیا ہے۔ وہابی کی بیان کردہ عبارت میں اور مذکورہ عبارت میں بڑا فرق ہے۔

ثانیاً: اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ نجم الرحمن قدیم میں وہی الفاظ ہیں جو وہابی صاحب نے ذکر کئے ہیں تو ہم کہتے ہیں ان کے لحاظ سے بھی گستاخی نہیں بنتی اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہونے کے ناطے حضور علیہ السلام کے بھی باپ اور حضور کے ظاہری وجسمانی وجود کے لئے واسطہ ہیں۔

تو اگر آدم علیہ السلام کو حضور کے واسطے ماننے سے گستاخی ہو جاتی ہے تو یہاں کیوں گستاخی نہیں۔ ہماری سمجھ سے بلکہ ہر عاقل کی سمجھ سے یہ بات بالاتر ہو گی کہ

حضرت آدم علیہ السلام کے علوم کو حضور کے علوم کے لئے واسطہ ماننے میں گستاخی والی بات کون سی ہو گئی۔

ثالثاً حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات الابریز شریف کے حوالے سے لکھی ہے اور یہ کتاب علماء دیوبند کے ہاں بھی معتبر ترین ہے اسی لئے تو اس کی شرح اور حواشی لکھے ہیں۔ تو اگر اعتراض کرنا ہے تو اس کتاب پر اور اس کے مؤلف و صاحب ملفوظ پر کیا جائے۔ پپلانوی صاحب تو صرف ناقل ہیں یہ کیا ڈرامہ بازی ہے کہ اپنے بڑوں کو بچانے کے لئے جن پر اعتراض کرنا چاہئے تھا ان کو چھوڑ دیا اور پپلانوی صاحب کو مشک ستم بنالیا۔ اگر پپلانوی صاحب معاذ اللہ گستاخ ہیں تو پھر اگر ہمت ہے تو یہی فتوی مولانا احمد حسن کانپوری پر بھی لگاؤ جو اس کتاب کے شارح ہیں سیدی عبد العزیز دباغ صاحب ملفوظ پر بھی لگاؤ جن کے یہ ملفوظات ہیں۔ حافظ الحدیث سیدی احمد المالکی رحمۃ اللہ علیہ پر فتوی لگائیں تا کہ ہمیں معلوم ہو کہ آپ فتوی لگانے میں کہاں تک مخلص ہیں۔

## الفصل الثانی: فریقین کے درمیان مسلمات بھی علماء بریلویہ کے کھاتے میں

وہابی صاحب لکھتے ہیں:

علماء بریلویہ نے تو اتنے تک لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے ناموں کا علم دیا گیا ہے۔

لیکن آدم کو یہ علم حاصل نہیں ہوا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کی وجہ سے صفحہ 128

اقول: اولاً یہاں دو باتیں ہیں۔

(01) آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے ناموں کا علم دیا گیا

(02) حضور کی نیابت کی وجہ سے دیا گیا

اول بات تو وہ ہے جس کو ہم معتبر تفسیروں ابن کثیر رازی وغیرہ سے واضح کر چکے ہیں معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہابی صاحب کے نزدیک ابن کثیر اور رازی بلکہ صدر دارالعلوم دیوبند سب علماء بریلویہ ہیں۔

جنہوں نے مذکورہ بات لکھی ہے حوالہ جات گزر چکے ہیں۔

اور دوسرے دعوی پر دلائل علامہ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب نے نشرالطیب میں بیان کر دیئے ہیں، نور محمدی کا بیان دیکھیں لہذا اشرف علی تھانوی صاحب بھی بریلوی ہو گئے، کیونکہ انہوں نے بات جو بریلویوں والی کی ہے۔

ثانیاً عالم ارواح کا معاملہ و احکام اور ہیں اور عالم اجسام کا معاملہ اور ہے اور کام اور ہیں۔ لہذا دونوں کے احکام کو خلط ملط نہ کیا جائے۔ حضور عالم ارواح کے لحاظ سے اول الانبیاء ہیں اور عالم انسان کے لحاظ سے آخر الانبیاء ہیں حضور کے اول الخلق یعنی آپ کے نور مبارک کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا اس پر درجنوں دلائل قرآن و سنت میں موجود ہیں۔ تمام انبیاء کرام حضور کے لواء الحمد کے نیچے ہوں گے۔

قارئین حضور کی یہ عظمت وشان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَلَا فَخْرَ[141]

ترجمہ: قیامت والے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور یہ بات میں بطور فخر یہ نہیں کہہ رہا اور اللہ تعالی کی حمد کا جھنڈا صرف میرے ہاتھ میں ہو گا اور یہ بھی بطور فخر نہیں کہہ رہا کوئی نبی ایسا نہیں ہو گا اس دن مگر وہ میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہو گا۔ حضرت آدم ہوں یا ان کے علاوہ ہوں سب کے سب میرے ہی جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے، اور میں ہی پہلا پہلا وہ شخص ہوں گا جس کی قبر کو کھولا جائے گا۔

سبحان اللہ کتنی پیاری شان ہے ہمارے پیارے آقا ﷺ کی اور علمائے بریلویہ کا یہی جرم ہے کہ وہ کھلے دل سے یہ شانیں تسلیم بھی کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں۔ یہ چیز اگر جرم ہیں تو ہم بار بار کریں گے، اس کی سزا جو مرضی مل جائے سعادت ہے۔ اسی لئے وہابی صاحب نے اس بات کو بھی بریلویوں کے کھاتے میں ڈال دیا اور لکھا (بریلوی) لکھتے ہیں:

قیامت کے دن لواء آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہو گا۔[142]

ہاں ہاں بالکل بریلوی حضرات دل کھول کر لکھتے ہیں اور بیان کرتے ہیں اگر

---

141 رواہ الترمذی جلد۔۔۔

142 کتاب شمس صفحہ 128

تمہارے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں تو اس کا کوئی علاج کرواؤ ہمیں خوشی ہے کہ یہ باتیں آپ نے ہمارے حصے میں ڈال دی ہیں۔ تم اپنی جگہ پر سچے ہو تمہارے نزدیک نبی کریم ﷺ ہمارے جیسے بشر ہیں اور بڑے بھائی کی طرح ہیں یا گاؤں کے نمبردار اور چوہدری کی طرح ہیں، تو یہ شان ان کی کہاں ہو سکتی ہے؟

## خلاصہ کلام

یہ کہ اگر عبارت میں کچھ تبدیلی بھی ہوئی تو نہ اصل عبارت میں گستاخی تھی اور نہ موجودہ عبارت میں پھر قدیم ایڈیشن والی عبارت اپنی نہ تھی الابریز کے حوالے سے تھی۔ لیکن علماء وہابیہ کی عبارت کسی اکابر سے منقول نہ تھیں لہذا ان کے بدلنے میں اور نجم الرحمن کی عبارت بدلنے میں بڑا فرق ہے۔ ظاہر ہے کہ اپنی طرف سے بات لکھنے اور بزرگوں سے نقل کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ حکم ناقل پر نہیں لگایا جاتا حکم اصل عبارت بولنے والے پر لگایا جاتا ہے۔

## الفصل الثالث: کیا علماء اہل سنت بریلوی گستاخ انبیاء ہیں؟

وہابی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 131 سے لے کر 133 تک چند عبارات توڑ مروڑ کر یہ تاثر دیا کہ علماء اہل سنت بریلوی آدم علیہ السلام کے گستاخ ہیں **معاذ اللہ** صفحہ 133 اجمالی جواب ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ کسی کتاب کے معتبر ہونے کا یہ معنی نہیں کہ اس میں جو کچھ لکھا سب مسلم ہے ۔ یہ شان تو صرف قرآن مجید کی ہے

ورنہ ہر کتاب میں بعض امور متروک بھی ہوتے ہیں۔[143]

لہذا ہم وہابیوں کی طرح باطل کو حق کے ساتھ ملا کر اور سیاہ کو سفید بنا کر جھوٹی تاویلات میں ہر گز نہیں جائیں گے۔ ہاں اگر صحیح تاویل کی گنجائش ہو گی تو ضرور کریں گے۔ تفصیلات حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان حضرت آدم علیہ السلام سے خطا کا ہونا اس سبب سے ہوا کہ محبوب ﷺ کی کچھ توجہ ہٹ گئی۔

اقول: اس میں گستاخی والی بات بالکل نہیں ہے باقی رہا اوراق غم کا معاملہ تو یہاں بھی گستاخی نہیں ہے، اس لئے کہ یہاں ایک تقابل موجود ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا ایک وقت پہلے والا تھا ایک بعد والا اس میں تو کوئی شک نہیں حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی جس کی وجہ سے آپ کو جنت سے اُتارا گیا جنتی لباس بھی اُتار دیا گیا پھر جو عزت جنت میں ہے وہ بھلا دنیا میں کہاں تو یہاں صرف مکان کے لحاظ سے بلندی سے پستی کی طرف آنا مراد ہے اس میں کوئی گستاخی والی بات ہی نہیں ہے۔

(02)شکار تیر مذلت سے ذلیل ہونا یہ تو لازم ہی نہیں آتا بلکہ یہاں مقصد صرف یہ ہے کہ ملائکہ اور جنات کی نگاہوں میں سابقہ عظمت کا برقرار نہ رہنا حضرت آدم علیہ السلام کا شرمندہ رہنا توبہ کرنا توبہ قبول ہونا اور زمین میں پہلا پہلا خلیفۃ اللہ بالفعل بن جانا اس پر واضح دلیل ہے۔

---

143 فتاویٰ امجدیہ جلد نمبر 4 صفحہ 463

## وہابی صاحب کی حاشیہ آرائی

اکثر جگہوں پر وہابی صاحب نے حاشیہ آرائی کی ہے۔
مثلاً لکھا کہ یعنی فلمیں ڈرامے گانے یہ سب حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھایا گیا تھا ۔(اور پھر آگے لکھا) ملاحظہ فرمائیں علم غیب کی آڑ میں کس قدر گندا عقیدہ پیش کیا جارہاہے۔[144]

**الجواب** مفتی صاحب قبلہ احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ریڈیو ٹی وی کی بات کی تھی جو تفسیر ابن عباس **علمه اسم کل شیٔ** کے تحت داخل ہے اور ابن کثیر کی نہایت پسندیدہ تفسیر ہے۔ ریڈیو ٹی وی میں وہابی صاحب کو نہ تو علماء کے بیانات نظر آئے نہ تلاوت قرآن نہ نعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی دیگر دینی علوم ہاں اگر نظر آیا تو ریڈیو ٹی وی کا نام سن کر اپنی انتہائی پسندیدہ چیزیں اور مرغوب چیزیں مثلاً فلمیں گانے ڈرامے وغیرہ تو ان کا ذکر کر کے مفتی صاحب پر بہتان باندھا کہ انہوں نے یہ لکھا حالانکہ مفتی صاحب نے یہ لفظ ہرگز نہیں لکھے ہیں پنج تن پاک میں سے حضور کے علاوہ چار تن جو نبی نہیں ہیں ان کے لحاظ سے اگر غنیۃ الطالبین میں بات لکھی ہوئی ہے۔ یا مہر منیر میں فیض احمد صاحب نے لکھی ہے تو یہ بات ہمارے معتبر علماء کے نزدیک ہرگز معتبر نہیں اور نہ ہی ہمارے کسی معتبر عالم نے اس پر مکمل طور پر اعتماد کیا ہے۔ اسرار قادری غیر معتبر کتاب ہے جو

---

144 کتاب شمس صفحہ 131

کسی معتبر عالم اہل سنت کی لکھی ہوئی نہیں جب معتبر کی ہر بات معتبر نہیں ہے۔
جیسا کہ بخاری و مسلم میں کئی احادیث راوی کے معتبر نہ ہونے کی وجہ سے رد کر دی جاتی ہیں کیونکہ راوی معتبر نہیں تو یہاں بھی یہی ہو گا۔

## الابریز شریف کی عبارت میں کلابازیاں

نعمت وہابی صاحب نے لکھا صاحب نجم الرحمن نے نجم الرحمن کے صفحہ 8 پر ابریز کی عبارت لکھی کہ شیخ عبد العزیز دباغ لکھتے ہیں صفحہ 133

**الجواب** وہابی صاحب نے خیانت کی انتہا کر دی ہے۔صاحب نجم الرحمن نے مذکورہ عبارت بالکل نہیں لکھی کہ شیخ عبد العزیز دباغ لکھتے ہیں۔
کیونکہ ابریز شریف یہ شیخ عبد العزیز نے خود نہیں لکھی یہ ان کے ملفوظات ہیں اور ملفوظات صاحب ملفوظ نے خود نہیں لکھے ہوتے۔
ثانیاً صاحب نجم الرحمن نے الابریز شریف کی عبارت اس لئے نقل کی کہ قضایا مسلمات عند الخصم معتبر ہوا کرتے ہیں اور اسی طرح مسلم شخصیات کے اقوال بھی معتبر ہوتے ہیں اور مسلم کتب بھی معتبر ہوتی ہیں۔ تو وہابی صاحب کم از کم اتنی ہی شرم کر لیتے کہ تمام وہابیہ دیوبندیہ الابریز شریف کو یقینا معتبر مانتے ہیں بلکہ وہابی نعمت نے بھی معتبر مانا اس لئے تو صاحب نجم الرحمن پر الزام عائد کر دیا کہ انہوں نے الابریز کی پوری عبارت نقل نہیں کی ورنہ مسئلہ واضح تھا۔
ثالثاً آپ کے نزدیک اگر الابریز شریف معتبر نہ تھی تو سیدھا سادہ جواب تھا کہ اس

کے حوالے نہ دو یہ کتاب معتبر نہیں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ جی پوری عبارت نقل نہیں کی۔

رابعاً علم غیب حضور کے خداداد کمالات میں سے ایک کمال ہے ہم اس کے قائل ہیں اور وہابی باقی کمالات کی طرح اس کے منکر ہیں۔ لہذا اس کو عقیدہ کا مسئلہ قرار دینا جہالت ہے۔

خامساً الابریز شریف سے واضح ہے کہ حضور کا علم مبارک اور آدم علیہ السلام کا علم مبارک اللہ کے علم مبارک کے برابر نہیں ہے۔ بالکل یہی عقیدہ حق اور اہل سنت کا ہے۔ اور وہابیہ کا اہل سنت پر الزام ہے کہ یہ لوگ انبیاء کے علوم کو علوم باری کے برابر مانتے ہیں۔ **معاذ اللہ**

## بعض جزوی معاملات میں انبیاء کرام کا علم غیب ظاہر نہ ہونا

قارئین بعض معاملات اور واقعات ایسے بھی پیش آتے رہے کہ اللہ کا نبی کسی واقعہ کی وجہ سے پریشان ہو گیا یا کچھ عرصہ تک روتا رہا یا کسی اور حکمت کی وجہ سے ایک معاملے کے بارے میں لوگوں سے دریافت کرتا رہا حالانکہ خود کو بھی علم تھا تو یہ علم غیب کی نفی کی دلیل ہر گز نہیں۔

اس لئے کہ دریافت کرنا یہ عدم علم کی دلیل نہیں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ سائل کو ایک چیز کا علم ہو پھر بھی وہ سوال کر رہا ہو مثلاً فرمان باری تعالی ہے:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى

رب تعالی یقینا جانتا تھا کہ موسی کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے لیکن حکمت کے پیش نظر پوچھا اب کوئی بد بخت یہاں کہے کہ جی اللہ تعالی کو علم نہیں تھا اس لئے تو کہا کہ پیارے موسی تمہارے ہاتھ میں کیا چیز ہے **معاذ اللہ**

اگر یہاں حکمت ہو سکتی ہے تو انبیاء کرام کے علوم میں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟ لہذا حضرت آدم علیہ السلام کا حضرت حوا کی جدائی و غم میں رونا حضرت یوسف کے غم میں حضرت یعقوب کا رونا اسی وجہ سے تھا کہ زندہ و تابندہ ہونے کے باوجود آپس میں جدائی تھی ملاقات نہیں ہو رہی تھی اور ہجر و فراق میں انسان اپنے پیاروں کی محبت میں روتا ہی ہے ۔

## غنیۃ الطالبین اور عقیدہ علم غیب

وہابی صاحب نے غنیۃ الطالبین کا حوالہ دے کر بڑا شور مچایا اور زور دیا کہ دیکھو جی آدم علیہ السلام کو علم غیب نہیں تھا

**اقول:** بارش سے بچنے کے لئے کھلے آسمان سے دوڑ کر پرنالے کے نیچے کھڑے ہونے والا کام کیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے جن تمام چیزوں کے علوم غیبیہ کی نفی کی وہ تمام علوم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے لئے مان لئے کہ ان کو تمام چیزوں کا علم تھا انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سیکھا دیئے کہ گندم یوں کاشت کرو اور یوں آٹا بناؤ یوں روٹی بناؤ وغیرہ۔

اگر وہابیہ کہیں کہ جبرائیل کو یہ علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے تو پھر بھی ہمارا عقیدہ واضح ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو علوم غیبیہ عطا فرماتا ہے۔

قارئین کرام انصاف والی بات یہ ہے کہ جبرائیل محض ایک واسطہ تھے دراصل اللہ تعالیٰ ہی اپنے پیارے آدم علیہ السلام کو دنیاوی چیزوں کا علم عطا فرمارہا تھا جبرائیل معبر محض تھے۔ بہرحال اگر جبرائیل کی بات کریں عقیدہ پھر بھی ہمارا ثابت ہو گا۔

ہمارا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ کے پیارے بندے بیٹے عطا کرتے ہیں جبرائیل علیہ السلام ہمارا ہی عقیدہ واضح کر رہے تھے۔

اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا

اے مریم میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں میں تجھے بیٹا دینے آیا ہوں۔ لہٰذا حضرت غوث اعظم کے بارے میں اگر مان بھی لیا جائے کہ غنیۃ الطالبین ان کی کتاب ہے تو عقیدہ ہمارا ثابت ہو گا۔

## حضرت شاہ عبدالعزیز اور عقیدہ علم غیب

قارئین حضرت خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 5 جون 1823ء نے مسئلہ علم غیب اتنے خوبصورت اور مدلل انداز میں سمجھا دیا تھا کہ اگر وہابیہ انصاف سے کام لیتے تو جھگڑا ہی ختم تھا مگر ان کو اپنے پیر حاجی امداد اللہ کے فیصلوں کی طرح یہ بھی فیصلہ ہضم نہ ہوا، اور ہاضمہ اتنا خراب ہوا کہ تاویلات فاسدہ سے کام لینا

شروع کر دیا اور الٹا چور کو توال کو ڈانٹے کے مصداق بن کر صاحب نجم الرحمن پر حملہ آور ہو گئے۔ حضرت محدث دہلوی کی گفتگو کا خلاصہ مختصر لفظوں میں یوں ہے حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کے عطا کردہ نور نبوت کے ساتھ ہر مسلمان کے رتبہ پر مطلع ہیں۔ یعنی آپ اس چیز کا علم رکھتے ہیں کہ کون سا میرا امتی میرے دین کے کون سے مرتبے پر پہنچا ہوا ہے، اس کے ایمان کی حقیقت کتنی ہے اور کیا ہے؟ اور کون سا ایسا پردہ ہے جس کی وجہ سے مرتبے کی ترقی نہ ہو سکی؟ خلاصہ یہ ہے کہ حضور ہم سب کے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں ایمان کے درجات کو بھی نیک و برے اعمال کو بھی اخلاص و نفاق کو بھی یہی وجہ ہے کہ آپ کی شہادت (گواہی) دنیا میں بھی بحق شرع شریف امت کے حق میں قابل قبول اور واجب العمل ہے۔ تفسیر فتح العزیز زیر آیت وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔

## تبصرہ شیخ پپلانوی

جب حضور کو ملنے والی نبوت ہمیشہ کے لئے ہے اور کبھی آپ سے جدا نہیں ہوئی تو اسی نور نبوت سے ہی تو آپ اپنی امت کے اعمال پر مطلع ہیں تو اس میں بھی ہمیشگی ہوگی۔ لہذا جیسے نبوت ہمیشہ کے لئے تو اعمال امت پر اطلاع بھی ہمیشہ کے لئے ہوگی۔ یہی علوم غیبیہ ہیں۔

## وہابی مولوی کی چالاکیاں

شاہ صاحب کی عبارت اپنے مطلب و مفہوم میں بالکل واضح تھی، مگر وہابی صاحب

نے چونکہ اس سے جان چھڑانی تھی تو چالاکیاں شروع کر دیں۔

چالاکی نمبر (01) نبی ﷺ کو امت کے اجمالی طور پر اچھے برے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

اقول: شاہ صاحب کی پوری عبارت میں کہیں بھی یہ نہیں کہ اجمالی طور پر اچھے برے اعمال پیش کئے جاتے ہیں یہ اپنی طرف سے چالاکی دیکھائی گئی ہے تاکہ کچھ دیوبندی بھرم رہ جائے۔

فائدہ اس مقام پر صاحب کتاب شمس وہابی صاحب نے شاہ صاحب کی مزید عبارت در روآیات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیاں خود مطلع سازند لکھ کر اپنے آپ کو مزید پھنسایا کہ اب تمام انبیاء کے بارے میں ماننا پڑے گا کہ ان کو اپنی اپنی امتوں کے تمام اعمال پر اطلاع ہوتی ہے۔ یہاں اعمال امتیاں کی بات ہو رہی ہے۔ اجمالی والی بات اپنی طرف سے گھڑی گئی ہے۔ حضور سید عالم کا اپنی امت کے اعمال پر مطلع ہونا بطریق اولیٰ ثابت ہوا۔

چالاکی نمبر (02) صاحب نجم الرحمن سمجھ نہیں سکے بات عرض اعمال کی تھی نہ کہ جمیع علم غیب کی۔

اقول: جو بات جان بوجھ کر خود نہ سمجھ سکے اس کا وبال دوسروں پر ڈال دیا ارے بھائی جب حضور کا نور نبوت ہمیشہ کے لئے ہے اس سے کسی وہابی دیوبندی کو انکار نہیں تو اسی کے ساتھ ہی تو حضور امت کے اعمال کی خبر رکھتے ہیں تو اس کا انکار

کیوں؟ اور امت کے اعمال کی تب ہی خبر رکھیں گے جب آپ کو علم غیب ہو گا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کے بغیر خبر رکھتے ہوں؟

چالا کی نمبر (03) شاہ صاحب کی عبارت میں ہے کہ **انبیاء علیہم السلام** کو مطلع کیا جاتا ہے نہ کہ پہلے سے مطلع ہیں۔

**اقول:** شاہ صاحب کی عبارت میں یہ کہیں بھی نہیں ہے بلکہ ان کی عبارت میں یہ ہے کہ وہ نور نبوت کے ساتھ اعمال امت کی خبر رکھتے ہیں۔ تو جب نور نبوت ایک ہی بار مل چکا تو امت کے اعمال کی خبر بھی اس کے ساتھ مل چکی تو یہ بار بار خبر دینے کا کیا مطلب؟

چالا کی نمبر (04) اعمال کا علم اس وقت ہو تا ہے جب اعمال پیش ہوتے ہیں نہ کہ پہلے سے۔

**اقول:** اس کا مطلب ہو گا پہلے ان کے پاس نور نبوت نہیں ہو تا اس وقت ان کو نور نبوت دیا جاتا ہے جب کوئی عمل امتی ان پر پیش کرنا ہو تا ہے، پھر امتی کا عمل پیش کر کے پھر نور نبوت چھین لیا جاتا ہے۔ **معاذ اللہ**

مختصر سی بات ہے جب نور نبوت دائمی تو امت کے اعمال کی خبر بھی دائمی اس لئے کہ اعمال کی خبر کی وجہ نور نبوت ہے. یہی وجہ ہے کہ ہم تمام انسانوں میں نور نبوت نہیں تو ہم ایک دوسرے کے اعمال پر بھی مطلع نہیں ہیں لہذا یہ پہلے یا بعد والا چکر بالکل غلط ہے۔

چالاکی نمبر (05) جب علم تمام ہو چکا تھا وفات تک تو اب عرض اعمال کی کیا ضرورت؟

چالاکی نمبر (06) اور اب مطلع ہونے کی کیا ضرورت؟

چالاکی نمبر (07) آپ کے علماء کا تو عقیدہ ہے کہ انبیاء ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو پھر اعمال پیش ہونے کا کیا مقصد ہے؟

اقول: ان تینوں چالاکیوں کا مختصر مگر جامع جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں بھی اچھے اور برے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، بلکہ وہ زمین پر آنے والے فرشتوں سے پوچھتا ہے، میرے بندے کیا کر رہے تھے؟

توجب ذات باری تعالی کو یقینا اپنے بندوں کے اعمال کا علم ہے تو پھر پیش کیوں کئے جاتے ہیں؟ وہ پوچھتا کیوں ہے؟ اس کو اپنے بندوں کے اعمال پر اطلاع کی کوئی ضرورت ہے یا نہیں وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور یقینا ہے تو پھر اس پر اعمال پیش کرنے کا کیا مقصد؟ ان سوالوں کا جواب وہابیہ کے ذمے ہے۔ جو جواب ان کا ہو گا وہی جواب ہمارا ہو گا۔

## شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ہمارے معتبر بزرگ ہیں

وہابی صاحب نے بعض علماء کے حوالے سے یہ غلط تاثر پیش کیا کہ بریلوی علماء شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیشوا تسلیم نہیں کرتے۔

اقول: حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت محدث پپلانوی

اعلی حضرت تاجدار بریلی اور دیگر معتبر علماء بریلویہ جب ان کو معتبر قرار دیتے ہیں اور ان کے حوالہ جات بطور سند و دلیل پیش کرتے ہیں تو اس کے بعد نچلے درجے کے کسی عالم کی بات معتبر نہ ہو گی۔ہاں شاہ صاحب کی کتابوں میں بعد والوں نے رطب و یابس سے بہت کام لیا اس کی تحقیق بہت ضروری ہے۔ اگر ضرورت پیش آئی تو ہم عرض کریں گے۔

قارئین حضرت مولانا پپلا نوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کردہ دوسری دلیل میں وہابی صاحب نے کتنی ٹھوکریں کھائیں آپ کے سامنے ہیں۔اب آگے تیسری دلیل کی طرف بڑھتے ہیں۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے علوم غیبیہ کا ثبوت

قارئین حضرت استاذ الاساتذہ مفتی پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے روشن دلائل اور استدلال سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علوم غیبیہ کو ثابت کیا ہے لیکن وہابیہ کو ہضم نہ ہوا پہلے ہم اپنے آسان لفظوں میں ان کے استدلال کا خلاصہ بیان کرتے ہیں پھر وہابی صاحب کے واویلا کا جواب دیں گے۔

ذات باری تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ[145]

145سورہ الانعام آیت نمبر 75

## خلاصہ استدلال

حضرت مجاہد تابعی و سعید بن جبیر مذکورہ آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ آیات السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یعنی آسمانوں اور زمینوں کی تمام نشانیاں دیکھاتے ہیں یا دیکھائیں گے یا دیکھاتے رہتے ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے بیان فرمایا یعنی خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مطلب یہ ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی تمام مخلوقات دیکھاتے ہیں۔ پھر حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد نے تو اس کی کیفیت بھی بیان فرمائی ہے۔ وہ اس طرح کہ:

اقیم علی صخرۃ و کشف لہ عن السمٰوات حتیٰ رای العرش والکرسی و ما فی السمٰوات من العجائب و

حتیٰ رای مکانہ فی الجنۃ ۔۔۔۔ فذالک قولہ و اٰتیناہ اجرہ فی الدنیا یعنی ارینا ہ مکانہ فی الجنۃ و کشف لہ عن الارض حتی نظر الیٰ اسفل الارضین و رای ما فیہا من العجائب

خلاصہ ترجمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک بہت بڑی چٹان پر کھڑا کیا گیا اور تمام آسمانوں سے تمام پردے ہٹا دیئے گئے، حتی کہ انہوں نے زمین پر کھڑے ہو کر عرش معلیٰ اور اللہ تعالی کی کرسی کو دیکھا اور آسمانوں کے بہت سارے عجائبات بھی دیکھے حتی کہ انہوں نے جنت کے اندر اپنی رہائش گاہ بھی دیکھی جیسا کہ خود اللہ تعالی نے فرمایا

وَاٰتَیْنٰہُ اَجْرَہٗ فِی الدُّنْیَا

ہم نے ان کا اجر ان کو دنیا میں دے دیا یعنی جنت میں ان کا ٹھکانہ ان کو دیکھا دیا اور اسی طرح زمین کے تمام حجابات بھی اٹھا دیئے گئے حتی کہ انہوں نے سب سے نچلی زمین کے نچلے حصے کو بھی دیکھا اور جتنے زمین میں عجائبات تھے ان تمام کا مشاہدہ فرمایا۔

**اقول:** ان تمام آسمانی و زمینی غیبی چیزوں کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علم حاصل ہونا عام ازیں کہ رؤیۃ بصری سے ہو یا رؤیۃ علمی و قلبی سے یہ غیبی چیزوں کا علم حاصل ہونا ہے۔ مذکورہ آیت کی مذکورہ تفسیر پر بہت سارے مفسرین متفق ہیں۔ لہذا انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔

## وہابی صاحب کی واھیات

واھیہ نمبر (01) صاحب نجم الرحمن مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ سے علم غیب اگر ابراہیم علیہ السلام کے لئے ثابت کرتے ہیں تو پھر جمیع عوام الناس کے لئے بھی علم غیب مان لیں ان کے لئے بھی تو قرآن نے فرمایا

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الخ

**الجواب** اولاً صاحب نجم الرحمٰن نے کون سی اپنی طرف سے بات کی ہے انہوں نے جن تفسیروں کے حوالے سے بات کی کیا وہ آپ کے ہاں قابل اعتماد ہیں یا نہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو ان کی بات پر اعتماد کر کے مان لیں اگر جواب نفی میں ہے تو انکار کر دیں، کہ یہ مفسرین چونکہ کمالات انبیاء کی بات کرتے ہیں

لہذا ہمیں منظور نہیں ہے۔

ثانیاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے نری ہم دیکھاتے رہتے ہیں جبکہ ان عام لوگوں کے لحاظ سے یہ نہیں کہ ہم دیکھاتے ہیں بلکہ ہے کہ وہ خود بخود کیوں نہیں دیکھتے ہیں؟ رب تعالی کے دیکھانے اور خود بخود دیکھنے میں شاید وہابیہ کے نزدیک کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی لئے دونوں کو ایک جیسا سمجھ لیا ورنہ دونوں آیتوں میں تقابل نہ کراتے۔

ثالثاً وہابیہ زمانہ کو تو شاید مذکورہ اعتراض پر بڑا ناز ہو گا کہ دیکھو ہم نے جلیل القدر نبی جدالانبیاء کو کیسے عوام الناس کی صف میں کھڑا کیا اور عوام اور جدالانبیاء کے علوم کو برابر ثابت کر دیا۔ یاد رہے کہ وہابیہ تو امام الانبیاء کے بارے میں بھی ایسا کرنے سے باز نہیں آتے جیسا کہ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط کی تفسیر میں آئے گا یہ ان کے لئے کون سا بڑا مسئلہ ہے۔

قارئین ہمیں ان کے اعتراض پر ناز نہیں بلکہ انتہائی افسوس کرنا پڑتا ہے اور ان کی کم علمی و کم عقلی بلکہ انبیاء کرام کی دشمنی پر رونا آتا ہے۔ کہ ان ظالموں کو محبوبان خدا سے اتنی عداوت کیوں ہے؟ اصول کے مطابق جب حضرت پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علم غیب کے ثبوت کے لئے آیت مبارکہ پیش کی تھی تو معترض کو وہ آیت پیش کرنی چاہئے تھی جس میں خاص طور پر ان سے علم غیب کی نفی ہو رہی ہوتی جبکہ یہاں ایسا نہیں ہوا کیونکہ کوئی آیت مبارکہ ایسی نہیں جو وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ والی آیت کے عموم کے منافی ہو یا اس کی تعمیم کے لئے مخصص ہو یہاں تقابل

کراتے ہوئے بھی وہابی کو شرم نہ آئی کہ ایک طرف خلیل اللہ ہیں اور دوسری طرف عوام الناس لہذا یہ قیاس خالصتاً فاسد ہے۔

رابعاً اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا میں صرف دعوت نظارہ ہے یعنی غور و فکر نظر و فکر کرنے کی دعوت دی جارہی ہے۔ تو یہ لازم نہیں کہ عوام الناس مشرکین مکہ یہود و نصاریٰ وغیرہ اس دعوت کو قبول بھی کرلیں اور ان کو ایصال الی المطلوب حاصل ہو جائے جبکہ یہاں پر ہے وَ كَذٰلِكَ نُرِیْٓ ہم صرف نظر و فکر کی دعوت ابراہیم علیہ السلام کو نہیں دے رہے بلکہ ان کو دیکھاتے ہیں اس صورت میں **ایصال الی المطلوب** لازم ہے، تو اتنے فرق کے باوجود قیاس کیسے درست ہو گا؟

خامساً اللہ تعالی کا پاک نبی کوئی بھی ہو انتہائی اعلیٰ درجے کا ذہین و فطین ہوتا ہے اور عوام الناس اس لحاظ سے بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے تو قیاس کیسے درست ہو گا؟

واھیہ نمبر (2) ابن کثیر نے اس آیت سے علم غیب ثابت نہیں کیا بلکہ زمین و آسمان کے عجائب مراد لئے ہیں۔

**الجواب** یہ انتہائی جاہلانہ بات ہے اس لئے کہ یہی عجائبات ہی تو غیبی چیزیں ہیں جو حضرت ابراہیم کو صرف وعدہ نہیں بلکہ باقاعدہ طور پر دیکھائی گئیں اور وہ بھی صرف زمینی نہیں آسمانی بھی جن میں جنت، عرش و کرسی بھی شامل ہے۔ لہذا ابن کثیر کی بیان کردہ تفسیر حضرت پپلانوی کی تفسیر کے خلاف ہرگز نہیں ہے۔

یہ وہابی صاحب کا اپنا زعم فاسدہ ہے۔

واھیہ نمبر (3) مفتی غلام صاحب نجم الرحمن نے غلطی کی ہے۔ حضرت مجاہد کا قول صاحب روح المعانی نے یوں نقل کیا: عن مجاھد ان المراد بالملکوت الایات صفحہ نمبر145

الجواب اولاً اس میں غلطی والی کون سی بات ہے حضرت پپلانوی نے حضرت مجاہد سے جو تفسیر نقل کی ہے وہ تفسیر خازن جلد نمبر 2 صفحہ 28 مطبوعہ پاکستان میں موجود ہے اور اسی سے انہوں نے نقل کی تو اس میں غلطی کیسے ہو گئی؟

ثانیاً عین ممکن ہے دونوں تفسیریں ان سے منقول ہوں لہذا دونوں درست ہیں غلط کوئی بھی نہیں ہے۔ اور غلط تو تب ہو کہ ان میں کوئی منافات ہو جبکہ دونوں میں کوئی منافات و تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ زمین و آسمان کے عجائب اور آیات بمعنیٰ نشانیاں یہ دونوں ایک ہی چیز ہو سکتے ہیں لہذا یہ مفتی غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ کی غلطی نہیں ہے یہ وہابی صاحب کی اپنی غلطی ہے۔

واھیہ نمبر (04) ملکوت سے مراد حضرت مجاہد نشانیاں لے رہے ہیں نہ کہ علم غیب مراد لے رہے ہیں۔

الجواب وہابی صاحب چونکہ عقل سے پیدل ہیں اس لئے نشانیاں اور علم غیب کو الگ الگ چیزیں بتا رہے ہیں۔ زمین و آسمان کے عجائب، نشانیاں اور ان کا علم یہ سب غیب کا علم نہیں تو اور کیا ہے؟

واھیہ نمبر (05) صاحب روح المعانی لکھتے ہیں: قیل ملکوت السمٰوت الشمس والقمر والنجوم و ملکوت الارض الجبال والاشجار الاسجار

**الجواب** اولاًما قبل صفحات میں بڑے زور شور سے کہا کہ قیل سے جو قول ذکر ہو ضعیف ہوتا ہے یہاں آکر اس اصول کو بھول گیا ہے۔

**واھیہ نمبر** (06) اس آیت میں احتمال پیدا ہو گیا ممکن ہے کہ ملکوت سے مراد نشانیاں ہوں اور ممکن ہے کہ ملکوت سے مراد شمس، قمر اور نجوم ہوں۔

**الجواب** وہابی صاحب کتنا جاہل ترین آدمی ہے کہ جس کو اتنا بھی علم نہیں کہ سورج، چاند، ستارے یہ سب کے سب اللہ تعالی کی وحدانیت اور قدرت کی نشانیاں ہی ہیں۔ وہابی خیال کے مطابق آیت مبارکہ میں اگر نشانیاں مراد ہیں تو پھر شمس ،قمر، نجوم نہیں ہو سکتے اور اگر مذکورہ تین چیزیں ہیں تو پھر نشانیاں مراد نہیں ہو سکتیں یہ ہے وہابی صاحب کا مبلغ علمی جس پر اس کو ماتم ضرور کرنا چاہئے۔ سورہ یسین شریف کی تین آیات مبارکہ وَ الشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ اور وَ الۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰہُ مَنَازِلَ اور لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَہَاۤ یہ تینوں واضح کر رہی ہیں کہ سورج چاند ستارے دن اور رات یہ سب اللہ تعالی کی نشانیاں ہیں۔ لیکن وہابیہ کو کون سمجھائے کہ جناب دنیا کائنات کی ہر چیز ہی اللہ تعالی کی قدرت کی شاہکار ہے۔

**فائدہ** حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو قیامت کے قائم ہونے کا علم ہے یا نہیں؟ اس پر بہت سارے دلائل موجود ہیں جو قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کئے ہیں۔ ان کی تفصیل اپنے مقام پر آجائے گی۔

## تلک من انباء الغیب سے لاجواب استدلال

قارئین حضور قبلہ پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اصول و ضوابط کے مطابق آیت مبارکہ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ۔ سے حضور کے علوم غیبیہ کے ثبوت پر استدلال کیا لیکن وہابی صاحب کو وہ بھی ہضم نہ ہوا ہم پہلے ان کی تحقیق کا خلاصہ تحریر کرتے ہیں پھر وہابی صاحب کی تردید کی طرف آئیں گے۔

## خلاصۃ التحقیق

انباء جمع کا صیغہ ہے یہ نبأٌ کی جمع ہے جس کا معنی ہے غیبی خبر آیت مبارکہ میں انباء جمع کی اضافت ہو رہی ہے غیب کے لفظ کی طرف علم نحو علم معانی علم اصول کے آئمہ کرام اس قاعدے پر متفق ہیں کہ جب جمع کے صیغے کی اضافت ہو مفرد کی طرف تو یہ اضافہ استغراق (تمام افراد کے احاطہ) کا فائدہ دیتی ہے۔

فلہذا نُوْحِیْهَاۤ جو کہ فرمان باری تعالی ہے اور اس کا فاعل و متکلم خود رب تعالی ہے اس کے مطابق ماننا پڑے گا کہ وحی کے ذریعے حضور نبی کریم ﷺ کو تمام مغیبات بتائے گئے ہیں۔ کچھ تو وحی جلی کے ساتھ اور کچھ وحی خفی کے ساتھ اگر نوحی فعل مضارع کو استمرار تجدی کے معنی میں لیں تو مطلب ہو گا ہم وقتا فوقتا آپ کو مغیبات بتاتے رہتے ہیں۔ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری و ساری رہتا ہے۔ اگر مضارع کو استقبال کے معنی میں لیں تو مطلب ہو گا ہم مستقبل میں آپ کو بتائیں گے اور اللہ کا وعدہ ہمیشہ سچا وعدہ ہے اس کا خلاف ہر گز نہیں ہو سکتا کما قال: اِنَّ اللّٰهَ لَا

يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔ اگر مضارع کا حال والا معنی بھی لیں تو چونکہ من تبعیضیہ کا قرینہ موجود ہے۔ لہذا کچھ مغیبات حال میں بتائے گئے اور کچھ بعد والے زمانے میں۔

فائدہ مذکورہ تحقیق سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ رب تعالی کا علم اور رسول خدا کا علم برابر نہیں حضور کا یہ علم تدریجی ہے یعنی آہستہ آہستہ ملتا رہا لیکن اللہ تعالی کا علم ایسا نہیں حضور کا علم متناہی اور محدود ہے رب تعالی کا علم غیر متناہی و غیر محدود ہے۔

## فائدہ ضروریہ

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب وہ عصر حاضر کے محقق تھے، لیکن بعض معاملات میں ان کی تحقیقات اکابر علماء اہل سنت کے خلاف چلی گئیں نہ تو وہ اکابر کے ہم پلہ ہیں اور نہ ہی ان کے ہم عصر نہ علم میں ان کے برابر نہ ہی ہمارے مسلک کے امام نہ ہمارے مسلک کی ان سے شناخت وغیرہ وغیرہ لہذا ان کی وہ تحقیقات تو ہمیں جان و دل سے قبول ہیں جو ہمارے اکابر کی تحقیقات کے مطابق ہیں جو ان سے ہٹ کر ہیں وہ قبول نہیں ہمیں دلیل دینی ہو تو اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی اعلی حضرت تاجدار گولڑہ حضرت مفتی غلام محمود پپلانوی وغیر ہم کی دی جائے۔

## تردید وہابیہ

وہابی نے کہا صاحب نجم الرحمن کے پیر و مرشد لکھ رہے ہیں کہ جو علم بذریعہ وحی حاصل ہوتا ہے وہ علم علم غیب میں داخل نہیں ہے۔

الجواب ہم اس کا جواب ما قبل صفحات میں دے چکے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب مغیبات پر اطلاع ضرور مانتے ہیں اور آپ بھی مانتے ہیں بلکہ وہابیوں کے رد میں پورا رسالہ لکھ دیا حضور کے علوم غیبیہ کے ثبوت پر ہاں وہ اس چیز سے پرہیز کرتے ہیں کہ حضور کے لئے علم غیب کا لفظ نہ بولا جائے تا کہ کسی کا ذہن ذاتی علم غیب کی طرف نہ جائے۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ شاہ صاحب نے اس مقام پر درجنوں دلائل صرف اسی موضوع پر پیش کئے ہیں، جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضور اللہ تعالی کی عطا و اطلاع سے مغیبات کو جانتے ہیں اور ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔

## واھیات وہابی

واھیہ نمبر (01) یہ جواب بھی صاحب نجم الرحمٰن کا جاھلانہ ہے کہ ہر مضارع استمرار تجددی کے لئے آتا ہے صفحہ 151

الجواب صاحب نجم الرحمن علامہ پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دعوی تو کیا ہی نہیں ہے کہ ہر مضارع استمرار تجددی کے لئے ہوتا ہے یہ وہابی صاحب نے اپنی جہالت کی وجہ سے سمجھ لیا ہے اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ
صاحب نجم الرحمن اسی صفحہ پر فرماتے ہیں مضارع کو مستقبل کے معنی میں بھی لیا جاسکتا ہے۔

واھیہ نمبر (2) هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ینزل مضارع کا

صیغہ ہے کیا ہمیشہ قیامت تک کے لئے قرآن نازل ہوتا رہے گا صفحہ 151

الجواب وہابی صاحب قرآن کریم یکبارگی سے نازل نہیں ہوا 23 سال کے عرصے میں وقتاً فوقتاً نازل ہوتا رہا نزول قرآن کا سلسلہ جاری وساری رہنا اور وہ بھی ایک دو سال نہیں بلکہ 23 سال تک یہی نُوْحِيْهَآ ہے اور يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ ہے۔ عرصہ دراز تک جو کام ہوتا رہے وہ یقینا استمرار تجددی ہے، لہذا قرینہ استمرار بھی موجود ہے یعنی 23 سال کا عرصہ تو اب بھی استمرار کا انکار سمجھ سے بالاتر ہے۔وہابی صاحب اتنے جاہل ہیں جن کو پتہ ہی نہیں چلا جو آیت انہوں نے استمرار سے انکار کے لئے پیش کی وہی استمرار پر دلالت کرتی ہے۔

واھیہ نمبر (03) استمرار تجددی کا اندازہ قرائن سے لگایا جاتا ہے تو آپ (صاحب نجم الرحمن) کی پیش کردہ آیت میں کون سا قرینہ صارفہ موجود ہے؟

الجواب ہم جواب دے چکے ہیں کہ وحی کا سلسلہ 23 سال تک جاری رہا ایسا نہیں کہ وحی صرف ایک بار نازل ہوئی ہو اور اسی طرح اللہ تعالی نے مختلف مغیبات اس عرصہ دراز میں حضور کو بتائے کچھ امم ماضیہ کے لحاظ سے کچھ مستقبل کے لحاظ سے تو یہ دونوں قرینے ہیں کہ یہاں فعل مضارع استمرار تجددی کے لئے ہے باقی رہا قرینہ صارفہ کا لفظ یہ بھی وہابی صاحب نے غلط بولا اس کو علم ہی نہیں کہ قرینہ صارفہ کا مطلب کیا ہوتا ہے؟

صارفہ کا مطلب ہے پھیرنے والا تو مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے پاس کون سا قرینہ

ہے جو فعل مضارع نُوْحِيْهَآ کو استمرار سے پھیرنے والا ہو حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے اس لئے کہ یہاں یہ بات کرنی چاہئے تھی کہ یہاں استمرار تجددی پر کون سا قرینہ موجود ہے لیکن وہابی صاحب نے الٹا کہہ دیا کہ قرینہ صارفہ کون سا موجود ہے۔ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ

## تیسری مثال بھی غلط پیش کر دی

وہابی صاحب کہتے ہیں:

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا میں کیا **یصطفی** استمرار تجددی کے لئے ہو گا؟

**الجواب** یہاں بھی وہابی صاحب نے جہالت کا مظاہرہ کیا پتہ ہی نہیں استمرار کیا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے یہاں پر اس کا ترجمہ کر دیا اللہ تعالی فرشتوں اور انسانوں سے رسول چنتا رہے گا۔ یہ تو مستقبل والا معنی ہے استمرار والا نہیں ہے۔

یہاں استمرار اس طرح ہے کہ فرشتوں کے لحاظ سے جب سے ان کو پیدا کیا پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو جب پیدا فرمایا تو رسولوں کو چننے کا سلسلہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری و ساری رہا، یہی استمرار ہے اور یہی عرصہ دراز ہزاروں سالوں سے بھی زائد ہے۔

واضیہ نمبر (04) ثابت ہوا کہ صیغہ مضارع کا اس وقت استمرار تجددی کے لئے آئے گا جب کوئی قرینہ صارفہ موجود ہو۔

اقول: یہاں پھر وہی واھیات بات کر دی ہے کہ مضارع کا صیغہ استمرار تجددی کے لئے تب ہو گا کہ کوئی قرینہ موجود ہو کہ جو اسے استمرار تجددی سے پھیرنے والا ہو۔ ایک عام طالب علم بھی یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ قرینہ صارفہ نے الٹا ظاہر سے پھیر دینا ہوتا ہے۔ لیکن یہ وہابی صاحب ہیں جو کہتے ہیں کہ جی استمرار تجددی والا معنی تب لیں گے جب استمرار تجددی والے معنی سے پھیرنے والا کوئی قرینہ موجود ہو گا۔ میں حیران ہوں ایسا جاھل ترین شخص مدرس کیسے بن بیٹھا اور خود کو مصنف بھی لکھتا ہے اگر اتنا جاہل آدمی علماء دیوبند کے ہاں مدرس و مصنف ہے تو دیگر لوگوں کا کیا عالم ہو گا؟ محض اوراق سیاہ کر لینے سے بندہ مصنف نہیں بن جاتا اس کے لئے محنت و علم کی ضرورت ہے۔

قارئین ہماری گزارشات سے واضح ہو گیا کہ فعل مضارع کو استمرار تجددی کے معنی میں کرنا بالکل اصول وضوابط کے مطابق درست ہے۔ اور اس پر قرائن بھی موجود ہیں۔ اب اس کے باوجود یہ کہنا کہ صاحب نجم الرحمن نے تحریف قرآن کر دی ہے جیسا کہ وہابیہ نے لکھا بسا اوقات تحریف قرآن بھی کر لیتے ہیں۔ تا۔۔۔۔۔۔۔ یہ مذکورہ عبارت اس کی بین دلیل ہے کہ تحریف قرآن کا ارتکاب کس نے کیا اکابر دیوبند تو وہ دودھ کے دھلے ہوئے جنہوں نے خَاتَمَ النَّبِيِّينَ کا معنی آخری نبی ہونے سے انکار کیا حالانکہ یہ تحریف قرآن کے ساتھ صحابہ کرام اہل بیت سے لے کر عصر حاضر تک کی تمام امت کے اجماعی فیصلے

کو ٹھکرانا بھی ہے۔ نعمت وہابی صاحب کے انتہائی ممدوح مولوی حسین علی نے وَ یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا۔ آیت مبارکہ میں لفظ شَهِیْدًا کا ترجمہ یوں بیان کیا ہے: دراصل بات یہ ہے کہ شہید کا معنی گواہ اور حاضر و ناظر اس کو لازم ہے تو یہ معنی کرنے سے وہابیہ کے عقیدے پر زد پڑتی تھی انہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے عقیدے کو بدلنے کی بجائے قرآن کے معنی کو ہی بدل دیا، دین کا اللہ حافظ ہے۔

## وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

بچہ بچہ جانتا ہے حضور نبی کریم ﷺ دنیا کائنات کی تمام مخلوقات کے لئے رحمت ہیں، مگر تھانوی صاحب کی تحریر بھی دیکھیں ترجمہ کرتے ہیں:

اور ہم نے (ایسے مضامین نافعہ دے کر) آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہاں کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لئے (انتہیٰ)

اقول: شکر ہے اتنا تو مان ہی لیا کہ حضور دنیا جہان کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ حضور خداداد منصب کے مطابق دنیا جہان کے لوگوں پر مہربانی بھی ضرور کرتے ہیں اور یہ طاقت اللہ تعالی نے حضور کو عطا فرمائی ہوئی ہے لیکن یہاں تحریف یہ ہے کہ حضور کی مہربانی کو صرف لوگوں تک محدود کرنا اور باقی مخلوقات کو چھوڑ دینا یہ سراسر زیادتی ہے۔ شاید وہابیوں کے ہاں رب العالمین کا یہ معنی ہو کہ اللہ تعالی دنیا جہان کے لوگوں کا رب ہے اور

باقی مخلوقات کا نہیں ہے۔

قارئین آپ ذرا اندازہ لگائیں کہ جو لوگ تحریف قرآن کے اسپیشلسٹ ہیں وہ دوسروں کو یہ طعنہ دیتے ہیں حالانکہ انہوں نے جو کچھ بیان کیا وہ بالکل اصولوں کے مطابق ہے ۔اس میں تحریف والی کوئی بات ہی نہیں ہے۔

فائدہ تھانوی صاحب نے بیان القرآن میں مضامین نافعہ کا پنکچر بھی لگا دیا ہے یہ بھی کسی تحریف سے کم نہیں ہے۔ آیت مبارکہ کی تحریف معنوی ہے۔

فائدہ صحابہ کرام کا عقیدہ علم غیب ما قبل صفحات پر مواھب لدنیہ کے حوالے سے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے حوالے سے واضح کر چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

واھیہ نمبر (05)وہابی صاحب نے لکھا: مفتی غلام محمود صاحب نجم الرحمن کو خدا کا خوف کرنا چاہئے تھا کیا اس آیت میں علم غیب عطا کرنے کا وعدہ ہے؟

الجواب اس میں کوئی شک نہیں وہابیہ بھی مانتے ہیں کہ نُوْحِيْهَآ والی آیت مبارکہ مکی ہے مکی زندگی میں نازل ہوئی اس وقت اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ حضور کو بتایا تو یقینا یہ غیبی خبر تھی، حضور کو اس کا علم حاصل ہو گیا اور پھر یہ سلسلہ مزید مکی زندگی میں مدنی زندگی میں جاری و ساری رہا یعنی اللہ تعالی اپنے پیارے نبی کو مغیبات پر اطلاع دیتا رہا اور ان کا علم عطا فرماتا رہا یہی اس کا وعدہ تھا۔ مختلف فتوحات کی خبریں جن میں فتح مکہ بھی شامل ہے اور روم و فارس کی

فتوحات کی خوشخبریاں دین کی تکمیل کی خوشخبری وغیرہ یہ سب کچھ اور بعد میں ہوا نُوۡحِيۡهَآ فرما کر اللہ تعالی نے انہی مغیبات پر اطلاع اور وحی کے ذریعے ان چیزوں کے علوم حاصل ہونے کا وعدہ فرمایا تھا جو کہ حضور کی دنیا سے رخصتی تک مکمل ہوا۔لہذا مذکورہ تفسیر میں نہ کوئی سینہ زوری والی بات ہے اور نہ تفسیر بالرائے ہے۔ یہ تفسیر بالرائے اس لئے بھی نہیں کہ قصہ نوح تو ایک قصے کی غیبی خبر ہے مگر اللہ تعالی نے انباء بمعنی اخبار جمع کا صیغہ بولا ہے۔ پھر من تبعیضیہ بھی بولا گیا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے بہت سارے مغیبات کا علم حضور کو عطا فرمایا۔ یہ قصہ نوح ان میں سے ایک ہے، صرف اس ایک قصے کا علم نہیں عطا فرمایا۔ نیز خالق کائنات نے فرمایا:

مَا كُنۡتَ تَعۡلَمُهَآ اَنۡتَ وَلَا قَوۡمُكَ

اللہ فرماتا ہے ہمارے بتانے سے پہلے اے پیارے نبی آپ کو علم نہ تھا جب ہم نے آپ کو بتا دیا تو پہلے آپ کو علم عطا ہوا پھر آپ کے واسطے اور آپ کی تعلیم سے آپ کی امت کو بھی اس غیبی خبر کا علم حاصل ہو گیا تو یہ بھی ایک قرینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو علم عطا فرمایا جو کہ پہلے آپ کو حاصل نہ تھا۔ تفسیر خزائن العرفان اور نجم الرحمن میں کوئی منافات نہیں نُوۡحِيۡهَآ میں وعدہ خداوندی ہے جو کہ پورا ہو گا۔ اور مخلف وعدہ میں تسلی دی جارہی ہے کہ وعدہ ضرور پورا ہو گا۔ تو ان دونوں میں منافات کہاں ہوا۔

## علم غیب ایک فروعی مسئلہ ہے

قارئین اعلی حضرت تاجدارِ بریلی سے لے کر آج تک ہمارے کسی معتبر عالم دین نے علم غیب کے منکر پر کفر یا گمراہی کا فتوی نہیں لگایا خود حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے افراط و تفریط کا شکار لوگوں پر فتوی نہ لگایا اپنے آپ کو بری ذمہ رکھا ہے۔ لیکن اتنا فرق ضرور ہے جو ہمارے عظیم محدث سید مفتی محمود احمد رضوی تحریر فرماتے ہیں: **علم مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن** ایک فروعی مسئلہ ہے اگر کوئی حضور سے بغض وعناد کی بنا پر نہیں بلکہ دلائل کی روشنی میں آپ کے لئے **علم مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن** کا اثبات نہ کرے تو ہمارے اکابرین علماء اہل سنت ایسے شخص کو گمراہ تو در کنار فاسق بھی نہیں کہتے۔[146]

**اقول:** وہابیہ دیابنہ مذکورہ حوالہ پیش کر کے جان نہیں چھڑا سکتے اس لئے کہ حضرت رضوی صاحب نے قید بیان کی ہے بغض وعناد کی وجہ سے نہیں یعنی کوئی بندہ علم غیب کا انکار کسی بغض وعناد کی وجہ سے نہیں کر رہا تو اس پر کوئی فتوی نہیں ہاں جو جو بغض کی وجہ سے انکار کرے گا اس پر فتوی ضرور ہو گا اور وہابیہ کا انکار یقینا بغض وعناد کی وجہ سے ہے۔ یہ ظالم لوگ کبھی حضور کے علم غیب کو پاگلوں جانوروں کے علم سے تشبیہ دیتے ہیں کبھی جھوٹی حدیث بنا کر کہتے ہیں ان کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے اور کبھی کہتے ہیں ملک الموت اور شیطان دشمن خدا ان کو تو

---

146 علم غیب صفحہ 48

اللہ نے علوم غیبیہ دیئے ہیں اور یہ نصوص سے ثابت ہے مگر فخر عالم کے لئے نہ کوئی آیت نہ حدیث کوئی دلیل بھی ان کو نظر نہ آئی۔

قارئین یہ کتنی حیران کن بات ہے کہ وہی علم شیطان اور ملک الموت میں مانیں تو شرک نہیں ہاں اگر سید عالم ﷺ میں مانا تو شرک اکبر ہو جائے گا (**معاذ اللہ**) حالانکہ صفت بھی ایک ہے اور غیر اللہ ہونے میں سب برابر طور پر غیر خدا ہیں۔ مگر دشمنی رسول کتنی واضح ہے کہ رسول اللہ کے لئے مانو تو شرک ہے اور شیطان وغیرہ کے لئے شرک نہیں ہے۔ معلوم ہوا وہابیہ دراصل بغض و عناد رسول کی وجہ سے علم غیب کا انکار کرتے ہیں ورنہ تو غیر خدا میں کہیں بھی نہ مانتے لہذا بعض علماء نے منکرین علم غیب پر فتوی لگایا اس کا محمل بھی یہی صورت ہے اور اعلی حضرت تاجدار بریلی نے اشخاص خمسہ کی شخصی تکفیر کا فتوی صادر فرمایا تو وہ ان کی کفریہ عبارات تھیں نہ کہ مسئلہ علم غیب۔

## آیات واحادیث نفی واثبات میں تطبیق

قارئین کرام کچھ آیات مبارکہ اور کچھ احادیث مبارکہ ایسی ہیں جن کے ظاہر سے شبہ پڑتا ہے کہ اللہ تعالی کی ذات کے علاوہ کسی کو غیب کا علم کسی طرح بھی نہیں ہے اور دوسری طرف کچھ آیات واحادیث ایسی ہیں جن سے واضح ہے کہ حضور کو غیوب کا علم دیا گیا ہے۔ ہمارا دونوں پر کامل ایمان ہے۔ نفی والی آیات واحادیث حضرت پیلانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق ابتدائے اسلام پر محمول ہیں

اور اثبات والی آیات واحادیث بعد والے زمانے پر محمول ہیں۔

باقی علم غیب کا مسئلہ یہ فروعی مسائل میں سے ہے اور حضور کے کمالات علمیہ میں سے ہے۔ یہ عقیدہ کا مسئلہ نہیں ہے جیسا کہ حضرت محدث سید رضوی کے حوالے سے وہابی صاحب نے خود بیان کیا ہے۔لہذاایسا ہو سکتا ہے دیگر شرعی احکام کی طرح وقفے وقفے سے علم میں اضافہ ہوتا گیا اور حضور کو یہ دعا اللہ تعالی نے خود سیکھائی و قل رب زدنی علماً بنیادی اسلامی عقائد میں یقینا نسخ نہیں لیکن مسئلہ علم غیب بنیادی اسلامی عقائد سے نہیں ہے۔

حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بطور تمثیل رفع یدین وغیرہ کی مثالیں دی ہیں یہ قیاس نہیں ہے نہ انہوں نے قیاس کا لفظ بولا نہ علت مشترکہ بیان کی جو کہ شرط ہے۔اور نہ ہی دیگر شرائط قیاس اس میں موجود ہیں۔

## حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ پر الزام وہابیہ

وہابی صاحب نے لکھا:

مفتی صاحب نجم الرحمٰن کو کس نے حق دیا ہے ان آیات قرآنیہ واحادیث رسول کو منسوخ کرنے کا؟

**الجواب** جب بندہ آنکھوں پر پٹی باندھے تو دوسروں کا تنکا بھی شہتیر نظر آتا ہے

حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہرگز نہیں کیا یہ محض ان پر الزام ہے ہاں انہوں نے دو قسم کی آیات و احادیث سامنے رکھیں ایک نفی والی دوسری اثبات

والی اور قرآن میں و احادیث کی کتب میں یقیناً دونوں قسم والی موجود ہیں تو انہوں نے نفی والی آیات کو منسوخ کی مثل اور آیات و احادیث اثبات کو ناسخ کی مثل قرار دیا اس طرح قرآن کا نسخ قرآن سے ہی ہوا نہ کہ اپنی طرف سے **معاذ اللہ**

## اللہ تعالی کی صفات غیر متناہی ہیں اور حضور کی متناہی ہیں

قارئین کرام وہابی صاحب نے حضرت محدث پپلانوی اور اعلی حضرت تاجدار بریلی پر الزام عائد کیا ہے کہ یہ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کی صفات کو غیر متناہی مانتے ہیں۔ اگرچہ ہم اس کی وضاحت ماقبل صفحات میں کر چکے ہیں لیکن یہ وہابیہ کا بہت بڑا مغالطہ ہے جس کا رد اچھی طرح ضروری ہے۔ تو ملاحظہ ہو:

امام اہل سنت حضرت پیر سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یاد رکھیئے جب آپ ہمارے کلام میں حضور ﷺ کے علم اقدس کے متعلق لفظ کل دیکھیں تو اس سے کل غیر متناہی نہ سمجھیں بلکہ کل مخلوقات (جو متناہی ہے) اور اس کے علاوہ معرفت ذات و صفات کا علم کہ وہ بھی بالفعل متناہی ہے، ہماری مراد ہو گا۔ ورنہ علم الہی کی بنسبت ہم حضور کے علم کو کل نہیں کہتے کیونکہ علم الہی محیط الکل اور غیر متناہی ہے۔[147]

وضاحت (01) جب ہم حضور کے لئے علم غیب کلی کا ذکر کرتے ہیں تو وہابیہ فوراً اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کا علم اور حضور کا علم تم نے برابر مان لیا۔ کیونکہ وہ

---

147 مقالات کاظمی جلد نمبر 2 صفحہ 138 صفحہ 139 مطبوعہ ملتان

بھی کلی اور یہ بھی کلی وہ بھی غیر متناہی اور یہ بھی غیر متناہی۔ پیر صاحب قبلہ فرماتے ہیں کل دو قسم کا ہوتا ہے نمبر 1 متناہی نمبر 2 غیر متناہی کل متناہی کو کلی مخلوقات بھی کہتے ہیں یعنی مخلوقات کے لحاظ سے کل تو جب تمام مخلوقات متناہی ہیں تو ان کا کل بھی متناہی ہو گا۔

وضاحت (02) اللہ تعالی کی ذات وصفات اگرچہ غیر متناہی ہیں لیکن ذات وصفات کی معرفت کا علم جس کو جتنا بھی حاصل ہو گا وہ بالفعل متناہی ہو گا اور اعلی حضرت تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الدولۃ المکیہ میں اس مفہوم کو بار بار بیان فرمایا ہے۔ہم چند مقامات سے ذکر کرتے ہیں۔

☆ اللہ تعالی کی ذات غیر متناہی ہے اس کی صفتیں بھی غیر متناہی ہیں اس کی ہر صفت غیر متناہی ہے اعداد میں غیر متناہی ہے۔ الخ صفحہ 52 (اور آپ نے بڑی خوبصورت بات کی)

☆ مخلوق کا علم جس میں حضور نبی کریم ﷺ بھی شامل ہیں خواہ کتنا ہی وسیع اور کثیر ہو یہاں تک کہ عرش سے فرش تک اول سے آخر تک اور اس کے کروڑوں درجوں پر بھی ہو تب بھی محدود (متناہی) ہو گا۔ کیونکہ عرش و فرش دو قسمیں ہیں دو حدیں ہیں دو کنارے ہیں اور روز اول سے روز آخر تک بھی دو حدیں ہیں۔ ایک چیز دو چیزوں میں گھر جائے تو وہ متناہی ہو گی غیر متناہی تو نہ ہو گی۔ البتہ حد کے بغیر کسی چیز کا ہونا غیر متناہی ہو سکتا ہے۔

بمعنی متناہی اللہ سبحانہ وتعالی کے علم میں محال ہے اس واسطے کے اس کی

صفتیں اور اس کا علم تو پیدا ہونے سے بالاتر ہے۔

ثابت ہوا کہ لا متناہی بالفعل ہونا اللہ تعالیٰ کے علموں سے خاص ہے اور علم متناہی اس کے بندوں کے علم سے خاص ہے صفحہ 53 اور اسی صفحہ پر آپ نے فرمایا:

☆ ذات بھی محدود نہیں (غیر متناہی ہے) اس کی مخلوق سے کسی کے لئے ممکن نہیں کہ وہ محدود نہ ہو (غیر متناہی ہو) اللہ تعالیٰ جیسا وہ ہے تمام و کمال ویسے ہیں۔ اسے مکمل پہچانا نہیں جا سکتا ہاں اگر یہ کہہ لیا جائے کہ مجھے اللہ کی معرفت حاصل ہو گئی ہے تو درست ہے مگر یہ کہنا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی اتنی معرفت حاصل ہو گئی ہے کہ اب مزید کچھ باقی نہیں رہا تو یہ نادرست (غلط) ہے یہ اس لئے کہ اس طرح اللہ کی ذات محدود ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ انسان کی معرفت اور عقل کے احاطہ میں آ جاتا ہے۔ حالانکہ وہ برتر ہے اسے کوئی چیز احاطہ نہیں کر سکتی وہ تو سب پر محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء اولیاء صالحین اور مومنین اپنے اپنے مراتب درجات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتے ہیں وہ اسی فرق کے اعتبار سے اپنے مراتب حاصل کرتے ہیں اس طرح انہیں ابدالاباد تک اللہ کی معرفت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے مگر بایں ہمہ وہ اللہ کے علوم کی تمام کمال معرفت پر قادر نہیں ہو سکیں گے ہاں انہیں قدر متناہی حاصل ہوتی رہے گی۔

اس سے ثابت ہوا کہ جمیع معلومات الٰہیہ اور کسی مخلوق کا محیط ہونا عقلاً و شرعاً دونوں طرح سے محال ہے۔ اگر تمام اولین و آخرین کے تمام علوم جمع کر لئے جائیں

توان کے مجموعہ کو علوم الہیہ کے مقابلے میں کوئی نسبت نہیں ہے۔[148]

وضاحت تاجدار بریلی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی ذات وصفات غیر متناہی ہے

اور دیگر مخلوقات انبیاء کرام وغیرہ کی ذات وصفات متناہی ہیں اگر کوئی شخص عرش سے فرش تک روز اول سے آخر تک کا علم بھی رکھے پھر بھی اس کا ہونا اللہ تعالی کے علموں سے خاص ہے ۔اور علم متناہی اس کے بندوں کے علم سے خاص ہے۔فلہذا اللہ تعالی کا علم غیر متناہی ہو گا اور حضور کا علم متناہی ہو گا اگرچہ روز اول سے آخر تک عرش سے فرش تک بلکہ اس سے بھی زیادہ مانا جائے۔

## ذات الٰہی محدود (متناہی) نہیں ہے

لیکن اس کی ذات کے علاوہ کسی کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ غیر متناہی ہو یہ تو بالکل درست ہے کہ اللہ تعالی کی ذات کو مکمل پہچانا نہیں جا سکتا اور یہ ممکن ہی نہیں کیونکہ اس کی ذات غیر متناہی جو ہے۔ہاں لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالی کی ذات کی معرفت حاصل ہو گئی ہے۔ نیز اللہ تعالی کے علوم کی تمام کمال معرفت پر قادر نہیں ہوسکتے ہیں۔ ہاں لیکن قدر متناہی بندوں کو حاصل ہوتی رہے گی۔

قارئین محترم ان تمام تصریحات سے واضح ہو گیا کہ ہم آقا کریم ﷺ کے علوم و کمالات کو محدود و متناہی ہی مانتے ہیں، لیکن وہابیوں کی طرح نہیں کہ حضور کی ذات

---

[148] الدولۃ المکیہ صفحہ 53اور54اردو

اقدس کو صرف شرعی مسائل تک محدود کر دیا جائے یا صرف ان کو ایلچی سمجھ لیا جائے۔ اگر حضور کے لئے عرش سے فرش اول سے آخر تک علوم مانے جائیں پھر بھی متناہی ہوں گے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہا:

| تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری | حیراں ہوں میرے شاہا میں کیا کیا کہوں تجھے |
|---|---|

تو یہاں مخلوقات کے لحاظ سے تناہی مراد ہے یہاں مطلق تناہی مراد نہیں چونکہ وہابیہ حضور کی ہر صفت کو اپنی انتہائی کمینی اور گھٹیا سوچ کے مطابق مخلوقات کے لحاظ سے بھی متناہی مانتے ہیں۔ اس کے رد کے لئے کہا گیا کہ یہ تناہی عیب ہے اور ہمارے نبی اس عیب تناہی سے بری ہیں۔ یعنی وہابیہ سوچ میں جو تناہی ہے حضور اس عیب تناہی سے بری ہیں۔

## مزید تسلی

امام شرف الدین بوصیری المتوفی 1294ء اپنے مشہور زمانہ نعتیہ کلام قصیدہ بردہ شریف جو کہ اکابر علماء دیوبند کے ہاں نہایت معتبر ہے۔ علماء دیوبند نے اس کی شروحات لکھی ہیں اور اس کے تراجم بھی کئے ہیں۔ دو سو کے قریب مختلف عربی وفارسی انگلش ترکی و اردو زبانوں میں اس کی شروحات اور تراجم موجود ہیں۔ اس کے اندر آپ نے وہی بات کی جو بات اعلی حضرت تاجدار بریلی نے کی ہے۔

امام بوصیری فرماتے ہیں:

| فان فضل رسول اللہ لیس له حد | فیعرب عنه ناطق بفم |
|---|---|

ترجمہ اس لئے کہ اللہ تعالی کے پیارے اور آخری رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ

کی فضیلت کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے کہ اس کو کوئی بولنے والا اپنے منہ سے بیان کر سکے۔ امام دیوبند علامہ اشرف علی تھانوی اپنی مشہور زمانہ کتاب نشر الطیب میں عطر الوردہ کے حوالے سے اپنی کتاب میں یوں ترجمہ کرتے ہیں:

کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد و نہایت نہیں ہے۔ کہ کوئی گویا ان کو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر پر بیان کر سکے۔[149]

## تشریحات

اس شعر کی جتنی تشریح و توضیح کی جائے کم ہے لیکن اختصار کے ساتھ کچھ عرض کر دینا ضروری ہے. امام بوصیری نے مذکورہ شعر سے قبل دو اشعار اور بھی بولے تھے ہم وہ دونوں شعر ذکر کرتے ہیں، پھر اس کی طرف آئیں گے:

| دع ما ادعته النصاری فی نبیهم | واحکم بما شئت مدحاً فیه و احتکم |
|---|---|

اے مخاطب ۔۔۔ تو اس دعوے کو چھوڑ دے جو نصاری نے اپنے نبی کے بارے میں کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ جو تیرا جی چاہے جو دل کرے پیارے آقا کریم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں بطور تعریف و توصیف فیصلہ کر دے اور حکم لگا دے اور اس بات کے فیصلے کے لئے مخاطب کو جس حکم کے پاس مرضی لے جا (وہ یہی فیصلہ کرے گا)۔

| وانسب الیٰ ذاته ما شئت من شرف | وانسب الیٰ ذاته ما شئت من شرف |
|---|---|

آنحضور کی ذات اقدس کی طرف جو شرف و بزرگی تو چاہے منسوب کر

149 نشرط الطیب صفحہ 263 تاج کمپنی لاہور

(کوئی پابندی نہیں ہے) اور آپ کے بلند مرتبہ کی طرف جو بزرگی بھی تو چاہے اس کو منسوب کردے۔

| فان فضل رسول اللہ لیس لہ حد | فیعرب عنہ ناطق بفم |
|---|---|

(شعر کا ترجمہ گزر چکا) ہم خاص طور پر تیسرے شعر کی وضاحت و تشریح کی طرف آتے ہیں۔

توضیح المفردات

حد۔۔۔نہایۃ۔۔ شیخ زادہ میں یہ معنی بیان ہوا۔اور شرح خرپوتی میں ہے:

**والحد ھھنا بمعنی الغایۃ والنہایۃ او بمعنی الوصف المحیط**

اور علمائے دیوبند نے حد کا معنی بیان کیا نہایت یعنی انتہا اور تناہی۔

فا شعر کے شروع میں فا تعلیل کے لئے ہے اور اس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔

ان حروف مشبہ بالفعل میں سے ہے، جو اسم اور خبر کا تقاضا کرتا ہے، اور مضمون جملہ کی تحقیق و تاکید کے لئے آتا ہے۔

فضل (01) بمعنی زیادہ یعنی زیادہ ہونا

فضل (02) تفوق یعنی بلند و بالا ہونا یہ ثلاثی مجرد کا مصدر ہے اپنے فائل کی طرف مضاف ہے۔

**فیعرب** فا جواب نفی میں آئی ہے،اس کے بعد ان مقدر ہوتا ہے جس کا کام ہے فعل مضارع کو نصب دینا اس لئے **یعرب** منسوب پڑھا جائے گا۔

**یعرب**، یہ اعراب سے بنا ہے۔ صیغہ واحد مذکر غائب **فعل** مضارع معروف

ثلاثی مزید فیہ باب افعال بمعنی واضح کرنا ظاہر کرنا، خوبصورت قرار دینا، اچھا قرار دینا بمعنی تبدیل ہونا، لیکن یہاں پر پہلا معنی مراد ہے اور متعین ہے۔ \عنہ جار مجرور مل کر ظرف لغو متعلق یعرب ہے۔ ناطق صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ھو ضمیر اس میں پوشیدہ ہے بمعنی متکلم گفتگو کرنے والا **بفم** باء استعانہ کے لئے ہے اور فم کا معنی ہے منہ اور یہاں مراد زبان ہے کیونکہ نطق (بولنا) یہ زبان کے ساتھ ہی ہوگا تو یہاں منہ کا ذکر اس طور پر ہے کہ محل بول کر حال کا ارادہ کیا گیا ہے۔

سوال ناطق یقینا زبان کے ساتھ ہوگا تو جب ناطق کا ذکر کر دیا تو فم (منہ) کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب نمبر (01) وزن شعری کی رعایت کرتے ہوئے فم کا لفظ بول دیا۔

نمبر (02) صرف تاکید کلام کے طور پر اس لفظ کا ذکر کر دیا۔

نمبر (03) جس طرح نطق فم یعنی زبان سے ہوتا ہے اسی طرح جنان یعنی دل سے بھی ہوتا ہے اس کو ناطق بالجنان کہتے ہیں۔ تو نطق بالجنان کو نکالنے کے لئے فم کا لفظ بولا گیا۔

## شعر کی تشریح

یہ شعر اپنے سے ماقبل دو شعروں کے لئے علت ہے اور وہ دونوں معلول تھے اور دوسرے لفظوں میں پہلے دو شعروں میں دعوی تھا اور اس میں اس دعوی کی دلیل بیان کی گئی ہے۔

## معلول اور دعوی کی وضاحت

نصاری نے عیسی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا تھا، امام بوصیری کہتے ہیں خبر دار حضور کے بارے میں ایسی بات نہیں کرنی ہاں اتنی بات ضرور ہے اور دعوی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و مدح سرائی جتنی چاہو کرو جو چاہو جب چاہو جو عظمت جو شان مرضی بیان کرو۔ اگر کوئی شان رسالت و نبوت محمدیہ کا منکر تم پر اعتراض کرے کہ اتنی شان کیوں بیان کرتے ہو یہ کہاں لکھی ہوئی ہے اس کی دلیل کیا ہے؟ تو اختلاف کے حل کے لئے منکر و مخالف وہابی کو جس حاکم کے پاس بھی مرضی لے جاؤ مسلمان حاکم تمہارے حق میں ہی فیصلہ دے گا کہ تم ٹھیک کہتے ہو اور منکر و مخالف غلط ہے، یہ پہلے شعر کی وضاحت ہے۔ دوسرے شعر میں مذکورہ دعوی کو مزید اجاگر کیا ہے فرماتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی طرف جو عزت و شرف اور بزرگی چاہو منسوب کرو اور آپ کی بلند شان کی طرف بھی جو عظمت چاہو منسوب کرو یہ بالکل درست ہو گا۔

## دعوی کی دلیل

اس لئے کہ حضور کے کمالات و فضائل کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے۔ جب کوئی حد نہیں آپ کے فضائل و کمالات لا محدود ہیں تو پھر اس کو محدود کرنا اور چھوٹی سی عقل کے ترازو میں اس کو وہابیوں کی طرح تولنا شروع کر دینا کیسے درست ہو گا؟ علامہ سید عمر بن احمد آفندی حنفی خرپوتی المتوفی 1299 عیسوی آپ کی قصیدہ

بردہ شریف کی شرح تمام اہل علم میں بہت مقبول ہے۔

عصیدۃ الشھدہ آپ نے مذکورہ شعر کی جو وضاحت فرمائی وہ پیش خدمت ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

سابقہ دو شعروں کے مضمون میں شک و شبہ میں پڑنے والوں کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید تمام اوصاف کاملہ کو حضور کی ذات اقدس پر بولنا جائز نہیں ہے بلکہ حضور کی تعریف و توصیف کے معاملے میں صرف ان باتوں پر اکتفاء کیا جائے گا جو شریعت میں وارد ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی آپ کی شان میں الفاظ وغیرہ نہیں بولے جائیں گے، آپ کی شان کو چند الفاظ تک محدود رکھا جائے گا۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس شبہ کا رد کیا اور فرمایا کہ جب آپ کے فضائل کی کوئی حد ہی نہیں جن کو کوئی اپنی زبان سے بیان کر سکے تو حد بندی کرنے والے کون ہوتے ہیں؟ جب فضیلت کی کوئی حد ہے ہی نہیں تو حد بندی کہاں سے ہو گی؟

## علامہ خرپوتی کا منطقی انداز

علامہ خرپوتی نے لیس لہ حد والی دلیل و تعلیل کو قیاس اقترانی سے بھی واضح کیا اور قیاس استثنائی سے بھی اہل علم کے ذوق طبع کے لئے عرض خدمت ہے۔

قضیہ مطلوبہ و نتیجہ یوں متعین کر لیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کی طرف جو شرف و بزرگی جو قدر و منزلت منسوب کرنا چاہیں کر سکتے ہیں، سب درست ہے۔

صغری۔۔۔ ان فضل رسول اللہ لیس لہ حد کبری۔۔۔و کل من لیس لفضلہ حد فیجوز ان تنسب الیٰ ذاتہ و قدرہ ما شئت لیس لفضلہ حد کو گرادیں تو نتیجہ وہی ہو گا جو اوپر بیان ہوا۔

## قیاس استثنائی

اس کے نتیجہ دینے کی دو ہی شکلیں ہیں۔ یہاں پہلی شکل یعنی استثنا ہو گا عین مقدم کا تو نتیجہ عین تالی ہو گا۔

لما کان فضل رسول اللہ لیس لہ حد جاز ان تنسب الی ذاتہ ماشئت من شرف و قدر

اصولی طور پر مقدم ثابت و حق ہو تو تالی بھی ثابت و حق ہو گی۔ تو یہاں مقدم بالکل برحق ہے۔ یعنی حضور کے فضل و فضائل کی کوئی حد نہیں ہے، تو تالی یعنی آپ کی ذات اقدس کی طرف جو شرف و قدر چاہیں منسوب کریں، یہ بھی بالکل برحق و ثابت ہو گی۔

فائدہ مناطقہ اس کی مزید تفصیل خود بنا سکتے ہیں۔

ہم نے الحمدللہ شعر کی تشریح کسی حد تک واضح کر دی ہے۔ قصیدہ بردہ کے دیگر اشعار کی طرح مذکورہ شعر میں بھی بیک وقت کئی علوم و فنون کی جھلک نظر آتی ہے۔ نحوی حضرات حروف مشبہ بالفعل کی مثال کے طور پر اور اِنَّ کے عمل کی تمثیل میں اس کو پیش کر سکتے ہیں۔ نکرہ تحت نفی کی مثال اور قاعدہ کی وضاحت

کے طور پر فا جو چھ (06) چیزوں کے جواب میں آئے، اس کے بعد اَنْ مقدر فعل مضارع کو نصب دے گا۔ یہ شعر اس کی مثال بھی ہے۔ صرفی حضرات باب افعال اور اس کے خواص کی مثال کے طور پر اس کو دلیل بنائیں۔

علم معانی والے حضرات پہلی فاء کو عاطفہ بنالیں یا محذوف کی تعلیل کے لئے بنا لیں۔ پھر اس پر بھی بحث کرلیں کہ یہاں متکلم کے لفظ پر ناطق کے لفظ کو ترجیح کیوں ہوئی ہے؟ اہل تصوف اس پر بحث کریں گے حقیقت محمدیہ کسی کو معلوم ہے یا نہیں اور فضل مصدر کی فاعل کی طرف اضافت اور فم (محل) کا ذکر کر کے حال (زبان) مراد لینا تمام چیزیں قابل غور ہیں۔

خلاصہ کلام یہی ہے کہ جو بات تاجدار بریلی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھی وہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہمارے بزرگوں کے کلام میں یہ بات عام ملتی ہے مگر تاجدار بریلی پر فتوی ہے اور ان کے بارے میں اپنی روسیاہی کی وجہ سے نازیبہ الفاظ بولے ہیں، تو امام بوصیری اور پھر ڈیڑھ دو سو سے زائد اس کی تائیدات و شروحات جن میں اکابر دیوبند بھی شامل ہیں ان تمام پر کیا فتوی ہو گا؟

شاید وہابی صاحب کو خود ہی سمجھ آگئی ہو تو بہتر ورنہ درس نظامی کے کسی بھی عام مدرس یا عربی دان سے پوچھ لے گا کہ **لیس لہ حد** کا کیا معنی ہے؟ انتہاء۔ تناہی۔ نہایت ان تمام الفاظ کے معنی میں کیا فرق ہے؟ ہم اکابر دیوبند کا حوالہ مذکورہ شعر کے حوالے سے عرض کر چکے ہیں۔ اور وہابی صاحب سے گزارش ہے کہ ہمارے بزرگ پر فتوی لگانے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لے لیں۔ بس اس کے بعد

اس اصول پر چلتے ہوئے کہ فتوی اپنوں اور پرائیوں کے لئے ایک جیسا ہو تو سب بزرگوں کے لئے ایک جیسا فتوی وضع فرمائیں۔ تاکہ آپ کی ایمانداری و خلوص نیت مشکوک نہ ہو۔ مگر کسی نے سچ کہا:

| | |
|---|---|
| غیر کی آنکھ کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر | دیکھ اپنوں کی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی |
| آنکھیں اگر ہوں بند تو پھر دن بھی رات ہے | اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا |

قارئین امید ہے کہ انصاف پسندوں کو عیب تنہائی کا مطلب سمجھ آگیا ہوگا۔

| | |
|---|---|
| آنکھوں والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے | دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے |

## وہابی صاحب کی حاشیہ آرائی

وہابی صاحب نے صفحہ 177 پر حاشیہ آرائی سے کام لیتے ہوئے کوئی لفظ کہیں سے پکڑا کوئی کہیں سے صغری پشاور سے کبری کراچی سے پکڑ کر ایک نتیجہ بیان کر دیا جبکہ ہمارے بزرگوں کا اس سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔

پہلے وہابی کا حاشیہ ملاحظہ ہو :فاضل بریلوی تو جیسے خدا کا علم لامتناہی ہے ویسے آپ ﷺ کا علم اور تمام صفات کو لامتناہی کہہ رہے ہیں صفحہ 157 (اور چند سطور بعد) بریلویہ نبی ﷺ کے علم میں اور اللہ تعالی کے علم میں مساوات مان رہے ہیں صفحہ ایضاً

**الجواب** وہابی صاحب نے دو باتیں یہاں لکھیں اور ایسی ڈھٹائی سے جھوٹ گھڑ کر لکھا کہ کسی کو پتہ ہی نہ چلے کہ یہ جھوٹ ہے یا ـــــ۔ اعلی حضرت تاجدار

بریلی رحمۃ اللہ علیہ کا فتاوی رضویہ 33 جلدوں میں اردو زبان کا سب سے بڑا فتاویٰ اور دنیائے فقاہت کا عظیم شاہکار منظر عام پر آچکا ہے۔ ان پوری 33 جلدوں میں یا اعلی حضرت کی دیگر کتب و رسائل میں بلکہ کسی سنی معتبر عالم کی تحریر میں یہ دونوں باتیں نہیں ملیں گی۔ ہاں ان دونوں باتوں کے برعکس ضرور ملے گا۔ یعنی حضور کا علم متناہی جیسا کہ الدولة المكيه کے حوالے سے بار بار گزر چکا ہے اور یہ بھی گزر چکا کہ اللہ تعالی کے علم اور حضور کے علم میں کسی طرح بھی مساوات (برابری) نہیں ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں گزشتہ صفحات میں دونوں باتیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ ہاں اتنا کہہ سکتے ہیں کہ وہابی صاحب کو اپنے خبث باطنی و ظلمت باطنی سے سب کچھ الٹا نظر آیا ہے۔ اس لئے حاشیہ آرائی میں ہیر پھیر کر دیا ہے ۔کسی کے حاشیے کو ماتن و مصنف کے کھاتے میں نہیں ڈالا جا سکتا۔

## ایک اور جھوٹ کا جواب

صاحب نجم الرحمٰن نے لکھا کہ جو اللہ جانتا ہے وہی آپ ﷺ جانتے ہیں علم میں برابری تو بالکل واضح ہو گئی صفحہ 157

**الجواب:** اس کو کہتے ہیں ایک چوری پھر سینہ زوری بالکل مذکورہ بات صاحب نجم الرحمن نے لکھی ہے لیکن اپنے عقیدے کے لحاظ سے یا اہل سنت کے اجماعی عقیدے کے لحاظ سے نہیں بلکہ عارف ابو الحسن بکری اور امام ابو اسحاق شیرازی المتوفی 476 ہجری کے حوالے سے لکھی ہے۔

اب اگر فتوی لگانا تھا تو ان پر لگاتے جن حضرات نے یہ بات کہی مگر نقل کرنے والے پکڑے گئے اور اصل قائلین چھوڑ دیئے گئے۔ معلوم ہوا کہ وہابی صاحب کو اصل میں خوار اور مسئلہ نفس مسئلہ سے نہیں اور نہ ہی حقیقی توحید کا کوئی مسئلہ ہے ۔مسئلہ ہے تو صرف علماء اہل سنت بریلوی حضرات سے ہے۔ باقی سب کچھ قبول ہے۔ مگر علماء اہل سنت قبول نہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مذکورہ عقیدے کی وجہ سے آج تک کسی وہابی دیوبندی نے بھی امام ابو اسحاق شیرازی پر اور عارف ابو الحسن بکری پر ان کا نام لیکر فتوی نہیں لگایا۔

## حضور نے اللہ تعالی کی ذات کا دیدار کیا

وہابی صاحب کو اعلی حضرت تاجدار بریلی کے ایک اور شعر سے بڑی آگ لگی

| اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا | جب خدا ہی نہ چھپا تم پہ کروڑوں درود |
|---|---|

## وہابی کا تبصرہ

آپ ﷺ سے جب خدا ہی نہیں چھپا تو پھر اور کیا چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے؟ جب خدا ہی نہیں چھپا تو خدا تعالی کی صفات کا جاننا کیسے محال ہو سکتا ہے صفحہ 158

**الجواب** اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دنیا میں ہی سر کی آنکھوں سے رب تعالی کا دیدار کیا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

| رئیت ربی فی احسن صورۃ |
|---|

میں نے اپنے رب کو دیکھا اس کی شایان شان نہایت خوبصورت شکل میں اور اس

میں بھی کوئی شک نہیں اللہ تعالی کی ذات جس طرح ظاہر ہے اسی طرح اس کی عظمت وشان باطن ہونا بھی ہے۔ کیونکہ اس دنیا کے اندر انسانی آنکھوں سے اس کی ذات اقدس پوشیدہ ہے مگر اس نے اپنے پیارے اور آخری نبی کو اپنا دیدار عطا فرمایا ہے اور وہ بھی بیداری کے عالم میں۔ لہذا اللہ تعالی کی ذات جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے مگر وہ باطن، پوشیدہ غیب ہے۔اس کے باوجود حضور کو مقام مشاہدہ حاصل ہو گیا تو اس میں اعتراض والی کون سی بات ہے؟

باقی رہا یہ اعتراض کہ اللہ تعالی کی ذات وصفات کو جاننا ممکن نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ معرفت اجمالی ممکن ہے۔ مثلا کوئی کہے کہ عرفت اللہ میں نے اللہ تعالی کی ذات کو پہچان لیا یہ تو درست ہے مگر تفصیل و احاطہ ممکن نہیں کہ کوئی کہے میں نے اللہ تعالی کو اور اس کی صفات کو اتنا پہچان لیا کہ اب مزید کچھ بھی باقی نہیں رہا کہ میں اس کو پہچانو اس کی عظمت وشان ہے۔

لَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ

اس کی مزید وضاحت ما قبل صفحات میں الدولة المكيه کے حوالے سے گزرچکی ہے۔

## نگاہ مصطفی ﷺ لوح محفوظ پر

قارئین کرام وہابی صاحب نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کے علمی کمالات کا انکار کرتے ہوئے واضح لفظوں میں یہ بھی لکھ دیا

لوح محفوظ کا علم نبی ﷺ کو نہیں ہے اور جن لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کی نگاہ ہر وقت لوح محفوظ پر ہوتی ہے وہ تھے فلاسفہ صفحہ 158

الجواب کتنی بے حیائی سے وہابی نے یہ کہہ دیا کہ نبی ﷺ کو لوح محفوظ کا علم نہیں ہے۔

| نہ خوف خدا نہ شرم نبی | یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں |
| --- | --- |

یہ بدبخت تو حضور کے لئے لوح محفوظ کے علم کا انکار کر رہا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ لوح محفوظ کا علم حضور کے علوم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ جن کے علوم کے سمندر کا ایک قطرہ اتنا ہے تو پورا سمندر کتنا بے مثال ہو گا۔

حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 694 ہجری المدفون اسکندریہ جن کے تلامذہ علمی دنیا کے نیر تاباں تھے۔ اور ان کے تلامذہ اپنے اپنے وقت کے امام تھے مثلاً شیخ ابوالفتح بن سید الناس

(02) محقق زمانہ علامہ عز الدین بن جماعۃ

(03) شیخ ابو حیان وغیرہم

وہ امام بوصیری حضور کی مدح میں فرماتے ہیں:

| فان من جودک الدنیا و ضرتھا | و من علومک علم الوح و القلم |
| --- | --- |

کیونکہ دنیا اور آخرت آپ کی سخاوت سے ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ و جز ہے۔

وضاحت اے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ کو اللہ تعالی نے اتنے علوم بخشے ہیں کہ لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک ٹکڑا اور حصہ ہے۔

علامہ خرپوتی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ شعر کی بہت لمبی چوڑی تشریح فرمائی ہے ہم اختصار کے ساتھ ذکر کر دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں مذکورہ شعر سے پہلے والے شعر کے مضمون میں کچھ پوشیدگی تھی تو حضرت شاعر نے اس کی تفسیر بیان اور تعلیل کا ارادہ فرمایا جو کہ اس شعر میں موجود ہے۔ علامہ خرپوتی نے مفردات الفاظ کے معنی و تشریح بڑی تفصیل سے بیان فرمائی ہے لیکن ہم شعر کی تشریح کی طرف آتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی موجودگی آپ کی بخشش و سخاوت سے ہے، اس لئے کہ آپ ہی واسطہ ہیں ماھیات کے وجود کا اور موجودات پر آپ کی سخاوت جاری و ساری ہے گویا کونین آپ کی وجود سے ہی ہیں۔

اور اسی طرح دونوں جہانوں کی بھلائی کا حصول آپ کی بخشش اور شفاعت کی برکت سے ہی ہو گا۔ جیسا کہ احادیث لولاک کے مضامین سے واضح ہو جاتا ہے حدیث لولاک کو دیوبند کے حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانوی نے بھی تسلیم کر کے ذکر کیا اور اس سے اتفاق کیا۔

## ومن علومک علم اللوح

علوم علم کی جمع ہے یہاں پر یا تو علوم علم کے معنی میں ہی ہے یا پھر معلوم کے معنی میں ہے۔ دونوں درست ہیں اگر معلوم والا معنی لیں تو مطلب ہو گا کہ لوح و قلم کا

علم آپ کی معلومات کا ایک حصہ ہے۔ یعنی جو معلومات لوح و قلم سے حاصل ہونے والی ہیں وہ حضور کی معلومات کا ایک ٹکڑا ہیں۔

لوح کیا ہے؟

لوح سے مراد وہ روشن کتاب ہے کہ عقل اندازہ نہیں کر سکتی ان چیزوں کا جو اس کے اندر عظمت اور لطافتہ ہیں جو اس کے اندر حروف اور کتابتہ ہیں۔ ان کا بھی عقل اندازہ نہیں کر سکتی ہے۔ چونکہ یہاں مطلقالوح کا ذکر ہوا۔ لہذا لوح کی تمام اقسام مراد ہوں گی، مثلا

(01)لوح القضا (02) لوح الاثبات

(03)لوح القدر (04) لوح النفس الجزیہ

قلم سے کیا مراد ہے؟

بعض احادیث کے مطابق سب سے پہلے قلم بنایا گیا لیکن یہ اولیت اضافی ہے۔ اس کے 360 دندانے تھے پھر ہر دندانہ علوم جمالیہ کی 360 قسمیں ظاہر کر رہا تھا ،پھر ان کی تفصیل لوح محفوظ میں درج کی گئی۔

یاد رہے کہ یہاں پر علامہ خرپوتی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جن کو اکابر دیوبند نے اپنا امام تسلیم کیا ہے، تو امام کی بات یقینا مسلم ہو گی تو امام ابن عربی کی فتوحات کے حوالے سے بہت کچھ بیان فرمایا ہے لیکن مجھے علم ہے وہابیہ کو وہ ہضم نہ ہو گا۔ اس لئے اشارے پر اکتفا کرتا ہوں۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ اکابر دیوبند سمیت اور آج سے صدیاں قبل علامہ خرپوتی

وغیرہم نے ان کی باتوں کو قبول کیا اور ان پر اعتماد کیا ہے۔ شائقین حضرات علامہ خرپوتی کی شرح عصیدۃ شہدہ کا مطالعہ فرمائیں۔ علامہ خرپوتی فرماتے ہیں اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو ان باتوں پر اطلاع دی جن کو قلم نے لوح محفوظ میں لکھا تھا اور ان کی زیارت بھی کرائی ہے اس لئے کہ لوح و قلم متناہی ہیں اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی متناہی ہے۔ متناہی کا متناہی کے ساتھ احاطہ جائز ہے۔ حضرت شیخ محی الدین محمد بن مصطفی المعروف شیخ زادہ المتوفی 951ہجری فرماتے ہیں:

یہ جو کچھ ماقبل بیان ہوا یہ مخاطب کی سمجھ کے مطابق ہے، لیکن جن لوگوں کی بصیرت والی آنکھوں میں نور الہی کا سرمہ ڈالا گیا ہے، تو وہ اپنے ذوق علمی سے باقاعدہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ لوح و قلم کے علوم حضور کے علوم کا ایک ٹکڑا ہیں۔ جیسا کہ حضور کے علوم اللہ تعالی کے علوم کا ایک ٹکڑا ہیں۔ سبحان اللہ

## خلاصہ کلام

| آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے | دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے |
|---|---|

آنحضور ﷺ ہی واسطہ ہیں اللہ تعالی کی عطاؤں کے فیضان میں وہ ظاہری ہوں یا باطنی ہوں مبدا، اول سے لے کر کائنات ملک علویات ہوں یا سفلیات جس جس کو جو جو فیض ملا ہے حضور کے واسطہ سے ملا ہے۔

**فائدہ** حضرت شیخ زادہ نے اپنے منفرد انداز میں مذکورہ شعر کی تشریح کی ہے وہ بھی قابل دید ہے۔ اہل علم رجوع کرلیں۔

کما قال علیہ السلام انما انا قاسم واللہ یعطی

**فائدہ** وہابی صاحب تو حضور کے بارے میں اتنا بھی نہیں مان رہا تھا کہ حضور کو لوح محفوظ کا علم ہے۔ لیکن ہم نے الحمدللہ ثابت کر دیا وہابی کی سوچ بہت چھوٹی ہے حضور کی شان اس سے آگے شروع ہوتی ہے۔ باقی رہا یہ اعتراض کے امام غزالی نے اس کا انکار کیا ہے تو جواب واضح ہے کہ انہوں نے فلاسفہ کے نظریے کا رد کیا ہے۔ اور ان کا نظریہ ذاتی علم کا ہے جبکہ ہم اللہ تعالی کی عطا اور تعلیم سے حضور کے لئے یہ سب علوم مانتے ہیں۔

## مفسرین کے خیال کا مطلب

وہابی صاحب نے صاحب نجم الرحمن پر ایک اور الزام عائد کیا ہے انہوں نے مفسرین کے خیال سے عقیدہ ثابت کیا ہے خود اس کے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

صاحب نجم الرحمن کی تحقیق پر حیرانگی ہے اتنا بڑا علم کا دعوی اور عقیدہ ثابت کرتا ہے۔ مفسرین کے خیالات سے صفحہ 159

**الجواب** یہ نرا جھوٹ ہی جھوٹ ہے کہ نہ تو صاحب نجم الرحمن نے ایسی بات کہی ہے اور نہ ہی اس سے عقیدہ ثابت کیا ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مفتی پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قانون بیان کیا کہ جو چیز منتظر ہو یعنی جس کا انتظار کیا جا رہا ہو زمانہ مستقبل میں پیش آنی ہو لیکن اس کا وقوع یقینی ہو تو اس کو صیغہ ماضی سے بھی تعبیر کر دیا جاتا ہے۔

لہذا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ میں اگرچہ صیغہ ماضی ہے بظاہر اس کا معنی یہ ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت اللہ تعالی نے آپ کو تمام علوم غیبیہ عطا فرما دیئے تھے۔ حالانکہ بہت سارے علوم بعد میں عطا ہوئے اور اس وقت منتظر الوقوع تھے، تو پھر علمک کا ماضی کے صیغے کا کیا مطلب ہو گا۔

حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں علم مغیبات استقبالیہ چونکہ منتظر متحق الوقوع تھا اس کو موجود قرار دے کر ماضی بولا گیا۔ میں نہ کہوں خود خدا کہے میں نہ کہوں بلکہ خود قاضی بیضاوی کہے:

قال اللہ تبارک و تعالی اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى [150]

حالانکہ جس وقت جنوں نے یہ بات کہی تھی ابتدائے نزول قرآن تھا۔ باوجود کہ صیغہ ماضی کہا گیا ہے۔ قاضی بیضاوی وغیرہ مفسرین نے آیت

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج [151]

کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں۔

قارئین یہ تھی حقیقت جو ہم آپ کے سامنے بیان کر چکے ہیں۔ لیکن وہابی صاحب نے کتنے جاہلانہ طریقے سے اپنے عیبوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اس عبارت کے مطلب کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ کبھی کہا مفسرین کے خیالات سے عقائد ثابت نہیں ہوتے حالانکہ انہوں نے ایسی بات ہی نہیں کہی اور نہ خیالات سے عقیدہ ثابت کیا

---

150 سورہ احقاف پارہ 26

151 الایۃ پارہ اول رکوع اول

اور کبھی کہا قاضی بیضاوی کی عبارت علماء بریلویہ کے لئے مفید بھی نہیں ہے۔اور اسی طرح کی دیگر واہیات باتیں بھی کی ہیں۔

## تفسیر عرائس البیان پر عدم اعتماد کیوں؟

وہابی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ 160 پر صدیوں سے علماء مشائخ میں معتبر ترین تفسیر عرائس البیان کے معتبر ہونے کا بھی انکار کر دیا۔اس کے اپنے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

بتایئے ایسی خود ساختہ تفسیروں کو کون مانتا ہے؟ اور ایسی صوفیاء کی تفاسیر سے عقائد کا اثبات قطعا نہیں ہو سکتا۔

**الجواب** اولاً دراصل بات یہ ہے کہ وہابی صاحب جہاں بھنور میں پھنس جاتے ہیں وہاں اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا تو اس حوالے اور کتاب کے معتبر ہونے کا انکار کرنے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں۔

وہابی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے یہ تفسیر کوئی عصرِ حاضر کے کسی بریلوی کی لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ آج سے صدیاں قبل کی لکھی ہوئی ہے۔عارف باللہ ولی کامل ابو محمد صدرالدین روز جہاں بقلی المتوفی 606 ہجری کی لکھی ہوئی یہ تفسیر ہے یعنی آج سے 838 سال قبل کی لکھی ہوئی ہے۔اور آج تک کسی وہابی دیوبندی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا لیکن نعمت وہابی عجیب انسان ہے جو اس کا انکار کرتا ہے۔

ثانیاً صاحب نجم الرحمٰن نے مذکورہ تفسیر کے حوالے سے کسی عقیدے کا اثبات

نہیں کیا بلکہ انباء الغیب کی دو قسمیں بیان کی ہیں ایک عالم ارواح میں انباء غیب تھا اور ایک عالم اجسام میں انباء غیب تو یہ بات تو اکثر علماء نے بیان فرمائی ہے اور عقیدہ علم غیب سے اس کا کوئی خاص تعلق ہی نہیں لہذا اس تفسیر کو آڑ بنا کر عقیدہ علم غیب پر ہاتھ صاف کرنا درست نہیں ہے۔

## مؤولین پر فتوی کفر نہیں لگایا جاتا

قارئین کرام وہابی صاحب نے حضرت مفتی غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک جاہلانہ اعتراض وارد کر کے گرفت کی ناکام کوشش کی ہے پہلے اس کے اعتراض کا خلاصہ ملاحظہ ہو پھر ہم جواب کی طرف آئیں گے۔ وہابی صاحب نے لکھا:

(صاحب نجم الرحمن) لکھتے ہیں کہ تکفیر کرنے سے بری ہوں صاحب نجم الرحمٰن علماء دیوبند کی تکفیر بھی نہیں کرتے اور علماء بریلویہ کی تکفیر بھی نہیں کرتے حالانکہ صاحب نجم الرحمن نجم الرحمن جدید کے صفحہ 172 پر لکھتے ہیں پس انکار علم غیب نبی کا عین انکار نبی کا ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں پس منکر علم غیب مطلقا چنانچہ منتحل اس آیت کا حال ہے، منکر نبی ہے

## (وہابی کا تبصرہ)

ان دو سطری عبارت سے صاحب نجم الرحمن نے واضح کر دیا کہ جو علم غیب کا منکر ہے وہ نبی کی نبوت کا منکر ہے۔ اور جو نبوت کا منکر ہوتا ہے وہ کافر ہی ہوتا ہے اور صاحب نجم الرحمن نے منکرین نبوت پر عدم تکفیر اور کفر سے بری ہونے کا فتوی دیا

ہے صفحہ 162 تا 163

**الجواب** اتنی چالاکی وہوشیاری سے اکابر دیوبند کی کفریہ عبارات پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اصل جو فتوی کفر ہمارے علماء نے دیا وہ وہابیوں کی کفریہ عبارات ہیں باقی رہا علم غیب کا مسئلہ تو چونکہ یہ ایک فروعی مسئلہ ہے جیسا کہ ما قبل تفصیل سے گزرا ہے اور پھر اس کا منکر تاویل سے کام لے رہا ہوتا ہے اس لئے ان کی تکفیر نہ کی گئی جب خوارج اور فلاسفہ پر کفر کا فتوی نہیں حالانکہ ان کے بہت سارے کفریہ نظریات ہیں تو پھر منکر علم غیب جس کے انکار میں کئی احتمالات ہیں تو اس پر کفر کا فتوی کیوں لگایا جائے؟ اس لئے حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ جن لوگوں نے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والوں پر کفر کا فتوی لگا دیا میں ان سے بری ہوں اور جن لوگوں نے منکرین علم غیب پر کفر کا فتوی لگایا میں ان سے بھی بری ہوں، فتوی کفر کوئی بازیچہ اطفال نہیں کہ ایک فروعی مسئلہ پر بھی لگا دیا جائے۔

ہاں جو صراحۃً نبی کریم ﷺ کا انکار کرے تو اس کے کفر میں شک نہیں ہے تمام علماء اہل سنت وجماعت بلکہ دیوبندیہ وہابیہ بھی اس کی تکفیر پر متفق ہیں۔

لہذا وہابی صاحب کی یہ اپنی حاشیہ آرائی ہے کہ صاحب نجم الرحمن نے منکرین نبوت پر عدم تکفیر اور کفر سے بری ہونے کا فتوی دیا ہے صفحہ 163 ہم پورے دعوی سے کہتے ہیں کہ صاحب نجم الرحمن حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری کتاب میں کہیں بھی یہ فتوی نہیں دیا یہ وہابی کی من گھڑت سوچ اور کہانی ہے۔

کوئی بات کہیں سے جوڑ کر اور کوئی کہیں سے اس طرح فتوے نہیں بن جاتے

## من ادعی فعلیہ البیان کا مطلب

حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا تھا کہ:

جو شخص کہے رسول اللہ ﷺ ہر ایک چیز از **مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن و ما ھو کائن الی یوم القیامه** کو تفصیلا جانتے ہیں حتی کہ مفاتیح خمسہ کو بھی جانتے ہیں میں اس شخص کو کافر نہیں کہتا مشرک نہیں کہتا مبتدع (بدعتی) نہیں کہتا بلکہ مومن برحق جانتا ہوں۔ **من ادعی فعلیه البیان**

اقول: یعنی جو بندہ یہ دعوی کرے کہ نہیں مذکورہ شخص کافر ہے مشرک ہے بدعتی ہے تو ایسے دعویدار پر دلیل پیش کرنا لازم ہے۔ مذکورہ جملے کی اصل حقیقت تو یہی تھی کہ ہم کفر و شرک و بدعت کے مدعی نہیں ہیں اور وہابیہ مدعی ہیں تو پھر وہابیہ پر دلیل پیش کرنا لازم ہے۔ لیکن وہابی صاحب نے اس کو اور غلط رنگ میں پیش کیا لکھتا ہے:

مدعی تو بریلویہ اور صاحب نجم الرحمٰن خود ہیں کیونکہ ہمیں (بزعم خویش) اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کو نجم الرحمن کے تین صفحات پر منکر علم غیب لکھا ہے صفحہ 163

قارئین کرام اصل بات کیا تھی اور وہابی نے اس کو کدھر موڑ دیا ہم نے سب کچھ واضح کر دیا۔ علماء اہل سنت بریلوی حضرات جس چیز کے دعویدار ہیں اپنی یعنی

حضور کے لئے علم غیب کے تو اس پر دلائل بھی پیش کرتے ہیں۔ لیکن وہابیہ جس کے دعویدار ہیں وہ بھی تو اپنے دعوے پر دلائل پیش کریں۔

فلہذا وہابی صاحب اپنی غلط فہمی کا کسی ماہر حکیم سے علاج کروائیں اور یہ الزام حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ پر نہ لگائیں۔

## ملا علی قاری کے فتوے کی حقیقت

وہابی صاحب نے ملا علی قاری کے حوالے سے ایک فتوی ذکر کیا جس کا بظاہر یہ مطلب بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ علم غیب نہیں جانتے اور جو یہ عقیدہ رکھے وہ **معاذ اللہ** کافر ہے۔

**الجواب** چور آخر چور ہی ہوتا ہے جو کسی نہ کسی موقع پر پکڑا جاتا ہے۔ وہابی صاحب نے انتہائی چوری و خیانت سے کام لیا ہے۔ ورنہ حقیقت حال تو ملا علی قاری نے کھول کر بیان کر دی ہے۔ وہابی صاحب کی بیان کردہ عبارت سے صرف چند سطور ما قبل عقیدہ اہلسنت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے ملاحظہ ہو:

**و بالجملہ فالعلم بالغیب امر تفرد بہ سبحانہ۔ ولا سبیل للعباد الیہ الا باعلام منہ والھام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ اوالاشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیہ ذالک**

ترجمہ (لمبی چوڑی گفتگو کا) خلاصہ کلام یہ ہے کہ غیب کا علم ایسا امر ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی اس میں منفرد ہے اور یکتا ہے اس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں ہے ہاں اس میں حکم سے نکال لیا گیا ہے کہ اللہ تعالی خود کسی کو غیب کا علم دے دے یا اس کی

طرف سے الہام ہو جائے معجزہ کے طریقے پر یا کرامت کے طریقے پر یا اس کی طرف سے رہنمائی ہو جائے نشانیوں سے دلیل پکڑنے کی طرف جن صورتوں میں یہ ممکن ہو تو ان تمام صورتوں میں اللہ کے بندوں کو بھی غیب کا علم حاصل ہو سکتا ہے۔

اقول: بچہ بچہ جانتا ہے کہ مستثنٰی کو مستثنٰی منہ کے حکم سے نکالا جاتا ہے مستثنٰی منہ یہ تھا کہ اللہ کے علاوہ کسی کو غیب کا علم کسی طرح نہیں ہے وہ اس میں منفرد ہے لیکن الا کے ساتھ اس حکم سے انبیاء و اولیاء کا استثنٰی کر لیا گیا وہابی صاحب کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ وہ تو انبیاء کے لئے علم غیب نہیں مان رہا تھا لیکن حضرت علی قاری نے معجزہ کے لفظ بول کر انبیاء کرام کے لئے اور کرامت کا لفظ بول کر اولیاء کرام کے لئے علم غیب ثابت کر دیا جس محدث و عالم کتاب کا حوالہ و صفحہ وہابی نے پیش کیا تھا یہ سب کچھ اسی میں موجود ہے۔ معلوم ہوا کہ نفی اور چیز کی ہے اثبات اور چیز کا۔ نفی ذاتی علم غیب کی ہے جو کسی کی عطا و اعلام سے نہ ہو۔ اور اثبات مذکور کے برعکس کا ہے۔ ملا علی قاری ہی مزید لکھتے ہیں:

ثم اعلم ان الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمھم اللہ تعالیٰ احیانا

ترجمہ اچھی طرح جان لو کہ انبیا کرام علیہم الصلوۃ والسلام غیبی چیزوں کو نہیں جانتے ہاں مگر وہ سب کچھ جو اللہ تعالی ان کو وقتاً فوقتاً تعلیم فرما دیتا ہے۔

اقول: اس عبارت میں بھی دونوں چیزیں یعنی نفی و اثبات کو واضح کر دیا گیا ہے

لہذا نفی بھی برحق ہے اور اثبات بھی برحق ہے لیکن وہابیہ صرف نفی کو برحق جانتے ہیں اور اثبات کے منکر ہیں۔ لہذا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ ہمارے خلاف بالکل نہ ہوا

## ہمارا عقیدہ

قارئین کرام مفتی غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدہ اہل سنت واضح طور پر لکھ دیا۔ جو چیز شرک نہ ہو اور صفات کمال سے ہو **مثل علم وجود** وغیرہا کی رسول اللہ ﷺ کے واسطے ہم ثابت کریں گے، اگرچہ ہمارے پاس کوئی دلیل نہ ہو صفحہ 82 قصیدہ بردہ کا شعر اسی دعوی پر پیش کیا۔

فلہذا اگر کوئی حضور کے لئے خدا ہونے کا دعوی کرے یا صفات خداوندی جو اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہیں اور غیر اللہ میں نہیں مانی جاسکتیں اگر کوئی معتبر شخصیت ایسا کہے اس کے کلام میں تاویل ہو گی اگر تاویل نہ ہو سکے تو وہ کفر اور لغو ہو گا۔

## اللہ تعالی ہر جگہ حاضر و ناظر کہنا کیسا؟

ہم اہل سنت و جماعت کا قرآنی و ایمانی عقیدہ ہے کہ رب تعالی عزوجل کی ذات اقدس جسم، مکان، زمان، جہت سے پاک ہے کیونکہ یہ ساری چیزیں حادث ہونے کی علامات ہیں۔ اللہ تعالی کی ذات قدیم ہے حادث نہیں کتب عقائد میں تفصیلا موجود ہے۔ جب کہیں گے کہ رب تعالی ہر جگہ حاضر ہے تو اس کے لئے جگہ یعنی مکان ثابت کیا گیا باقی رہا ناظر ہونا یعنی دیکھنے والا ہونا تو یہ صفت تو اللہ تعالی نے

کروڑوں انسانوں کو عطا فرمائی ہے فرمایا:

فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا[152]

اور اللہ بھی سمیع (سننے والا) ہے اور انسان بھی سمیع اس طرح اللہ تعالی بھی بصیر ہے (دیکھنے والا) اور انسان بھی دیکھنے والا بصیر ہے۔ لیکن اللہ تعالی ذاتی طور پر کہ کسی نے یہ صفت اس کو عطا نہیں کی اور انسان اللہ تعالی کی عطاء سے یعنی اللہ تعالی نے انسانوں کو دیکھنے سننے کی طاقت عطا فرمائی۔ فلہذا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی بات درست ہے۔

## غلط استدلال کس کا؟

قارئین کرام وہابی صاحب نے حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک اور الزام عائد کیا کہ انہوں نے حدیث تجلی لی کلی شی و عرفت والی حدیث سے غلط استدلال کیا ہے۔

**الجواب** حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل درست استدلال کیا تھا بالکل اسی طرح جس طرح دیگر محدثین کرام نے استدلال کیا مگر اس میں وہابیہ کے لئے موت کا پیغام تھا اور عظمت مصطفی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا اعلان تھا۔ اس لئے وہابیہ کا ہاضمہ خراب ہو گیا۔ حضرت شیخ محقق علی الطلاق عارف باللہ محمد عبد الحق محدث دہلوی تجلی لی کلی شی عرفت والی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

152 دھر آیت 2

**پس دانستم ہر چه در آسمان ها و هرچه در زمین بود عبارت است از حصول تمامه علوم جزوی و کلی و احاطه آں**[153]

ترجمہ پس میں نے جان لیا جو کچھ تمام آسمانوں اور زمینوں میں تھا یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی و کلی کے حاصل ہونے اور ان کے احاطہ سے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح تشریح اور استدلال فرمایا ہے۔ کما سیجیٔ

## صاحب نجم الرحمن کا اصولی استدلال

صاحب نجم الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے خوبصورت انداز میں اصول وضوابط عربیہ کی روشنی میں استدلال فرمایا مثلاً سب سے اول تو خود حدیث کے الفاظ سے ہی ہر چیز واضح ہے حدیث کے اندر تین الفاظ بڑے قابل غور ہیں جو نزاع کو ختم کرنے کے لئے کافی ووافی ہیں۔

(01) **کل** (02) **شیٔ** (03) **عرفت**

قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تینوں لفظوں سے استدلال فرمایا لیکن خاص طور پر لفظ عرفت سے حجت پیش کرتے ہیں کتب نحو و معانی میں موجود ہے کہ تمام نکروں کی نسبت جتنی نکارت لفظ شے میں ہے اتنی اور کسی لفظ میں نہیں ہے۔ لہذا یہ بہت زیادہ عموم پر دلالت کرے گا۔

پھر اس سے پہلے جب لفظ کل آگیا تو اس نے تخصیص کے احتمال کو سرے سے ختم

153 اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد۔۔۔۔ صفحہ۔۔۔۔

کر دیا۔ کیونکہ یہ اپنے مقام پر ثابت شدہ ہے کہ لفظ **کل** ہر ہر فرد کے احاطہ کے لئے آتا ہے۔ کلی علم و جزئی علم کا مسئلہ تو انہی لفظوں سے بھی حل ہو جاتا ہے مگر لفظ عرفت نے تاویلات باطلہ کے تمام دروازے ہی بند کر دیئے ہیں۔ اس لئے کہ علم کا لفظ کلی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور معرفۃ کا استعمال جزوئی کے لئے۔ علم معانی کی کتب مثلاً مطول وغیرہ میں اور علم نحو مثلاً کافیہ کی عبارت **وقد علم بذالک حد کل و احد منھا** پر تمام شارحین کافیہ سوال باسولی۔ سوال کابلی وغیرہ میں وضاحت فرما چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عرفت اللہ تو کہہ سکتے ہیں کیونکہ ذات باری تعالی جزئی ہے کلی نہیں اور ایسے ہی عارف باللہ اور اسی طرح **اللہ و رسولہ اعلم صحابہ کرام** کہتے تھے اللہ ورسولہ اعرف نہیں کہتے تھے۔ فنی علوم کی سمجھ بوجھ رکھنے والے علماء و طلباء پر یہ چیزیں پوشیدہ نہیں ہیں لیکن وہابیہ کو کون سمجھائے جہاں عقل و علم دونوں مفقود ہیں۔ فلہذا عرفت کے لفظ نے اس عقیدے پر مہر تصدیق ثبت کر دی آقا کریم ﷺ دنیا کائنات کی ہر چیز کی صرف جنس نوع نہیں بلکہ ان کے ہر ہر فرد کو اللہ تعالی کے عطا فرمودہ علم سے جانتے ہیں۔

**فائدہ** قرآن کریم میں ملکہ بلقیس کے بارے میں جو آیا **اُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ**[154] لفظ **کل** سے اور **شیء** سے جو اعتراض پیدا ہونا تھا حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب پہلے ہی دے دیا کہ یہاں کل شے سے پہلے من تبعیضیہ موجود ہے

---

[154] النمل 23

اس نے کل شئ کے عموم کو ختم کر دیا ہے۔ جبکہ حدیث میں اس طرح کا کوئی مخصص موجود نہیں۔اب یہ فیصلہ قارئین اہل علم پر ہے کہ غلط استدلال کس کا ہے؟اور صحیح استدلال کس کا ہے؟

تَجَلّٰى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَ عَرَفْتُ میں اور اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ میں تین طرح سے فرق موجود ہے۔جملہ ثانیہ میں

(01)لفظ من تبعیضیہ مخصص موجود ہے۔

(02)اور مقابلہ بلقیس میں طاقت سلیمان علیہ السلام کا وجود

(3) بداھت عقلیہ یا نظریہ عموم سے انکاری ہے، جبکہ حدیث علم غیب میں تینوں چیزیں نہیں ہیں (فافهم)

## شاہ ولی اللہ کا فتویٰ حوالہ ہمارے خلاف نہیں

اس لئے کہ ان کی عبارت کے آخر میں موجود ہے:

فلا بعد من ان یکون تعلیم تلک الامور ثانیاً فی حالة اخری

وہابی کا ترجمہ سو اس میں کوئی بات نہیں کہ اس کے بعد دوسری حالت میں آپ کو دوبارہ ان امور کی تعلیم دی گئی ہو[155]

معلوم ہوا کہ شاہ صاحب قبلہ نے حضور کے علم ہدایت کا مطلقا انکار نہیں کیا بلکہ اس کو کھلے لفظوں میں تسلیم کیا ہے۔

155 کتاب شمس صفحہ 169

نیز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالی کی خاص صفات ہیں ان کی انبیاء کرام سے نفی کی جائے جبکہ علم غیب عطائی یہ اللہ تعالی کی صفت ہی نہیں ہے۔ جو کہ ہم انبیاء کرام کے لئے مانتے ہیں۔

## حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر وہابیہ کا الزام

قارئین وہابی صاحب نے تحریر کیا: حضرت شاہ ولی اللہ نے یوں جواب دیا کہ اس میں لفظ کل عموم حقیقی کے لئے نہیں ہے بلکہ احکام دین اور امور شریعت وغیرہ سے خاص ہے صفحہ 170

**الجواب** شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ہرگز نہیں لکھی کہ حضور کا علم احکام دین اور امور شریعت وغیرہ سے خاص ہے یہ جھوٹے وہابی کا آپ پر الزام بلکہ بہتان عظیم ہے۔ جیسا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ظاہر ہے۔

## فائدہ مہمہ

اگر کوئی ایسا لفظ جو اپنے وضع معنی و حقیقی معنی کے لحاظ سے عموم پر دلالت کرتا ہو تو اگر کسی جگہ کسی وجہ سے اس کو خلاف اصل و خلاف قاعدہ مجازی طور پر عموم کی بجائے خصوص کے لئے استعمال کیا جائے تو اس سے ہر جگہ خلاف عموم و خلاف وضع ثابت نہ ہو گا۔ اگر اس بات کو تسلیم کرلیا جائے تو تمام قواعد وضوابط باطل ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ ہر قاعدے کے خلاف کوئی نہ کوئی مثال اور جزئی مل جائے گی۔ فلہذا عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ میں کل عموم کے لئے نہ سہی اسی طرح

اُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وغیرہ میں تو اس سے یہ کب لازم آیا کہ ہر جگہ عموم کے لئے نہ ہو؟ کہاں علوم مصطفی کے لئے تَجَلّٰی لِي کُلُّ شَيْءٍ اور عرفت اور کہاں دوسروں کے حق میں ایسے الفاظ کم از کم اتنی ہی شرم کرلی جاتی کہ معاملہ کن کن ذوات کا ہے۔ ہم کہتے ہیں اُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ میں کُلِّ شَیْءٍ عموم کے لئے نہیں بلکہ خلاف اصل استعمال کیا گیا ہے۔ تو اس سے یہ کب لازم آیا کہ ہر جگہ کُلِّ شَیْءٍ خلاف اصل ہو۔ اگر وہابی صاحب نے جس طرح کل اور شئ والے قاعدہ کا مذاق اڑایا اسی طرح ہر قاعدے کا مذاق اڑایا گیا تو پھر کل کو وہابیہ یہ بھی کہیں گے کہ للہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ میں جو ما آیا ہوا ہے یہ عموم کے لئے نہیں ہے کیونکہ فلاں جگہ ما عموم کے لئے نہیں ہے نیز اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے بارے میں کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر نہیں ہے۔ وہابی صاحب لکھ چکے ہیں کل بعض کے معنی میں مستعمل ہوا ہے کئی جگہوں پر اور لکھتے ہیں کلمہ کل خصوص کا احتمال رکھتا ہے صفحہ 171 یہ سارے جتن وہابی صاحب نے اس لئے کئے تاکہ حضور کے علم غیب کلی کا کسی نہ کسی طرح انکار کیا جاسکے۔

قارئین غور کریں کل شی کا لفظ ذات باری تعالیٰ کے لئے بھی بولا گیا اور یہی لفظ ملکہ بلقیس کے لئے بھی بولا گیا تو جیسے بلقیس کے کُلِّ شَیْءٍ کو آڑ بنا کر ذات باری تعالیٰ کے ہر چیز پر قادر ہونے کی نفی ممکن نہیں اسی طرح مصطفی کریم ﷺ نے جو فرمایا بلقیس کے کل شئ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ فلہذا خلاف اصل و قاعدہ کسی

نادر اور شاذ مثال کو آڑ بنا کر قاعدہ کا مذاق اڑانا درست نہیں ہے۔

## عجوبہ

وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالی جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے۔**معاذ اللہ** اور وہ اپنے دعوی کے اثبات کے لئے آیت کے حصہ **اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ** کو دلیل بناتے ہیں۔ حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نجم الرحمن کے صفحہ 170 پر فرماتے ہیں (خلاصہ)

اے وہابیہ ذرا بتاؤ خدا اس پر قادر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شمول علم (ہر چیز کو شامل ہونے والا علم) عنایت فرمائے یا نہ؟ اگر جواب دیتے ہو کہ وہ اس پر بھی قادر ہے تو مسئلہ حل ہو گیا ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ لیکن اگر جواب نفی و انکار میں ہے جیسا کہ وہابیہ کی رسول دشمنی سے واضح ہے تو امکان کذب باری وسفه و **جهل و غیرہ من الامور الممکنة القبیحة** پر تمہارے نزدیک قادر ہے اور **شمول علم الرسول** پر قادر نہیں فرق کیا ہے؟ ذرا بتائیں تو مہربانی ہوگی۔

قارئین کتنی عجیب بات ہے وہابیہ کہتے ہیں اللہ تعالی جھوٹ۔بے عقلی۔ جہالت اور دیگر برے ممکن امور پر تو قادر ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کو علم کلی عطا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ لیکن ہم اہل سنت و جماعت اس کے برعکس عقیدہ رکھتے ہیں۔ نظریہ و سوچ سب کی اپنی اپنی ہے اور بات عقیدت و محبت کی ہے۔

-

## وہابی صاحب کی جہالت اور جھوٹ

وہابی صاحب نے تحریر کیا:

مولوی احمد رضا خان نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ نبی ﷺ کو بعض آیات کا نسیان ہوا ہو ملفوظات صفحہ نمبر 9 حصہ سوم

**الجواب** وہابی اتنا جاہل ہے کہ کہتا ہے احمد رضا خان نے لکھا ہے حالانکہ ملفوظات اعلیٰ حضرت خود اعلیٰ حضرت نے نہیں لکھے ہیں، لیکن جہالت ہو تو ایسی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ نیز ملفوظات میں صرف امکان کا ذکر ہے اور امکان کو وقوع لازم نہیں ہے

کماقال فی القطبی فی المنطق

## مسئلہ عصمت انبیاء کرام علیہم السلام

قارئین کرام اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ انسانوں میں صرف انبیاء کرام معصوم عن الخطاہیں۔ حضرت امام سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں :

**ترجمہ:** انبیاء کرام علیہم السلام کذب (جھوٹ بولنے) سے معصوم ہیں خاص طور پر ان معاملات میں جو امر شرائع سے متعلق ہوں اور احکام تبلیغیہ اور ارشاد امۃ سے۔ جان بوجھ کر جھوٹ بولنے سے معصوم ہونے پر تو اجماع امت ہے، لیکن سہواً یعنی بھول کر جھوٹ بولنا تو اکثر علماء کے نزدیک انبیاء اس سے بھی معصوم ہیں۔ اور جھوٹ کے علاوہ باقی گناہوں سے پاک ہونے میں تفصیل ہے وحی سے

پہلے اور بعد میں کفر سے تو بلاجماع وہ معصوم ہیں۔ اور اسی طرح جمہور علماء کے نزدیک جان بوجھ کر کبیرہ گناہ کرنے سے وہ پاک ہیں **و اما سھواً فجوزہ الاکثرون**۔یعنی بھول کر کبیرہ گناہ کرسکتے ہیں یانہیں تواکثر علماءجواز کے قائل ہیں [156] اور بہت ساری تفصیل اور بھی موجود ہے۔

قارئین کرام حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات کو ذکر کر دیا تو وہ مجرم بن گئے۔**معاذ اللہ** لیکن آئیں آپ کو وہابیہ کا عقیدہ بھی بتاتے ہیں۔

## بانی دیوبند اور عصمت انبیاء کرام

بانی دار العلوم دیوبند اور دیوبند کے قاسم العلوم والخیرات جناب قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

نمبر (01) پھر دروغ صریح (واضح جھوٹ) بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں (برابر) نہیں ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں

نمبر (02) **بالجملہ علی العموم** کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور **انبیاء علیھم السلام** معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں [157]

لوجی وہابی صاحب ہمارے علماء پر فتوی لگانے میں بڑا شیر نظر آرہا تھا حالانکہ انہوں

---

156 شرح عقائد نسفیہ بحث عصمت انبیاء کرام **علیھم السلام** صفحہ 308 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ

157 تصفیۃ العقائد صفحہ 25 اور صفحہ 28

نے وہی بات لکھی جو تمام کتبعقائد شرح مواقف ، شرح مقاصد، شرح عقائد وغیرہ میں لکھی ہوئی دیکھتے ہیں اپنوں پر کیا فتوی لگاتے ہیں اتنا مشورہ ضرور ہے۔

| اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت | دامن کو ذرا دیکھ، بند قبا ذرا دیکھ |
| --- | --- |

باقی قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یقیناوہی ہے جو اہل سنت وجماعت بریلوی حضرات کا ہے۔ اس کی مکمل تفصیل نجم الرحمن میں موجود ہے وہاں ہی ملاحظہ کریں۔

## الفصل الرابع: شیطان سے محبت کن کو؟

وہابی صاحب نے الزام عائد کیا کہ علماء اہل سنت بریلوی کو شیطان سے محبت ہے ہم واضح کر دیتے ہیں کہ شیطان سے محبت کس کو ہے؟ وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک شیطان کے پاس بہت علم ہے وہ غیبی امور بھی جانتا ہے علماء اہل سنت بریلوی حضرات نے دیوبندیوں کو شرم دلاتے ہوئے کہا کہ کچھ تو حیا کرو جب اتنا وسیع علم شیطان لعین دشمن خدا کے لئے مانتے ہو اور شرک کا فتوی نظر نہیں آتا تو افضل الخلق امام الانبیاء افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ میں یہ وسیع علم ماننا کیوں کر شرک وکفر ہو گا؟ جب دیوبندیوں کے سامنے ہمارے علماء نے یہ دلیل پیش کی تو کذاب جل اٹھے اور کہنے لگے: الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوصِ قطعیہ بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو ایمان کا کون سا حصہ ہے؟ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کے وسعت علم کی کون سی

نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کورد کر کے شرک ثابت کیا جاتا ہے؟[158]

قارئین کرام پوری روئے زمین کا علم محیط شیطان کے لئے تو مان لیا مگر شرک نہ ہوا یہ شیطان کی محبت کی واضح دلیل ہے یا نہیں کاش کہ اگر یہی محبت حضور سے بھی ہوتی تو آنحضور کے لئے بھی مان لیتے مگر بات تو ساری محبت کی ہے براہین قاطعہ وہ رسوائے زمانہ کتاب ہے کہ جس میں خلیل احمد انبیٹھوی نے بہت غلط راستہ اختیار کیا اور رشید احمد گنگوہی نے اس کی تصدیق کی اس طرح وہ بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔ اب ہم ذریتہ دیوبندیہ سے مختصر سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کی عطا کردہ طاقت و قوت سے پوری روئے زمین کا علم محیط کا حاصل ہو جانا شرک ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر یقیناً ہر جگہ غیر خدا میں یہ شرک ہو گا خواہ شیطان لعین ہو یا کوئی اور اگر جواب نفی میں ہے تو جھگڑا ہی ختم ہو گیا کہ جب ایک چیز شرک ہی نہیں تو اس پر طوفان بد تمیزی کیوں؟

## مزید تفصیلِ سوال

اگر پوری روئے زمین کا علم محیط غیر خدا کے لئے خدا کی عطا سے ماننا شرک نہیں تو پھر نہ شیطان میں ماننا شرک ہو گا اور نہ ہی فخر عالم ﷺ میں یہ وہابیوں کی کتنی عجیب منطق ہے کہ وہی علم شیطان کے لئے مانیں تو شرک نہیں ہو گا اور فخر بنی آدم و آدم کے لئے مانیں تو شرک ہو جائے گا۔ واہ اس کو وہابیہ کی شیطانی توحید کہا جاتا ہے۔

---

158 براہین قاطعیہ ص52

تعجب صفت ایک ہی ہے اور سب مخلوقات غیر خدا ہونے میں برابر ہیں۔لہذا یہ تفریق وہابیہ ظلم عظیم سے کم نہیں اور عظمت فخر عالم میں بہت بڑی جسارت ہے۔

پھر تلمیذ گنگوہی انبیٹھوی صاحب عداوت رسول کا یوں اظہار کیا کہتے ہیں:

شیطان کو یہ وسعت نص (قرآن و سنت) سے ثابت ہوئی حیرت کا مقام ہے کہ جو صفت غیر خدا میں تسلیم کرنا بھلا شرک ہو کیا وہ قرآن یا حدیث سے ثابت ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ شرک قبیح لذاتہ ہے اور قبیح لذاتہ کا جائز ہونا عقلاً نقلاً باطل ہے اور اکبر الکبائر شرک ہے جو ناقابل معافی جرم ہے۔

اب وہ لوگ تو دنیا سے چلے گئے لیکن ذریت پر لازم ہے کہ ہاں یا نہ میں مذکورہ سوال کا جواب دیں۔ اور مزید عالم دیوبند کہتے ہیں:

شیطان کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی۔

ہم کہتے ہیں اس کا مطلب واضح ہے کہ وہابی صاحب ظنیات (ظنی دلائل) سے تو عقیدہ ظنی کا بھی ثابت کرنا جائز نہیں سمجھتے تو پھر اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ یہ وسعت شیطان ملعون کے لئے قطعی نص سے ثابت مانتے ہیں۔

فلہذا شیطان میں اس وسیع علم کا انکار کفر ہو گا اور **معاذ اللہ** سید عالم فخر عالم ﷺ میں اس کا اثبات کفر ہو گا۔ واہ وہابیو ایک ہی صفت ایک جگہ غیر اللہ میں نہ ماننا کفر و شرک ہوا اور دوسری جگہ مان لینا شرک و کفر ہو گیا۔وہابیوں کو اپنے اس فلسفے اور علم و عقل پر خوب رونا چاہیئے۔مزید کہتے ہیں فخر عالم کی وسعت علم پر کون سی نص ہے۔

**اقول:** ہم اہل سنت و جماعت کے پاس تو بڑی نصوص ہیں جو ہم پیش کرتے رہتے ہیں نجم الرحمن میں درجنوں موجود ہیں، اور اعلی حضرت تاجدار بریلی کے رسائل، اور دیگر علماء کے اس سے بھرپور ہیں۔ مگر ہمیں ان امت مصطفی کہلانے والوں پر دلی افسوس ہے کہ جن ظالموں نے کتاب اللہ اور حدیث رسول کریم ﷺ سے خاص طور پر شیطان کی وسعت علم کی قطعیت پر قطعی دلائل معلوم کر لئے ہیں اور علوم محبوب خدا کے لئے جن کا امتی ہونے کا دعوی بھی ہے تو ان کے لئے نہ کوئی قرآن کی آیت ملی اور نہ کوئی حدیث پاک ملی۔

قارئین اب بھی اگر دیوبند کی شیطانی محبت میں کسی کو شک ہو تو یہ اس کی مرضی ہے۔ باقی رہا مفتی احمد یار خان نعیمی کا بیان تو مفتی صاحب قبلہ نے صرف شیطان کو پیدا کرنے کی حکمت و فلسفہ بیان کیا ہے کہ انسانوں کی آزمائش کے لئے شیطان کی تخلیق ہوئی اگر یہ نہ ہوتا تو بندوں نے شیطانی کام ہی نہیں کرنے تھے اور پھر سزائیں بھی نہ پاتے تو اس میں شیطان کی محبت والی بات کون سی ہے۔اس میں تو الٹا اسی کی مذمت ہے۔

## شیطان کا گروہ کون؟

وہابی صاحب نے حدیث کا غلط مطلب بیان کرتے ہوئے کہا:

اگر حزب الشیطان سے مراد مولوی احمد رضا خان اور اس کے متبعین مراد لیے جائیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔[159]

**الجواب:** اولاً قارئین وہابی صاحب کی یہ بات روایتہ کے ساتھ ساتھ درایتہ کے

159 صفحہ نمبر 178

بھی خلاف ہے اسلئے کہ ساری دنیا جانتی ہے امام احمد رضا خان کہاں پیدا ہوئے کہاں زندگی گزاری اور خاص طور پر ان کے متبعین کہاں پائے جاتے ہیں کیا امام احمد رضا نجد کے تھے یا ان کے پیروکار وہاں کے لوگ ہیں؟ تو وہابی نے کتنی احمقانہ بات کردی ہے صرف اپنے وہابیہ نجدیہ کو بچانے کے لیے حالانکہ خود اپنے قلم سے اسی صفحہ پر تحریر کیا ہے (نجد کا علاقہ) شیطان کا مرکز ہوگا.

ثانیاً: اب آئیں ہم آپ کو زبان رسالت سے بتاتے ہیں کہ حزب الشیطان شیطانی گروہ کون ہے۔ کریم آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا و بہا یطلع قرن الشیطان اور وہاں (نجد) سے شیطانی گروپ پیدا ہوگا۔ اردو میں قرن الشیطان کا معنی ہے دیوبند اردو میں دیو شیطان کو کہتے ہیں اور بند کا معنی ہے گروہ تابعدار چونکہ دیوبند حضرات کے بڑے بڑے علماء وہابیوں نجدیوں کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں لہذا یہ میرے آقا کریم ﷺ کا معجزہ ہے کہ حضور ﷺ نے شیطانی گروہ بلکہ اس کی نشانیاں بھی بتادی ہیں مثلاً تحلیق حلق کروانا موٹروے کی طرح سر بنانا قرآن پڑھنا مگر حلق سے نیچے نہ لے جانا نماز کی کثرت مگر نماز والے کی محبت سے خالی وغیرہ۔ اور یہ حضور کا علم غیب بھی ہے، صدیاں بعد کی خبر دے رہے ہیں۔

## وہابیہ کی شیطان سے اندھی عقیدت

قارئین حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیطان کی مذمت میں جو جملے بولے تھے چونکہ وہابیہ کو شیطان سے محبت ہے اسلئے وہ جملے بھی ان کو شیطان کی تعریف نظر آئے ملاحظہ ہوں مثلاً: اگر نبوت اعمال سے ملتی تو شیطان کو ملنا چاہیے تھی

تفسیر نعیمی جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 312 بات بالکل واضح ہے کہ نبوت اعمال سے نہیں ملتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ملتی ہے نہ کہ اعمال سے چونکہ شیطان نے بہت نیک اعمال کئے تھے چپے چپے پر عبادت کی تھی فلہذا وہ اعمال کے باوجود نبی نہ ہوا معلوم ہوا کہ اعمال سے نہیں دیکھا جائے تو اس میں شیطان کی مذمت ہے مگر وہابیہ کو تعریف نظر آتی ہے۔شاید وہابی صاحب نے اپنے اکابر کی تعلیمات کو پڑھا ہی نہیں ورنہ یہ اعتراض ہمارے عالم دین پر نہ کرتا،بانی دار العلوم دیوبند نانوتوی صاحب نے لکھا ہے: انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔[160]

**اقول:**: دیوبند کے امام نے صرف اگر مگر بالفرض میں بات نہیں کی اٹل فیصلہ دیا اور وہ بھی ہر امتی کے بارے میں لیکن اس پر کسی وہابی دیوبندی کو شاید کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

## مفتی نعیمی کا ایک اور فرمان

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اپنی طاقت یا علم یا عبادت سے نہیں ملتی رب کا خاص عطیہ ہے ورنہ شیطان پکا مومن ہونا چاہیے تھا کیونکہ اس کے پاس یہ سب چیزیں موجود تھیں۔[161]

160 تحذیر الناس صفحہ نمبر 5

161 نور العرفان صفحہ نمبر 187

اقول:: قارئین کرام ۔۔۔ نظر و فکر سے کام لیکر خود ہی فیصلہ کریں مذکورہ عبارت میں شیطان کی مذمت ہے یا تعریف و محبت کی بات ہورہی ہے مگر وہابی صاحب شیطان کی محبت میں اتنے اندھے ہیں حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ کسی شے سے محبت کرنا یہ عیب دیکھنے سے اندھا کر دے گا۔ اور سننے سے بہرہ کر دے گا، اس میں کوئی شک نہیں شیطان کے پاس علم ،طاقت، عبادت موجود تھیں۔مگر پھر بھی مفتی صاحب نے اس کو مومن ہی نہیں مانا بتانا یہ چاہتے ہیں کہ ان چیزوں سے ایمان نہیں مل جاتا

## وہابیہ کی شیطان سے محبت کی ایک اور دلیل

مولوی حسین علی واں بچھروی کی کتاب بلغہ میں تحریر ہے:

اور طاغوت کا معنیٰ کل عبد من دون اللہ فھو الطاغوت اس معنیٰ بموجب جن اور ملائکہ اور رسولوں کو طاغوت بولنا جائز ہو گا۔[162]

## کیا اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی وہابی تھے؟

قارئین وہابی صاحب نے لکھا علامہ غلام رسول سعیدی کے باپ اور بڑے بھائی وہابی تھے۔

اقول:: یہ تو کوئی اتنی بڑی بات نہیں اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہدایت ہے وہ چاہے تو فرعون کی بیوی کو ہدایت دے دے اور نہ چاہے تو پسر نوح کو بھی ہدایت

[162] بلغۃ الحیران صفحہ 43

نہ دے۔ رہا معاملہ امام احمد رضا خان کا تو مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے اعلی حضرت تاجدار بریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آخری سانس تک رد وہابیت ، قادیانیت، رافضیت وغیرہ فرق باطلہ کے رد میں مصروف رہے جیسا کہ ان کی تصنیفات آج بھی گواہ ہیں رہا معاملہ مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہ انہوں نے اعلی حضرت کو وہابی لکھا

اقول:: یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ یہ بات حضرت اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود نہیں لکھی ان کے ملفوظات میں ملتی ہے مگر ملفوظات کو صاحب ملفوظ کے حق میں یا خلاف دلیل نہیں بنایا جا سکتا لہذا یہ کہنا کہ انہوں نے خود لکھا ہے یہ کتنا بڑا جھوٹ ہوا۔باقی اگر ان کے شاگردوں میں سے جس نے بھی لکھا تو یہ معاصرانہ چپقلش ہے اس کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا ہے۔جو شخص ساری زندگی وہابیوں کا رد کرتا رہا اس کو وہابی کہنا یہ انصاف کا مکمل خون بہانا ہے

## وہابی دیوبندی تہذیب

وہابی مولوی صاحب نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی تہذیب اور آوارگی کو ظاہر کر دیا ہے بطور نمونہ ملاحظہ ہو:

مولوی احمد رضا کو جس نے بیٹی دی اور اس سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ یقیناً۔۔۔۔۔۔۔ کی نسل ہوگی یہ میرے خیال میں درست بھی ثابت ہوا کہ مولوی احمد رضا خان سے پیدا ہونے والی اولاد کتے سے ملتی جلتی تھی۔(معاذ اللہ)[163]

163 کتاب شمس صفحہ نمبر 182

**اقول:**: یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اکابر دیوبند نے تاجدار بریلی کے بارے میں اس سے بڑھ کر زبان درازی کی ہے لہذا یہ ہم ان کی تہذیب ہی سمجھیں گے۔

صدر دارالعلوم دیوبند مولوی حسین احمد ٹانڈوی جو اپنے آپ کو سید بھی کہلاتا تھا اس نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں اس طرح کی گالی گلوچ سے کام لیا ہے۔ لیکن اس کے جواب میں ہم بس اتنا عرض کر دیتے ہیں:

اذا یئس الانسان طال لسانه

جب انسان مایوس ہو جائے، اور دلیل کی دنیا میں بے بس ہو جائے تو اس کی زبان گالی گلوچ کے لیے دراز ہو جاتی ہے فلہذا ہمیں اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

## وہابی صاحب کا انوکھا جواب

قارئین محترم وہابی صاحب مولانا مفتی پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیش کردہ ایک دلیل کا جواب یوں انوکھے انداز میں دیتے ہیں ہم قارئین کی سہولت کے لیے دلیل پپلانوی اور جواب وہابی دونوں نقل کر دیتے ہیں۔ پپلانوی صاحب فرماتے ہیں: فتنہ وہابیہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بقول شامی 1233 سال پہلے خبر دی ہے اور وہابی لوگ یہی وجہ ہے کہ مفاتیح خمسہ کا انکار کرتے ہیں۔[164]

**جواب الوہابی** پیچھے میں نے مولوی احمد رضا کو وہابی ثابت کیا ہے وہ بھی علماء

164(نجم الرحمن جدید صفحہ 86)

بریلویہ کے خواجہ قمر الدین سیالوی کے استاذ معین الدین اجمیری کی تحقیق سے دوسری بات یہ ہے کہ علامہ شامی کی حیثیت علماء بریلویہ کے نزدیک مولوی احمد رضاخان سے بھی کم ہے مولوی نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں۔

ہماری نگاہ سیدنا اعلی حضرت۔۔۔۔کی تحقیقات عالیہ علامہ ابن عابدین کی تحقیقات سے عالی وبلند تر ہے۔[165]

ایک اور حوالہ بھی پڑھ لیں مزہ آجائے گا۔علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا احمد رضا کے شاگرد ہیں یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتے ہیں۔[166]

**اقول:** کتنے پیارے انداز میں حضرت پپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مسلم بین الفریقین ہستی کا حوالہ پیش کیا تھا لیکن وہابی صاحب نے جو جواب دیا وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔اب وہابیہ دیوبندیہ کے لیے ایک ہی راستہ ہے کہ یا اپنے آپ کو احناف کہلوانا اور منافقت سے کام لینا چھوڑ دیں اگر فتاوی شامی کو مانتے ہیں تو پھر وہابیت کے گیت گانا بند کریں۔چونکہ سارے دیوبند امام شامی کی امامت پر متفق ہیں لہذا ان کی مذکورہ تحقیق بھی ماننی پڑے گی۔

اعلی حضرت تاجدار بریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاشیہ جد الممتار میں بعض مقامات پر اختلاف کے باوجود بہت ہی اچھے لفظوں میں اور اپنا امام وپیشوا حضرت علامہ

165(معارف رضا صفحہ 267)

166(المیزان کا احمد رضا صفحہ 186)

شامی کو مانا ہے۔لہذا جب وہ ان کو اپنا امام مان رہے ہے تو کسی دوسرے کا اعتبار نہیں ۔

## الفصل الخامس: حضور کو مفاتیح خمسہ کا علم ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں حضرت پیلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ناقابل تردید دلائل قرآن و سنت سے بیان فرما دیے ہیں مگر میں نہ مانوں کا کوئی علاج نہیں رہا معاملہ تفاسیر کا تو تفاسیر میں تو کہیں اثبات اور کہیں نفی موجود ہے تو ہمارے نزدیک اثبات اور نفی دونوں برحق ہیں۔ جہاں نفی ہے تو وہ ذاتی علم غیب کی ہے اور جہاں اثبات ہے تو وہ عطائے خداوندی کے لحاظ سے ہے۔

جس کو اطلاع علی الغیب ، اظھار غیب انباء غیب وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔اور یہ بھی یاد رہے کہ وہابیہ کے پیش کردہ تمام دلائل کا جواب حضرت پیلانوی دے چکے ہیں اب جن کا جواب دیا جا چکا ہے پھر ان دلیلوں کو بار بار پیش کرنا یہ حواس باختہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

قارئین ہم اپنے دعوی کے ثبوت میں کچھ تفاسیر سے حوالہ جات پیش کر دیتے ہیں تاکہ مخلص امتیوں کا کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے تفسیر جمل حاشیہ جلالین شریف اور تفسیر خازن جو فریقین کے درمیان نہایت معتبر کتب ہیں ان دونوں میں تحریر ہے:

المعنی لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ الا ان یطلعنی اللہ تعالیٰ

ترجمہ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ کا معنی و مطلب یہ ہے کہ میں بذات خود نہیں جانتا ہاں مگر میرا اللہ مجھے غیب پر مطلع فرما دیتا ہے (تو پھر میں جان لیتا ہوں) ایسے ہی تفسیر

نیشا پوری میں ہے۔ (وَ لَآ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ) اے لا اقول: لکم و ھذا مع انہ قال ﷺ علمت ما کان و مایکون ( وَ لَآ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ) یعنی میں تمہیں یہ دعوی کر کے نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں اس کے باوجود کہ آپ نے خود فرمایا ہے جو ہو چکا ہے جو ہو گا میں جانتا ہوں اور اسی تفسیر نیشا پوری میں موجود ہے لَآ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ فیکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ آیۃ مبارکہ میں اس پر دلیل ہے کہ ذاتی طور پر مستقل طور پر غیب اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

## ابن کثیر اور عطائے علوم غیبیہ

وہابی صاحب نے بڑے فخریہ انداز میں ابن کثیر کا حوالہ پیش کیا کہ علوم خمسہ کو صرف اللہ جانتا ہے اس کے علاوہ کسی طرح بھی کسی کو علم غیب نہیں کسی نبی اور ولی کو بھی نہیں۔

مگر ابن کثیر نے بات وہی کی جو ہم اہل سنت و جماعت بریلوی کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

**ھذہ مفاتیح الغیب التی استاثر اللہ تعالیٰ بعلمھا فلا یعلمھا احد الا بعد اعلامہ تعالیٰ بھا۔**

یہ غیب کی چابیاں ہیں جن کے علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو خاص کیا پس کوئی شخص ان کو نہیں جانتا ہاں مگر اس کے علم عطا فرمانے کے بعد ان پانچ چیزوں کے بارے میں۔ (وہ جان لیتا ہے)

اقول: یعنی اپنے طور پر کوئی بھی نہیں جانتا لیکن جب ان پانچ چیزوں کے بارے میں رب تعالی کسی کو علم دے دیتا ہے تو پھر وہ شخص بھی ان پانچ چیزوں کے بارے میں جان لیتا ہے کہ قیامت کب آئے گی بارش کب ہو گی ماؤں کے پیٹوں میں کیا ہے کل کون کیا کرے گا کون کہاں مرے گا وغیرہ اللہ جن لوگوں کو ان کا علم دے دے تو اس کی دین سے وہ بھی جانتے ہیں اور اسی طرح علامہ ابن کثیر نے دوبارہ یہ جملہ بول کر اپنے عقیدے و نظریے کا اظہار فرمایا ہے۔

و من شاء اللہ من خلقه۔

اللہ تعالیٰ اپنے مخلوق میں سے جن کو چاہے مذکورہ چیزوں کا علم عطا فرما دیتا ہے [167]

## صاحب تفسیرات احمدی اور علوم غیبیہ

صاحب تفسیرات احمدیہ علامہ جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات اور تفسیر کا بھی وہی مطلب ہے جو اوپر بیان ہوا۔ دلیل یہ ہے کہ اسی تفسیرات احمدیہ میں آپ نے مفاتیح غیب کی تفسیر میں ہی فرمایا ہے۔

ولک ان تقول ان هذه الخمسة و ان کان لا یملکه الا الله لکن یجوز ان یعلمها من یشاء من محبه و اولیائه بقرینة قوله تعالیٰ ان الله علیم خبیر علی ان یکون الخبیر بمعنی المخبر [168]

آپ کے لیے جائز ہے کہ آپ یہ کہیں اور عقیدہ رکھیں کہ یہ پانچ چیزیں اگرچہ

167 ابن کثیر جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 121

168 تفسیرات احمدیہ صفحہ 608 تا 609 مطبوعہ لاہور

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ان کا مالک نہیں ہے لیکن یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا علم عطا فرمادے جن کو چاہے اپنی محبت والوں اور اپنے اولیاء سے اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان (آیت خمسہ کا آخری حصہ) ان اللہ علیم خبیر ہے اس بنا پر کہ خبیر کا معنی مخبر ہو۔

اقول وہی بات ثابت ہوئی جو ہم اہل سنت کہتے ہیں ذاتی طور پر کوئی امور خمسہ کو نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں اور اولیاء میں سے جن کو خود عطا فرمادے تو اس کی عطاو اعلام سے اللہ تعالیٰ کے بندے بھی جانتے ہیں

اور آپ صاحب تفسیرات احمدیہ ملاجیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

**فعلم من کلامه هذا ان الله تعالیٰ یطلع الاولیاء علی بعض ما یشاء من الغیوب الخمسة** صفحہ ایضاً

ترجمہ (قاضی بیضاوی کی) کلام سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تبارک و تعالی اپنے اولیاء کرام کو اطلاع دے دیتا ہے بعض ان چیزوں پر جن کو وہ چاہتا ہے یعنی پانچ غیبی چیزوں میں سے۔

**اقول:** لو جی وہابی صاحب انبیاء کرام بلکہ امام الانبیاء کے مفاتیح خمسہ کا انکار کر رہا تھا اور جن کتابوں کی عبارات کا غلط مطلب بیان کر رہا تھا ہم نے انہی کتابوں سے اپنا موقف ثابت کر دیا کاش کہ وہابیہ کی عقل اتنا ہی کام کرتی کہ اللہ تعالیٰ صرف مفاتیح خمسہ کا علم نہیں بلکہ تمام مغیبات کا علم اس کے ساتھ خاص ہے لیکن جن کو وہ عطا فرمادے تو وہ قادر

مطلق ہے وہ اجازت وہابیہ یا نظریات فاسدہ کا محتاج نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

## اما شعرت سے استدلال پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے خوبصورت اور تحقیقی انداز میں **اما شعرت** کے مبارک لفظوں سے حضور کے علم غیب پر استدلال کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: **اما شعرت** میں ہمزہ استفہام کا ہے (اور استفہام انکاری ہے)[169] اور اس کی مزید کچھ تفصیل یوں ہے شعرت صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل ماضی معلوم ہے اس کا عام فہم معنی ہے کسی بات کو جاننا سمجھنا۔ **اما شعرت** کا پس منظر یہ ہے کہ قیامت کے دن مرتدین کی جماعت کو حضور رحمت اللعالمین ﷺ **اصیحابی اصیحابی** فرما کر بلائیں گے تو حضور کو کہا جائے گا **اما شعرت ما عملو بعدک** کیا آپ کو شعور و علم نہیں کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا عمل کیا۔ وہابیہ کہتے ہیں کہ (**معاذ اللہ**) اس سے قیامت کے دن بعض باتوں سے حضور کا جہل ثابت ہوتا ہے۔

الجواب اگرچہ بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں لا علم لک بما احد ثوا بعدک اور بعض میں ھل شعرت کے الفاظ بھی ہیں اگر ان روآیات کے الفاظ کو بھی لے لیا جائے پھر بھی حضور کا علم غیب ثابت ہو جاتا ہے وہ اس طرح کہ ظاہر ہے یہ واقعہ

---

169 (کما فی الصحیح المسلم)

قیامت کے دن ہو گا لیکن غیب دان نبی نے اس کی خبر صدیاں پہلے دے دی یہ غیبی خبر واضح کر رہی ہے کہ حضور کو صرف ماضی تک نہیں بلکہ صدیاں بعد کی بھی خبر ہے۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جو دلیل مثبت علم غیب تھی اس کو وہابیہ دلیل نفی بنا کر پیش کرتے ہیں۔ واضح بات ہے کہ اگر حضور کو قیامت کے دن کے اس واقعے کا علم نہ تھا تو اس کو بیان کیوں فرمایا بھلا جس بات کا علم ہی نہ ہو اس کو بیان کیا جاسکتا ہے اور وہ بھی سرکار دوعالم بیان فرمائیں۔

اعتراض اگر حضور کو علم تھا تو پھر حضور کو یہ کیوں کہا جائے گا کہ لا علم لک آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا تھا۔

الجواب اولاً اس کا جواب ہم اس حدیث پاک سے دیتے ہیں جس میں درج زیل الفاظ ہیں **اما شعرت ما عملو بعدک** کیا آپ کو شعور و علم نہیں کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا یہ جملہ منفیہ ہے اس پر ہمزہ استفہام داخل ہوا یہ استفہام انکاری ہے تو اس طرح نفی پر نفی آنے سے اثبات ثابت ہوا۔

تو اس سے تو الٹا علم نبوی کا اثبات ہوا نہ کہ نفی اور یہ بھی اصولی بات ہے کہ جب واقعہ ایک ہے صرف اس کی روایتوں میں تعدد ہے تو ایک روایت میں ہمزہ استفہام مذکور و معتبر ہو گا تو باقی میں بھی معتبر ہو گا کیونکہ اگر ایسا نہ کریں تو احادیث میں تعارض ثابت ہو گا۔ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا کہ **اما شعرت** والی روایت میں ہمزہ زائدہ مان لیا جائے؟

**الجواب** اگر ہمزہ زائدہ مانیں تو حضور نبی کریم ﷺ کے کمال علم کی نفی ثابت ہو گی اور تمام اما شعرت میں ہمزہ اصلی مانیں کہیں مذکور کہیں محذوف تو علم مصطفی ﷺ کا اثبات ہو گا اہل سنت بریلوی حضرات اور وہابیہ میں یہی فرق ہے وہابیہ کی ہر جگہ کوشش ہوتی ہے کہ حضور کے لیے جہل ثابت کریں اور علمائے اہل سنت اس کے برعکس کو ثابت کرتے ہیں مزید تائید کریم آقا ﷺ نے فرمایا **عرضت علی اعمال امتی حسنھا و قبیحا** میری امت کے تمام اچھے برے اعمال مجھ پر پیش کر دیے گئے۔

**اقول:** جب حضور کی ساری امت کے اچھے برے اعمال کا حضور کو علم ہے تو مرتدین کے برے عمل (ارتداد) کا علم کیوں نہ ہو گا معلوم ہوا کہ حدیث **اما شعرت** و دیگر **اما شعرت** کا وہی معنی و مفہوم صحیح ہے جو ہم اہل سنت نے بیان کیا۔

**اعتراض** جب حضور کو مرتدین کے عمل قبیح ارتداد کا علم تھا تو پھر آپ نے ان کو کیوں بلایا اور ان پر رحم کیوں فرمایا؟

**الجواب** اس میں کوئی شک نہیں حضور نبی کریم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں ان جہانوں میں قیامت کا دن وجہان بھی داخل ہے اور وہاں تو حضور کی رحمت اور جوش میں ہو گی تو آپ کی توجہ ان کی ارتداد کی طرف نہیں جائے گی لیکن جب آپ کی توجہ دلائی گئی **اما شعرت** کے پیارے لفظوں سے تو پھر آپ

نے فرمادیا سحقا سحقا۔

قارئین بات تو ساری ہے محبت کی اگر دل میں عشق مصطفی ہو اور نیت میں فتور نہ ہو تو حقیقت خود بخود واضح ہو جاتی ہے لیکن اگر دل میں عداوت رسول ہو تو پھر اس سے اس بے غبار حدیث پر بھی آواز بلند ہوتی ہے کیا پدی کیا پدی کا شور فلہذا ہمزہ استفہام محذوف ماننا بہتر ہے تا کہ احادیث میں تعارض نہ ہو اور اس پر قرینہ و دلیل حدیث مسلم ہے۔

## اما شعرت کا استعمال

قارئین کرام وہابی صاحب نے تحریر کیا **اما شعرت** کے جملہ کا زیادہ تر استعمال ایسے ہی موقع پر ہوتا ہے جہاں مخاطب کو پہلے سے اس چیز کا علم نہیں ہوتا۔ صفحہ نمبر 188

**الجواب** اہل علم میں یہ قاعدہ مشہور و معروف ہے کہ استفہام انکاری نفی پر محمول ہوتا ہے اور یہ بھی یقینی قاعدہ ہے کہ نفی پر نفی آئے تو اثبات بن جاتا ہے۔

کما فی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

لہذا **اما شعرت** کا جملہ اثبات کے لیے ہو گا۔

ثانیاً۔ وہابی صاحب نے علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے خود لکھا:

**هذه اللفظة تقال فی الشی الواضح التحریم و نحوه و ان لم یکن المخاطب عالما به**

یعنی یہ لفظ **اما شعرت** اس شے کے بارے میں بولا جائے گا جس کی تحریم بالکل واضح ہو اور اس کی مثل صورت میں بولا جائے گا اگرچہ مخاطب کو اس کا علم نہ ہو۔

**اقول:** مذکورہ عبارت سے واضح ہے کہ **اما شعرت** کے لفظ میں مخاطب کا عالم ہونا نہ ہونا ضروری نہیں ہے تو عداوت رسول میں زبردستی اس کو عدم علم پر محمول کرنا کتنی بڑی زیادتی ہے نیز علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتدین کا ارتداد اتنا واضح تھا عیاں اور ظاہر تھا مگر عدم توجہ سے حضور پر مخفی ہو گیا **اما شعرت** یا **اما علمت** کا حضرت امام حسن کے بارے میں بولا جانا اور وہ بھی اس وقت کہ جب وہ بالکل کم عمر تھے اس کی حیثیت اور ہے اور یہی حضور ﷺ کے بارے میں بولا جانا اور وہ بھی قیامت میں اس کی حیثیت اور ہے قیاس درست نہیں ہے یہی صورتحال حضرت اسامہ والی روایت کی ہے۔

## فرشتوں کو مَافِی الْاَرْحَامِ کا علم ہے یا نہیں؟

قارئین کرام اس میں کوئی شک نہیں فرشتوں کو ماں کے پیٹ میں پیدا ہونے والے بچے کے بارے میں چالیس یا پنتالیس دنوں کے اندر اندر علم ہو جاتا ہے کہ یہ نیک ہے یا بدبخت، لڑکا ہے یا لڑکی۔ یہ کام کیا کرے گا نیک یا برے، اس کا رزق کتنا ہو گا، یہ فوت کب ہو گا۔ ہماری بحث تقدیر باری تعالیٰ کے بارے میں نہیں ہے۔ بحث اس بارے میں ہے کہ فرشتوں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کیا انہیں ان چیزوں کا علم بھی ہے یا نہیں۔ آیئے امام نواوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو مسلم بین

الفریقین ہیں ان سے پوچھ لیتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

ولکلام الملک و تصرفه اوقات احدها حین یخلقها اللہ تعالیٰ نطفة ثم ینقلها علقة وهو اول علم الملک بانه ولد لانه لیس کل نطفة تصیر ولداً و ذالک عقب الاربعین الاُولی۔[170]

ترجمہ: فرشتے کے کلام اور تصرف کے مختلف اوقات ہیں ان میں سے ایک وہ وقت ہے جب اللہ تعالی نطفہ کو پیدا فرماتا ہے، پھر وہ وقت جب اللہ تعالی اس کو علقہ میں منتقل فرماتا ہے۔ یہ پہلا پہلا علم ہوتا ہے فرشتے کے لیے کہ یہ بچہ ہے اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ہر نطفہ ہی بچہ بنے اور یہ سب کچھ پہلے والے چالیس دنوں کے بعد ہوتا ہے۔

اقول: امام نواوی نے واضح فرمایا کہ:

ماں کے پیٹ میں بچے کے جو مختلف مراحل ہیں فرشتے کو باقاعدہ ان کا علم ہوتا ہے۔ لہذا فرشتوں کے ما فی الارحام کے علم کا انکار ناممکن ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں:[171]

ترجمہ پھر ان تمام اشیاء سے مراد جو ذکر کی گئیں مثلاً رزق، وقت مقرر موت کا، بدبختی، سعادت مندی، تمام زندگی کے کام، مذکر ہونا، مونث ہونا یہ سب کچھ اللہ تعالی فرشتے کے لیے ظاہر فرماتا ہے اور اس کو ان کے نفاذ کا حکم دیتا ہے اور لکھنے

170 صحیح مسلم جلد نمبر دو صفحہ 332

171 صحیح مسلم جلد نمبر دو صفحہ 333

کا حکم دیتا ہے۔ورنہ تو اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ اس سے بہت پہلے ہو چکا ہوتا ہے اور اس کا علم اور ارادہ تو ان تمام چیزوں کے لیے ازل میں ہی موجود ہے۔

**اقول:**:اس میں کوئی شک نہیں اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور فرشتوں کا اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے اور وہ علم ازلی بھی نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو یہ علم عطا فرماتا ہے۔ایک عظیم محدث کی تشریح سے یہ سب کچھ واضح ہو چکا ہے مگر وہابیہ نے اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی بجائے یوں جان چھڑائی ہے۔اس حدیث پاک کا تعلق تقدیر سے ہے تقدیر کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے۔[172]

دراصل پیٹ کا مروڑ یہ تھا کہ اگر فرشتوں کے لیے مانا تو انبیاء کے سردار کے لیے ماننا پڑے گا۔اس وجہ سے جان چھڑانے میں عافیت سمجھی مگر جان چھوٹنا مشکل ہے یہ بھی یاد رہے کہ مَا فِی الْاَرْحَامِ کا علم اور چیز ہے اور قضا قدر کا علم اور چیز ہے دونوں کو ایک سمجھنا جہالت سے کم نہیں ہے۔

## لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

وہابی بیچارہ ایک طرف تو یہ لکھ کر آیا فرشتوں کو تقدیر کا علم عطا نہ ہوا،پھر جب سوچا کہ نہیں حدیث پاک میں تو واضح طور پر موجود ہے کہ فرشتوں کو مَا فِی الْاَرْحَامِ کا علم عطا ہوا تو پھر یوں گویا ہوئے۔یہ چند جزئیات ہیں کہ فرشتوں کو علم ہوا نہ کہ پوری تفصیل اور کلیات اور ہر ہر لمحہ اور ہر ہر لحظہ کی پوری کیفیت کو جانتے ہیں۔صفحہ 191

---

172 کتاب شمس صفحہ 190

قارئین پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علماء اہل سنت بھی کہتے ہیں کہ جن چند جزئیات کا علم تم ملائکہ کے لیے مان رہے ہو ظاہر ہے یہ مَا فِی الْاَرْحَامِ ہی کا تو علم ہے۔ تو کچھ عقل کرو یہی علم انبیاء کرام کے لیے بھی مان لو جیسے فرشتوں کے لیے ماننے سے شرک لازم نہیں آتا تو انبیاء کرام بلکہ امام الانبیاء ﷺ کے لیے ماننے سے بھی کوئی شرک و بدعت لازم نہیں آئے گا۔

فلہذا جب فرشتوں کے لیے جزئیات کا علم مان لیا تو اب انکار کی گنجائش نہ رہی۔

## ملا علی قاری نے مسئلہ علم غیب روز روشن کی طرح واضح کر دیا

قارئین وہابی مولوی نعمت اتنا جاہل ہے کہ اسے یہ بھی علم نہیں کہ اپنے دعوے کیا ہیں ان پر دلیلیں کیا پیش کرنی ہیں۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جلد اول صفحہ 66 میں جو عقیدہ اہل سنت لکھا تھا اس کو وہابی نے اپنی دلیل بنا کر پیش کر دیا۔ یاد رہے کہ وہابیہ کا دعوی ہے کہ مفاتح خمسہ کو نبی مرسل ملک مقرب میں سے کوئی بھی کسی طرح نہیں جانتا مگر ملا علی قاری فرماتے ہیں:

فان قلت قد اخبر الانبیاء والاولیاء بشئ کثیر من ذالک فکیف الحصر قلت الحصر۔۔۔۔ باعتبار کلیاتھا دون جزئیاتھا[173]

فائدہ مذکورہ عبارت بعینہ الفاظ کے ساتھ وہابی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 193 اور 194 پر بھی تحریر کی ہے اور جو ترجمہ کیا ہم وہی ذکر کرتے ہیں۔

[173] مرقاۃ جلد 1 صفحہ 66

اور اگر تو یہ کہے کہ ذوات انبیاء کرام اور اولیاء عظام **علیہم السلام** نے ان پانچ میں سے بہت سی چیزوں کے بارے میں خبر دی ہے تو حصر کیسے صحیح کہ اللہ ہی کے پاس ہے ان کا علم؟ میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ حصر کلیات کے اعتبار سے ہے جزیات کے لحاظ سے نہیں ہے۔ انتہی

**فائدہ** وہابی صاحب نے بحوالہ ملا علی قاری مذکورہ اعتراض جواب ذکر کرنے کے بعد اپنی طرف سے نتیجہ بیان کیا وہ بھی ملاحظہ ہو: حضرت ملا علی قاری مفاتیح خمسہ میں حصر حقیقی مراد لے رہے ہیں صفحہ 194

## حضرت علی قاری کی عبارت سے حاصل ہونے والے فوائد۔

فائدہ نمبر 1۔ انبیاء کرام علیہم السلام تو بڑی عظمت وشان والے ہیں اولیاء اللہ نے بہت ساری غیبی چیزوں کے بارے میں خبر دی ہے، اگرچہ یہ بات اعتراض میں مذکور ہے مگر حضرت محدث موصوف نے اس کو رد نہیں فرمایا بلکہ برقرار رکھا اور اس کی حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ خاص طور پر مفاتیح خمسہ کے بارے میں اعتراض وجواب ہو رہا ہے، یعنی مفاتیح خمسہ کے حوالے سے انبیاء واولیاء نے بہت ساری چیزوں کی خبر دی ہے۔ یعنی کسی نبی ولی نے (01) قیامت کی خبر دی (02) کسی نے بارش کے نازل ہونے کی (03) کسی نے مَا فِی الْاَرْحَامِ کی (04) کسی نے کل کون کیا کرے گا اس کی خبر دی۔ (05) کسی نے خبر دی کہ کون کہاں مرے گا۔ حضرت علی قاری کے الفاظ **بشی کثیر من ذالک** اور پھر وہابی صاحب کا اپنا ترجمہ:

حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام نے ان پانچ میں سے بہت سی چیزوں کے بارے

میں خبر دی ہے۔ عربی عبارت اور ترجمہ انتہائی اہمیت رکھتے ہیں۔

فائدہ نمبر2۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں حصر کلیات کے اعتبار سے ہے جزئیات کے اعتبار سے نہیں ہے تو اس سے معلوم ہو گیا کہ حصر حقیقی نہیں ہے کیونکہ حصر حقیقی تو وہ ہوتا ہے جو ہر اعتبار سے ہو کلی و جزئی دونوں لحاظ سے لہذا وہابی صاحب نے حضرت علی قاری کے فرمان سے حصر حقیقی ثابت کرنے کی کوشش کی وہ غلط ثابت ہوئی بلکہ حصر اضافی جو کہ حضرت پپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعوی کیا تھا وہی ثابت ہوئی۔ قارئین آپ نے دیکھ لیا ہو گا کہ وہابی صاحب اتنے بے عقل بے علم ہیں جو الٹا حضرت پپلا نوی کے دعوے پر دلیلیں دے رہے ہیں۔ میں تو یہی کہوں گا کہ یہ حضرت پپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت ہی ہے۔

فائدہ نمبر 3 حضرت علی قاری کے مذکورہ جواب سے ان کا عقیدہ و نظریہ بھی واضح ہو گیا اور ان کی وہ عبارت جو بحوالہ فقہ اکبر بیان کی گئی تھی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ علم غیب کا عقیدہ غیر خدا کے لیے کفر ہے اس کی وضاحت ہو گئی کہ یا تو وہ عقیدہ کلیات کے لحاظ سے ہے یا پھر ذاتی علم کے لحاظ سے ہے اور ہم ما قبل وضاحت کر چکے ہیں کہ بنیادی طور پر ہمارا عقیدہ بھی بعض علوم غیبیہ کا ہی ہے، لیکن ہمارے بعض میں اور وہابیہ کے بعض میں بعد بین المشرقین ہے۔ اور جہاں ہم کلی کہتے ہیں تو اس سے مراد کل متناہی ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے علم کلی کے مقابلے میں کروڑویں حصے کے برابر بھی نہیں۔

فائدہ اس مقام پر وہابی صاحب نے حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ

بھی نقل کیا تھا کہ علوم خمسہ کسی کو حاصل نہیں تو اس کے جواب میں ہم انہی کے حوالے سے اور اسی کتاب عمدۃ القاری کی جلد اول کے حوالے سے عرض کرتے ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں:

فمن ادعی علم شی منہا غیر مسند الی رسول اللہ ﷺ کان کاذبا فی دعواہ[174]

جو بندہ علوم خمسہ میں سے کسی ایک کا بھی اپنی طرف سے دعوی کرے اور اس علم کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب نہ کرے تو وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہو گا۔

**اقول:** معلوم ہوا کہ حضور نبی مکرم ﷺ پانچوں غیب **اللہ تعالیٰ** کی عطا سے جانتے ہیں اور پھر اذن و اجازت الہی سے اپنے جس غلام کو چاہیں بتا سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضور کی تعلیم سے علم غیب کا دعوی کرنے والا جھوٹا شمار نہ ہو گا۔

**فائدہ** حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب نجم الرحمن کے صفحہ نمبر 86 سے لیکر صفحہ نمبر 96 تک دلائل و براہین کے انبار لگا دیے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی کا بھی وہابی صاحب نے جواب نہ دیا اور نہ ہی وہ قیامت تک دے سکیں گے۔ شائقین حضرات اصل کتاب میں مطالعہ فرمائیں

## حضرت نوح علیہ السلام کے لیے علوم غیبیہ

وہابیہ کے وکیل نعمت وہابی صاحب نے دیگر انبیاء کرام کی طرح حضرت نوح علیہ السلام پر بھی وار کر کے ان کے لیے جہل ثابت کرنے کی مزموم کوشش کی ہے۔ لیکن اس

174 عینی جلد نمبر 1 صفحہ 337

میں بھی وہ ڈاواں ڈول نظر آئے ہیں کبھی مان لیا کبھی انکار کردیا خود وہابی صاحب کے لفظوں میں پہلے انکار ملاحظہ ہو پھر اقرار ملاحظہ کرنا لکھتا ہے اس آیت ( وَاُوۡحِیَ اِلٰی نُوۡحٍ الی آخرۃ) سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کی تباہی اور ہلاکت کی دعا اس وقت مانگی تھی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ان کو مل چکا تھا کہ اب آئندہ تیری قوم سے کوئی ایمان نہ لائے گا۔ صفحہ نمبر 195

اقول: وہابی کتنا مکار اور چالاک ہے کہ جو آیت حضرت نوح علیہ السلام کے لیے علم غیب کا ثبوت تھی اس کو نفی میں پیش کرتا ہے آیت سورہ ہود کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ علم غیب عطا فرمادیا کہ پیارے نوح جو ایمان لانے والے تھے وہ لاچکے مزید ایمان نہیں لائیں گے اللہ تعالیٰ کی اس عطا سے جب حضرت نوح علیہ السلام کو اس غیبی چیز کا علم ہو گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم سے مَا فِی الۡاَرۡحَامِ کے بارے میں بھی کہہ دیا ،وَلَا یَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِراً کَفَّاراً ، کہ ان سے پیدا ہونے والے بچے بھی فاجر کفار ہوں گے غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ آیت سورہ ھود میں مَا فِی الۡاَرۡحَامِ کا علم عطا فرمانے کی خبر ہے اور آیت سورہ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام اس خبر و علم کا اظہار فرمارہے ہیں ہمارا ایمان و عقیدہ ہے حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہی یہ خبر دے رہے تھے، ذاتی طور پر انہیں مَا فِی الۡاَرۡحَامِ کا علم نہ تھا۔

## وہابی صاحب کا اقرار

باقی جتنی چیزیں اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں وہ حق ہیں صفحہ نمبر 195

**اقول:** وہابی صاحب نے بالآخر مان ہی لیا جتنی چیزیں **اللہ تعالیٰ** نے حضرت نوح کو بتائی ہیں ظاہر ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ جتنی چیزوں کا علم دیا ہے وہ حق ہے بس پھر جھگڑا ہی ختم ہو گیا ہم حضرت نوح علیہ السلام کے لیے یہ عقیدہ و دعوی نہیں رکھتے کہ انہیں جمیع **مَاكَانَ وَمَايَكُوْن** کا علم تھا لیکن **مَا فِي الْاَرْحَامِ** کا ضرور ثابت ہو گیا۔

## علم نوح علیہ السلام پر وہابیہ کا اعتراض

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے لیے جو طوفان سے بچنے کی دعا مانگی تھی **وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ الخ** ۔ اس کو آڑ بنا کر وہابی نے حضرت نوح علیہ السلام کا جہل ثابت کرنے کی کوشش کی خود اس کے لفظوں میں ملاحظہ ہو: حضرت نوح علیہ السلام کو ہر ہر بات کا علم حاصل نہ تھا دوسروں کے بارے میں تو انہیں کیا علم حاصل ہوتا خود اپنے گھریلو معاملات کے بارے میں بھی اگر نوح کو پہلے سے یہ علم ہوتا کہ **اللہ تعالیٰ** میرے بیٹے کنعان کو نہیں بچائے گا تو حضرت نوح علیہ السلام کبھی اس سوال کی جرات نہ کرتے **(معاذ اللہ)** معلوم ہوا کہ دوسروں کے متعلق تو کیا حضرت نوح کو اس طوفان سے اپنے بیٹے کی نجات کا علم بھی پہلے نہ تھا۔ صفحہ نمبر 195 تا 196

**اقول:** اس ساری ڈرامہ بازی کا جو وہابی نے رچائی ہے جواب **اللہ تعالیٰ** کے اس فرمان عالی شان میں موجود ہے فرمایا **رب ان ابنی من اھلی** میں ہے مسلم

بین الفریقین مفسر علامہ ابن کثیر دمشقی اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں :

هذا سوال استعلام و کشف من نوح علیہ السلام عن حال ولده الذی غرق قال رب ان ابنی من اهلی ای وقد وعدتنی بنجاة اهلی و وعدک الحق لایخلف فکیف غرق و انت احکم الحاکمین؟

قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ ۚ ای الذین و عدت انجائهم لانی انما وعدتک بنجاة من آمن من اهلک ۔۔۔[175]

ترجمہ: حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے یہ اس خاص بات کا علم حاصل کرنے اور ظاہر کرنے کے لیے سوال ہے کہ اپنے اس بیٹے کے بارے میں جس کو طوفان میں غرق کر دیا گیا عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی تو میرے اہل سے ہی تھا یعنی اے میرے رب تو نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا میرے گھر والوں کے طوفان کے غرق سے نجات دینے کا اور تیرا وعدہ تو بالکل سچا ہے جس کا خلاف ہو ہی نہیں سکتا تو وہ غرق کیسے کر دیا گیا حالانکہ تو تو تمام حاکموں سے بہترین حاکم ہے اللہ تعالیٰ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا اے پیارے نوح بے شک یہ تیرے اہل سے ہی نہیں ہے یعنی یہ ان لوگوں سے نہیں ہے جنکی نجات کا میں نے تجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اس لئے کہ میں نے تجھ سے وہ وعدہ کیا تھا ان کی نجات کا جو تیرے اھل سے ایمان لائیں گے۔

اقول:: علامہ ابن کثیر کی بیان کردہ تفسیر سے واضح ہو گیا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے

175 تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 538

جو عرض کیا تھا۔ رب ان ابنی من اھلی۔ یہ صرف اس لئے عرض کیا تھا کہ رب تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ تیری اھل کو نجات دوں گا تو چونکہ بیٹا بھی اھل میں داخل ہوتا ہے تو جب بیٹا غرق ہوا تو باپ آخر باپ ہی ہوتا ہے دل میں صدمہ ہوا۔ عرض کر دیا تو اس عرض کا جواب اللہ تعالیٰ نے آگے سے دیا: اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ

فلہذا وہابیہ کا اسکو آڑ بنا کر یہ زبان درازی کرنا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو گھریلو معاملات کے بارے میں بھی علم نہ تھا باہر کے معاملات کا علم کہاں سے ہو گا یہ درست نہ ہوا۔ ہاں اتنا ضرور ہے جو علم الٰہی میں تھا وہ حضرت نوح علیہ السلام کے علم میں نہ تھا اسلئے استعلام کا سوال کر دیا۔ اور یہ ہمارا دعویٰ ہی نہیں کہ جو کچھ علم الٰہی میں ہے وہ سب کچھ حضرت نوح جانتے تھے۔

## وہابی کا جھوٹ

حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ امام عقائد ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قیامت کے بارے میں کہ اس کا حضور کو علم تھا کہ نہیں توقف فرمایا ہے لیکن وہابی صاحب نے یہ لکھ دیا کہ انہوں نے واضح یہ کہا ہے کہ حضور کو قیامت کا علم نہ تھا یہ سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔

فائدہ: حضرت امام قسطلانی شارح بخاری کا وہابیہ کو زوردار طمانچہ

امام موصوف لکھتے ہیں:

لااطلاع لا حد فی علم شئ من ھذہ الامور الخمس لھذا الحدیث وقد فسر النبی ﷺ قول اللہ تعالی وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا اللہ ھو بھذہ الخمس وھو فی الصحیح قال فمن ادعیٰ علم شئ منھا غیر مسندہ الی رسول اللہ کان کاذباً فی دعواہ

یہ عبارت نعمت وہابی نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 201 پر نقل کی ہے۔

اور اس کے ترجمے میں وہ ڈنڈی ماری ہے کہ اپنے اکابر کو بھی پیچھے چھوڑ دیا خاص طور پر آخری جملے کا ترجمہ جو وہابی نے کیا پہلے وہ ملاحظہ ہو پھر صحیح ترجمہ ہم بیان کریں گے۔ جو شخص ان پانچ میں سے کسی ایک چیز کے مثلاً قیامت کے علم کا دعوی کرے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہو گا۔ قارئین عبارت آپ کے سامنے لکھی جا چکی ہے پھر ملاحظہ ہو پھر اس کا صحیح ترجمہ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

فمن ادعی علم شی منھا غیر مسندہ الی رسول اللہ کان کاذباً فی دعواہ

جو بندہ علوم خمسہ میں سے کسی ایک کا دعوی کرے (کہ میں اس کو جانتا ہوں) لیکن اس کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب نہ کرے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہو گا۔ وہابی صاحب نے عداوت رسول اور بغض رسول میں اپنی بیان کردہ عبارت کا بھی ترجمہ درست نہ کیا، کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر تھا۔ عبارت کا مقصد واضح ہے کہ ذاتی طور پر دعوی کرنے والا جھوٹا ہو گا مگر جو رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر کے دعوی کرے وہ جھوٹا نہ ہو گا۔

## علمائے دیوبند نے آئمہ اعلام کو غالی قرار دیا۔

قارئین۔ وہابی صاحب تو حاشیہ آرائی کر کے ہمارے علماء کے من گھڑت حوالے بنا کر یہ لکھتا رہا کہ بریلوی حضرات امام رازی وغیرہ کو کافر کہتے ہیں۔ **معاذ اللہ** حالانکہ سعیدی صاحب نے کسی کتاب میں بھی نہیں لکھا کہ **معاذ اللہ** وہ کافر ہیں بلکہ ان کی تفسیر سے استفادہ کر کے اپنی تفسیر لکھی ہے مگر علمائے دیوبند صریح لفظوں میں آئمہ اعلام پر جو بہتان باندھتے ہیں وہ بھی ملاحظہ ہوں:

علمائے دیوبند کے پائے کہلانے والے مولوی محمد حسین نیلوی لکھتے ہیں ہو سکتا ہے بدعتی ابن فورک اور سبکی کی کتابوں اور قسطلانی اور شعرانی اور ابن حجر مکی جیسے غالی قسم کے علماء الی آخرہ۔[176]

برادران اسلام۔ آپ نے دیکھ لیا کہ علمائے دیوبند نے ملت اسلامیہ کے آئمہ کرام کو بھی بدعتی قرار دیا اور غالی قرار دیا میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان حضرات کا جرم بس یہی تھا کہ حضور کی عظمت و شان کو کھل کر بیان کیا ہے اور عقائد اہل سنت پر پہرا دیا ہے اور انہوں نے حق اور باطل کو خلط ملط نہ ہونے دیا۔

**فائدہ:** اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اہل بدعت کا شروع سے یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ اہل سنت کو بدعتی اور غالی قرار دیتے رہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

---

[176] ندائے حق جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 513 مطبوعہ سرگودھا

## صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بدعتی کہا گیا

آئمہ اربعہ خاص طور پر امام اعظم ابو حنیفہ کو بدعتی کہا گیا اصل سازش یہ ہوتی ہے کہ اپنی بدعات پر پردہ ڈالا جاسکے۔

## فرقہ ضالہ معتزلہ اور علم غیب

بہت ساری تفاسیر اور کتب عقائد میں موجود ہے کہ معتزلی لوگ اللہ تعالی کے پسندیدہ اور چنے ہوئے رسولوں کے لیے تو علم غیب مانتے تھے کہ اللہ تعالی نے ان کو غیب پر اطلاع دی ہے مگر اولیاء اللہ کے لیے اطلاع علی الغیب کا انکار کرتے تھے۔اور دلیل کے طور پر درج ذیل آیت مبارکہ پیش کرتے تھے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ، اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ الی آخرہ کہ اس میں صرف برگزیدہ رسولوں کا ذکر ہے۔علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ لفظ بول کر جواب دیا **والجواب من اهل السنة** معلوم ہوا کہ یہ ان کا انفرادی فیصلہ نہیں بلکہ تمام اہل سنت کی طرف سے متفقہ جواب ہے۔

**فائدہ:** جب آیت مبارکہ میں صراحۃً موجود ہے بصورت استثناء کہ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ تو وہابی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ تفتازانی کا قول ہے لہذا اس سے عقیدہ ثابت نہ ہو گا کتنی بڑی جہالت ہے۔

**فائدہ:** وہابیہ کے نزدیک علوم غیبیہ پر اطلاع خاص طور پر علم قیامت پر ممکن ہی نہیں کسی کے لیے، تو تفتازانی نے امکان ثابت کر کے تابوت وہابیہ میں کیل ٹھونک

دیا شاید اب وہابیہ غصے میں ان کو بھی بدعتی نہ قرار دیں۔

**فائدہ:** ہم اہل سنت علم غیب کا عقیدہ اطلاع الغیب اور اظہار غیب کا عقیدہ اسی لحاظ سے رکھتے ہیں جس کی وضاحت ماقبل صفحات پر ہو چکی ہے۔

لہذا جب اطلاع علی الغیب مان لی تو جھگڑا ہی ختم ہو گیا۔

**فائدہ :** اگرچہ علامہ تفتازانی نے بعض غیر معین رسولوں کا ذکر کیا مگر یہ وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ وہابیہ علم غیب کسی نبی اور رسول کے لیے کسی صورت میں ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ جتنے وہ ظاہری دلائل پیش کرتے ہیں ان میں تمام کی نفی ہوتی ہے لہذا تحقیق تفتازانی وہابیہ کے سراسر خلاف ہے۔

## تفتازانی اور عقیدہ علم غیب

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عقیدہ علم غیب کو اس طرح بیان کر دیا کہ کسی کو اعتراض کی گنجائش ہی نہ چھوڑی اور جس طرح آج ہم اہل سنت بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے بالکل اسی طرح بیان فرمایا اور وہابی صاحب نے اس کو نقل فرمایا پر اس کو سمجھ بالکل نہ آیا اس لیے جہالت پر اتر آیا۔ علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

و بالجملہ العلم بالغیب امر تفرد بہ اللہ تعالی لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ او الھام بطریق المعجزۃ او الکرامت او ارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیہ ذالک[177]

[177] شرح عقائد نفسیہ صفحہ نمبر 22

## ترجمہ بزبان و قلم وہابیہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علم غیب اللہ تعالی کی ایسی صفت ہے جس میں وہ منفرد ہے مخلوق کو اس کے حاصل کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے مگر جتنا خدا کسی کو اپنی طرف سے بتا دے یا معجزہ اور کرامت کے طور پر الہام کر دے یا علامات سے کسی کو اس کی راہ بتا دے جن امور میں علامات سے ایسا ممکن ہو۔

**فائدہ:** معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کو علم غیب کی دولت سے مالا مال فرماتا ہے جسے چاہے جتنا چاہے عطا فرماتا ہے۔

**فائدہ** اعلی حضرت تاجدار بریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **اعلام غیب، اطلاع غیب، اظہار غیب** وغیرہ الفاظ سے ہی علوم غیبیہ کا اثبات کرتے ہیں۔

**فائدہ** پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو کہا کہ **معجزہ یا الہام یا کشف** کے ذریعے جو علم حاصل ہو وہ علم غیب کے زمرہ میں نہیں آتا۔ تو اس کا جواب ماقبل تفصیلا گزر چکا اور سر دست یہ ہے کہ پیر صاحب نے حضور کے علم غیب کے اثبات میں پورا رسالہ تحریر کیا ہے معلوم ہوا کہ آپ آنحضور ﷺ کے علم غیب کا عقیدہ رکھتے تھے۔ تو ماننا پڑے گا کہ نفی اور چیز کی فرمائی ہے اثبات اور علم غیب کا ہے۔

## وہابیہ کی ایک چال بازی

ہمارے بعض علماء کا حوالہ دے کر وہابی صاحب نے لکھا کہ عقائد میں علماء متکلمین کے

اقوال نہ لائے جائیں اسی بات کو آڑ بنا کر کہا کہ تفتازانی کا قول صاحب نجم الرحمن کیوں لائے ہیں؟ مگر خود وہابی صاحب نے جابجا انہی کے حوالہ جات ذکر کئے ہیں وہاں یہ اصول یاد نہ رہا۔۔۔

## آخر سچ منہ سے نکل ہی گیا

قارئین: وہابی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 215 پر عنوان قائم کیا صاحب نجم الرحمن کی خیانت لیکن خیانت کے ثابت کرنے میں نہ عقل نے ساتھ دیا نہ قلم نے نہ دیگر معاونین نے بلکہ زبردستی قلم سے یہ الفاظ لکھوائے گئے۔

صاحب نجم الرحمن نے عبارت میں دیانت کی ہے ۔واہ لکھنا تھا خیانت مگر قلم سے نکلا دیانت یہ ہے حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت اور جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے کا واضح ثبوت کہ دشمن بھی دیانت لکھنے پر مجبور ہو جائیں۔ باقی اس مقام پر جو وہ صاحب نجم الرحمن پر الزام عائد کرنا چاہتے تھے وہ بالکل جھوٹا الزام ہے صاحب نجم الرحمن نے جو عبارت بحوالہ تفسیر مظہری نقل کی وہ اس میں یقینا موجود ہے مگر کچھ الفاظ کا فرق ہے لیکن مطلب بالکل وہی ہے جو حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا ہم دونوں عبارتیں قارئین کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔وغیرہ تعالی یعلمها بتوفیقه [178]، ولا یعلم غیره منها الا بتوفیقه [179]

---

178(نجم الرحمن صفحہ 90)

179(کتاب شمس صفحہ 215)

قارئین دونوں عبارتیں آپ کے سامنے ہیں مگر مطلب میں فرق نہیں ہے دونوں کا خلاصہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے غیب جانتے ہیں۔سبحان اللہ

لطیفہ: وہابی صاحب نے اس مقام پر تحریر کیا اس عبارت سے کچھ سطور قبل قاضی صاحب اپنے عقیدے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔الخ۔ صفحہ 215

اقول: یہ کیسی عجیب بات ہے قاضی صاحب کی کچھ سطور قبل والی عبارت تو ان کا عقیدہ بھی بن گئی اور وہابیہ کو دل و جان سے قبول بھی ہو گئی مگر چند سطور بعد والی نہ تو عقیدہ بنی اور نہ ہی وہابیہ کو ہضم ہوئی لیکن کروڑوں سلام ہوں عقیدہ اہل سنت پر ہم کہتے ہیں دونوں عبارتیں دل و جان سے قبول ہیں ماقبل اس علم غیب کی نفی ہے جو اس کی توفیق کے بغیر ہو اور مابعد اس علم غیب کا اثباب ہے جو ذات باری تعالی کی توفیق سے حاصل ہوا ہے۔اور یہی عقیدہ اہل سنت اور قاضی صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے تاکہ ان کی باتوں میں تعارض نہ ہو وہابیہ میں چونکہ ضد اور ہٹ دھرمی غالب آچکی ہے۔ اسلئے قاضی صاحب کی اس بات کو تو لیتے ہیں جو وہابیہ کے عقیدے کے مطابق ہو مگر آدھی بات کھا جاتے ہیں۔

## الفصل السادس: مولوی حسین علی کے جھوٹے ترانے اور قصائد

قارئین کرام وہابی صاحب نے اپنی کتاب میں صفحہ 219 سے لیکر صفحہ 228 تک اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہوئے اپنی ہی وہابیوں کی لکھی ہوئی کتابوں سے مولوی

حسین علی واں بچھروی کی جھوٹی تعریفوں کے پل باندھے ہیں گویا اس کو ولی کامل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ہم صرف چند کرامات مولوی موصوف کی بیان کر دیتے ہیں تاکہ ان کی ولایت میں کسی کو شک نہ رہ جائے۔اور سرکوپ وہابیہ کے عقائد جن پر وہابیہ زمانہ قائم ہیں کھل کر سامنے آجائیں۔ مولوی حسین علی کی تفسیر **بلغة الحیران** میں مذکور ہے کہ اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا اور آیات قرآنی جیسا کہ **وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ** وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطق ہیں۔[180]

**اقول:** دو فائدے حاصل ہوئے

نمبر 1۔ معلوم ہوا کہ ہر انسان خود مختار ہے وہابیہ کی بدبختی دیکھئے اسماعیل دہلوی نے لکھا: جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں عام انسانوں کو تو مختار مان لیا مگر امام الانبیاء و امام الاولیاء کو مختار نہ مانا جو جی چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

**فائدہ** وہابیہ کے نزدیک **اللہ تعالیٰ** کو اپنے بندوں کے کاموں کا علم پہلے سے نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد ان کے کاموں کا علم ہوتا ہے **(معاذ اللہ)**

180 تفسیر **بلغة الحیران** مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور بار اول صفحہ نمبر 157

جن ظالم لوگوں نے رب تعالی کی ذات کو نہیں بخشا وہ رسول خدا کو کہاں بخشیں گے یعنی جن ظالموں نے خدا کے علم کا انکار کیا وہ رسول اللہ کے لیے علم کہاں سے مانیں گے

## قرآن کی فصاحت و بلاغت کے کمال کا انکار

تفسیر مذکور کے صفحہ نمبر 12 پر ہے

یہ خیال کرنا کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا کیوں کہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا تھا اور یہ کمال بھی نہیں۔

اقول: اگرچہ قرآن کئی وجوہ سے معجزہ ہے لیکن ان تمام میں اہم ترین جس کو تمام علماء معانی و بیان نے بیان کیا وہ یہ ہے کہ فصاحت کی اس طرف اعلی پر ہے جہاں کوئی انسان پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مگر امام وہابیہ کہتے ہیں کہ قرآن نے اپنی فصاحت و بلاغت سے لوگوں کو عاجز نہیں کیا تھا اور یہ کوئی کمال والی بات ہی نہیں۔

## حضور پر اپنی برتری کی کوشش

مذکورہ تفسیر میں صفحہ نمبر 8 پر تحریر ہے۔

ورئیت انه یسقط فامسکته و اعصمته من السقوط

ترجمہ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور گر رہے ہیں تو میں نے حضور کو روکا اور گرنے سے بچالیا (معاذ اللہ)

**اقول:** اکابر وہابیہ کے اس طرح خواب ہوا کرتے ہیں جو آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

## حضور اکرم اور حضرت زینب پر الزام

مذکورہ تفسیر کے صفحہ نمبر 267 پر ہے

اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہو گی جیسا کہ زینب کو طلاق قبل دخول دی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے بلا عدت نکاح کر لیا۔

**اقول:** حقیقت یہ ہے کہ حضور نے حضرت زینب سے عدت گزارنے کے بعد نکاح فرمایا کمافی صحیح المسلم لیکن وہابیہ کا محض قیاس فاسد ہے۔

## رسولوں اور فرشتوں پر حملہ

مذکورہ تفسیر کے صفحہ نمبر 43 پر تحریر ہے

اور طاغوت کا معنی **کل عبد من دون اللہ فھو الطاغوت**

اسی معنی بموجب جن اور ملائکہ اور رسولوں کو طاغوت بولنا جائز ہو گا۔

**اقول:** امام الوہابیہ نے عداوت الرسل والملائکہ میں یہ بات کہہ دی ہے۔ جو کہ معظمین بارگاہ خداوندی کی سخت توہین ہے۔ مذکورہ تفسیر کے صفحہ نمبر 15 پر تحریر ہے۔ ادخلوا الباب سجدا باب سے مراد مسجد کا دروازہ ہے جو کہ نزدیک تھی اور باقی تفسیروں کا کذب ہے۔

**اقول:** یعنی باقی تفسیروں میں جو شہر کا دروازہ بیان کیا گیا وہ سب اہل تفسیر نے

جھوٹ بیان کیا شہید بمعنی گواہ کا انکار مذکورہ تفسیر کے صفحہ نمبر 27 پر ہے،
شہید کے معنی گواہ نہیں بلکہ معنی بتانے والا ہے۔

**اقول:** تمام مفسرین نے بیان کیا کہ شہید کا معنی گواہ ہے مگر یہ معنی مان لینے سے حضور کو حاضر وناظر ماننا پڑتا ہے لہذا اس معنی کا ہی انکار کر دیا۔

## نماز میں حضور کے خیال پر طعن

تفسیر مذکور کے صفحہ ۷۳۳ پر ہے۔
وگرنہ تو لفظ ایہا النبی سے تحیہ میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

اقول::یعنی امام وہابیہ کے عقیدہ کے مطابق نماز میں ایہا النبی (اے پیارے نبی) کہتے وقت حضور کے خیال آنے سے نماز ٹوٹ جائے گی **(معاذ اللہ)**. یہ صرف چند کرامات ہیں جو ہم نے استاذ الوہابیہ کے حوالے سے خود انکی تفسیر سے بیان کر دی ہیں۔اب یہ فیصلہ قارئین پر ہے کہ اس طرح کے عقائد والا شخص ولایت کے کونسے درجے پر فائض وفائز ہو سکتا ہے۔باقی رہی یہ باتیں جو وہابی صاحب نے خود وہابیوں کی کتابوں سے بیان کیں ہمارے نزدیک نہ وہ کتابیں معتبر ہیں نہ لکھنے والے جیسے تمہارے نزدیک ہماری کتاب نجم الرحمن اور اس کے لکھنے والے معتبر نہیں۔جب آپ ہماری کتابیں نہیں مانتے تو ہم آپ کی کتابیں کیسے مان لیں؟
نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ضروری نہیں کہ کسی پیر کا خلیفہ یا مرید یا استاذ گمراہ نہ ہو پیر بھی گمراہ ہو سکتا ہے۔ استاذ بھی خلیفہ بھی وغیرہ وغیرہ۔فلہذا اگر

مان لیا جائے کہ مولوی حسین علی صاحب حضرت خواجہ سراج الدین کے پیر بھی ہیں اور شاگرد بھی اور اسی طرح انکے بیٹوں یا دیگر دیوبندیوں نے مولوی موصوف کی تعریف میں چند جملے بول دیئے تو یہ کوئی دلیل نہیں کہ مولوی جی ھدایت پر ہی ہوں کیونکہ انسان زندگی کے کسی مرحلہ پر بھی گمراہ ہو سکتا ہے۔ پیروں کا استاذ ہو یا خلیفہ اسکی گمراہی کا امکان موجود ہے۔

## صحبت کا اثر

اس میں کوئی شک نہیں کہ صحبت اپنا اثر ضرور دیکھاتی ہے۔ خانقاہ موسی زئی شریف کے بعض افراد صاحبزادگان جو وہابی دیوبندی بن گئے تو یہ سارا صحبت وہابیہ کا کمال ہے۔

## حیاتیہ مماتیہ

قارئین کرام تاریخ اس چیز کی گواہ ہے کہ اکابر علما دیوبند کسی نہ کسی طرح حیات النبی کے قائل تھے مگر مولوی حسین علی صاحب کی تعلیم و تربیت سے دو قسم کے تلامذہ ومریدین منظر عام پر آنا شروع ہوئے نمبر 1۔ حیاتی اور نمبر 2۔ مماتی

اول حیات انبیاء کا اقرار کرنے والے اور ثانی حیات انبیاء کا انکار کرنے والے مگر تاریخ گواہ ہے کہ دیوبند کو دو گروہوں میں تقسیم کرنے کا سہرہ مولوی صاحب موصوف کے سر ہی سجتا ہے۔ کیونکہ فرقہ مماتیہ کا عظیم قائد و سربراہ وہ مولوی غلام خان ہے۔ جسکو تمام مماتی اپنا امام تسلیم کرتے ہیں۔ اسی غلام خان کے بارے میں

تفسیر بلغة الحیران کے ابتدائی صفحات پر موجود ہے۔ اور یہ تقریریں جو آگے آتی ہیں حضرت صاحب (مولوی حسین علی) نے غلام خان سے قلم بند کروائی ہیں اور بذات خود ان پر نظر فرمائی ہے۔[181]

اقول:: معلوم ہوا کہ مولوی حسین علی کے سب سے بڑے خلیفے اور شاگرد مولوی غلام خان ہیں اب آئیں ہم غلام خان کی کچھ کرامات بھی آپ کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

کوئی کسی کے لئے حاجت روا مشکل کشاء و دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کہ جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔[182]

زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیا اس کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے۔ تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت کے ہونگے جو اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہونگے۔[183]

فائدہ : قارئین مولوی غلام کا زندگی کے آخری لمحات میں جو انجام و حشر ہوا ایسا کسی دشمن کا بھی نہ ہو

## قصہ مختصر

یہ مولوی غلام خان مولوی حسین علی صاحب کے سابقین اولین خلفاء و تلامذہ میں

---

181 (بلغة الحیران صفحہ 4 مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور بار اول)

182 جواہر القرآن صفحہ 147 مولوی غلام خان

183 (جواہر القرآن صفحہ 77 مولوی غلام خان)

سے ہیں۔ مولوی نعمت وھابی صاحب نے نام لئے بغیر اسکو اور اسکے پیر کاروں کو رگڑا تو لگا دیا مگر جو مربی و معلم تھا اسکی مدح سرائی کرتے رہے یہ عقل سے بالاتر ہے۔

فائدہ: جس طرح مولوی غلام خاں ضال مضل گمراہ گمراہ کرنے والا اور معتزلی واحناف کا باغی بنا اسکے باوجود کہ وہ مولوی حسین علی کا خلیفہ اکبر ہے۔

اسی طرح مولی حسین علی خانقاہ سراجیہ کے بزرگوں کا خلیفہ ہونے کے باوجود اگر ضال و مضل وغیرہ ہو تو یہ کیوں محال ہے۔

## علما دیوبند دست و گریباں

قارئین: علماء وہابیہ دیوبندیہ ویسے تو ہم اہلسنت و جماعت بریلوی حضرات پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ یہ ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوتے ہیں مگر کاش کہ اپنے گھر کی بھی خبر لیتے تو کئی مجلدات تیار ہو جاتیں۔ صرف اسی ایک مسئلہ وعقیدہ حیات النبی کو ہی لے لیں۔ جس میں علماء دیوبند نے طرح طرح کی بولیاں بولکر انتہائی حساس مسئلہ کو کھلونا اطفال بنانے کی کوشش کی ہے۔ اور منافقت کا وہ ریکارڈ قائم کیا کہ ابن سلول بھی پیچھے رہ گیا۔ اہلسنت و جماعت کے عظیم عالم دین حضرت مولانا محمد عباس رضوی صاحب نے اس کا منظریوں بیان فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

## مسئلہ حیات الانبیاء اور علمائے دیوبند

ہر مسئلہ کی طرح اس مسئلہ میں بھی علمائے دیوبند دو گروہوں میں تقسیم ہیں۔

اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ دونوں گروہ اپنے متفقہ اسلاف کو اپنے اپنے حامی اور اپنا ہم مسلک ثابت کرتے ہیں۔ اور مزید عجیب بات یہ ہے کہ دیوبندیوں کے بڑوں کی عبارات واقعتا اتنی متضاد ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ کیا گورکھ دھندہ ہے۔ ایک گروہ عقیدہ حیاۃ النبی کو شرک اکبر بناتا ہے تو دوسرا اسی کو عین جزو ایمان بتا رہا ہے۔ اصل میں یہ **اللہ جل مجدہ الکریم** کا ان لوگوں سے انتقام ہے کہ ان لوگوں نے عشاق رسول ﷺ یعنی اہل سنت کو ناروا طور پر مشرک کہا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ پیدا کر دیئے جو ان کو مشرک کہیں۔ سچ کہتے ہیں کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ آپس میں بدعتی، شرک، گستاخ سبھی فتوؤں کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ لیکن اکابرین دیوبند چاہے۔ وہ حیات جسمانی دنیوی کے قائل ہوں یا منکر وہ اپنی جگہ پر ولی اللہ بنے ہوئے ہیں نہ بدعتی نہ مشرک اور نہ ہی گستاخ رسول تو ان تمام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ اختلاف محض دکھاوا ہے کہ اگر کوئی خوش عقیدہ شخص ملے تو اس کو گمراہ کرنے کیلئے ایک گروہ کھڑا ہو جائے دیکھیں جی ہم تو حیات الانبیاء کے قائل ہیں، اور اگر کوئی زاہد خشک دستیاب ہو تو اس کو دوسرا گروپ کہے کہ دیکھیں جی ہم تو توحید میں اتنے پختہ ہیں کہ انبیاء کرام کو بھی عام مردوں کی صف میں شامل کرتے ہیں **(معاذ اللہ)** جیسے یہ لوگ سیاسی طور پر ہمیشہ دو گروہوں میں تقسیم رہتے ہیں۔ ایک حکومت وقت کے حق میں دوسرا حکومت کے خلاف تاکہ ہر طرف سے دنیاوی فائدہ حاصل کیا جا سکے چونکہ یہ لوگ انگریز کے پروردہ ہیں اس لیے اس کی چال

چل رہے ہیں سبھی پاکستان بننے کے خلاف تھے صرف چند پاکستان کے حق میں تھے تاکہ اگر بن جائے تو وہاں فائدہ نہ بنے تو ہندو خوش اور ان سے فائدہ حاصل کریں گے اور تاریخ بتا رہی ہے کہ ان لوگوں نے اسی طرح دنیاوی فوائد حاصل کئے ہیں۔ آپ زندہ ہیں واللہ ص

## شفاعت مصطفے کا انکار و اقرار

مولوی حسین علی کی تفسیر **بلغۃ الحیران** میں تحریر ہے:وہ (**انبیاء علیہم السلام**) خود پکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ پھر شفیع کس طرح بن سکتے ہیں۔[184]

**اقول:**: معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف شفاعت انبیاء کے منکر ہیں اور بات صرف یہاں تک محدود نہ رکھی بلکہ یہاں تک کہ دیا۔ کہ وہ خود پکڑے ہوئے یعنی اللہ کی پکڑ **ان بطش ربک لشدید** میں ہوتے ہیں۔ **معاذ اللہ** حالانکہ یہ جاہلانہ بات ہے فرمان نبوی ہے:

**يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ: اَلْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْعُلَمَاءُ، ثُمَّ الشُّهَدَاءُ**[185]

قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے:

(1) علماء (2) انبیاء (3) شھدا

اب ذرا دیوبندیوں کی پیر پرستی و شخصیت پرستی بھی ملاحظہ ہو۔ مولوی احمد علی

---

184 بلغۃ الحیران ۲۶۷

185 ابن ماجہ ص ۳۲۰

لاہوری دیوبندی کے مرنے کے بعد اسکے ایک خلیفہ نے مراقبہ کیا تو احمد علی کو دیکھ کر پوچھا کہ آپکی پروردگار سے ملاقات کیسی ہوئی؟ مولوی احمد علی نے جواب دیا مجھ کو کہا گیا کہ ہم نے تمہاری مہمانی کے طور پر میانی صاحب لاہور کے قبرستان کے تمام گناہ گار صاحب ایمان اھل قبور سے اپنا عذاب اٹھالیا ہے۔[186]

اور اسی کتاب کے صفحہ ۸ پر تحریر ہے۔ بعض اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کے عذاب کو روکے رہتے ہیں۔ لیکن ظالمین دیوبند کا انبیاء کرام کے بارے میں جو عقیدہ ہے وہ بھی ملاحظہ ہو

اگر نوح علیہ السلام کو کچھ اختیار ہوتا تو اپنے ولد کو طوفان سے نگاہ رکھ لیتے۔[187]

## خلاصہ کلام

. بعض دیوبند کہتے ہیں حضور اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ بعض دیوبند برزخی زندگی کے بھی قائل نہیں ہیں۔ جبکہ ان دونوں گروہوں کے برعکس بانی دارالعلوم دیوبند کہتے ہیں کہ حضور کی وفات ہی نہیں ہوئی وہ حضور کی وفات کے ہی منکر ہیں۔[188]

## علماء دیوبند کی دوغلی پالیسیاں

مشہور دیوبندی مولوی محمد حسین المعروف نیلوی پیلوی لکھتے ہیں کہ انبیاء کرام کے

---

186 ملفوظات صفحہ 5

187 بلغۃ الحیران از مولوی حسین علی دیوبندی

188 تفصیل آب حیات ۳۷ اور جمال قاسمی 16

حق میں مولانا نانوتوی قرآن و حدیث کی نصوص و اشارات کے خلاف جمال قاسمی صفحہ 15 میں فرماتے ہیں ارواح انبیاء کرام علیہم السلام کا اخراج نہیں ہوتا۔[189]

قارئین: اب ذرا دل کو تھام کر ہماری گفتگو بھی ملاحظہ کریں۔

اقول:: نیلوی صاحب نے واضح طور پر لکھا کہ مولوی قاسم نانوتوی کا نظریہ و عقیدہ قرآن و حدیث کی نصوص واشارات کے خلاف ہے۔ اگر یہی بات کسی سنی عالم دین نے کی ہوتی تو شرک اکبر اور بدعت سئیہ و ضلالہ سے نیچے کسی لفظ پر کلیجہ ٹھنڈا ہی نہیں ہونا تھا اور دیوبند آسمان سر پر اٹھالیتے یہی وجہ ہے کہ یہی نیلوی ہیلوی صاحب بڑے بڑے آئمہ اہلسنت مثلا امام ابن فورک - امام سبکی ۔ امام قسطلانی۔ امام شعرانی اور امام ابن حجر مکی جیسے آئمہ اہلسنت جن کو دیوبند بھی اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں چونکہ یہ حضرات عقیدہ حیات النبی کے قائل ہیں بس یہی ان کا جرم ہے جسکی وجہ سے نیلوی صاحب انکو بدعتی اور غالی قرار دیتے ہیں۔[190]

اب ذرا نیلوی پیلوی صاحب کی دوغلی پالیسی شخصیت پرستی بلکہ منافقت اور اپنوں کے بارے میں غلو اور ترازو کے پلڑے ملاحظہ فرمائیں لکھتا ہے۔

اب میرے اس قول سے یہ نہ سمجھ لینا کہ حضرت نانوتوی کے حق میں گستاخی کر گیا ہے اور مرزا گاماں کے مساوی قرار دے گیا ہے۔**والعیاذ باللہ**! میرے ہاتھ اور

---

189 ندائے حق جلد 1، صفحہ 721

190 ندائے حق جلد اول صفحہ 503

زبان جل جائیں اگر انکی گستاخی کروں ہمیں قرائن قویہ سے یہ یقین ہے کہ آپ فنافی الرسول تھے حدِ عشق رسول میں انتہاء کو پہنچ چکے تھے۔[191]

ہائے افسوس آئمہ اہلسنت کہ جنکی خاک برابر بھی نانوتوی صاحب نہیں ہیں ان پر فتوی جڑتے ہوئے تو نہ ہاتھ جلے نہ زبان جلی اسلیئے کہ وہ اپنے جو نہ تھے اور اگرچہ انکی بات نصوص قرآن وحدیث کے خلاف نہ تھی پھر بھی فتوی جڑ دیا مگر جب بات آئی اپنے گھر کی تو فتوے کا معیار بدل گیا اور اپنے مولوی صاحب فنافی الرسول بھی ثابت ہو گئے اور حد عشق رسول میں انتہاء کو پہنچ گئے لیکن باقی آئمہ نصوص قرآن وسنت کے مطابق ہونے کے باوجود نہ تو وہ فنافی الرسول تھے۔اور نہ ہی عشق میں کسی مقام تک پہنچنے والے تھے۔

قارئین۔ بات صرف نیلوی صاحب تک محدود نہیں۔ مولوی حسین علی دیوبندی کے خلیفہ مولوی سرفراز صفدر بھی اسی طرح کی صفائیاں پیش کر کے جان چھڑاتے ہیں۔ تسکین الصدور صفحہ 216 تا 217 ملاحظہ ہو: الغرض علماء دیوبند نے نظریہ ضرورت و منافقت کے ریکارڈ قائم کئے ہیں عقیدہ حیات انبیاء میں بھی وہ آپس میں دست و گریبان نظر آتے ہیں۔

اسکے باوجود نہ ان میں سے کوئی مشرک ہے نہ بدعتی حالانکہ انکے ایک دوسرے کے عقیدہ پر ضال و مضل بلکہ کفر و شرک کے فتوی موجود ہیں۔

---

191 ندائے حق جلد اول صفحہ 575

## یاد دہانی

ہاں ہم نے عرض کیا تھا کہ مولوی حسین علی نے شفاعت مصطفی کا انکار کیا ہے اب ذرا اسی کی کتاب کے حوالے سے شفاعت کا اقرار ملاحظہ فرمائیں مولوی نعمت وہابی نے لکھا: حضرت شیخ نے سیدنا علی المرتضی سے روایت نقل کی ہے۔

روی عن علی رضی اللہ عنہ انہ ﷺ بعد ما جاء اعرابی فقال یا رسول اللہ ﷺ جئتک تستغفر لی الی ربی فنودی من القبر الشریف قد غفر لک[192]

نیز یہ تحریرات حدیث کا نسخہ کتب خانہ مدرسہ انوار السراج خانقاہ موسی زئی شریف میں موجود ہے۔

ترجمہ بزبان وہابیہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دفن کئے جانے کے بعد ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں آپ میرے لیے میرے رب سے مغفرت کی دعا فرمائیں پس قبر سے آواز آئی کہ بے شک تیری مغفرت ہو چکی ہے۔[193]

**اقول:** معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ دنیا سے جانے کے بعد بھی اپنے غلاموں کی شفاعت فرماتے ہیں اور شفاعت قبول بھی ہوتی ہے گنہگاروں کی بخشش

---

192 تحریرات حدیث صفحہ 657

193 کتاب شمس صفحہ 227

بھی ہوتی ہے۔جبکہ مولوی حسین علی نے یہ بھی کہا تھا کہ انبیاء خود پکڑے ہوئے ہوتے ہیں **معاذ اللہ** دوسروں کی شفاعت کہاں کریں گے

## مماتیہ کس کی پیداوار ہیں؟

قارئین وہابی صاحب نے فرقہ مماتیہ دیوبندیہ سے برائت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھا فرقہ مماتیہ دجل اور فریب سے کام لینے کی سعی قبیحہ کرتے ہیں۔ حضرت شیخ القران مولانا حسین علی کے اس کے بر عکس عقائد و نظریات عوام الناس کے سامنے پیش کرتے ہیں جو کہ سراسر حضرت شیخ سے بغاوت و عداوت کا بین ثبوت ہے۔[194]

اقول: ملاں جی اس طرح جان نہیں چھوٹے گی جس طرح آپ چھڑا رہے ہیں جن مماتیہ کی آپ بات کر رہے ہیں یہ تمہارے شیخ کی ہی پیداوار ہیں اور انہی کے تربیت و تعلیم یافتہ ہیں گویا مولوی حسین علی نے دو قسم کے مرید، خلفاء، تلامذہ تیار کیئے نمبر1۔حیاتیہ نمبر2۔مماتیہ

ایک عام ذی العقل آدمی بھی جانتا ہے کہ جب مماتیہ مولوی حسین علی کے تعلیم یافتہ نہ مانے جائیں تو انہیں کیا ضرورت ہے مولوی موصوف کی تعلیمات کو دلیل بنانے کی مماتیہ باقاعدہ طور پر مولوی حسین علی کی عبارات پیش کرکے بتاتے ہیں کہ دیکھو حسین علی کا یہی نظریہ ہے نہ عوام اتنی پاگل ہے اور نہ ہی فرقہ مماتیہ

---

194 کتاب شمس صفحہ 228

کے لوگ کہ جو صرف حسین علی کا نام لے کر جو کچھ کہہ دیا جائے وہ قبول ہو جائے وہابی صاحب نے بڑی چالاکی سے کام لیا کہ نہ مماتیہ کے مولویوں کا نام لیا اور نہ ہی ان عبارات کا ذکر کیا جو وہ پیش کرتے ہیں تاکہ ان کی طرف سے کچھ بھرم رہ جائے

## فائدہ مہمہ

مولوی حسین علی اور اس کے چیلے نعمت وہابی نے اس کے حوالے سے تحریر کیا کہ قبر اطہر کے قریب پڑھا جانے والا درود و سلام آپ سماعت فرماتے ہیں بلکہ سلام کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔[195]

**اقول:** یہ بات بھی بالکل درست ہے مگر ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ دور سے پڑھا جانے والا درود و سلام سرکار کرم فرمائیں تو خود سنتے ہیں اور جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔

**دلیل:** "ما من أحد يُسَلِّمُ عليَّ إلا ردَّ الله عليَّ روحي حتى أرُدَّ عليه السلام» دنیا کائنات میں کوئی ایسا نہیں کہ وہ مجھ پر سلام پیش کرے مگر اللہ تعالی میری روح کو متوجہ اس کی طرف کر دیتا ہے یہاں تک کہ میں بذات خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضور خود بھی سنتے ہیں اور جواب عنایت فرماتے ہیں یہ ہم اپنی طرف سے بیان نہیں کر رہے بلکہ اجلہ محدثین یہی فرماتے ہیں مسلم بین الفریقین حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

---

195 کتاب شمس 228

**وظاھرہ الاطلاق الشامل لکل مکان و زمان ومن خص الردّ بوقت الزیارۃ فعلیہ البیان**[196]

حدیث پاک کے ظاہری الفاظ سے وہ اطلاق معلوم ہوتا ہے جو کہ ہر جگہ اور ہر وقت کو شامل ہے جو شخص سلام کے جواب کو زیاہ قبر شریف کے وقت کے ساتھ خاص کرے تو اس کی دلیل پیش کرنا اسی پر لازم ہے (انتھی)

معلوم ہوا کہ اتنے بڑے محدث نے حدیث کا وہی مطلب بیان کیا جو ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ اور امام شہاب الدین خفاجی مصری صاحب حاشیۃ الشھاب علی البیضاوی، صاحب شرح قصیدہ بردہ اور صاحب نسیم الریاض شرح شفا، آپ شرح شفا میں فرماتے ہیں: **وما قیل ان ردہ ﷺ مختص بسلام زائرہ مردود لعموم الحدیث فدعوی التخصیص تحتاج الدلیل ویردہ ایضاً الخبر الصحیح ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام فلو اختص ردہ ﷺ لزائرہ لم یکن لہ خصوصیۃ بہ لما علمت ان غیرہ یشارکہ فی ذالک**[197]

ترجمہ اور جو کہا گیا کہ انحضرت ﷺ کا سلام کا جواب دینا یہ صرف زائر قبر کے ساتھ خاص ہے۔ اس قول کو رد کر دیا گیا ہے حدیث پاک کے عموم کی وجہ سے لہذا

---

196 شرح شفاء لملا علی قاری باب فی تخصیصہ علیہ الصلوۃ والسلام بتبلیغ صلاۃ من صلی علیہ جلد صفحہ 499

197 نسیم الریاض شرح شفا باب فی تخصیص ہی علیہ الصلاۃ والسلام بتبلیغ صلاۃ من صلی علیہ جلد تین صفحہ 500

تخصیص کا دعوی کرنا یہ دلیل کا محتاج ہو گا اور اس دعوے کو حدیث صحیح بھی رد کرتی ہے کہ جو شخص اپنے مؤمن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے اور وہ دنیا میں اس کو جانتا ہو پس وہ اس پر سلام پیش کرے تو وہ اس کو اچھی طرح پہچانتا بھی ہے اور اس کو جواب بھی دیتا ہے تو آنحضرت ﷺ بھی صرف زائر قبر کو سلام دینے میں خاص ہوں تو یہ آپ کی خصوصیت نہ ہو گی اس لیے کہ تو جان چکا ہے کہ آپ کے غیر بھی اس میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ محدثین کی تشریحات سے واضح ہو گیا کہ حضور جس طرح قبر کے قریب سے سنتے ہیں اسی طرح دور سے بھی سنتے ہیں۔ اگر آپ قبر انور کے قریب منوں من مٹی اور پھر پردے دیواریں ہونے کے باوجود سن لیتے ہیں اور یہ آپ کا ہی کمال ہے اور دور سے سن لینا بھی آپ کا ہی کمال ہے۔

## کیا غیب سے ہر جگہ قرآن مراد ہے؟

حضرت سیدنا سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کہ اشعار میں واضح طور پر آیا ہوا ہے **و انک مامون علی کل غیب** اے پیارے پیارے آقا ﷺ ہر غیب بات پر آپ ہی معتمد علیہ ہیں۔ حضرت سواد نے عقیدہ علم غیب اتنا واضح بیان کر دیا کہ کسی شک کی گنجائش ہی نہ چھوڑی مگر وہ وہابیہ اس میں بھی الٹی چالیں چلنے لگے ملاحظہ ہو:

حضرت سواد بن قارب کے اشعار کا مقصد یہ ہے کہ جو اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو قران مقدس یا احکام شریعہ عطا فرمائے ہیں، ہمیں اعتماد ہے کہ آپ ﷺ نے احکام شرعیہ **بعینھا اللہ تعالیٰ** کے حکم کے مطابق ہی ان کو بیان فرمایا ہے۔[198]

198 کتاب شمس صفحہ نمبر 230

**اقول:** سچ کہا کسی نے اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

اس عشق رسول سے عاری اور دلی بصیرۃ سے کورے شخص کو اتنی بھی عقل نہ رہی کہ جو تشریح میں کر رہا ہوں یہ عقل کے بھی خلاف ہے اور نقل کے بھی۔

عقل کے خلاف تو اسلئے کہ ہر صاحب عقل جانتا ہے کہ قرآن مقدس یا احکام شرعیہ کوئی غیبی چیزیں نہیں ہیں۔ اگر غیب سے مراد یہی ہیں تو پھر تو ہر حافظ قرآن اور احکام شریعہ کا عالم غیب جانے والا ہو گا کیونکہ تمہارے نزدیک غیب سے یہی دونوں چیزیں مراد ہیں جو ان کو جانے گا وہ علم غیب جانے گا واہ میرے اللہ تیری شان جو لوگ حضور کے لیے علم غیب نہیں مانتے تھے وہ لاکھوں انسانوں کے لیے مان گئے ہیں ۔ اگر غیب کے بارے میں متعدد اقوال کے لحاظ سے کہیں ایک آدھی جگہ کسی خاص پس منظر میں غیب کا ایک معنی قرآن کر لیا گیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر جگہ اس کا معنی وہی ہو گا کیا **تلک من انباء الغیب** اور **ذالک من انباء الغیب** وغیرہ میں بھی یہی معنی ہو گا؟

## نقل کے خلاف کیسے؟

وہابی کی تشریح نقل کے خلاف اسلئے ہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اس کے لیے عنوان قائم فرمایا اور پھر خاص طور پر امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب المناقب میں اس کو ذکر فرمایا تو محدثین کا ان مقامات صریحہ میں اس حدیث کو ذکر کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں غیب کا وہ معنی لیا جائے گا جو خاص

طور پر حضور کا خاصہ ہو اور آپ کی منقبت ثابت ہو۔

## المختصر

حضرت سواد بن قارب نے کل غیب فرما کر اور پھر محدثین نے اس کو قبول فرما کر عقیدہ اہل سنت علم غیب کلی پر مہر تصدیق ثابت کر دی۔

## حضرت عوف بن مالک کا علم غیب کے عقیدے کا اعلان

متی تشاء یخبرک عما فی غد

اے مخاطب جس وقت بھی تو چاہے میرے پیارے نبی تجھے آنے والی کل کے بارے میں بتا دیں گے۔

**اقول:** سبحان اللہ کتنا صاف شفاف اور ستھرا عقیدہ ہے۔ صحابی رسول کا اسلئے کہ وہ صحابی تھے وہابی نہ تھے ورنہ وہی وہابیوں والی بات کرتے کہ کل کی خبر نہیں فلاں کی خبر نہیں دیوار کے پیچھے کا علم نہیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر وہابیہ نے اس کو تسلیم کرنے کے بعد تاویل فاسد بلکہ باطل سے کام لیا ملاحظہ ہو : ان اشعار میں نہ لفظ غیب موجود اور نہ کل علم کا لفظ موجود ہے ہاں البتہ یہ بات موجود ہے کہ نبی ﷺ جب چاہیں اللہ تعالیٰ کی وحی کردہ کل کی خبر دے دیں۔[199]

**ثم اقول:** جب من حرامی ہو جائے تو پھر انسان ایسی تاویلات گھڑنا شروع کرتا ہے کہ جن پر خود اس کی عقل بھی ماتم کرتی ہے یہاں بھی یہی ہوا۔

---

199 کتاب شمس صفحہ نمبر 231

ہم اہل سنت کا اگرچہ یہی عقیدہ ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کی عطا سے سب کچھ جانتے ہیں اس میں کوئی ضروری نہیں کہ ہر غیبی خبر دینے سے پہلے وحی نازل ہو پھر آپ خبر دیں مگر وہابی نے من مانی کی حد کر دی اشعار میں کہاں آیا ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کی وحی کردہ خبر جب چاہیں دے دیں۔ عقل کے اندھے کو نہ تو لفظ متی نظر آیا نہ لفظ تشاء نظر آیا کہ مخاطب جب چاہے جس وقت چاہے وحی کا انتظار کئے بغیر۔ یخبرک محبوب تجھے کل کی خبر دے دیں گے یخبرک کا لفظ پھر فی غد کا لفظ ان میں سے ہر ایک لفظ مطلق علم غیب جو وحی والی قید سے خالی ہو معلوم ہو رہا ہے۔ مگر عقل کے اندھے کو جو الفاظ تھے وہ تو نظر نہ آئے اور جو موجود ہی نہ تھے وہ نظر آگیا اسی کو لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا کہا گیا

## حیران کن بات

ویسے یہ حیران کن بات ہے صحابی رسول نے اپنے اشعار میں وحی کا ذکر بالکل نہیں کیا مگر مولوی وہابی کہتا ہے یہاں وحی کی بات ہے تو جو خبر حضور وحی کے ذریعے دیں گے جب وہ علم غیب سے ہی نہیں عام خبروں کی طرح یہ خبر ہے تو اس میں حضور کے لیے کمال والی بات کونسی ہے۔ یہ کمال اسی صورت میں ہوگا کہ جب حضور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علوم کے ذریعے جب چاہیں کل کی خبر دے دیں۔ جیسا کہ صحابیِ رسول نے کہا:

**ومتی تشاء یخبرک ما فی غد**

## دوسری پلیدی

قارئین وہابی صاحب جب من گھڑت بات ثابت کرنا چاہتے ہیں پھر اشعار بھی قبول کر لیتے ہیں لیکن جب ہمارے علماء اشعار پیش کریں اور وہ بھی اصحاب رسول کے تو محض شعر ہونے کی بنا پر وہ رد ہو جاتے ہیں۔

## مولوی حسین علی کے فتاوی کی بازگشت

مولوی وہابی صاحب نے مولوی حسین علی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا وکیل صفائی بنتے ہوئے بیان کیا:

اگر مولوی حسین علی کا فتوی صاحب نجم الرحمٰن کے پاس تھا تو کم از کم اس کا عکس لگا دیتے تاکہ لوگوں کو پتہ چل سکے کہ صاحب نجم الرحمن سچ لکھ رہے ہیں۔[200]

اقول:: ہم نے ماقبل صفحات پر مولوی حسین علی کی تفسیر **بلغة الحیران** کے حوالے, اس کی چند کرامات و فتاوی جات نیز تحریرات حدیث جو کہ حسین علی کی ہی کتاب ہے اس سے بھی اس کی تعلیمات لکھ دی ہیں ان کو ہی فتوی تصور کر لیا جائے۔

ثانیاً: سو سال تک وہابیہ کو یاد نہ آیا نہ حسین علی کو نہ اس کے کسی شاگرد و خلیفہ کو کہ ہم اس فتوی کا مطالبہ کریں گے مگر سو سال بعد اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی سو سال تک خاموشی اختیار کرنا اور مطالبہ نہ کرنا یہ اس بات کی دلیل

---

200 کتاب شمس صفحہ نمبر 233 تا صفحہ نمبر 234

ہے کہ وہابیہ کو تسلیم تھا کہ حسین علی کا فتوی تھا۔

## ہوائی باتیں

وہابی صاحب نے علماء دیوبند کی وکالت کرتے ہوئے لکھا علماء دیوبند احناف کا عقیدہ ہے کہ جو آدمی نبی ﷺ کو جاہل اور بے علم لکھے وہ کافر ہے۔[201]

**اقول:**:وہابی صاحب نے یہ ہوائی چھوڑی ہے کسی دیوبندی کی کتاب میں یہ نہیں لکھا اگر لکھا ہوتا بعینہ الفاظ کے ساتھ تو حوالہ ضرور دیتا۔

### کیا علماء دیوبند نے حضور کو بے علم لکھا؟

نبی کریم ﷺ کے علوم کو ملک الموت اور شیطان کے علوم سے کم مان کر آپ کی وسعت علمی کا انکار کرنا جیسا کہ براہین قاطعہ کے حوالے سے تفصیلا گزرا ہے اور یہ کہنا کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔[202]

### اشرف علی تھانوی نے تو حد ہی کر دی

اس کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ ہم اس بندے سے وضاحت پوچھیں گے جو حضور کے لیے علم غیب ثابت کرتا ہے کہ تو کل علوم غیبیہ ثابت کرتا ہے یا بعض اگر تو بعض علوم غیبیہ ثابت کرتا ہے تو اس میں حضور کی کیا خصوصیت و فوقیت ہے کیونکہ حضور جیسا علم تو زید عمر یعنی معمولی قسم کے انسانوں کو بھی حاصل ہے۔

---

201 کتاب شمس صفحہ نمبر 234

202 براہین قاطعہ صفحہ نمبر 55 پر ہے

پھر تھانوی جی کو خیال آیا کہ زید عمر اگر چہ ان پڑھ و جاہل سہی لیکن وہ پڑھ کر عالم ہو سکتے ہیں تو ان کے علم کے برابر حضور کے علم کو کرنے میں دلی تسکین حاصل نہ ہوئی تو مزید ترقی کر کے کہا کہ ایسا علم تو ہر بچے اور پاگل کو بھی حاصل ہے پھر بھی کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا اسلئے کہ بعض بچے بڑے علم والے ہو جاتے ہیں اور بعض پاگل تندرست ہو جاتے ہیں تو مزید ترقی کی بلکہ جمیع حیوانات یعنی جانوروں اور بہائم چارپائے کو ایسا علم حاصل ہے۔

جب تمام جانور اور چارپائے بیان کئے تو گدہے کتے بلے سب کو شامل ہو گیا۔ اور وہابیوں کے علاوہ ہر عقل والا جانتا ہے کہ جانور اور چارپائے ذوی العقول نہیں ہیں۔ تو جب وہ عقل والے ہی نہیں تو سرے سے علم والے ہی نہ ہونگے. تو جب تھانوی صاحب نے حضور کے علم کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دی تو گویا دبے لفظوں میں یہ کہہ گئے کہ جانوروں کو جس طرح بالکل علم حاصل ہی نہیں اسی طرح حضور کو بھی حاصل نہیں کل یا بعض والا چکر ہی ختم۔

## تھانوی کی عبارت پر علمائے دیوبند دست و گریباں

مولوی حسین احمد ٹانڈوی تھانوی صاحب کا وکیل صفائی بنتے ہوئے کہتا ہے حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرمارہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ (**معاذ اللہ**) حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے اور اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ

تشبیہ کا ہے[203]

اور دیوبند کے مشہور مولوی مرتضی حسن دربھنگی جو کہ دارالعلوم دیوبند کے ذمہ دار عالم ہیں وہ لکھتے ہیں

واضح ہو کہ ' ایسا ' کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے ایک معنی قدر اور ' اتنے ' کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہے۔[204]

اور اسی طرح اسی کتاب کے صفحہ 13 پر لکھا ہے اور اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ تشبیہ علم نبوی بعلم زید و عمر ہے تو یہ اس پر موقوف ہے۔ کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہو حالانکہ یہاں غلط ہے علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا اور صفحہ نمبر 17 پر تو دوٹوک لفظوں میں کہہ دیا:

عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی ؟

## ایک دوسرے پر کفر و جہالت کے فتوے۔

حسین احمد ٹانڈوی نے کہا اگر ایسا کا معنی اتنا لیا جائے تو عبارت کفریہ ہو گی۔

مولوی دربھنگی نے کہا: ایسا کا معنی اس قدر اور اتنا ہی متعین ہے۔

مولوی ٹانڈوی نے کہا :جو شخص لفظ ایسا کو اتنا کے معنی میں لے وہ جاہل ہے۔مولوی دربھنگی نے کہا: لفظ ایسا یہ اس قدر اور اتنے کے معنی میں ہی متعین

203شہاب ثاقب صفحہ نمبر102

204توضیح البیان صفحہ نمبر8

ہے اور اس کا یہاں اور کوئی معنی نہیں لیا جائے گا۔ مولوی ٹانڈوی نے کہا: حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ ہے۔ اور مولوی در بھنگی نے کہا: جو لفظ ایسا کو تشبیہ کے معنی میں لے وہ غلطی پر ہے۔

قارئین: آپ نے دیکھ لیا کہ وہابیہ دیابنہ کیسے آپس میں دست و گریباں ہیں۔ ایک توہین بناتا ہے اور عبارت کو کفریہ بناتا ہے دوسرا عین ایمان ایک کہتا ہے حضور کے علوم کو زید عمر بلکہ صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم سے تشبیہ دینا یہ کفر نہیں اور دوسرا کہتا ہے ہاں ہاں یہ کفر ہے۔ ایک کہتا ہے لفظ ایسا کو اتنا کہ معنی میں لیکر اگر تھانوی جی نے لکھا ہوتا تو وہ کلمہ کفریہ تھا اور دوسرا کہتا ہے اس صورت میں کفر نہیں۔ دونوں مولویوں نے مل کر ایک تیسرے مولوی کو فتوی کفر سے بچانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی طرح وہ فتوی تکفیر سے بچ جائے اسی کے نتیجے میں ایک دوسرے کو جاہل بلکہ کافر تک قرار دیا۔

قارئین: انصاف والی بات یہ ہے کہ دونوں مولویوں نے مل کر تھانوی صاحب کو خوب رگڑا لگایا ہے ظاہر ہے اس نے لفظ ایسا تو بولا تھا تو اگر بمعنی اتنا اور اس قدر بولا تھا تو مولوی ٹانڈوی صاحب کے فتوی کے مطابق محض جاہل اور کافر بلکہ توہین رسالت کے مرتکب قرار پائے۔ اور اگر لفظ ایسا سے کلمہ تشبیہ مراد لیا ہے تو در بھنگی جی کے فتوی سے جاہل و کافر اور توہین رسالت کے مرتکب ہوئے.

قارئین: آپ خود اندازہ لگالیں وہابیہ نے سیدھا سیدھا فتوی لگانے کی بجائے کیسے کیسے جتن کیئے حالانکہ اس نے علوم مصطفی کا مذاق اُڑایا تھا اور اس نے حضور کو بے

علم ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔

قارئین: وہابیہ نے تو ذات باری تعالی کو (**معاذ اللہ**) جاہل اور بے علم ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی وہ حضور کو کہاں معاف کریں گے۔

## پاکئ داماں کی حکایت

وہابی صاحب نے صفحہ نمبر 238 سے لیکر صفحہ نمبر 240 تک اپنے آپ کو محبین **صحابہ کرام** ثابت کرنے کی کوشش کی ہے خود اسی کے لفظوں میں ملاحظہ ہو: دفاع صحابہ پر جماعت اہل سنت جو کہ علماء دیوبند کی جماعت ہے بہت ہی قربانیاں دی ہیں مشن کو مکمل کرتے کرتے جانثاروں نے اپنی قیمتی جانیں قربان کیں اور قربان کر رہے ہیں بعض شہداء تو وہ ہیں جن کی قبور سے کئی کئی ماہ تک خوشبوئیں آتی رہیں۔[205]

الجواب: ہم وہابیہ دیوبندیہ کی محبت صحابہ کا پول ذرا کھول دیتے ہیں تاکہ ان کی جھوٹی محبت اور دعوی دفاع کا پردہ چاک ہو۔

## علمائے دیوبند کے سرخیل گنگوہی صاحب کا فتوی

سوال: حضرت عکرمہ بن ابی جہل و ابو سفیان جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوئے ہیں ملعون دوزخی بتلاتے ہیں اور سمجھانے پر اصرار کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ شخص تمام عمر رسول اللہ ﷺ سے جنگ و جدل کرتے رہے اور ہمیشہ سخت

205 کتاب شمس صفحہ نمبر 238

دشمن حضور ﷺ کے رہے حتی کہ اسی حال میں مر گئے ایمان و اسلام نصیب نہیں ہوا۔

جواب: جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔[206]

لو جی گستاخ صحابہ دیوبند کے ہاں ان کی من گھڑت جماعت اہل سنت سابقہ سپہ صحابہ میں داخل ہی رہے گا۔

## مزید حوالہ جات

دیوبند کے ذمہ دار عالم شیخ فی الہند محمود الحسن دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرنے پر جو مرثیہ لکھا اس میں کہا:

| وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے | شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی |
|---|---|

اپنے مولوی کو صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم سے ملا دیا کیونکہ وہ وہابیہ کے ہاں تو انبیاء کرام بڑے بھائی کی طرح ہیں۔ یہ تو پھر صحابہ کرام ہیں وہابیہ کی صحابہ کرام سے محبت واضح ہوگئی۔

## وہابیہ کی قبروں سے خوشبو آنے کی حقیقت

قارئین: وہابی صاحب نے تحریر کیا کہ بعض شہداء (وہابیہ) تو وہ ہیں جن کی قبور

---

[206] رشید احمد 1301، فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر 10 تا صفحہ نمبر 11

سے کئی کئی ماہ تک خوشبوئیں آتی رہیں۔

اقول:: کہانی گھڑنے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے صرف لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے ایسی کہانیاں گھڑی جاتی ہیں حیرانگی والی بات تو یہ ہے کہ کئی کئی ماہ تک خوشبو آتی رہی وہ کئی ماہ بعد ختم کیوں ہوگئی کیا **(معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ** کے خزانے میں کوئی کمی آگئی تھی یہ تو خیر ممکن ہی نہیں یا مصنوعی ڈرامے کا راز کھل گیا ہوگا ہاں یہ بات ممکن ہے جھوٹ آخر کار بے نقاب ہو جاتا ہے دراصل یہ وہابیہ کا بہت بڑا طریقہ ہے۔ مولوی احمد علی لاہوری کے مرنے کے بعد یار لوگوں نے رات کے اندھیرے میں خوشبو چھڑکے رکھی اور کئی راتیں ایسا ہی کرتے رہے اور ادھر لوگوں میں مشہور کر دیا کہ جناب حضرت صاحب کی قبر سے خوشبوئیں آ رہی ہیں آخر ایک دن ایک شخص نے پہرا دیا تو جنتی خوشبو رنگے ہاتھوں پکڑی گئی اور اس رات کے بعد خوشبو آنا بند ہو گئی۔ باقی شہداء کو بھی اسی پر قیاس کر لیا جائے وہابی صاحب نے خود لکھا کہ کئی ماہ تک خوشبو آتی رہی عقلمند کے لیے اتنا ہی اشارہ کافی ہے اب کیوں نہیں آرہی؟ **تدبر ولا تغفل**

## ایام خلفائے راشدین پر وہابیہ کے جلوسوں کی حقیقت

قارئین: وہابیہ کہتے ہیں ہم خلفائے راشدین کے ایام سرکاری سطح پر منانے کے لیے بہت کوشش کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کو سرکاری سطح پر منایا جائے لہذا ہم **صحابہ کرام** کے محبین ہیں۔

**الجواب:** کاش کہ وہابیہ اس معاملے میں مخلص ہوتے تو یقیناً کامیاب ہو جاتے مگر ان کی منافقت کی انتہا تو دیکھو کہ تمام محبتوں کے مرکز و محور اور سرچشمہ ہدایت حضرت محمد مصطفی ﷺ کے یوم میلاد یا معراج النبی اور دیگر ایام پر نہ ان کو کوئی جلوس یاد آتا ہے نہ کوئی سرکاری چھٹی کا مطالبہ بلکہ یہاں شرک و بدعت کے تمام فتوے متحرک ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کی دلیلیں مانگی جاتی ہیں اور وہابیہ کے ہاں خاص طور پر میلاد والے دن تو صف ماتم بچھی ہوتی ہے کہ جیسے ان کا کوئی مر گیا ہو جو آقائے دو عالم ﷺ سے مخلص نہیں وہ کبھی بھی صحابہ و اہل بیت سے مخلص نہیں ہو سکتا۔ جو حضور سے مخلص ہو گا وہی ان سے مخلص ہو گا۔

اور یہ خلوص اہل سنت و جماعت بریلوی حضرات میں ہی نظر آئے گا۔ کوئی ابو بکر صدیق کا نام سنکر جلتا ہے تو کوئی مولا علی کا نام سن کر راکھ ہو جاتا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ صرف سنی ہیں جو ہر ایک کا نام سنکر خوش ہوتے ہیں۔

## تازہ ترین مثال

ماضی قریب میں ایک ملعونہ فاحشہ سندھی عورت نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر (**معاذ اللہ**) ظالم ہونے کا الزام عائد کیا اگر یہ وہابیہ صحابہ کرام کی محبت میں مخلص ہوتے تو بھرپور ایکشن لیتے مگر تمام وہابیہ کو سانپ سونگھ گیا سب بلوں میں گھس گئے اہل سنت کا ایک اکیلا شیر مرد قلندر جس نے علم کی تلوار لیکر روافض کو وہ مزہ چکھایا کہ روافض گونگے بہرے ہو گئے بلکہ اہل سنت کہلانے

والے بعض نادان لوگوں نے جب اہل بیت کی محبت کی آڑ میں عظمت صحابہ کرام پر حملے کی کوشش کی تو اہل سنت کے شیر

قبلہ ڈاکٹر **محمد اشرف اصف** جلالی زیدہ مجدہ

نے اپنوں کو بھی معاف نہ کیا یہ وہ تاریخی کارنامہ ہے جس کو تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد تازہ ہو گئی اور وہابیہ بھی عش عش کرتے رہے۔ اور ایک وہ وقت بھی تھا جب ڈاکٹر صاحب قبلہ کے استاذ محترم حضرت قبلہ بندیالوی صاحب بھی علامہ ہزاروی صاحب کو اسی لیے رگڑا لگا رہے تھے کہ وہ عظمت صحابہ کے بیان میں تفریط کا شکار ہو گئے تھے۔ یہ اہل سنت کا طرہ امتیاز ہے کہ یہ حق کی خاطر اپنے اور بیگانوں کی تفریق نہیں کرتے جبکہ وہابیہ اپنوں کو ہر حال میں بچانے کی کوشش کرتے ہیں خواہ وہ جھوٹے ہی کیوں نہ ہوں باقی رہے سعیدی صاحب اور گردیزی صاحب تو یہ ہمارے لئے کسی طرح حجت نہیں ہیں کیونکہ ہمارے مسلک کا تشخص ان سے قائم نہیں ہے۔

## تحریف قرآن واولیاء شیطان

وہابیہ نے الزام عائد کیا ہے کہ اہل سنت کے امام احمد رضا نے قرآن پاک کی تحریف کی ہے (**معاذ اللہ**) جیسا کہ وہابی نے لکھا ہے کہ تحریف قرآن کے مرتکب علمائے بریلویہ صفحہ نمبر 246 میں

الجواب: وہابیہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی طرح ترجمہ کنزالایمان کا کوئی جملہ کسی آیت کا ترجمہ غلط ثابت کیا جائے مگر ایک صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے

باوجود آج تک اس مزموم مقصد میں کامیاب نہ ہوئے ہاں الزام لگاتے رہے مگر دلیل کے بغیر۔ آج بھی تمام اردو تراجم میں کنزالایمان شریف کا پہلا نمبر ہے سب سے زیادہ معتبر اب سکول یونیورسٹی لیول میں بھی ترجمہ اعلیٰحضرت کو عروج مل رہاہے۔سب سے زیادہ چھپنے والا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا شان الوہیت و آداب رسالت کا آئینہ دار یقینا کنزالایمان ہی ہے۔اردو تراجم کے تقابل پر درجن کے قریب کتب موجود ہیں جن میں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کنزالایمان کے علاوہ تراجم میں بہت غلطیاں ہیں۔

قارئین کرام: ہم ما قبل بہت ساری مثالیں دے چکے ہیں کہ علمائے دیوبند نے تحریف قرآن کا ارتکاب کیسے کیسے کیا ہے ایک نئ مثال پیش کر دیتے ہیں تاکہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے کہ تحریف کن لوگوں نے کی ہے، علمائے دیوبند کے سالار اعظم جناب تھانوی صاحب نے ابن ماجہ شریف کی حدیث میں وہ تحریف کا کارنامہ سرانجام دیا کہ جس پر یہود بھی شرما گئے ہوں گے۔

حضور کی حدیث میں الفاظ تھے: **یا محمد انی قد توجھت بک الی ربی**

مذکورہ الفاظ ہی نکال دیے اور پھر عذر گناہ کا ارتکاب یوں کیا

**اختصرته لان النداء الوارد فیه لا دلیل علی بقائه بعد حیاته علیه اسلام**[207]

207 مناجات مقبول صفحہ نمبر 114 مطبوعہ المطابع

یعنی حضور کی ظاہری حیات کے بعد ان الفاظ کے باقی رہنے پر کوئی دلیل نہیں تھی اسلئے میں نے ان کو حذف کر دیا۔

اقول:: یہ بات ہی غلط ہے حضرت عثمان غنی کے عہد میں اس حدیث پر عمل جاری رہا جیسا کہ اس حدیث کی شروحات میں ہے۔ یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور ﷺ کی ظاہری حیات کے بعد بھی اس پر انہی الفاظ کے مطابق عمل کرتے رہے اسلئے کہ وہ صحابی تھے وہابی نہ تھے ادعیہ ماثورہ میں الفاظ کا ردو بدل جائز نہیں ہوتا مگر وہابیہ کے لیے یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔

## انبیاء بشر ہیں مگر ہمارے جیسے نہیں ہیں

انبیاء کرام فی الواقع بشر ہیں اس میں کوئی شک نہیں مگر ہمارے جیسے نہیں ہیں ۔جن علماء نے انبیاء کو بشر کہنے سے منع فرمایا ان کا یہی مطلب ہے حضرت قبلہ پپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے تحقیقی و منصفانہ انداز میں اس مسئلہ کو بیان کر دیا ملاحظہ ہو:

### تنبیہ

بشر کہنا رسول اللہ ﷺ کو جیسے وہابی لوگ کہتے ہیں اگرچہ رسول اللہ ﷺ فی الواقع بشر ہیں ہر گز جائز نہیں کیونکہ وہابی لوگ یہ مقام تحقیر میں استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میاں رسول اللہ ﷺ بھی ایک ہم جیسا آدمی تھا یا ہمارا بڑا بھائی تھا یہ الفاظ صراحۃً توہین مقام رسالت کے ہیں اور توہین مقام رسالت کی اگرچہ

اشارۃً بھی ہو کفر ہے۔ اور یہی مطلب ہے مولانا روم صاحب کا، نہ یہ مقصد کہ نعوذ باللہ رسول مقبول ﷺ بشر نہ تھے بلکہ خدا تھے۔

## تدبر فانہ ھو الحق

پہلا فائدہ

ہاں رسول اللہ ﷺ کو بشر موحی یا یوحی علیہ کہنا جائز ہے یا تنوین تعظیم کے ساتھ کہا جائے جائز ہے۔

سوال: قرآن مجید میں بشر کا اطلاق آگیا ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ[208] اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: یہ ہے کہ اس میں یوحی الی کی قید لگی ہوئی ہے یا یہ کہنے والا مولا پاک ہے پس وہابیہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ مقام توہین اور تحقیر میں استعمال کریں کیا نہیں وارد حدیث شریف میں کہ

لست کاحد کم یطعمنی ربی ویسقینی[209]

سوال: جو امر فی الواقع رسول مقبول ﷺ کی ذات میں پایا جائے وہ امر اگر اطلاق کیا جائے تو کس طرح کفر ہوتا ہے؟

جواب: جب واقعی امر کو رسول مقبول ﷺ کی طرف منسوب کیا جائے مقام کسر شان رسول ﷺ میں تو کفر ہوتا ہے دیکھو حاشیہ تنبیہ جامع الفصولین نے تلسمانی

---

[208] (الکھف 110)

[209] (جامع ترمذی)

سے نقل کیا ہے کہ:

جو سوال وجواب اور سوال کہے کہ رسول اللہ ﷺ پاخانہ کرتے تھے قتل کیا جائے اور توبہ اس کی منظور نہ کی جائے۔ بلکہ دیکھو

مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ

اس طعن کفار کے جواب میں خود خدا فرماتا ہے کہ:

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا۔ [210]

اس جگہ تفسیر کبیر امام رازی دیکھو:

قارئین: آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہو گا کہ ہمارا عقیدہ بشریت انبیاء کے بارے میں کتنا صاف و شفاف ہے مگر وہابی صاحب نے اہل سنت کے علماء پر یہ الزام جڑ دیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی بشریت کے ہی منکر ہیں۔

## حضور بے مثل نور ہیں اور بے مثال بشر ہیں

جس طرح قرآن کریم میں حضور کی بشریت کا ذکر ہے اس طرح حضور کی نورانیت کا بھی ذکر ہے

کما قال اللہ تعالیٰ

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔

---

[210] الاسراء 48

اور بے شمار احادیث میں نور مصطفی کا ذکر ہے ہمارا ایمان دونوں چیزوں پر ہے اور وہابیہ کے سوالات اس صورت میں وارد ہوں گے کہ ہم حضور کو صرف نور مانیں اور بشر نہ مانیں جبکہ ایسا نہیں۔

## وہابی کی جہالت کا طرفہ انداز

تحریر کرتا ہے:

**اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحَىٰٓ اِلَيَّ** میں مثلیت تامہ **من کل الوجوہ** ہی مراد ہے اور آگے یوحی الی سے نبی علیہ السلام کی شان مقام اور مرتبہ بیان ہو رہا ہے۔[211]

اقول::وہابی عقل کا کتنا اندھا ہے خود متضاد باتیں کرتا ہے جب مثلیت **من کل الوجوہ** مراد ہے تو اس میں شان مقام و مرتبہ بھی آگیا تب ہی **من کل الوجوہ** مثلیت ہو گی لیکن خود ہی آگے کہہ دیا کہ یوحی الی سے شان مقام و مرتبہ بیان ہو رہا ہے وہابی کی باتوں میں تضاد بالکل واضح ہے۔

---

211 کتاب شمس ص256

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صلوا علی الحبیب

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

# الباب الثالث

## بے سایہ نبی کے بیان میں

## بے سایہ نبی ﷺ

قارئین کرام: پیارے آقا ﷺ کی ایک عظمت و فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ نے تاریک سایہ نہ بنایا تھا

| تھا یہی منظور قدرت کو کہ سایہ نہ بنے | ایسے یکتا کے لیے ایسی ہی یکتائی ہو |
|---|---|

مگر وہابیہ حضور کے دیگر کمالات کی طرح حضور کی اس عظمت کے بھی منکر ہیں کیونکہ ان کے مسلک کا یہ اصول ہے کہ حضور کی شان کو گھٹانے کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ بڑھانے کی۔

اور اسی طرح ان کا اصول ہے کہ حضور ہمارے جیسے انسان و بشر ہیں اور جب ہمارے جیسے ہیں تو پھر جیسے ہمارے لیے تاریک سایہ ہوتا ہے اسی طرح حضور کے لیے بھی ہوگا۔یہی اصل ساری بد عقیدگی کی جڑ یہی اصول ہے کہ حضور کی ذات اقدس کو اپنے جیسا بشر سمجھ لینا اور پھر حضور کے اعضاء مبارک کو اپنے اعضاء وغیرہ پر اور آپ کے پیکر اقدس کو اپنے اجسام پر قیاس کر لینا۔

## الفصل الاول: حضور کے تاریک سایہ نہ ہونے کے دلائل

آیت مبارکہ:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب

وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا

اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب

مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ میں نور سے مراد حضور کی ذات اقدس ہے اور سِرَاجًا مُّنِيْرًا بھی حضور کی ذات اقدس جب حضور نور اور سراج منیر ہیں تو لا محالہ ماننا پڑے گا کہ آپ کا سایہ نہ تھا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہے وہابیہ دیوبندیہ کو ہمارے استدلال پر یقین نہ آئے اس وجہ سے کہ ہمارے قلم سے جو صادر ہو رہا ہے اور وہابیہ صرف اس وجہ سے کہ بریلوی حضرات حضور کی عظمت و شان زور و شور سے بیان کرتے ہیں دیوبندی ان کو بدعتی ہونے کا طعنہ بھی دیتے ہیں لیکن ان کے اپنے مولوی حضرات چاہے جو مرضی لکھ دیں وہابی اس کو دل و جان سے قبول کر لیتے ہیں ہم وہابیہ کے گھر سے گواہی پیش کرتے ہیں تاکہ انکار کی گنجائش باقی نہ رہے علمائے دیوبند کے سرخیل جناب مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب تحریر کرتے ہیں:

وازیں جا است کہ حق تعالی در شان حبیب خود مصطفی ﷺ فرمود کہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالی نور و کتاب مبین و مراد از نور ذات پاک حبیب خدا ﷺ است ونیز او تعالی فرماید کہ اے نبی ﷺ ترا شاہد و مبشر ونذیر و داعی الی اللہ وسراج منیر فرستادہ ایم منیر روشن کنندہ ونور دہندہ را گویند پس اگر کسے را روشن کردن از انسانا ن محال بودے آں ذات پاک ﷺ را ہم ایں امر میسر نیامدے کہ آں ذات پاک ﷺ از جملہ اولاد آدم علیہ السلام اند مگر آنحضرت ﷺ ذات خود را چناں

مطهر فرمود كه نور خالص گشتند و حق تعالیٰ آنجناب سلامه علیه را نور فرمود و بتواتر ثابت شد که آنحضرت ﷺ عالی سایه نداشتند وظاہر است که بجز نور ہمه اجسام ظل مے دارند انتهی[212]

ترجمہ: اور اس جگہ سے یہ بات ہے کہ حق تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کی شان میں فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین آئی اور نور سے مراد حبیب خدا ﷺ کی ذات پاک ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے آپ کو شاہد و مبشر اور نذیر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے اور منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں , پس اگر انسانوں میں سے کسی کو روشن کرنا محال ہوتا تو حضور ﷺ کی ذات پاک کے لیے یہ امر میسر نہ ہوتا کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام بھی جملہ اولاد آدم علیہ السلام سے ہیں مگر آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات پاک کو ایسا مطہر فرمالیا کہ نور خالص ہو گئے اور حق تعالی نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو نور فرمایا اور تواتر سے ثابت ہوا ہے حضور ﷺ سایہ نہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

## حاصل ہونے والے فوائد

1. حضور ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا۔(جو کہ ہم اہل سنت و جماعت بریلوی حضرات کا نظریہ ہے)

212(امداد السلوک مطبوعہ بلالی دفانی ساڈھورہ صفحہ نمبر 86،85 مصنفہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی)

2. آپ کے جسم اقدس کا سایہ نہ ہونا تواتر سے ثابت ہے (یعنی ہر زمانے میں اتنے حضرات نے اس کی گواہی دی کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق عقلا محال ہے)

3. سایہ صرف نوری جسم کا نہیں ہوتا باقی اجسام کا سایہ ہوتا ہے.

4. اہم فائدہ لفظ نور اور منیر سے گنگوہی صاحب نے جو نورانیت ثابت کی ہے وہ صرف نور ہدایت نہیں یعنی حضور کا نور ہدایت ہونا صرف ثابت نہیں کیا بلکہ حسی اور جسمانی نورانیت ثابت کی ہے جیسا کہ صاحب نجم الرحمن نے لکھا ہے۔ فلہذا حضور کے نور کو صرف ہدایت تک محدود کر دینا یہ وہابیہ کی اپنے علماء سے بھی بغاوت ہے اور پھر سایہ ماننا اس سے بھی بڑی بغاوت ہے مولوی نعمت وہابی نے اس پر پوری ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا کہ نور سے مراد نور ہدایت ہی ہے حسی اور جسمانی نور مراد نہیں بلکہ گنگوہی صاحب نے تو کمال کر دیا کہ حضور اکرم ﷺ کی نورانیت کو آپ کے سایہ نہ ہونے کی علت اور سبب قرار دیا بات بالکل واضح ہے کہ جب تک حضور ﷺ کے لیے جسمانی نورانیت ثابت نہ ہو گی جسم اقدس سے سایہ کی نفی نہ ہو گی۔ ہمیں ابنائے دیوبند سے امید ہے کہ اپنے بڑوں کی بات ضرور مان لیں گے اور ضدی بچے ثابت نہیں ہوں گے۔

## آئمہ محدثین کا نظریہ

مسلم بین الفریقین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیارے آقا ﷺ کے سایہ نہ ہونے کے حوالے سے اپنی خصائص میں پورا باب باندھا اس کے اندر

تحریر فرمایا:

اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یری لہ ظل فی شمس و لا قمر قال ابن سبع من خصائصہ ﷺ ان ظلہ کان لا یقع علی الارض و انہ کان نورا فکان اذامشی فی الشمس اوالقمر لا ینظر لہ ظل قال بعضھم ویشھد لہ حدیث قولہ ﷺ فی دعائہ واجعلنی نورا[213]

ترجمہ: حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث کا اخراج کیا کہ رسول کریم ﷺ کے لیے سورج اور چاند کی روشنی میں سایہ دکھائی نہیں دیتا تھا حضرت ابن سبع نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور یقینا آپ نور تھے اسی وجہ سے جب آپ سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو حضور کا سایہ نظر نہیں آتا تھا بعض علماء نے فرمایا کہ سایہ نہ ہونے کی گواہی آپ کی یہ حدیث بھی دیتی ہے جس میں حضور کی یہ دعا مبارک ہے کہ واجعلنی نورا اے اللہ مجھے سراپا نور بنادے۔

فائدہ: آئمہ محدثین امام سیوطی حکیم ترمذی حضرت ذکوان اور امام ابن سبع گواہ ہیں کہ حضور کا سایہ نہ تھا ذرا آگے چلیے۔ زرقانی شریف میں ہے:

ولم یکن لہ ﷺ ظل فی شمس و لا قمر ولانہ کان نورا کما قال ابن

---

213 خصائص کبری جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 68

سبع وقال رزین لغلبۃ انوارہ قیل وحکمت ذالک صیانتہ عن ان یطاء کافر علی ظلہ

سورج اور چاند کی روشنی میں آنحضور ﷺ کا سایہ نہ تھا اسلئے کہ آپ نور تھے۔ (اور نور کا سایہ نہیں ہوتا)

جیسا کہ امام ابن سبع نے فرمایا:

امام رزین فرماتے ہیں کہ سایہ نہ ہونا حضور کے غلبہ انوار کی وجہ سے تھا اور بعض علماء نے اس کی حکمت یہ بیان کی کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اس چیز سے بچانا ہے کہ کہیں کسی کافر کا پاؤں آپ کے سایہ پر نہ پڑے۔

فائدہ: مذکورہ عبارت میں بھی سایہ نہ ہونے کی علت حضور کی نورانیت کو قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ: زرقانی شریف کی چوتھی اور پانچویں جلد میں اس سے بھی زیادہ تفصیل موجود ہے اہل عشق وہاں مطالعہ فرمائیں۔

شفا شریف میں ہے:

وما ذکر من انہ لا ظل لشخصہ فی شمس ولا قمر لانہ کان نورا

حضور ﷺ کا یہ خاصہ ذکر کیا گیا کہ آپ کے جسم اقدس کا سایہ نہ تھا نہ سورج کی روشنی میں اور نہ چاند کی روشنی میں اسلئے کہ آپ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوا کرتا۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نے اس کی کمال کی شرح فرمائی ہے۔ نسیم الریاض کا مطالعہ فرمائیں تفسیر مدارک شریف میں ہے:

**وقال عثمان رضی اللہ عنہ ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یقع انسان قدمہ علی ذالک**[214]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے واقعہ افک میں اپنی رائے کا اظہار کیا کہ اے پیارے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ آپ کا سایہ زمین پر پڑے تا کہ کوئی شخص اس پر اپنا پاؤں نہ رکھ دے سبحان اللہ

## فوائد متعلقہ ھذہ المسئلہ

فائدہ نمبر 1: مسلم بین الفریقین حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 19 جون 1642ء نے مدارج النبوت شریف جلد دوم صفحہ 161 پر اور مسلم بین الفریقین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی صفحہ نمبر 219 پر امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب افضل القرٰی میں اور حضرت مجدد پاک شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات شریف مطبوعہ نول کشور لکھنو جلد 3 صفحہ 187 نیز صفحہ 337 میں حضور ﷺ کے پیکر اقدس کا تاریک سایہ نہ ہونے کو تفصیلا بیان فرمایا ہے اہل عشق وہاں مطالعہ فرمالیں ہمیں اختصار مطلوب ہے اسلئے ہم نے صرف اشاروں پر اکتفا کیا ہے۔

## دیوبند کے گھر سے ایک اور گواہی

دیوبند کے مشہور مفتی عزیز الرحمن کے فتاوی میں یہ فتوی موجود ہے

---

214 تفسیر مدارک جلد 2 تحت آیۃ افک:

سوال 1446: وہ حدیث کون سی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا؟

الجواب: امام سیوطی نے خصائص کبری میں آپ ﷺ کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

**اخرج الحکیم الترمزی عن ذکوان عن رسول اللہ ﷺ لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر الخ** اور تواریخ حبیب الہ میں مفتی عنایت احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا بدن نور تھا۔ اسی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا ۔ مولوی جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کا سایہ نہ ہونے کا خوب نقطہ لکھا ہے اس قطعہ میں

| پیغمبر ماند اشت سایہ | تاشک بدل یقین نیفتد |
|---|---|
| یعنی ہر کس کہ پر وادست | پید است کہ پازمین نیفتد |

**فقط واللہ تعالیٰ** اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ عزیز الفتاویٰ جلد ہشتم صفحہ 202

فائدہ: نفس مسئلہ بالکل واضح ہے کہ اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں لیکن تواریخ حبیب الہ وہ معتبر کتاب ہے جس کے حوالے خود تھانوی صاحب نشر الطیب وغیرہ میں بار بار دیتے ہیں اور مفتی عزیز الرحمن بھی دے چکا ہے۔

اس میں دو باتیں واضح طور پر موجود ہیں:

فائدہ نمبر 1۔ حضور کا بدن نور تھا یعنی آپ کا جسم اقدس نورانی تھا آپ صرف نور

ہدایت نہ تھے بلکہ نور مجسم تھے قال شیخ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آنحضور ﷺ چونکہ نور تھے اسی وجہ سے آپ کے جسم کا سایہ نہ تھا۔

فائدہ نمبر 2۔ مفتی عزیز الرحمن نے مولوی جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اشعار کو اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کیا ہے اور مفتی عنایت احمد صاحب کو بھی تو اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے اقوال بطور تقویت پیش کئے جاسکتے ہیں۔

لہذا وہابیہ کا یہ اعتراض درست نہیں کہ بزرگوں کے اقوال کیوں پیش کرتے ہو اگر یہ اعتراض کرنا ہے تو مولوی عزیز الرحمن اور تھانوی صاحب پر کرو۔

فائدہ نمبر 3۔ جلیل القدر محدثین بلکہ مفتی دیوبند نے بھی حضرت ذکوان والی حدیث کو معتبر مانا ہے فلہذا یہ ضعیف بھی ہو تو پھر بھی حضور ﷺ کے خصائص و فضائل میں معتبر ہو گی۔

فائدہ مہمہ سایہ ثابت کرنے والوں پر فتوی کیوں نہیں؟

قارئین کرام یہ بڑی اہم بات ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت بریلوی حضرات علم غیب کے منکرین پر سایہ ثابت کرنے والوں پر حاضر و ناظر کا انکار کرنے والوں پر اور دیگر حضور کے فضائل و کمالات کا انکار کرنے والوں پر ہم کفر کا فتوی نہیں لگاتے حالانکہ ہم یہ ساری چیزیں اور نظریات قرآن سے ثابت کرتے ہیں حضور کی نورانیت بھی قرآن سے ثابت کرتے ہیں مگر منکرین پر کفر کا فتوی نہیں لگاتے کیوں؟

الجواب چونکہ ہماری پیش کردہ ادلہ میں آیات اور احادیث میں چونکہ دوسرے

معانی کا احتمال موجود ہوتا ہے مثلاً قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ میں ایک قول نور سے قرآن کا ہے ایک قول دین اسلام کا بھی ہے اور پھر ہمارے مخالفین بسا اوقات تاویل سے کام لے رہے ہوتے ہیں وہ سیدھا قرآن و حدیث کا انکار نہیں کر رہے ہوتے اسلئے ان آیات و احادیث سے ثابت ہونے والا حکم قطعی نہیں لہٰذا منکرین پر کفر کا فتویٰ نہ ہو گا۔

چونکہ ہماری بحث حضور کے فضائل و کمالات میں ہے تو اس میں کسی بھی قول سے استدلال درست ہو گا خاص طور پر جب مقابل قول ضعیف ہو گا تو قوی کو ترجیح ہو گی، اور عدم قطعیت کی وجہ سے منکر پر فتویٰ کفر نہ ہو گا۔

## وہابی کی مزعومہ دلیلوں کا جواب

دلیل اول جب حضور ﷺ کی بشریت ثابت ہو گئی تو آپ کا سایہ بھی ثابت ہو گیا؟

الجواب جس طرح حضور کی بشریت ثابت ہے اسی طرح آپ کی نورانیت بھی ثابت ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوا کرتا۔ آنحضور ﷺ کے حسی اور نوری جسم کے دلائل گزر چکے ہیں۔

دلیل نمبر 2 حدیث زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت فبینما انا یوماً بنصف النھار اذا انا بظل رسول اللہ ﷺ

ترجمہ بزبان وہابی فرماتے ہیں کہ میں اسی حالت میں تھی کہ اچانک ایک دن دوپہر

کے وقت میں نے نبی کا سایہ دیکھا جو میری طرف آرہا تھا۔

الجواب حدیث تو بالکل درست ہے مگر اس کے ترجمے اور تشریح میں گڑبڑ کی گئی جیسا کہ وہابیہ کی عادت جاریہ ہے۔وہابی کا مبلغ علم یہی ہے کہ جہاں ظل کا لفظ نظر آیا تو اس کا معنی تاریک سایہ ہی سمجھ لیا حالانکہ اس کا معنی شخص ذات اور جسم بھی آیا ہے۔اور حدیث مذکور میں یہی معنی یعنی شخص کریم یا جسم اقدس ہی ہو سکتا ہے اور معنی تاریکِ سایہ کسی طرح درست نہیں اور ظل کا معنی تاریک سایہ لینا اس مقام پر خاص طور پر کئی وجوہ سے باطل ہے۔

وجہ نمبر 1۔ حدیث پاک میں نصف النہار کے الفاظ موجود ہیں۔جنکا معنی ہے عین دوپہر کے وقت تو عین دوپہر کے وقت جب سورج بالکل سر پر ہو انسان کا سایہ ہوتا ہی نہیں تو حضور کے سایہ کو دیکھنے کا کیا مطلب ہے ہاں ظل کا معنی جسم کیا جائے تو یہ خرابی لازم نہیں آئے گی۔

وجہ نمبر 2۔ جب بالکل دوپہر کا وقت تھا کوئی رات تو نہ تھی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سایہ ادھر ادھر جھکا ہوا بھی نہیں لیکن پھر بھی حضرت زینب پاک حضور ﷺ کا سایہ مبارک تو دیکھ لیں مگر آپ کا جسم اقدس نہ دیکھیں۔

وجہ نمبر 3۔ کسی کا سایہ دیکھ کر تو یہ پہچان ہی نہیں ہو سکتی کہ یہ کون ہے کیونکہ تاریک سائے میں کوئی خاص شکل صورت نظر نہیں آرہی ہوتی تو حضرت زینب نے صرف سایہ دیکھ کر کیسے پہچان لیا کہ یہ حضور ہیں ماننا پڑے گا کہ آپ کے پیکر اقدس کو ہی

دیکھا تھا حدیث کا صحیح مطلب یہی ہوگا جس نے حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی ذات مقدسہ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔

سوال جب ظل کا معنی جسم و شخص تھا تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ظل کا لفظ کیوں بولا بس صرف رسول اللہ ﷺ کا لفظ بول دیتیں؟

الجواب یہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کمال ادب ہے کہ انہوں نے بلا واسطہ نام لینے کی بجائے آپ کے جسم اقدس کا ظل ذکر کیا۔

وہابیہ کی دلیل نمبر 3

وعرضت علی النار فیما بینی وبینکم حتی رئیت ظلی وظلکم

ترجمہ بزبان وہابیہ: اور مجھ پر دوزخ پیش کی گئی جو میرے اور تمہارے درمیان تھی یہاں تک کہ اس کی آگ کی روشنی میں میں نے اپنا سایہ اور تمہارا سایہ دیکھا۔

تبصرہ اور استدلال وہابیہ:

اس حدیث سے بھی واضح معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا سایہ تھا۔

الجواب اس حدیث سے استدلال وہابیہ عقلاً و نقلاً غلط ہے بات وہی ہے کہ وہابیہ کو لفظ ظل اس میں نظر آگیا تو ان کو مخفی خزانہ مل گیا۔

قارئین کرام سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ وہابی صاحب نے حدیث کے ترجمے میں ہی گڑبڑ کر دی ہے تاکہ مذموم مقصد حاصل کرنے میں کامیابی حاصل ہو عربی عبارت بھی آپ کے سامنے ہے اور وہابی کا ترجمہ بھی آپ کے سامنے ہے اس جاہل مطلق کو اتنا بھی علم نہیں کہ ایسی کوئی روایت ہی نہیں کہ جس میں ایسا

کوئی جملہ ہو جس کا معنی ہو آگ کی روشنی میں یعنی دوزخ کی آگ کی روشنی میں میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھ لیا اس احمق کو اتنا بھی علم نہیں کہ دوزخ کی آگ کی روشنی نہیں ہو گی اور پھر اسی طرح لکھ دیا دوزخ کی آگ کے شعلوں کی روشنی میں چونکہ اصل مشن تھا سایہ ثابت کرنا تو وہ حدیث کی تحریف معنوی کے بغیر ممکن نہ تھا اس لیے حدیث کی معنوی تحریف کر دی حالانکہ یہ وہ ملعون شخص ہے جو اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی اور حضرت پپلانوی پر تحریف کے الزامات لگاتا ہے۔

## تفصیلی جواب

اولاً پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث ضرور نقل فرمائی ہے مگر انہوں نے یہ حدیث **معاذ اللہ** حضور کا تاریک جسمانی سایہ ثابت کرنے کے لیے نہیں لکھی جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے لہذا حدیث کا ترجمہ ہو گا میں نے اپنے آپ کو اور تم سب کو دیکھ لیا۔

ثانیاً حضور اکرم ﷺ اور **صحابہ کرام** کے لیے اس حدیث سے سایہ ثابت کرنا اس لیے بھی درست نہیں کہ حضور کا سایہ یا تو اس وقت مسجد نبوی میں ہو گا یا دوزخ میں یا جنت میں بلا شک وشبہ یہ واقعہ صبح کی نماز کے وقت پیش آیا تھا جیسا کہ حدیث کے واضح الفاظ ہیں صلی بنا رسول اللہ ﷺ ذات یوم صلوۃ الصبح وہابی صاحب نے نہ یہ الفاظ نقل کیئے اور ان کا ترجمہ نقل کیا تو اس میں بھی گڑبڑ کر دی مثلاً ترجمہ کیا نبی ﷺ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے صلوٰۃ صبح کا ترجمہ صحیح نہ کیا اور پڑھانے کی بجائے

ترجمہ کر دیا پڑھ رہے تھے شاید عربی الفاظ اس لیے نہ لکھے کہ کہیں راز فاش نہ ہو جائے پھر کہتا ہے علماء بریلویہ نے تحریفات کی ہیں بہر حال آپ سرکار کا جسم مبارک

نمبر 1۔ مسجد نبوی میں نمبر 2۔ یا جنت میں نمبر 3۔ یا دوزخ میں

قارئین غور کرنے کی بات ہے اور عقل سے کام لینے کی بات ہے تینوں مقامات میں سے جو بھی لیں صبح کی نماز کے وقت سایہ کا وجود کہیں نہیں ہوتا کیونکہ صبح کی نماز رات کے آخری حصے میں ہوتی ہے تو اس وقت تو کبھی کسی سایہ دار چیز کا سایہ بھی ظاہر نہیں ہوتا خیر جنت والی صورت اور مسجد نبوی والی صورت تو خود وہابی نے بھی نہیں لی ہاں دوزخ والی صورت لی ہے جیسا کہ اس نے کہا نبی ﷺ نے دوزخ کی آگ کے شعلوں کی روشنی میں اپنا سایہ بھی دیکھا اور صحابہ کرام کا سایہ بھی دیکھا اسی پر ہم بحث کرتے ہیں۔ وہابی کے قول کے مطابق دوزخ کی آگ کے شعلے بالکل حضور کے قریب تھے تب ہی تو سایہ پیدا ہوا اگر دور ہوتے تو سایہ کیسے پیدا ہوتا معاذ اللہ اس ظالم کے کام دیکھو اگر جنت کے نظارے اور روشنیوں کی بات کرتا پھر بھی اور بات ہوتی مگر دوزخی نے دوزخ کی بات کی اور مبلغ علم یہ ہے کہ دوزخ کی آگ کے بھی شعلے ہیں حالانکہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے مختلف ہے وہ دنیا کی آگ کی طرح روشن اور شعلوں والی نہیں ہے بلکہ وہ سیاہ اور تاریک یعنی بالکل کالی ہے جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے اور یہ تو تھوڑی سی عقل والا شخص بھی جانتا ہے کہ سیاہی اور تاریکی میں سایہ نہیں ہوتا قرآنی آیات کے مطابق جنت میں بھی سایہ کا کوئی چکر نہیں ہو گا اسی طرح بالکل صبح کی نماز کے

وقت اور بقول وہابی رات کی نماز تورات کی نماز میں سایہ کا کوئی چکر نہیں اور دوزخ کی آگ کی روشنی ہی نہیں تو اس سے سایہ پیدا ہونے کا تصور کہاں فلہذا اس حدیث سے وہابیہ کا نظریہ ثابت نہ ہوا ہم نے جو شخص اور جسم والا معنی بیان کیا تھا وہی معنی ثابت ہوا الحمد للہ علی ذالک وہابیہ کو اپنی جہالت پر ماتم کرنا چاہیے۔

حضرت زینب والی حدیث کے مزید دو جواب۔

حضرت زینب فرماتی ہیں اذا انا بظل رسول اللہ ﷺ ظل کا معنی نعمت و راحت بھی آتا ہے جیسے عربوں کا مقولہ ہے عیش ظلیل نعمت و راحت والی زندگی جو حدیث کا معنی ہوگا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے نعمت و راحت حاصل کرنے والی ہوگئی (جبکہ پہلے محروم ہو چکی تھی)

(02) ظل کا معنی قرب و جوار کے بھی آتے ہیں جیسا کہ عرب والے کہتے ہیں انا فی ظلک میں تیرے قرب و جوار حفظ ایمان میں ہوں اب حدیث کا مطلب ہوگا کہ میں اچانک حضور کے قرب و جوار اور حفظ و امان میں آگئی کیونکہ پہلے حضور ناراض تھے اب آپ ﷺ راضی ہوگئے سبحان اللہ

وہابیہ کی تیسری دلیل اور اس کا جواب

وہابی صاحب نے تیسری دلیل کے طور پر یہ حدیث پیش کی۔

حتی اصابت الشمس رسول اللہ ﷺ فا قبل ابوبکر رضی اللہ عنہ حتی ظلل علیہ بردائہ فعرف الناس رسول اللہ ﷺ عند ذالک

الجواب وہابی صاحب نے جان بوجھ کر اس حدیث کا ترجمہ ہی نہ کیا تا کہ راز فاش نہ ہو ہاں اس حدیث میں **ظلل** کا لفظ وہابی کو نظر آگیا اس لیے اس کا معنی شاید ظل یعنی تاریک سایہ سمجھ لیا ہو ہمیں مخالف کی بے بغیرتی اور بے علمی پر حیرانگی ہے کہ دعوی کیا تھا اور دلیل کیا پیش کی جارہی ہے جس کا دعوی سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے حدیث کا خلاصہ اور مفہوم صرف اتنا ہے کہ جب حضور مدینہ طیبہ تشریف لائے رات گزر گئی جب دن ہوا چونکہ حضرت ابو بکر اور حضور اقدس ایک دوسرے کے مشابہ تھے اور ادھر سے سورج کی دھوپ اور گرمی بھی شروع ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق نے غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے حضور کے اوپر کپڑا تان دیا تا کہ حضور کو سورج کی گرمی نہ لگے اور لوگ بھی سمجھ جائیں یہ اللہ کے پیارے رسول ہیں جن پر کپڑا اتنا گیا چنانچہ اس طرح لوگوں نے حضور کو پہچان لیا

قارئین اس میں سائے والی بات کہاں سے ثابت ہوئی حضور کے جسمانی سائے کا ذکر تو اس میں اشارہ بھی نہیں ہے ہاں **ظلل بر دائہ** کا معنی چادر کا سایہ ضرور ہے تو چادر کا سایہ حضور کا سایہ کہاں ہوا حالانکہ وہابیہ کا دعوی حضور کے جسمانی تاریک سایہ کا ہے اس حدیث میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے وہابیہ کا دعوی ثابت ہو تو اس کو دلیل قرار دینا بہت بڑی حماقت نہیں تو اور کیا ہے اس سے بڑی کیا حماقت ہوگی کہ چادر کے سایہ کو حضور کا سایہ قرار دیا جائے ہماری تحریرات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ **صحابہ کرام** بھی حضور کا تاریک سایہ نہیں مانتے تھے اور مزید تسلی کے لیے ایک اور حدیث

قرینہ موجود نہ ہو جو اسے بعض افراد کے ساتھ خاص کر دے تو وہ استغراق کا فائدہ دینے میں ہی ظاہر ہو گا تا کہ ترجیح بلا مرجح کو دور کیا جا سکے۔(انتھی)

اقول:: یعنی اگر عہد کا لیں گے تو بعض معین یا غیر معین افراد پر حکم ہو گا تمام پر حکم نہ ہو گا تو بعض پر حکم لگانا اور بعض پر حکم نہ لگانا یہ ترجیح بلا مرجح ہو گی ہاں اگر قرینہ مخصصہ موجود ہو تو پھر وجہ ترجیح موجود ہو گی، اس کی وجہ سے عہد کا بنا لیں گے اس طرح ترجیح بلا مرجح لازم نہیں آئے گی۔

قارئین کتنا خوبصورت اور واضح استدلال ہے۔

## الف ولام عہدی نہ ہونے کی ایک اور وجہ

حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: غیب جزئی تو ہندو بھی جانتے ہیں اور حضرت موصوف کے ہاں خود وہابیہ نے اعتراف کیا اس لیے کہ بڑے سے بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بول ہی دیتا ہے پھر آپ فرماتے ہیں اگر وہابیوں کو مذکورہ بات میں کوئی شک ہو تو تفسیر کبیر امام رازی دیکھ لیں ص 223 جلد 8 دیکھو دیکھو تسطیع اور کاہنہ بغدادیہ کا قصہ کہ سلطان سنجر نے تیس (30) سال تجربہ کیا ایک بات بھی اس کی جھوٹی نہ نکلی پس نفی اس کی تکذیب محض ہو گی پس استغراق واجب ہو گا۔ یعنی لام استغراق ہی ثابت ہوا عہد کا ثابت نہ ہوا۔

## علامہ تفتازانی کی عبارت کا غلط مطلب

وہابی صاحب نے علامہ سعد الدین تفتازانی کی عبارات توڑ مروڑ کر پیش کر دیں اور

جو نتیجہ اور خلاصہ بیان کیا ملاحظہ ہو: حاصل یہ نکلا کہ لام تعریف میں اصل اور راجح یہی ہے کہ وہ عہد خارجی اور جنس کے لیے ہے۔

اقول:: واہ کیا بات ہے عہد خارجی کے لیے ہونا بھی اصل ہے اور جنس کے لیے ہونا بھی اصل ہے جیسا کہ خود وہابی بیان کر چکا ہے۔ اس احمق کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اصل تو ایک ہی ہے یا عہد خارجی یا پھر جنسی یہ کیسے ہو سکتا ہے جنسی بھی اصل ہو اور عہد خارجی بھی اصل ہو۔

فائدہ: علامہ تفتازانی کی تحقیق میں تضادات پائے جاتے ہیں آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب مطول میں فرمایا ہے۔

فالاولی ان کونہ للجنس مبنی علی ان المتبادر الی الفہم الشائع فی الا ستعمال لا سیما فی المصادر وعند خفاء قرائن الا ستغراق۔

یعنی الحمدللہ کا الف ولام جنسی اس لیے ہے کہ یہ عقل میں فورا آتا ہے زیادہ تر استعمال جنس میں ہی ہوتا ہے خاص طور پر مصادر میں اور استغراق کے قرائن پوشیدہ ہونے کے وقت. (انتھی)

اقول:: اس سے معلوم ہوتا ہے وہ جنسی کو اصل مانتے ہیں۔

پھر تفتازانی فرماتے ہیں۔

ان اللام لا یفید سوی التعریف

یعنی لام صرف اور صرف تعریف (معرفہ بنانا) کا فائدہ دیتا ہے۔ (جنس استغراق

عہد وغیرہ کا نہیں) کتنے تضادات سامنے آ گئے ہیں۔لہذا تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو بطور حجت پیش نہیں کیا جاسکتا۔

**فائدہ: امام فخر الدین رازی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:**

**فان سنة الله جارية بانه لا يطلع عوام الناس على غيبه بل لا سبيل لكم الى معرفة ذالك۔۔۔۔۔۔۔فامامعرفة ذالك على سبيل الاطلاع من الغيب فهومن خواص الانبياء فلهذا قال: ولكن الله يجتبى من رسله من يشاء اى ولكن الله يصطفى من رسله من يشاء فخصهم باعلامهم**[215]

اللہ تعالی کا طریقہ ہمیشہ سے جاری وساری ہے کہ وہ عام لوگوں کو اپنے غیب پر اطلاع نہیں دیتا بلکہ عام لوگوں کے لیے اس کی معرفت کی طرف کوئی راستہ ہی نہیں ہے (چند سطور بعد) ہاں غیر کی پہچان **اطلاع علی الغیب** کے طریقہ پر یہ انبیاء کرام کے خواص سے ہے پس اسی لیے تو فرمایا ہاں لیکن اللہ تعالی اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔۔۔تو غیب کے علم کے اعلام کے ساتھ ان حضرات کو ہی خاص کیا۔

فائدہ: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ عوام الناس کا معاملہ اور ہے اور انبیاء کرام کا اور اور یہاں الف ولام عہد کا نہیں ہے اس لیے کہ الف لام عہد خارجی میں مدخول کے بعد بعض معین افراد پر حکم ہوتا ہے اور وہ یہاں پر نہیں ہیں۔

---

215 تفسیر کبیر زیر آیت آل عمران 179

## وہابی کی شاطرانہ چالیں

حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں متعدد تفاسیر مثلاً تفسیر ابی سعود جلد2 صفحہ 71 اور تفسیر حسینی جلد1 صفحہ 118 اور تفسیر خازن جلد 1 صفحہ 338 اور تفسیر نیشاپوری جلد 2 صفحہ 318 اور تفسیر بغوی جلد1 صفحہ 454 ان تفاسیر کے حوالہ جات پیش کئے جن میں ثبوت علم غیب اظھر من الشمس تھا اور صرف یہ نہیں بلکہ بخاری شریف کی دو احادیث

نمبر1۔ کتاب العلم باب الغضب فی الموعظة والتعلیم اذا رای ما یکرہ جلد1 صفحہ 19 اور کتاب العلم باب من برک علی رکبتیه عند الامام و المحدث جلد1 صفحہ 20

سے پیش کر کے آپ نے دعوی کو اس طرح ثابت کیا جس طرح حق تھا مگر پروردہ آغوش وہابیت نے وہی وہابیوں والی شاطرانہ چالیں چلیں کہ کسی طرح ان باتوں کو رد کر دیا جائے مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی ہم ان شاطرانہ چالوں کا جواب دیں گے تاکہ وہابیہ بھاگ نہ سکیں۔

چال نمبر (01)۔ حضرات مفسرین نے بھی اس سے بعض مغیبات کی خبر دینا مراد لیا ہے۔

الجواب: ٹھیک ہے جناب تم مانو تو صحیح چلو بعض مغیبات ہی سہی لیکن جب ان کو موقع ملتا ہے یہ اس بعض کا بھی انکار کر دیتے ہیں اور معارضہ میں وہ آیات لاتے ہیں جن میں علم غیب ذاتی کی نفی ہے حالانکہ ان آیات میں مطلقا نفی ہے کل

مغیبات یا بعض کا کوئی فرق نہیں کیا گیا اور ہم عنقریب بتائیں گے کہ وہابی نے بعض مغیبات کا بھی انکار کر دیا ہے۔

چال نمبر (02)۔ الغیب میں الف ولام عہد خارجی ہے استغراقی نہیں ہے۔

الجواب: ہم اس کا جواب دے چکے ہیں کہ عہد خارجی میں بعض معین افراد پر حکم ہوتا ہے جو کہ یہاں پر نہیں ہیں۔ لہذا یہ عہد خارجی نہ ہوا استغراقی سے کوئی مانع موجود نہیں نہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہے۔ لہذا استغراقی ہو گا۔

چال نمبر (03)۔ علامہ غلام رسول سعیدی کا بار بار حوالہ اور وہ بھی حضرت پپلانوی بلکہ بڑے بڑے مفسرین کے مقابلہ میں پیش کیا ہے۔

الجواب: علامہ غلام رسول سعیدی یہ حضرت پپلانوی کے شاگردوں کا بھی شاگرد ہے تو اس کو ان کے مقابلے میں لانا یا بڑے بڑے مفسرین اور محدثین کے مقابلے میں لانا کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے کوئی شخص چند کتابیں لکھ کر اپنے اکابر سے بڑا نہیں ہو جاتا یا ان کے مقابل دلیل نہیں بن جایا کرتا پھر اہل سنت کے علماء کو ان کی تحقیقات سے کلی اتفاق بھی نہیں ہے۔ لہذا یہ حضرت صاحب حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بچوں کا بھی بچہ ہے اس کی تحقیق بڑے بڑے بزرگوں کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

چال نمبر (04): **الغیب** سے مراد **اطلاع الغیب** اور **انباء الغیب** اور **اظہار علی الغیب** ہی مراد ہو گا، **الغیب** سے تمام **مغیبات** مراد لینا درست نہیں۔[216]

---

216 (کتاب شمس ص 320)

الجواب: جب وہابی نے تسلیم کرلیا کہ **اطلاع الغیب** اور **انبیاء غیب** اور **اظہار علی الغیب** تسلیم کر رہا ہے تو ہمارا بھی یہی دعوی ہے جو کہ خصم مان چکا ہے۔ اور اللہ تعالی کی عطاء یا علم غیب عطائی کا بھی یہی مطلب ہے تو یہ اختلاف تو ختم ہو گیا مگر وہابی نے یہاں پر جو ڈنڈی ماری ہے وہ یہ کہ فورا بعد یہ بھی لکھ دیا الغیب سے تمام مغیبات مراد لینا درست نہیں ہے۔ جو خدا بعض غیب کی اطلاع اور انباء پر قادر مانا جارہا ہے پتہ نہیں اس کو تمام غیوب کی اطلاع و انباء پر قادر کیوں نہیں مانا جارہا ہے۔ کیا اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اسکو شامل نہیں ہے یا خدا تعالی وہابیوں کی چالوں کا محتاج ہے **معاذ اللہ** کہ جتنا وہابیہ کہیں گے اتنا علم عطا فرمائے گا۔

## چال نمبر (5) تھانوی صاحب کا دفاع کرنے کی مزموم کوشش

وہابی صاحب نے قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ کا حوالہ دیکر تحریر کیا :

اگر وہ بعض مغیبات پر اطلاع مراد لیں تو نبی کا خاصہ نہیں ہو سکتا (پھر اسی کو آڑ بنا کر تھانوی صاحب کا دفاع کرتے ہوئے لکھا) ایک بات حضرت حکیم الامت الشاہ مولانا اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھی ہے تو بلا وجہ فتوی کفر لگایا گیا۔ اب جرات کریں علماء بریلویہ لگائیں فتوی علامہ بیضاوی پر۔

الجواب: قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت اور تھانوی صاحب کی عبارت میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے اور وہ بھی کئی وجوہ سے موجود ہے۔ اس میں اہم چیز حضور کے علم مبارک کو پاگلوں بچوں۔ جانوروں چارپائیوں کے علم سے

تشبیہ دینا ہے۔ جبکہ قاضی صاحب کی عبارت اگر درست تسلیم کرلی جائے تو اس میں مذکورہ تشبیہ دور دور تک نظر نہیں آتی قاضی صاحب نے زیادہ سے اتنی بات لکھی ہے کہ: کیونکہ ہر ایک شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ بغیر کسی سابق تعلیم و تعلم کے بعض مغیبات پر مطلع ہو[217]

قاضی صاحب صرف انسانوں کے لحاظ سے بات کر رہے ہیں۔ لہذا دونوں عبارتوں میں بعد بین المشرقین ہے۔ نیز قاضی صاحب کی عبارت سے جب ثابت ہو گیا کہ ہر شخص کو بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں. تو چونکہ اہلسنت علماء بریلوی اور وہابیہ میں اتفاق ہے کہ حضور اعلم المخلوقات ہیں یعنی حضور کو ساری کائنات سے زیادہ علم دیا گیا ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ حضور کو علوم غیبیہ سب سے زیادہ حاصل ہیں تو پھر بھی ہمارا عقیدہ ثابت ہوا نہ کہ وہابیہ کا **کما ھو الظاہر**

چال نمبر (06): اپنے بڑوں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے کے لئے علمائے بریلویہ پر یہ الزام عائد کیا ملاحظہ ہو:

علماء بریلویہ کی عجیب منطق ہے ہندو کے لئے جزئی علم غیب اور نبی کے لئے بھی جزئی علم غیب اور اولیاء کرام اور عام افراد کے لئے بھی جزئی علم غیب اور شیطان کے لئے وسیع علم غیب مانتے ہیں۔

الجواب: ملاں جی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا کارنامہ ماقبل صفحات پر گزر چکا ہے

---

217 شمس 320

پھر ملاحظہ ہو:

الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔[218]

اقول:: محبت ہو تو ایسی ہو شیطان کے لئے وسعت علم ثابت کرنے کے لئے وہابیہ کو نصوص قطعیہ بھی مل گئیں نہ کوئی شرک نہ بدعت لازم لیکن حضور کے لئے شرک اکبر

| عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے | یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا |
|---|---|

اس لئے کہتا ہوں علماء بریلویہ میں سے کسی کی اس طرح کی عبارت نہیں دکھائی جاسکتی جس میں باقاعدہ تقابل کر کے شیطان کے علم کو حضور کے علم سے وسیع مانا گیا ہو۔فی نفسہ وسعت الگ چیز ہے، اور یہ بھی جزئی ہی ہے یہ کلی نہیں ہے۔لہذا یہاں بھی چالاکی کامیاب نہ ہوئی۔

## چالاکی نمبر (07) علامہ خازن اور نیشاپوری پر الزام

علامہ خازن اور علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسئلہ علم غیب بیان فرمادیا۔ ہم

218 براہین قاطع مصنفہ مولوی خلیل مصد قہ مولوی رشید احمد گنگوہی، داران شاعت کراچی صفحہ 55

وہابی صاحب کی گفتگو لفظ بلفظ ذکر کرتے ہیں۔ اور قارئین کو دعوت فکر دیتے ہیں۔

علامہ خارن کا عقیدہ و نظریہ علم غیب کا ہر گز نہیں ہے علامہ خازن لکھتے ہیں:

**لکن اللہ یصطفی ویختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی ما یشاء من غیبہ**

(ترجمہ بزبان وھابی) لیکن اللہ تعالی چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جن کو چاہتا ہے۔ پس انکو مطلع کرتا ہے بعض غیب پر۔ بات واضح ہو گئی کہ علامہ خازن کا علم غیب کا ہر گز عقیدہ نہیں ہے۔ **انتھیٰ کلامہ** [219]

اس پر مجھے زیادہ تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے بس اتنا کہوں گا کہ ترجمے میں آخری جملہ، پس انکو مطلع کرتا ہے بعض غیب پر کیا اس سے یہی ثابت ہو رہا ہے کہ علامہ خازن کا علم غیب کا عقیدہ ہر گز نہیں یا اس کے بر عکس ثابت ہوتا ہے۔

## تفکر حق التفکر

اور باقی مفسرین نے بھی اسی طرح بیان فرمایا ہے لہذا علم غیب ثابت ہو گیا۔ جیسا کہ تفسیر معالم التنزیل میں ہے **فیطلع علی بعض الغیب**

## چالاکی (07) امام سدی پر وار

قارئین ۔ بڑے بڑے آئمہ تفاسیر مثلاً **امام خازن ،امام نظام نیشاپوری وغیرہما** نے امام سدی کی روایت پر مکمل اعتماد کیا اور **قاضی ثناء اللہ**

---

[219] صفحہ 322 کتاب شمس

پانی پتی نے امام سیوطی کے حوالے سے صرف اتنا کہہ دیا۔ **لم اقف علی هذه الرواية** . کہ میں اس روایت پر واقف نہ ہوا تو وہابی نے اس روایت کو ہی رد کر دیا، کہ امام سیوطی نے یہ کہ دیا ہے۔ حالانکہ اس جاہل کو معلوم ہونا چاہئے کہ امام سیوطی نے اس کا مطلقا انکار نہیں کیا بلکہ جو کہا اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ میرے علم میں یہ نہیں آئی تو انہوں نے صرف اپنے علم کی نفی کی ہے۔

اور پھر ڈرامہ بازی ترجمہ میں یہ کی کہ میں اس کی صحت پر مطلع نہیں ہو سکا یہ سند اور صحت والی بات من گھڑت ہے۔

## امام تفسیر حضرت سدی پر وار

اصول حدیث کے چھ آئمہ کے حوالے سے وہابی نے امام سدی کے بارے میں چھ اقوال نقل کئے جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یعنی ان اقوال میں بھی شدید قسم کا تضاد موجود ہے۔ مگر وہابی نے نتیجہ جو نکالا وہ بھی ملاحظہ ہو:

جب سدی کی روایت کردہ حدیث ضعیف ثابت ہوئی تو ضعیف حدیث سے عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا۔

**اقول:** : چلو مان لیا کہ سدی کی روایت کردہ حدیث ضعیف ہے لیکن یہ بھی مسلم اصول ہے کہ فضائل میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہوتی ہے۔ علوم غیبیہ کا تعلق بھی فضائل سے ہی ہے یہ کوئی قطعی عقیدہ نہیں ہے ۔

اسی وجہ سے منکر علم غیب پر فتوی تکفیر نہیں ہے علماء اہلسنت میں سے کسی نے

منکر علم غیب پر کفر کا فتوی عائد نہیں کیا۔

## چالاکی نمبر 9 منافقانہ حرکت

امام سدی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اگر علماء بریلویہ کے حق میں باتیں کرے تو ضعیف ہیں غیر معتبر مگر دیوبند کے حق میں کریں تو معتبر یہ اصول وہابی صاحب کا ہے اسی امام سدی کے حوالے سے لکھا ہے:

اسماعیل بن عبد الرحمن السدی کا عقیدہ علم غیب کلی کا ہر گز نہیں تھا اگر بالفرض ان کا عقیدہ علم غیب کلی کا ہوتا تو وہ یہ نہ لکھتے:

لیس من اهل السموات والارض احد الا و قد اخفی الله عنه علم الساعة

اقول::واہ اپنی باری آئی تو نہ کوئی ضعف نظر آیا نہ کوئی اور وجہ بلا چوں وچرا تسلیم کر لیا مگر دوسروں کے لیے وہ ضعیف و غیر معتبر ہو گئے۔

**چالاکی نمبر (10):** امام نظام نیشاپوری کا عقیدہ بھی بعض علم غیب کا ہے فقط نہ کہ جمیع علم غیب کا ہے۔

**اقول::** بالکل ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ بھی یہی ہے لیکن وہابیہ کے بعض اور اہل سنت وجماعت بریلویہ کے بعض میں زمین و آسمان کا فرق ہے چلو خیر وہابیہ نے بعض علوم غیبیہ حضور کے لیے تسلیم کر ہی لیے ہمیں اس پر بھی خوشی ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالی مزید توفیق عطا فرمائے

## چالاکی نمبر (11) تفسیر حسینی اہل تشیع کی تفسیر ہے

الجواب اصل مسئلہ سے توجہ ہٹانے کے لیے ایسی باتیں ہوا کرتی ہیں۔

اولاً جواب: یہ ہے کہ اس مفسر کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ سنی ہے یا شیعہ بعض نے اس کو سنی لکھا ہے ۔

اور بعض نے شیعہ لکھا ہے فلہذا اس کو بالیقین رافضی کہنا درست نہیں ہے۔

ثانیاً یہ دیکھو کہ کیا کہا ہے یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا ہے جب بات اصولی ہے قواعد اور ضوابط سے اس کی تائید ہو رہی ہے تو اگر معتزلہ کی تفاسیر مثلاً تفسیر کشاف وغیرہ کا حوالہ جائز ہے تو اس کا کیوں نہیں؟

ثالثاً: روافض اور خوارج کی وہ روایات جس میں ان کے مذہب کی تائید نہ ہو محدثین نے قبول کی ہیں، اس اصول کے مطابق یہاں بھی یہ تفسیر قبول ہو گی۔

## چالاکی نمبر (12) سلونی عما شئتم حدیث میں من مانی تشریح

قارئین یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ کتب حدیث صحاح ستہ بالخصوص بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔

اور ہم ما قبل اس کا مکمل حوالہ باب العلم بخاری کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں اب اس کی تشریح کی طرف بعد میں آئیں گے پہلے وہابی کی چالاکی ملاحظہ ہو:

نمبر 1۔ آج تک کسی محدث نے بھی اس حدیثِ پاک سے علم غیب نبی ﷺ کے لیے ثابت نہیں کیا۔

نمبر 2۔ یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا آپ ﷺ نے سب کچھ معجزہ سے بتایا۔
نمبر 3۔ آپ ﷺ پر پہلے وحی نازل ہوئی پھر آپ ﷺ نے یہ فرمایا وغیرہ وغیرہ

الجواب: پہلے حضرت پپلانوی کی تشریح ملاحظہ فرمائیں:
حضور نے فرمایا سلونی عما شئتم جو پوچھنا ہے پوچھ لو۔
اب ان احادیث (تین احادیث) کی رو سے اگر وہ حقیقت روح یا مفاتیح خمسہ یا امریکہ کے معادن یا موصل کے تیل کے چشمے یا چین کے جنگلات کی تعداد اشجار یا بحر محیط کے حیوانات کے نسب تا اول کما ذکرہ علی الخواص یا تعداد مکان السموات والارض وغیرہ پوچھتے تو رسول ﷺ ضرور بضرور بتاتے کیونکہ عجز نبی ﷺ پر مقام اعجاز میں محال ہے باتفاق الامہ ورنہ نبی نبی نہیں رہتے نعوذ باﷲ کیونکہ خزلان لازم آتا ہے لیکن خداوند نے ان کے عقول کو دوسری طرف پھیرا کسی نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ کسی نے پوچھا میرے اونٹ کہاں ہیں؟ کسی نے پوچھا میری اونٹنی کہا ں ہے وغیرہ وغیرہ۔۔وھذا ایضاً من باب المعجزات[220] سبحان اللہ کیسی پیاری تشریح ہے جو سچے دل سے عشق ومحبت سے منصہ شہود پر آئی ہے

فائدہ وہابیہ میں سے بعض لوگ جن میں مولوی نعمت وہابی بھی شامل ہے بڑی

220 نجم الرحمٰن صفحہ 133

ڈھٹائی بلکہ بے حیائی سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور کا یہ اعلان صرف امور دین سے تعلق رکھتا ہے، دنیاوی اور اخروی امور غیبیہ میں سے تمام پر اطلاع ثابت نہیں ہے۔

الجواب: حدیث پاک میں اول تا آخر کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جو اس تخصیص پر قرینہ و دلیل بن سکے بلکہ حدیث کے الفاظ عام ہیں تو اسی پر اعتماد ہو گا یہ تخصیص بلا مخصص ہے لہذا باطل ہو گی

ثانیاً حضور امام الانبیاء ﷺ کے اس عظیم دعوی اور کلام کے بعد آپ سے پوچھا گیا من ابی میرا باپ کون ہے میرا ناقه اونٹنی کہاں ہے:

مرا ٹھکانہ کہاں ہے وغیرہ وغیرہ مگر حضور نے یہ کیوں نہ فرمایا کہ میں نے تو صرف امور دین کے متعلق کہا ہے اور یہ چیزیں تو دین سے تعلق ہی نہیں رکھتیں، لہذا مجھے ان کا کوئی علم نہیں لیکن ایسا نہ ہوا بلکہ سب سوالوں کا جواب دیا اور یہ واضح کر دیا کہ جس طرح میں امور دینیہ جانتا ہوں اسی طرح امور دنیاوی واخروی بھی جانتا ہوں۔

ثالثا حضور نے حضرت عبد اللہ کو فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے (ابوک حذافه) یعنی ان کے صحیح نسب ہونے کی خبر دی جب کہ یہ معاملہ مافی الارحام کا ہے تو معلوم ہوا کہ حضور کو مافی الارحام کا علم ہے۔ایک منافق کے سوال پر جواب دیا تیرا ٹھکانہ جہنم ہے یہ صدیاں بعد کی خبر ہے جس کا تعلق ما اذا تکسب غداً سے ہے اور ہمارا پختہ ایمان ہے کہ اگر اس وقت حضور سے باقی تین غیوب ،قیامت ،نزول غیث ،کون کہاں مرے گا، پوچھے جاتے تو حضور اسی وقت ان

کا بھی جواب دے دیتے کیونکہ عما شئتم میں یہ بھی داخل ہے۔ مگر حکمت خداوندی کہ نہ کسی نے ان کے بارے میں سوال کیا نہ حضور نے جواب دیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان تینوں کا حضور کو علم ہی نہ تھا۔ اگر یہ مان لیا جائے تو پھر دعوی عموم و استغراق کا ہے جو اصدق الصادقین نے فرمایا ہے یہ دعوی جھوٹا ہو جائے گا اور حضور کا دعوی تو جھوٹا نہیں ہو سکتا تو اس کے خلاف کا دعوید ار ہی جھوٹا ہو گا۔

## قابل غور بات

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت بریلوی حضرات **مفاتیح خمسہ علوم خمسہ** حضور کے لیے اللہ تعالی کی عطا اور اعلام سے مانتے ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ دو جانتے ہیں اور تین نہیں جانتے اور وہابیہ مطلقا پانچوں کا انکار کرتے ہیں یعنی ہم پانچوں کا اقرار کرتے ہیں اور وہابیہ پانچوں کا انکار کرتے ہیں تو جب دو چیزوں کا علم غیب بموجب حدیث ثابت ہو گیا تو باقی تین کا بھی ثابت ہو گیا ۔**لانہ لا قائل بالفصل**۔ تو معلوم ہوا کہ حضور کے علم غیب کو صرف چند چیزوں تک اور امور دین تک محدود کرنا درست نہیں۔

## الفصل الثانی: حضرت پیلانوی کی تیسری قرآنی دلیل کا جاہلانہ جواب

حضرت پیلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد باری تعالی **وَ عَلَّمَکَ مَا لَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ** کو اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کیا تھا۔ پہلے استدلال پیلانوی کا خلاصہ پھر وہابی کے جاہلانہ جوابات پھر ہماری گزارشات ملاحظہ فرمائیں۔

آیت مبارکہ: وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ-

نازل کی اللہ نے اوپر تیرے کتاب اور حکمت اور سیکھایا تجھ کو جو کچھ کہ نہ تھا تو جانتا اور ہے فضل اللہ کا اوپر تیرے بڑا

پس فاعل علمک کا اللہ جو مبدء فیاض ہے۔ فیض اس کا عام ہے. اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور وہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے۔ اور مصداق کاف کا رسول اللہ ﷺ ہے۔ جو متعلم ذی استعداد کامل ہے۔ جو مصداق وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ہے اور لفظ ما کا عام ہے جسکی تخصیص حدیث صحیح بھی نہیں کر سکتی مگر جس وقت مشہور یا متواتر ہو کما تقرر فی الاصول کیونکہ تخصیص نسخ ہے پس جب اللہ تبارک و تعالیٰ معلم ہے اور رسول اللہ متعلم ہے۔ اور لفظ ما کا عام ہے تو کوئی حاجت تخصیص کی نہیں رہی۔ پھر حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہابیہ کے تین مشہور سوالوں کا جواب دیا ہے۔ اصل کتاب میں سوالات و جوابات ملاحظہ فرمائیں۔ اور پھر مذکورہ آیت کی تفسیر میں علماء تفسیر میں دو بڑے نام امام ابن جریر طبری اور عارف باللہ ابو محمد صدر الدین روزبہان بقلی کے حوالوں سے اپنے دعوی کو مضبوط کیا۔ ہم اختصار کے ساتھ دونوں حوالے نقل کرتے ہیں: .

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ من خبر الاولین و الاخرین وما کان وما ھو کائن [221]

اور سکھادیا تجھ کو جو کچھ کہ تم نہ جانتے تھے یعنی اولین اور آخرین کی خبریں اور جو

---

[221] تفسیر جامع البیان جلد ۳

ہو چکا اور جو ہونے والا ہے۔ اور تفسیر عرائس البیان میں ہے:

وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ؕ ای علوم عواقب الخلق وعلم ما کان وما یکون.

**فائدہ:** ایک بڑے اہم سوال کا جواب جو مولوی حسین علی کی طرف سے وارد ہوا تھا حضرت پپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آخر میں اس کا جواب بھی دیا ہے۔ ہم صرف وہی آخری سوال وہابی اور جوابات سنی ذکر کر دیتے ہیں اور باقی تین اعتراضات اصل کتاب میں دیکھیں۔

## نہایت قوی اشکال

اور اس جگہ ایک نہایت قوی اشکال ہے جو تحریراً حسین علی نے میری طرف روانہ کیا تھا وہ یہی ہے کہ اگر یہ آخری آیت ہے تو یہ قطعا باطل ہے۔ بالاتفاق۔ اگر اس کے بعد کوئی آیت نازل ہوئی ہے تو تحصیل حاصل اور بلا فائدہ ہے۔ کیوں کہ رسول کو پہلے معلوم تھی اور مَاکَانَ اور مَایَکُوْن میں مندرج تھی۔ اور یہ اعتراض بعینہ اس پر ہو گا جو جمہور مفسرین نے اس جگہ اور قصہ شب معراج میں بیان کیا گیا۔ ہے۔ جیسے نس ج 7، ص ۱۲۸ ار کہ رسول اللہ کو ایک قطرہ حلق میں ٹپکایا گیا اور علم مَاکَانَ وَمَایَکُوْن عطا ہو گیا۔

## جواب اول:

شیعہ امام حسین کا ماتم کرتے ہیں، وہابیوں کو علم کا ماتم کرنا چاہیے، کیوں کہ علم ان

میں مفقود ہو گیا اور بہ سبب عداوت الرسول کے سمجھ بھی فنا ہو چکی ہے، کیوں کہ سورت فاتحہ میں جو بہ اتفاق مفسرین دوبار نازل ہوئی ہے اور مکی بھی ہے، اور مدنی بھی کیا جواب دیں گے ؟ فما هو جوابكم فهو جوابنا . وهكذا قالو في آخر البقره

## جواب دوم

فرق عظیم ہے درمیاں وحی متلو وغیر متلو

## جواب سوم

وهو جواب حق . ومن مساعی عمری

اور یہ وہ کہ عداوت الرسول نے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں اور ان کی بصیرت مار دی ہے کیوں کہ لفظ قرآن قدیم ہے مثل معنی کے اور تقسیم کلام لفظی اور نفسی جو متاخرین نے کہی۔ ہے یہ غلط ہے بلکہ قران کا لفظ بھی قدیم ہے ہاں تلفظ بلفظ القران حادث ہے اور ملفوظ قدیم ، ولا یختلف باختلاف القراءت وقد افادنی ذالک مولانا المحدث محمود الحسن الدیوبندی وقت التدریس بعد بحث بینی و بینه مدظله اور فرمایا کہ اس مسئلہ کو محقق ابن ہمام وبحر العلوم نے کچھ قدر سمجھا ہے اور مجتہد اس مسئلہ میں امام ربانی مجدد الف ثانی ہے جس کو رسول اللہ نے مجتہد مسئلہ کلام میں فرمایا دیکھو کتاب "معاد" پس خلاصہ کلام اس کا یہ ہوا کہ مَاكَانَ وَمَا يَكُوْن بمعنی ما حدث و ما یحدث ہے یعنی

کائنات و حوادث جو محل نزاع ومتنازعہ فیہ ہے پس رات معراج جس کی اس آیت میں تصدیق بوحی متلو ہوگئی ہے علم کائنات و حوادث کا تھا اور قرآن تو بلفظہ قدیم ہے متقدمین وغیرہ کے نزدیک پس قرآن من حیث هو هو خارج ہے موضوع بحث ہے اور تحقیق اس جواب کی ماخوذ ہے کلام امام ربانی سے جو دفتر ثالث مکتوب صدم میں ہے فانظر تحقیقه فانه عجیب هذا ء وباقی الاجوبة مبسوطة فی المبسوط ، ولا یسعه هذا العجاله

## وہابی کے جاہلانہ اعتراضات

یہ آیت تو اوائل 4 ہجری میں نازل ہوئی جو آپ کے دعوی کے لئے مفید نہیں ہے اس لئے کہ اس کے بعد کئی سورتیں نازل ہوئی ہیں اس آیت سے جب علم غیب مکمل ہوگیا تھا تو پھر دوسری سورتیں کیوں نازل ہوئی ہیں؟

**الجواب:** حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی اعتراض کے تین جوابات دیئے ہیں جو کہ حسین علی نے حضرت پر کیا تھا اور ہم ما قبل ذکر کر چکے ہیں۔ وہابی پر حیرت ہے کہ جن باتوں کا جواب حضرت پپلانوی نے مکمل طور پر اجمالی و تفصیلی جواب دے دیا ہے، اوراق سیاہ کرنے کے لئے وہابی پھر ان کو دھراتا ہے، تاکہ عوام میں بھرم بن جائے۔

جاھلانہ بات نمبر (02) اس آیت (وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) سے مراد قرآن و سنت و حلال و حرام جائز و ناجائز کا علم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو عطا

فرمایا تھا۔

**الجواب اعتراض نمبر (1)** کا وہابی نے خود جواب دے دیا، اس لئے کہ وہابی نے کہا تھا بلکہ سر خیل وہابیہ حسین علی نے کہا تھا، اگر آیت میں علم غیب مراد ہو تو پھر اسی آیت سے علم غیب مکمل ہو چکا تھا۔ تو پھر دوسری سورتیں کیوں نازل ہوئی ہیں۔ ہم کہتے ہیں، چلو آپ کی بات مانتے ہیں کہ آیت میں مراد علم غیب نہیں بلکہ مراد قرآن و سنت و حلال و حرام جائز و ناجائز کا علم ہے۔

اب وہابی کی اپنی بات کی روشنی میں یہ ثابت ہو گا کہ اس آیت مبارکہ کے بعد نہ کوئی قرآن کی آیت نازل ہوئی کیوں کہ قرآن کا علم مکمل ہو گیا، اسی آیت کے ساتھ ہی اور نہ کوئی حضور ﷺ کی سنت قائم ہوئی، نہ کوئی حکم حلال نازل ہوا نہ حکم حرام نہ جائز نہ ناجائز کیوں کہ یہ ساری چیزیں اس آیت کے نزول سے مکمل ہو گیئں۔ لہذا اس کے بعد ان میں سے کسی کے نزول کا فائدہ ہی نہیں ہے، یعنی جس طرح وہابیہ کی علم غیب مراد لینے پر تقریر ہے وہ ساری تقریر اس صورت میں بھی ہو گی۔ لہذا وہابیہ کی تحقیق کے مطابق حج و جہاد و غیرہ جتنے احکام اسلام ہیں اور دیگر احکام یہ سب کے سب چار ہجری سے پہلے نازل ہو چکے (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ) سچ کہا تھا حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ وہابیہ کو علم کا ماتم کرنا چاہئے عداوت الرسول اور بغض نبی کریم میں کہاں سے کہاں جا پہنچے ہیں۔

**جاھلانہ اعتراض نمبر 3۔** آیت کی تفسیر میں تین اقوال ہیں ماوردی نے کہا اس سے

مراد کتاب و حکمت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مقاتل فرماتے ہیں اس سے مراد شریعت ہے۔ ابو سلمان نے کہا اس سے مراد اولیں اور آخرین کی خبریں ہیں۔ ان تمامی چیزوں کا کوئی منکر نہیں ہے اور باقی آیت میں احتمال پیدا ہو گیا۔ تو آیت عقیدہ میں **قطعی الدلالۃ** نہ رہی۔

---تو عقیدہ بھی ثابت نہ ہوا **اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال**

الجواب اولاً وہابی نے خود لکھا ان تینوں چیزوں (مراد کتاب و حکمت ہو مراد شریعت ہو۔ مراد اولین و آخرین کی خبریں ہوں) کا کوئی بھی منکر نہیں ہے تو اس کا مطلب ہوا وہابیہ اولین و آخرین کی خبروں کے منکر نہیں ہیں۔ یعنی مانتے ہیں کہ حضور کو اولین و آخرین کی خبریں حاصل ہیں اور یہی تو غیبی خبریں ہیں تو وہابیہ نے خود مان لیا کہ حضور غیبی خبریں رکھتے ہیں یہی ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے
جو کہ وہابیہ نے بھی تسلیم کر لیا لہذا اختلاف ختم ہوا۔

ثانیاً: مفسرین کی بیان کردہ ان تینوں باتوں میں کوئی اختلاف و منافات و تعارض و تناقض نہیں ہے بلکہ انکے درمیان جمع و تطبیق ممکن ہے۔ اس لئے کہ کتاب و حکمت اور شریعت ایک ہی چیز ہے صرف تعبیر کا فرق ہے۔ اور علوم اولین و آخرین خود کتاب و حکمت میں موجود ہیں۔ تو اس طرح یہ تین چیزیں نہ ہوئیں ایک ہی چیز کے تین نام ہوئے۔ کسی نے کسی طرح بیان کر دیا کسی نے کسی طرح لہذا استدلال باطل نہ ہوا کیونکہ کوئی منافات نہیں ہے۔

ثالثاً: تفسیر جلالین شریف جو کہ وہابیہ کے مدارس میں سبقاً پڑھائی جاتی ہے۔ اس

میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے **من الاحکام والغیب** یعنی آپ کو احکام اور غیب کا علم جو پہلے نہ تھا اب اللہ نے دے دیا۔ اور تفسیر مدارک شریف میں ہے۔**من امور الدین والشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب** یعنی امور دین اور شرائع کا علم دے دیا پوشیدہ معاملات اور دلوں کے اسرار و رموز کا علم دے دیا۔

## اہم فائدہ

جو تین یا چار یا اس سے زائد مرادیں مفسرین کرام نے بیان فرمائی ہیں۔ ان میں کوئی منافات نہیں ہے کہ اگر حضور کو ایک کا علم ہو تو دوسری کا علم نہ ہو اور اس کا جاننا ممنوع ہو جائے ایسی بات ہر گز نہیں ہے۔ لہذا یہاں بظاہر جو متعدد اقوال سامنے آئے ہیں انکو محض عقلی احتمالات نہ سمجھا جائے بلکہ یہ متعدد تفاسیر ہیں جن میں کوئی تضاد یا تنافی والی بات نہیں ہے۔

فلھذا **مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ** کے مبارک الفاظ اپنے عموم کے اعتبار سے امور دین و شرائع -علوم غیبیہ پوشیدہ معاملات دلوں کے راز احوال منافقین۔ ان تمام کو شامل ہو گا بلکہ خالق کائنات کی ذات وصفات الغرض ہر ہر چیز کے علوم کو شامل ہو گا۔

**جاہلانہ اعتراض نمبر (04)** ہر جگہ ہر مقام پر ما عموم واستغراق حقیقی کے لئے نہیں ہوتی اسکی دلیل یہ ہے کہ **عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ** انسان سے مراد اس مقام پر بعض کے نزدیک ابو جہل اور اکثر کے نزدیک جنس انسان ہے۔

اگر ما کا لفظ عموم و استغراق حقیقی میں نص قطعی ہو تو لازم آئے گا کہ ہر انسان علم غیب جانتا ہے عام ہے کہ وہ کافر ہے انسان ہو یا مشرک ہو یا موحد ہو عورت ہو یا مرد وغیرہا اس کا کون قائل ہو سکتا ہے؟

الجواب: ہم سب سے پہلے لفظ ما کے بارے کچھ تفصیل بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ عموم واستغراق کے لئے ہے یا نہیں کیونکہ حضرت قبلہ پپلانوی نے صرف اشارہ کر دیا ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ ما کا عموم واستغراق کے لئے ہونا مشہور و معروف تھا اور درس نظامی کے ابتدائی طالب علم بھی جانتے ہیں اب یہ وہابی کی جہالت ہے یا تجاہل عارفانہ ہے۔ کہ اس نے عموم و استغراق کا انکار کر دیا۔ درس نظامی کی اصول فقہ کی ابتدائی کتاب اصول الشاشی میں بیان کیا گیا۔ **فالعام الذي لم يخص عنه البعض فهو بمنزلة الخاص في حق لزوم العمل به لا محالة**

ترجمہ مع تشریح: یعنی وہ عام جس کے کسی فرد کو خاص نہ کیا گیا اس کا حکم یہ ہے کہ وہ مفید یقین ہونے اور لزوم عمل کے حق میں خاص کے مرتبہ میں ہی ہے۔ لہذا جس طرح کتاب اللہ کا خاص یقین اور قطعیت کا فائدہ دیتا ہے۔ اور اس پر قطعا عمل کرنا لازم ہوتا ہے تو اسی طرح یہ عام غیر مخصوص منہ البعض بھی یقین اور قطعیت کا فائدہ دیتا ہے لہذا اس کے حکم پر عمل کرنا قطعا لازم ہوگا۔

## دلیل

عام اور وہ بھی غیر مخصوص منہ البض کا معنی عموم و شمول والا ایک ایسا معنی ہے۔

جو معنی مقصودی ہے۔ اس کے لئے ایک ایسا لفظ وضع کیا گیا جسکا معنی عام ہے۔ اور لفظ کو جس معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو اس پر اسکی دلالت قطعی ویقینی ہوتی ہے تو اسلئے عموم وشمول جو عام کا معنی موضوع لہ ہے۔ اس پر لفظ کی دلالت قطعی ہوگی اگر یہ دلالت نہ ہو تو پھر وضع کا کوئی فائدہ ہی نہ ہوگا اور فائدہ اسی صورت میں ہوگا جب وضع کے مطابق دلالت ہوگی۔ صاحب اصول الشاشی نے اس پر کئی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ ہم خاص طور پر لفظ **ما** کے مطابق مثالیں لیتے ہیں۔

**فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا** ، چور اور چورنی کا ہاتھ کاٹ دو یہ انکے تمام کئے کی سزا ہے۔ کلمہ ما عام ہے اور اس کے عموم کا تقاضہ یہ ہے کہ ہاتھ کاٹنا چور کے تمام جرموں کی سزا ہو جس میں اس کا جرم چوری اور پھر مال کا ہلاک ہو جانا بھی شامل ہے ہاتھ کاٹنا دونوں کے مجموعہ کی سزا ہوگا اس کے علاوہ چور پر اور کوئی سزا نہیں ہے۔ لہذا کسی قیاس صحیح کی وجہ سے بھی اس پر عمل ترک نہ ہوگا۔ جیسا کہ شوافع حضرات قیاس کی وجہ سے عمل ترک کر دیتے ہیں۔ اسلئے کہ کتاب اللہ کے مقابلہ میں قیاس نہیں چلتا۔

<u>مثال2</u> : صاحب اصول الشاشی نے بحوالہ امام محمد جو فقہ ولغت دونوں کے امام ہیں بیان فرمایا: اگر کسی نے اپنی لونڈی سے کہا **ان کان ما فی بطنک غلاما فانت حر** اگر تو باندی نے صرف ایک لڑکا جن دیا پھر تو آزاد ہو جائے گی ورنہ نہیں لہذا اگر لڑکا اور لڑکی جن دیئے اسی طرح دو لڑکے جنے پھر بھی آزاد نہ ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ لونڈی کے آزاد ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کے پیٹ میں موجود سارے کا سارا

لڑکا ہو لیکن جب ایسا نہ ہو گا تو شرط پوری نہ ہوئی جب شرط نہ پائی گئی تو مشروط آزادی بھی نہیں پائی جائے گی۔

مثال 3: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اس میں بھی لفظ ما آیا ہوا ہے جو کہ عموم کے لئے ہے لہذا یہ قرآن کے ہر اس حصہ کو عام ہے۔ جس کا پڑھنا آسان ہو سورہ فاتحہ ہو یا اس کے علاوہ قرآن ہو چونکہ آیت مبارکہ نماز کے بارے میں وارد ہے لہذا مطلق قرات کی فرضیت اسی سے ثابت ہو گئی لھذا نمازی پورے قرآن سے جہاں آسانی سے پڑھ سکے پڑھ دے تو فرض پورا ہو جائے گا۔ چونکہ ما عموم کے لئے ہے لہذا اسکو یہ بات لازم ہے کہ نماز خاص طور پر سورہ فاتحہ کے پڑھنے پر موقوف نہ ہو۔

مثال 4: وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ یعنی جس جانور کو حقیقةً یا حکماً اللہ کا نام لیکر ذبح نہ کیا جائے اسکو نہ کھاؤ اگرچہ اس کے مقابلے میں ایک حدیث ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر جان بوجھ کر بھی اللہ کا نام نہ لیا تو پھر بھی اس کا کھانا حلال ہے۔ لیکن یہ کتاب اللہ کے عام غیر مخصوص منہ البعض کے مقابلہ میں واقع ہوئی اور تطبیق بھی ممکن نہیں کیونکہ حدیث پر عمل کریں تو کتاب اللہ کے حکم کا بالکل ختم ہو جانا لازم آئے گا جبکہ یہ جائز نہیں اور یہ تو واضح ہو چکا کہ عام غیر مخصوص منہ البعض قطعی ہے اس پر عمل قطعا و حتماً واجب ہے اس کے مقابلے میں حدیث دلیل ظنی ہے۔

## خلاصہ کلام

لفظ ما عام غیر مخصوص منہ البعض ہے مفید یقین ہونے اور عمل کے لازم ہونے

کے حق میں خاص کے مرتبہ میں ہے اس پر قطعا عمل کرنا لازم ہے۔

## آمدم بر سر مطلب

"وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" میں لفظ ما اپنے عموم و شمول کے اعتبار سے تمام مخلوقات، ان کے احوال اور تمام مغیبات اور امور شرعیہ کو شامل ہے لہذا اس عموم و شمول میں کسی تخصیص کا قول کرنا یہ تمام تفاسیر اور علم اصول فقہ کے قواعد اور علم لغت کے قواعد و اوضاع کی مخالفت ہے اور پھر یہ معاملہ کسی عام انسان کا نہیں بلکہ محبوب خدا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی عظمت اور شان اور وصف کمال علم میں تخصیص محض قیاس فاسدہ اور احتمالات جو کسی دلیل کے بغیر پیدا ہونے والے ہیں تو ان کی بنیاد پر حضور کے وصف کمال کی نفی کرنا اور مخالفت کرنا یہ شقاوت قلبی نہیں تو اور کیا ہے۔ لفظ ما کے عموم و شمول کے لیے ہونے پر چار مثالیں آچکی ہیں تو معلوم ہو گیا کہ لفظ ما عموم و شمول کے لیے آتا ہے۔

**جاہلانہ اعتراض 4** عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا " وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا) میں بھی لفظ ما بولا گیا ہے کیا یہ بھی عموم و شمول کے لیے ہو گا۔

الجواب: اعتراض 3 میں یہ اعتراض مکمل آچکا ہے اب اس کا جواب ملاحظہ ہو اس اعتراض کے تین جواب حضرت پپلانوی نے دے دیے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ یہ اعتراض اب نہ کیا جاتا مگر اوراق بھی تو آخر سیاہ کرنے تھے۔

حضرت پپلانوی فرماتے ہیں کہ علم مناظرہ میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ نقض اجمالی کو جاری کرنا ہو تو یہ شرط ہے کہ بعینہ دلیل مادہ نقض میں جاری ہو۔ پس ہماری دلیل وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ تین اجزاء کا مجموعہ ہے 1 وَعَلَّمَکَ میں علم کا فاعل معلم صاحب فیض عام ہے یعنی ذات باری تعالی علم کا فاعل ہے۔ مفعول یعنی ک ضمیر سے مراد بالیقین بلاتفاق ذات مصطفی کریم ﷺ ہے جو کہ متعلم ذی استعداد تام ہیں۔ 3۔ ما کا لفظ عموم و شمول کے لیے اسم موصول ہے وہابیہ کے اعتراضات میں یہ تینوں چیزیں جمع نہیں ہیں۔

جواب 2: اصول فقہ، فقہ اور دیگر علوم وفنون میں یہ بھی قانون بیان کیا گیا کہ جمع کا مقابلہ جمع کے ساتھ ہو تو تقسیم افراد کی افراد پر ہو گی تو دوسری اور تیسری آیت میں ایک علم ایک مخاطب کے لیے ثابت ہو گا تو اس لیے یہ کہاں ثابت ہوا کہ مخاطبین کے واسطے علم مَاکَانَ وَمَایَکُوْن جو سائل معترض کے نزدیک محال ہے۔

جواب 3: وہابیہ خائنہ اور ظالمہ نے خاص طور پر نعمت وہابی نے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ میں ابو جہل یا جنس انسان مراد لے کر حضور کی ذات اقدس کو ان پر قیاس کیا۔ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا میں یہود پر قیاس کیا گیا۔ وَ یُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا میں عوام مسلمیں پر قیاس کیا۔ ان کو شرم آنی چاہیے کس ذات کو کن پر قیاس کرر ہے ہیں (یہ تینوں جوابات نجم الرحمن سے اپنے لفظوں میں نقل کئے گئے ہیں)

جواب 4: ہمارا دعوی حضور نبی کریم ﷺ کے لیے علوم غیبیہ کا ہے اس کے عموم

وشمول کے منافی اور اس تعمیم کے لیے مخصص وہ آیت کریمہ ہوگی جو حضور نبی کریم ﷺ کے علوم غیبیہ کی نفی میں وارد ہو۔ آیات عموم کے بعد نازل ہوئی ہو اور کلام مستقل ہو۔اور اس میں نفی بھی عطائی علم کی ہوئی ہو جو کہ ہمارا اصل دعوی ہے کیونکہ ہم تعلیم الہی سے حضور کے لیے علوم مانتے ہیں۔ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ علوم غیبیہ کا مالک اللہ تعالی ہے سب علوم غیبیہ اسی کی ملکیت ہیں جبکہ وہابیہ اس معیار کی کوئی ایک آیت بھی نہیں دکھا سکتے ہیں جبکہ نقض کے لیے یہی معیار ہے لہذا یہ نقض درست نہ ہوا۔

جواب 5: ہماری دلیل وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ قطعی الثبوت اور عموم پر قطعی الدلالت ہے لہذا اس کے لیے مخصص بھی ایسی آیت ہی ہو لہذا ظنی الدلالت جس طرح مؤولات اور مصروف عن الظاہر آیات میں مثلا قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اس طرح کی آیات مخصص نہیں ہو سکتی ہیں ورنہ تو یہ مخالفین کے دعاوی کے بھی خلاف ہوں گی کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے غیب کی مطلقا نفی ہو جائے گی اخبار غیب ،عطائے غیب ،اظہار علی الغیب ،اطلاع غیب ، انباء غیب ، ان سب کی نفی ہو جائے گی حالانکہ وہابیہ ان چیزوں کو تسلیم کرتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ معیار والی آیات وہابیہ کے پاس نہیں ہیں اور یہ ضروری ہیں یہی مخصص بن سکتی ہیں اصول وضوابط یہی کہتے ہیں۔

جواب 6: کسی جگہ اگر کوئی لفظ جس کی وضع عموم وشمول کے لیے تھی وہ خلاف

اصل کے خلاف مجازی طور پر استعمال ہو گیا ہو تو اس سے ہر جگہ خلاف عموم و شمول ہونا ثابت نہ ہو گا اس طرح تو تمام قواعد و ضوابط باطل ہو جائیں گے کیونکہ ہر قاعدہ و ضابطہ کے خلاف کوئی نہ کوئی مثال مل ہی جاتی ہے لہذا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ میں لفظ ما جو بولا گیا اس سے مراد ابوجہل ہو یا جنس انسان جس میں ہر قسمی انسان شامل ہیں تو یہاں اگر عموم و شمول کے لیے نہ ہو تو اس سے یہ کب لازم آیا کہ ذات خدا و ذات محبوب خدا کے معاملہ میں بھی یہ عموم و استغراق کے لیے نہ ہو ابوجہل اور عام انسانوں کا حضور سے مقابلہ کراتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔

اشرف علی تھانوی نے حضور کے علوم کو بچوں، پاگلوں جانوروں، چارپایوں کے علم سے تشبیہ دی تھی اور اس کے خلف نے ابوجہل وغیرہ کے علم سے تشبیہ دے دی ہے۔

جواب 7: بالفرض مان لیا جائے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ میں بھی ما عموم و شمول کے لیے ہے لیکن پھر بھی ابوجہل یا جنس انسان کے لیے علم مَا كَانَ وَمَا يَكُوْن ثابت نہ ہو گا۔ کیونکہ آیات میں تعلیم کا ذکر ہے معلم جتنا مرضی کامل ہو ضروری نہیں کہ متعلم اس کے علم کو قبول بھی کرے لہذا ابوجہل اور عام انسان ہو سکتا ہے اپنے شقاوت قلبی یا کند ذہنی نقصان عقل کی وجہ سے وہ تھوڑا سا علم بھی نہ جان سکیں پھر بھی علم کہنا درست ہو گا۔ کما قال اللہ تعالی وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى . لہذا یہاں علم کہنے میں کوئی

نقصان نہ ہو گا جیسا کہ ھدینا کہنے میں کوئی نقصان نہیں ہے۔

ہاں لیکن اگر تعلیم دی جائے کسی انتہائی درجہ کے ذہین شخص کو جو بڑا صاحب بصیرت اور فراست ہو تو وہ تعلیم کو قبول بھی کرے گا اور اس کے بارے میں یہ کہنا بھی درست ہو گا کہ جو کچھ وہ نہ جانتا تھا تعلیم سے پہلے وہ تعلیم کے بعد سب کچھ جان گیا لہذا اگر دونوں آیتوں میں لفظ ما عموم کے لیے بفرض محال ہو تو پھر بھی یہاں قیاس درست نہیں ہو گا کیونکہ ذوات ایک جیسی نہیں ہیں۔

جواب 8: اگر وہابی کی بات مان لیں کہ ما عموم و شمول و استغراق حقیقی کے لیے نہیں ہوتا تو معاذ اللہ، لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ میں بھی پھر ما عموم و شمول و استغراق کے لیے نہیں ہو گا حالانکہ یہ بلا تفاق غلط ہے تو جہاں حضور کی عظمت و شان کا معاملہ ہے وہاں وہابیہ کو موت کیوں نظر آتی ہے ؟

جواب 9۔ وہابی کا بہت بڑا جھوٹ اور فریب پکڑا گیا۔

وہابی صاحب نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بلکہ ان سے بھی آگے بڑھ کر اپنے ہی امام ابن کثیر پر بھی اتنا بڑا جھوٹ باندھ دیا کہ الامان والحفیظ۔

پہلے جھوٹ ملاحظہ ہو پھر جواب۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ انسان سے مراد اس مقام پر بعض کے نزدیک ابو جہل اور اکثر کے نزدیک جنس انسان ہے۔ تفسیر ابن کثیر جلد 4 ص 528

الجواب: تفسیر ابن کثیر اس وقت میرے سامنے ہے میں اس بات کو تلاش کرتا رہا مگر عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ کی تفسیر میں ابن کثیر کی مذکورہ تفسیر نہیں

ملی۔اور ہم نے جب غور و فکر کیا تو اس نتیجے پر پہنچے کہ اس آیت کا ابو جہل کے بارے میں ہونا عقلا و نقلا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ چونکہ وہابی صاحب نے خاص طور پر عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ کے بارے میں دعوی کیا ہے اور ابن کثیر کی تفسیر کا حوالہ اسی کے بارے میں دیا ہے۔تو یہی بہت بڑا جھوٹ ہے کیونکہ ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں ابو جہل کا ذکر بالکل نہیں ہے۔

## تحقیق مزید

آئمہ تفسیر میں بہت بڑا نام حضرت امام خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت مبارکہ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وقیل علم آدم الاسماء کلھا۔ وقیل المراد بالانسان ھھنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی بعض علمائے تفسیر فرماتے ہیں انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہیں اور تعلیم سے مراد تمام ناموں کی تعلیم ہے۔اور بعض علمائے تفسیر نے فرمایا کہ انسان سے مراد خاص طور پر اس مقام پر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

**اقول:** یہ دونوں تفسیریں قرآن کریم کی روح کے مطابق ہیں اول کی تائید وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا ، سے ہوتی ہے کیونکہ وہ تعلیم الٰہی سے پہلے کسی چیز کا نام نہیں جانتے تھے اور تعلیم الٰہی کے بعد صرف اسماء نہیں بلکہ مسمیات اور ذوات کو بھی جان لیا۔

ان کا علم آگیا لہذا کہا گیا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ چونکہ آدم علیہ السلام تمام

انسانوں کے باپ ہیں تو یہ بالواسطہ تمام انسانوں پر کرم ہوا۔

دوسری تفسیر کی تائید سورہ علق کی ابتدائی تین آیات میں حضور ﷺ کو چار بار خطاب ہے تو یہ بہت بڑا قرینہ ہے کہ انسان سے مراد بھی حضور ہوں۔

اس پر دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ مقام مدح ہے اور مقام مدح میں وصف کمال کو اور اوصاف کمالیہ کو ذکر کیا جاتا ہے **کما تقرر فی المعانی** چونکہ حضور نبی کریم ﷺ **اللہ تعالیٰ** کی قدرت کے سب سے بڑے شاہکار ہیں اور افضل البشر بلکہ افضل الرسل ہیں تو یہاں حضور کی ذات مراد لینے میں کامل طریقے پر **اللہ تعالیٰ** کی حمد ہو گی۔ جبکہ ابو جہل اور عام انسانوں کے لحاظ سے وہ بات نہیں ہو گی۔

سوال یہاں احتمال کی صورت میں یہ دو قول ذکر ہوئے ہیں لہذا خاص طور پر حضور کی ذات مراد لینا کیسے درست ہو گا؟

الجواب : اولاً۔ قوی احتمال ضعیف پر راجح ہو گا۔

ثانیاً۔ خود وہابی نے اپنی طرف سے گھڑ کے دو قول بنائے تھے۔

نمبر 1۔ ابو جھل نمبر 2۔ جنس انسان

تو اگر وہابی تفسیر میں احتمال مضر نہیں تو سنی تفسیر میں بھی مضر نہیں ہے۔ وہابی کا جھوٹ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

جواب نمبر 10۔ **وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ** کا سیاق وسباق واضح کر رہا ہے کہ یہاں عموم وشمول اور استغراقِ حقیقی کے لیے ہے ملاحظہ ہو۔ آیت مبارکہ کی

ابتدا میں ہے وَ اَنۡزَلَ اللّٰہُ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ اور آخر میں ہے وَ کَانَ فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًا پورے دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اس طرح کے سیاق وسباق کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کسی اور عام انسان تو کجا کسی خاص کے بارے میں بھی ارشاد نہیں فرمایا۔ آیت کا انداز و اسلوب تو دیکھو پہلے **کتاب و حکمۃ** کے انزال (نازل کرنا) کا ذکر ہے۔ قرآن اور سنت یہ علوم مصطفی محبوب خدا کا مجموعہ ہیں۔ دوسرے مقام پر اسی قرآن کے بارے میں فرمایا لَا رَطۡبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ۔ کہ ہر خشک و تر قرآن میں یعنی اس کا علم قرآن میں رکھ دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے کتاب وحکمت نازل کرنے کا ذکر فرمایا اس کے بعد ہر چیز کی تعلیم دینے کا ذکر فرمایا تو گویا فرمادیا میرے محبوب اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب و حکمت نازل فرما کر اس کے ذریعے تم پر تمام اسرار ورموز اور امور غیبیہ کو منکشف فرما دیا اور پھر ساتھ ہی فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر یہ بہت بڑا فضل ہے۔ یعنی ایسا فضل و کرم کسی اور پر نہ ہوا جب دوسروں کا معاملہ تھا تو فرمایا وَ مَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا اور فرمایا قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ لہذا محبوب خدا کے علوم غیبیہ ہوں یا علوم دینیہ شرعیہ تمام کا فضل عظیم ہوا۔

جواب نمبر 11۔ جب اللہ تعالیٰ نے علوم مصطفی ﷺ کا ذکر فرمایا تو کسی خاص علم یعنی امور دنیا وغیرہ کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ مطلق ذکر فرمایا **المطلق یجری علی اطلاقہ** یعنی جو جو بھی آپ نہ جانتے تھے وہ سب کچھ آپ کو سکھلا دیا لفظ ما کا عموم

تو پھر سونے پر سہاگہ ہے

وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ

| فان من جودک الدنیا و ضرتھا | و من علومک علم اللوح والقلم |
|---|---|

**فائدہ** ہمارے دسویں جواب سے واضح ہو گیا کہ وہابی نے جھوٹ بولا ہے حالانکہ یہ وہابی ہمارے اکابر کے بارے میں جھوٹ بولنے کا الزام لگا رہا تھا اب **لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الکاذِبِین** کا خود مصداق بن گیا۔

## عالمانہ استدلال پپلانوی سنی منطقی اصولی انداز میں

قارئین حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مخالفین کو چاروں شانوں چت کرتے ہوئے محض احتمالی صورتیں بناتے ہوئے وہابیہ کی ایک دلیل کا رد کیا آپ نے وہابیہ کے لیے کوئی راستہ خروج کا نہ چھوڑا وہ استدلال یہ ہے آپ فرماتے ہیں: اب مسلمانو سوچ کا مقام ہے آیات پر اگر کوئی قید زائد اپنی طرف سے عائد نہ کی جائے تو ہم نے جو دو آیات پیش کی ہیں:

نمبر 1۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

نمبر 2۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ

ہر دو موجبہ کلیہ ہیں اور خصم نے پارلیمنٹ ٹانک میں جس قدر پیش کی ہیں یا سالبہ جزئیہ ہیں یا سالبہ کلیہ مثلاً لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ میں اگر لام عہد خارجی لیا جائے تو بمعنی **لیس بعض** پھر سالبہ جزیہ ہو گا۔

اگر لام استغراق کا ہو گا تو رفع ایجاب کلی ہو کر بمعنی لیس کل پھر بھی سالبہ جزئیہ ہو گا اگر لام جنس یا عہد ذہنی ہو تو باوجود فساد معنوی کے ان دونوں صورتوں میں سالبہ کلیہ ہو گا۔ الغرض چونکہ مخالف کی آیات ذکر کردہ میں نفی ہے تو ضرور ان دو عمل سے خالی نہ ہو گا یا سالبہ جزئیہ یا سالبہ کلیہ اول لحاظ سے آیات اثبات و نفی میں تناقض ہو گا اور ثانی لحاظ سے تنافی ہو گا ہر حال تعارض موجود ہے۔

آیات اثبات جو میں نے ذکر کی ہیں مدنی متاخر باتفاق الائمہ ہیں اور آیات نفی جو مخالف نے پیش کی ہیں وہ سب مقدم و مکی ہیں۔

پس آیات نفی منسوخ ہونگی یا توفیق بفروق خمسہ (یعنی علم خدا اور علم مصطفی میں پانچ لحاظ سے فرق ہے) کہ کی جائے گی۔ یہ جواب عالم ماہر اصول و فروع کے نزدیک نہایت واضح ہے اور تمام آیات کا ایک ہی جواب ہے جو مخالف نے ذکر کی ہیں فقط سبحان اللہ الحمدللہ

قارئین کتنے خوبصورت انداز میں حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسئلہ علم غیب بھی واضح فرما دیا اور قرآنی آیات میں جو بظاہر تناقض یا تنافی لازم آرہے تھے ان کو بھی ختم فرما دیا لیکن آخر میں واضح کر دیا کہ میرا یہ جواب صرف اس بندے کو سمجھ آئے گا جو اصول و فروع کا ماہر عالم ہو وہابیہ جہلا میں چونکہ علم ہی ختم ہو چکا اور جن میں ہے وہ تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہیں اسلئے وہ نظر انداز کر جائیں گے۔

## خلاصہ استدلال

وہابیہ کی مزعومہ پیش کردہ دلیل لَآ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ میں لفظ غیب پر جو الف لام ہے یہ چار حال سے خالی نہ ہو گا کیونکہ یہ حرفی غیر زائدہ ہے اس کی چار ہی قسمیں ہیں۔

(01)عہد خارجی (02)استغراق(03) جنسی (04)عہد ذہنی

1_ اگر یہ الف لام عہد خارجی کا بنایا جائے تو اس میں مدخول کے بعد معین افراد پر حکم ہوتا ہے لہذا لَآ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ قضیہ سالبہ جزئیہ بنے گا سالبہ کلیہ نہ ہو گا۔

2_ اگر یہ الف لام استغراق کا بنایا جائے تو اس میں مدخول کے تمام افراد پر حکم ہوتا ہے تو چونکہ مقابلے میں خاص طور پر دو آیات مبارکہ ثبوت علم غیب میں آ چکی ہیں انہوں نے سلب کلی کی نفی کر دی لہذا رفع ایجاب کلی ہو کر بمعنی لیس کل ہوا جو کہ سالبہ جزیہ کا سور (حرف) ہے تو پھر بھی لَآ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ قضیہ سالبہ جزیہ ہو گا۔

3_ اگر یہ الغیب کا الف لام لام جنسی ہے۔

4_ یا الف لام عہد ذہنی ہے، تو ان دونوں صورتوں میں فساد معنوی بھی ہو گا یہ اپنی جگہ پر لیکن ان دونوں صورتوں میں قضیہ سالبہ کلیہ ہو گا

خلاصہ یہ کہ لَآ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ یا سالبہ جزئیہ ہو گا یا سالبہ کلیہ پہلی صورت میں آیات اثبات (جو کہ حضرت پپلانوی نے پیش کی ہیں) اور آیات نفی (جو کہ وہابیہ نے پیش کی ہیں) میں تناقض ہو گا کیونکہ پپلانوی صاحب کا پیش کردہ قضیہ موجبہ کلیہ ہے اور وہابیہ کا پیش کردہ سالبہ جزئیہ ظاہر ہے ایجاب وسلب میں مختلف بھی ہیں ہر ایک کا

صدق با اعتبار ذات کے دوسرے کے کذب کا تقاضا بھی کرتا ہے پھر چونکہ دونوں محصورے بھی ہیں ان کے لیے ایک اہم شرط کمیت میں اختلاف بھی ضروری ہے تو یہ شرط بھی یہاں پوری ہے لہذا پہلی دو صورتوں میں تناقض متحقق ہو گا۔

اور باقی دو صورتوں میں دونوں قضیوں کے درمیان تنافی متحق ہو گی اور جبکہ ان دونوں چیزوں کا تعلق تعارض سے ہے جبکہ قرآنی آیات میں حقیقۃ میں تعارض ممکن نہیں ہے۔

کما قال وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا (القران)

اب اگر وہابیہ کی سنیں تو تعارض بہر حال موجود ہے لیکن اہل سنت و جماعت کے نظریہ کے مطابق یہاں کوئی تعارض نہیں۔

<u>وجہ اول</u>_ تناقض کی شرط ہے کہ زمانہ ایک ہو یہاں نفی اور اثبات کا زمانہ ایک نہیں ہے آیات اثبات مدنی متاخر ہیں باتفاق الامہ اور آیات نفی وہ سب مقدم اور مکی ہیں لہذا بعد والی پہلی آیات کے لیے ناسخ ہو جائیں گی اور پہلے والی منسوخ لہذا کوئی تعارض نہ رہا۔

<u>تعارض نہ ہونے کی وجہ ثانی</u>

_ آیات اثبات اور آیات نفی میں جو غیب کا ذکر ہے تو دونوں میں پانچ وجوہ سے فرق ہے۔لہذا اثبات اور غیب کا ہے اور نفی اور غیب کی ہے دونوں سے مراد ایک نہیں ہے جب کہ تناقض میں وحدت موضوع اور محمول بھی ضروری ہے۔فلہذا فروق خمسہ کا لحاظ کرلیں پھر بھی دونوں قضیوں میں تناقض یا تنافی یعنی تعارض نہ ہو گا۔لیکن اگر وہابیہ کا

نظریہ لیں تو دونوں قسم کی آیات میں تعارض ہو گا جبکہ قرآن اس سے پاک ہے کما مر
یہ خلاصہ ہے حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استدلال کا

## وہابی کا جاہلانہ رد

قارئین اب ہم وہابی کی واھیات اور جاہلانہ باتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ وہابی نے مذکورہ استدلال کا اصولی جواب دینے کی بجائے یا تسلیم کرنے کی بجائے اپنے اکابر والا راستہ اپنایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

1_ غلام محمود صاحب نجم الرحمن کے اس بیان کردہ منطقی اصول سے کثیر تعداد علمائے بریلویہ کفر کی زد میں آتے ہیں اور صاحب نجم الرحمن پر بھی کفر کی زد پڑتی ہے وہ اس طرح کہ مولوی احمد رضا خان لکھتا ہے کہ آیت لا اعلم الغیب کہ یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذات خود ہو وہ خدا کے ساتھ خاص ہے (انتہی)

قارئین حضرت پپلانوی کا استدلال دوبارہ پڑھ لیں اور پھر وہابی کا جواب پڑھیں پھر فیصلہ کریں استدلال و جواب میں کوئی دور کی مناسبت بھی ہے قریبی تو بڑی دور کی بات ہے وہابی صاحب حضرت پپلانوی کے خلاف یہ بات تب کرتے کہ انہوں نے حضور کے لیے علم غیب ذاتی کا ہی اثبات کیا ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ جبکہ انہوں نے واضح طور پر یہ بھی کہا ہے کہ دونوں علموں میں پانچ وجوہ سے فرق ہے جو قانون دوم نجم الرحمن جدید کے صفحہ نمبر 103 تا 104 تک مذکور ہیں لہذا یہ وہابی کا خواہ مخواہ کا الزام ہے کہ پپلانوی صاحب حضور کے لیے ذاتی علم غیب ثابت کر رہے ہیں (معاذ اللہ)

وہابی صاحب نے پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے خود لکھا ہے:

اور خود صاحب نجم الرحمن نے قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں علم غیب بالذات منفی ہے۔[222]

تو اب یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ پپلانوی صاحب حضور کے لیے علم غیب ذاتی ثابت کر رہے ہیں۔ (معاذ اللہ)

**فائدہ:** صاحب نجم الرحمن نے نجم الرحمن کے صفحہ 103 تا صفحہ 104 اور صفحہ 199 تا صفحہ 200 کئی اور وجوہ سے بھی دونوں غیبوں کا فرق بیان کیا ہے۔

## قصہ ختم

قارئین ہم نے آپ کے سامنے پپلانوی صاحب کی پوری تقریر ذکر کر دی ہے آپ کو پوری تقریر میں ذاتی کا نام ونشان ہی نظر نہیں آئے گا دیکھ لیں:

**فائدہ:** صاحب نجم الرحمن نے الغیب کا الف ولام چاروں قسموں سے فائنل طور پر کوئی بھی نہیں بنایا صرف وہابیہ سے پوچھا تم بتاؤ کون سا بناتے ہو جو بھی بناؤ گے آیات میں تعارض ضرور ثابت ہو گا لہذا پپلانوی صاحب پر الزام لگانا کہ انہوں نے استغراق کا بنایا ہے یہ درست نہیں جیسا کہ ان کی تقریر سے واضح ہے۔

### حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تیسری دلیل کا خلاصہ

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۔

---

222(کتاب شمس صفحہ 337)

غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو اطلاع نہیں دیتا۔

خلاصہ استدلال قانون اول: مستثنیٰ متصل حقیقت ہے اور منقطع مجاز علم نحو اور اصول فقہ میں اس کو تفصیلا بیان کیا گیا مثلا حاشیہ عبد الغفور عبد الحکیم سیالکوٹی منصوبات کا بیان بحث مستثنیٰ میں دیکھواور تلویح علامہ تفتازانی کی باب البیان فصل فی الاستثناء جلد نمبر2 صفحہ نمبر453

قانون ثانی: اگر اسم جنس معرف باللام ہو یا بالاضافہ اصل اس میں عہد خارجی ہے ہاں اگر مدخول کا کوئی فرد معہود و معلوم نہ ہو تو پھر اصل استغراق ہو گا یہ بات بھی علم معانی علم اصول علم نحو میں تفصیلا مذکور ہے۔

قال پیپلانوی

اقول::غیبہ میں غیب اسم جنس کی اضافت ہ ضمیر کی طرف یقینا ہے اگر یہ اضافت عہد خارجی کا فائدہ دے تو غیب سے مراد قیام وقوع قیامت کا علم ہو گا جیسا کہ آیات کریمہ کے سیاق سے ظاہر ہے پھر اس دعوی پر شرح مقاصد کے حوالے سے ثبوت پیش کیا:

ان الغیب ھھنا لیس بلعموم بل مطلق او معین ھو وقت وقوع القیامہ بقرینۃ السیاق

یہ قانون دوم کی جزاول ہے اس قانون کی بنیاد پر آیت کریمہ کا معنی اور ترجمہ یوں ہو گا پس نہیں مطلع کرتا خداوند اپنے مخصوص غیب قیامت والے پر کسی شخص کو

مگر خبر دار کرتا ہے اپنے مخصوص غیب قیامت والے پر اس شخص کو جس کو پسند کرتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے پس اس معنی کا مقتضی یہ ہو گا کہ یہ آیت ناسخ ہو گی آیات قیامت کی جن کو مستدل نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے۔

اور سالبہ کلیہ جو آیت مفاتیح خمسہ سے مستفاد ہوتا ہے اس کی کلیت بھی منسوخ ہو جائے گی اور بوجہ ثبوت نقیض سالبہ کلیہ کے اور بوجہ عدم القائل بالفصل کی آیت **مفاتیح خمسہ** بھی منسوخ (کیونکہ سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہے اور وہ ثابت ہو چکی ہے) (چونکہ وہابیہ اور سنیہ میں سے کوئی بھی فصل کا قائل نہیں اہل سنت تعلیم الٰہی سے پانچوں کا علم حضور کے لیے ثابت کرتے ہیں اور وہابیہ مطلقاً نفی کرتے ہیں ایسا نہیں کہ پانچ میں سے بعض مانتے ہوں اور بعض کی نفی کرتے ہوں یہی فصل ہے)، لہٰذا شیخ احمد الصاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جا بجا آیات عدم علم غیب کی تحقیق نسخ ذکر کرتے ہیں۔

یا پھر پانچ فروق کے مد نظر آیات میں تطبیق پیدا کر لی جائے اور تطبیق نسخ سے بہتر ہے۔ (علامہ پپلانوی مزید فرماتے ہیں) اگر اضافت غیبہ کی عہد خارجی نہ ہو تو اضافت استغراق کی ضرور ہو گی چنانچہ قانون دوم کی جز دوم میں ذکر ہو چکی ہے۔ اور قاضی بیضاوی کے کلام سے بھی یہی نظر آتا ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں

**غیبه المخصوص به علمه** (زیر آیت **عالم الغیب**)

تو اس بنیاد پر معنی یہ ہو گا بس نہیں خبر دار کرتا خداوند اوپر تمام غیوب اپنے کے کسی شخص کو مگر اس شخص کو کہ پسند کرتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے۔ اب یہ

آیت ناسخ ہو گی تمام آیات نفی غیب کی عموما اور آیات مفاتیح خمسہ کی خصوصا استدلال مکمل ہوا

فائدہ: اس مقام پر چند سوالات اور ان کے کئی جوابات حضرت صاحب نے تحریر کئے ہیں اگر ضرورت پڑی تو ذکر کریں گے والا فلا اور یہ بھی یاد رہے کہ استدلال ان کا ہے اکثر الفاظ ہمارے ہیں۔

## وہابی کے جاہلانہ جوابات

1- حضرات مفسرین نے اس جگہ کلی علم غیب مراد نہیں لیا بلکہ بعض غیب فقط مراد لیا ہے علامہ آلوسی روح المعانی میں ابو سعود حنفی، مدارک، تنویر المقیاس تفسیر خازن تفسیر روح البیان تفسیر عزیزی اور تفسیر صاوی وغیرہ

اقول: و باللہ التوفیق یہاں وہابیوں والا بعض مراد نہیں بلکہ سنیوں والا بعض مراد ہے جو کہ وہابیوں کو کل نظر آتا ہے جیسا کہ ہم تفصیلا بیان کر چکے ہیں۔

## وہابیوں کا منافقانہ طرز عمل

جب حضرت پپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر صاوی کا حوالہ دے کر حضور کے لیے علم غیب کلی ثابت کیا تھا تو وہاں تفسیر صاوی غیر معتبر ہو گئی جیسا کہ وہابی نے لکھا ہے۔

صاحب نجم الرحمن نے تفسیر صاوی کا حوالہ جو پیش کیا ہے ہمارے نزدیک

تفسیر صاوی معتبر نہیں ہے۔[223]

لیکن جب اپنی باری آئی تو تفسیر صاوی بھی معتبر ہو گئی جیسا کہ صفحہ 340 پر باقاعدہ اس کا نام لکھ کر معتبر تفسیروں میں قرار دیا اگر وہابیہ کے نزدیک یہ غیر معتبر تھی تو پھر باقی تفسیروں کے ساتھ اپنی تائید کے لیے اس کو ذکر کیوں کیا؟ یہی منافقانہ طرز عمل ہے ایک ہی تفسیر ہے ایک ہی مفسر ہے اپنے لیے معتبر مگر دوسروں کے لیے غیر معتبر ہو گیا۔

## وہابیہ کی پیش کردہ دلیل کا زبردست جواب از پپلانوی

حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہابیہ کی پیش کردہ ایک دلیل کا علمی اور اصولی جواب دیا ہے اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے

**ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ومامسنی السوء**

وہابیہ کا پیش کردہ ترجمہ:

اگر میں غیب کو جانتا ہوتا تو البتہ اپنے لیے بہت کر لیتا بھلائی کو اور نہ مجھے پہنچتی کوئی برائی [224]

## جواب از پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

علم نحو، اصول معانی، کافیہ، شرح جامی، سائر الشراح الکافیہ عبد الغفور، وغیرہا اس

223(کتاب شمس صفحہ نمبر 126)

224(وہابیہ کا رسالہ صفحہ 2)

بیت کے تحت میں ذکر کررہے ہیں:

لو انما اسعی لادنی معیشۃٍ۔ کفانی و لم اطلب قلیل من المال

اور مطول مختصر المعانی تکملہ متن متین بحث" لو کے تحت میں ذکر کررہے ہیں کہ لو کی شرط و جزا۔ وما عطف علیہما اگر مثبت ہوں تو منفی ہو جاتے ہیں اگر منفی ہوں تو مثبت بن جاتے ہیں۔(یہ اصول و قاعدہ مسلمہ ہے اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے) اس اصول اور قانون کی بنیاد پر معنی اس پارٹی کا قرار دیا ہوا یہ ہو گا کہ میں غیب نہیں جانتا اور بھلائی میرے میں کوئی نہیں اور برائی موجود ہے۔(حضرت پپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہابیہ کو شرم دلاتے ہوئے کہتے ہیں)اب بتاؤ ظالمو کہ نبی ﷺ کے حق میں کون سی سب (گالی) اس سے زیادہ ہو گی کہ نبی میں بھلائی نہ ہو اور برائی موجود ہو حالانکہ نبی میں تمام اوصاف کمال کے پائے جاتے ہیں۔ اور نبی جامع المناقب ہوتا ہے اور جس شخص میں برائی موجود ہوتی ہے وہ برا ہوتا ہے اذا قام المبداء قام المشتق ورنہ علم ہو اور عالم نہ ہو اور سواد ہو اور اسود نہ ہو لازم آئے گا وھی سفسطۃ فافھم[225]

اقول:۔ خلاصہ یہ ہے کہ لو کے اصول و قواعد کے مطابق یقینا یہی مطلب و مفہوم سامنے آئے گا کہ میرے پاس کوئی خیر نہیں اور مامسنی السوء جو کہ منفی ہے یہ مثبت ہو جائے گا تو معنی ہو گا مجھے برائی پہنچی ہے برائی موجود ہے (معاذ اللہ)

---

[225] نجم الرحمن صفحہ 143 تا 144

حالانکہ یہ وہابی بھی مانیں گے کہ یہ عظمت و شان مصطفی ﷺ کے خلاف ہے اور سوادبی ہے۔

## حضرت پپلانوی کی بیان کردہ تین تفسیریں

مذکورہ آیت جس کا ترجمہ استدلال وہابیہ کی جانب سے گزر چکا ہے اب اہل سنت کے شیر کی تفسیرات اور جوابات بھی ملاحظہ فرمائیں:

## جواب اول

**الخیر اسم جنس معرف باللام ہے پس لام عہد خارجی کا ہوگا علی ماھو الاصل**

اور اشارہ ہوگا طرف نبوت کی جو فرد کامل ہے اور السو کا لام عہد خارجی کا ہوگا علی ما ھوالاصل اشارہ طرف جنون کی جو فرد کامل سو کا ہے۔(ظاہر ہے یہاں خیر اور سو نکرے نہیں ہیں کہ ان کا نکرہ والا معنی لے لیا جائے)اور یہ معلوم مکررہ سے ہے کہ کافر اور منافق لوگ رسول اللہ ﷺ کو نبی نہ جانتے تھے جیسا کہ طویل حدیث بخاری صلح حدیبیہ میں مذکور ہے کہ حضرت سہیل جو اس وقت کفار کی پارٹی کا سرغنہ تھا کفار کی طرف سے کہا کہ رسول اللہ کے لفظ کو محو کرو کہ اگر ہم تمہیں پیغمبر جانتے تو خانہ کعبہ سے کیوں روکتے بلکہ قرآن شریف میں موجود ہے لست مرسلا اور اسی طرح کافر لوگ رسول اللہ ﷺ کو مجنوں کہتے تھے۔قال اللہ و یَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ پس قانون نحو مذکورہ بالا یاد رکھو اور قیاس منطقی استثنائی

بناؤ اور کلام کو اخراج کرو مخرج سائلین کے جو کفار ہیں ان کے مطابق اور نتیجہ لو رفع تالی سے رفع مقدم کا پس کیا معنی صاف کمال نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر دال ہو گا۔

ترجمہ: ای اگر میں جانتا غیب تمہارے نزدیک اے کفار اور منافقو تو البتہ سمیٹ لیتا میں نبوت کو تمہارے نزدیک نہ چھوتی مجھ کو جنونیت (قیاس استثنائی کے مطابق) لیکن لازم ہر دو شقوں سے باطل ہے تمہارے نزدیک پس مقدم بھی باطل ہو گا تمہارے نزدیک اس معنی علمی کی تفاسیر سے تائید سنیے دیکھو **خازن صفحہ 266 جلد دوم جمل علی الجلالین جلد دوم صفحہ 217 حیث قال**

**او یکون خرج هذا الجواب مخرج الکلام عن سؤالهم وساق الکلام حتیٰ قال وقوله تعالی ۔۔ومامسنی السوء یعنی الجنون وذالک انهم نسبوه الی الجنون**[226]

## خلاصۃ الجواب

تین اصول بیان ہوئے تھے

1-لو کا معنی موضوع لہ کا قانون

2-الخیر اسم جنس معرف باللام ہے اور اس میں اصل عہد خارجی ہے

3_ السو معرف باللام ہے اس کا لام بھی عہد خارجی ہے

226 نجم الرحمن صفحہ 144 تا146

لہذا مثبت کو منفی اور منفی کو مثبت بنانا ہو گا اور خیر کا خاص معین معہود فرد لینا ہو گا اور وہ نبوت ہی ہے اور السوء کا بھی فرد معین معہود مراد لینا ہو گا جو کہ جنونیت ہی ہے ان اصولوں کے مطابق یقینا یہی ترجمہ جو قبلہ پپلانوی صاحب نے کیا ہے خاص طور پر اس صورت میں کہ کفار اور منافقین حضور کی نبوت کو بھی تسلیم نہیں کرتے تھے اور (**معاذ اللہ**) مجنون، شاعر، کاہن، وغیرہ کے الفاظ آپ پر بولتے تھے۔اس صورت میں ترجمہ شان نبوت کے خلاف نہ ہو گا۔

**جواب ثانی:** یہ آیت مبارکہ منسوخہ ہے۔

فائدہ یاد رہے اس مقام پر صرف خازن کا حوالہ ذکر کر دیا ہے اور عبارت مذکور نہیں ہے۔راقم الحروف جاوید سیالوی علامہ خازن کی عبارات نقل کر دیتا ہے تا کہ عاشقان رسول مسلمانوں کا کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے اور اعداء الرسول کا جگر جل کر راکھ ہو جائے۔

امام خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باقاعدہ یہاں ایک سوال قائم کیا ہے پھر اس کے کئی جوابات دیئے ہیں سوال جوابات ملاحظہ ہوں:فان قلت قد اخبر ﷺ عن المغیات و قد جائت احادیث فی الصحیح بذالک و ھو من اعظم معجزاته ﷺ فکیف الجمع بینه و بین قوله و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قاله ﷺ علی سبیل التواضُعِ و الادبِ والمعنی لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ الا ان یطلعنی اللہ علیه و یقدرہ لی و لا یحتمل ان یکون قال ذالک قبل ان یطلعه اللہ عزوجل علی الغیب فلما اطلعه اللہ عزوجل اخبر

به كما قال تعالىٰ فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول او يكون خرجَ هذا الكلام مخرجَ الجواب عن سوالهم ثم بعد ذالك اظهره الله سبحانه و تعالىٰ على اشياءٍ من المغيبات فاخبر عنها ليكون ذالك معجزةً له ودالةً على صحة نبوته ﷺ وقوله و ما مسنى السوء يعنى الجنون وذلك انهم نسبوه الى الجنون و قيل معناه ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من تحصيل الخير و احتذرت عن الشر حتى اصير بحيث لا يمسنى السوء قيل معناه و لو كنت اعلم الغيب لا علمتكم بوقت قيام الساعة حتى تؤمنوا و ما مسنى السوء يعنى قولكم لو كنت نبيا لعلمت متٰى تقوم الساعه[227]

ترجمہ: اگر تو سوال کرے کہ نبی کریم ﷺ نے بہت ساری غیبی چیزوں کی خبریں دی ہیں حالانکہ اس سلسلہ میں بہت ساری احادیث صحیحہ بھی صحیح بخاری و مسلم میں آئی ہیں اور پھر آپ کی غیبی خبریں آپ کے بڑے بڑے معجزات میں سے ہیں یعنی ہر غیبی خبر ایک معجزہ ہے تو ان غیبی خبروں اور احادیث صحیحہ میں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ میں جمع تطبیق کیسے ممکن ہو گی؟

## جوابات

جواب نمبر 01۔ قلت سوال مذکور کا ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بات عاجزی انکساری اور ادب بارگاہ خداوندی کے طور پر فرمائی

227 تفسیر خازن جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 167

ہو اس سورت میں آیت کریمہ کا معنی یہ ہوگا کہ لَآ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ الا ان یطلعنی اللہ تعالی علیہ و یقدرہ لی میں ذاتی طور پر غیب نہیں جانتا ہاں مگر یہ کہ مطلع فرما دیتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور قادر کر دیتا ہے مجھے اس پر

جواب نمبر 02۔ دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بات اس وقت فرمائی ہو جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مغیبات پر مطلع نہیں فرمایا تھا لیکن جب اللہ عزوجل آپ کو مغیبات پر مطلع فرما دیا تو آپ نے غیبی خبریں دیں جیسا کہ خود رب ذوالجلال نے فرمایا ہے:

فَلَا یُظۡهِرُ عَلٰی غَیۡبِهٖۤ اَحَدًا ۔ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ

اقول: ۔راقم الحروف کہتا ہے یہی وہ سورت ہے جس کا ذکر حضرت قبلہ پیپلانوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے یعنی وَ لَوۡ کُنۡتُ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ والا فرمان اطلاع علی الغیب سے پہلے کا ہے اور اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ بعد کا ہے لہذا بعد والا پہلے والے کے لیے ناسخ ہو گیا اور پہلے والا منسوخ ہو گیا ورنہ تو خود ان دونوں آیات میں تعارض واقع ہو گا اور قرآن تعارض سے پاک ہے۔

جواب نمبر 03۔ سوال مذکور کا ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ:

یہ کلام حضور سے صادر ہوا کفار منافقین کے سوالوں کے جواب دینے کے مقام میں پھر اس کے بعد اللہ تبارک و تعالی نے مغیبات میں سے بہت ساری اشیاء کو حضور پر ظاہر فرما دیا ہو تو پھر آپ نے ان مغیبات کے بارے میں خبر دی ہو تا کہ یہ

معجزہ ہو آپ کے لیے اور آنحضور ﷺ کی نبوت کے صحیح وثابت ہونے پر دلیل ہو۔ اور فرمان باری تعالی

**وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ یعنی الجنون وذالک انھم نسبوہ الی الجنون**

وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ کا مطلب ہے کہ جنون میرے قریب نہ آتا تمہاری بات کے مطابق اور یہ اسلئے کہ انہوں نے حضور کو جنون کی طرف منسوب کر دیا تھا۔

اور بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ اگر میں غیب جانتا تو بہت ساری خیر حاصل کر لیتا اور شر سے بچ جاتا حتی کہ میں اس طرح ہو جاتا کہ جنون میرے قریب ہی نہ آتا (تمہارے قول کے مطابق) بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ اگر میں غیب جانتا تو تمہیں قیامت قائم ہونے کا وقت بتا دیتا یہاں تک کہ تم ایمان لاتے اور مجھے سوء بالکل مس نہ کرتا سوء سے مراد تمہارا قول ہے کہ اگر تم اللہ کے نبی ہوتے تو ضرور جان لیتے کہ قیامت کب قائم ہو گی۔

جواب ثالث: یعنی وہابیہ کی پیش کردہ مزعومہ دلیل کا تیسرا جواب

لو کا خاصہ ہے کہ مستقبل کو ماضی کر دیتا ہے پس بالفرض اگر نفی غیب ثابت بھی ہو تو کسی زمانے ماضی میں ثابت ہو گی نہ وقت نزول اور وہ ہمارے مخالف نہیں یہ جواب نفیس ہے نزدیک عالم ماہر کے۔

**الحمد للہ** وہابیہ کا ناطقہ بند ہوا اور اہل سنت کا پلڑا بھاری ہوا۔

## وہابیہ کے جاہلانہ جوابات

قارئین کرام آپ نے حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیقات ملاحظہ فرمالیں اب ذرا وہابی کی جاہلانہ باتیں بھی ملاحظہ ہوں خود اس کے لفظوں میں **الخیر** سے مراد اس آیت میں مال فتح تجارت میں نفع اور سرسبز شاداب زمین اور علاقہ کا علم ہونا وغیرہ اشیاء مراد ہیں اور ان امور کا علم جناب نبی ﷺ کو اخیر زمانہ حیات تک علم حاصل نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تکالیف اور مصائب فکر و فاقہ بھوک قحط السوء سے مراد ہیں۔[228]

**اقول::** اولاً۔ الخیر کا معنی اصول و ضوابط کے مطابق آپ کے سامنے ہے یعنی نبوت اور السوء کا معنی بھی آپ کے سامنے ہے یعنی جنون

اور یہ باقاعدہ تفسیر خازن کے حوالے سے بیان کیا گیا اور وہابیہ کے بیان کردہ معانی میں جو خرابیاں ہیں وہ بھی بیان کر دی گئیں اعادہ کی حاجت نہیں قارئین خود تقابل کرلیں۔

ثانیاً۔ حضور کے بارے میں یہ کہنا کہ مال فتح تجارت میں نفع وغیرہ کا علم نہ تھا یہ جاہل بدبخت کی عداوت رسول ہے کہ ان چیزوں کا حضور کو علم نہ تھا ہمارے نبی وہ ہیں 12 سال کی عمر میں قافلہ تجارت کے ساتھ جاتے ہیں پھر حضرت خدیجہ کے قافلے کے ساتھ جانے سے کئی گنا زیادہ نفع حاصل کرتے ہیں فتح خیبر کی خوشخبری

---

[228] کتاب شمس صفحہ 341

ایک دن پہلے دیتے ہیں غزوہ بدر میں دشمنوں کے مرنے کی جگہ پہلے ایک دن بتا دیتے ہیں مختلف ممالک اور علاقوں کی فتح کی خبر خود دیتے ہیں اس کے باوجود وہابی کہتا ہے کہ زمانہ حیات کے اخیر تک آپ کو علم نہ تھا۔ (**معاذ اللہ**)

ثالثاً۔۔جب امام خازن واضح طور پر جواب دے چکے ہیں کہ حضور کی یہ بات اس وقت کے لحاظ سے ہے جب آپ کو مغیبات کا علم نہیں دیا گیا تھا جب آپ کو مغیبات کا علم دے دیا گیا تو اس میں یہ ساری چیزیں آگئی ہیں۔ ظاہر ہے اس آیت میں جن کی نفی ہے عطا علم کے بعد انہی چیزوں کا اثبات ہو گا

رابعاً۔ وہابی نے بڑے وثوق سے یہ کہہ دیا ان امور کا علم جناب نبی کو آخر زمانہ حیات تک حاصل نہیں ہوا وہابی نے جگہ جگہ صاحب نجم الرحمن سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ کسی تفسیر کا حوالہ نہیں دیا تو ہم کہتے ہیں وہابی نے یہ جو کچھ کہا یہ بھی اپنی طرف سے گھڑ کے کہا کہ اخیر زمانہ تک علم حاصل نہ ہوا کسی مفسر نے یہ بات نہیں لکھی جو وہابی نے گھڑی ہے۔

## روح المعانی سے غلط فہمی

اولاً صاحب روح المعانی کے حوالے سے وہابی کو غلط فہمی ہو گئی۔

پوری روح المعانی میں ہم دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ کوئی چھوٹی بڑی بات ایسی نہیں جس کا یہ مفہوم ہو کہ (**معاذ اللہ**) کہ حضور کو مال فتح تجارت میں نفع اور سرسبز شاداب زمین اور علاقے کا علم نہیں ہے اور جو عبارت پیش کی گئی اس میں بھی یہ

چیز مذکور نہیں ہے۔

ثانیاً وہابی نے روح المعانی کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے تسلیم کر لیا اور جن غیوب کو آپ جانتے ہیں وہ ایسے نہیں ہیں سبحان اللہ وہابی کتنا کم عقل ہے اپنی طرف سے عبارت پیش کر رہا تھا کہ حضور کو علم غیب بالکل نہیں ہے مگر روح المعانی کے حوالے سے خود لکھ دیا اور ترجمہ کر دیا کہ احکام و شرائع کے لحاظ سے آپ غیب جانتے ہیں جبکہ وہابیہ علم غیب کے مطلقا منکر ہیں جیسا کہ ان کی پیش کردہ مزعومہ دلیلوں سے واضح ہے۔ لہذا اس حوالے سے ہمارا فائدہ ہوا وہابیہ کا نقصان ہوا

## وہابی کی ایک اور چالاکی

صاحب روح المعانی نے کہا تھا

وعدم العلم به مما لا يطعن فی منصبه الجليل عليه الصلوٰة والسلام

جب منفعت یا دفع مضرت کا علم نہ ہونا یہ ایسی چیز ہے کہ اس کی وجہ سے آپ کے منصب جلیل میں کوئی طعن و اعتراض نہیں ہو گا۔

وہابی کہتا ہے علامہ الوسی نے واضح کر دیا کہ جس علم کا تعلق احکام شریعت سے نہیں ہے اگر کوئی آدمی اس علم کی نبی کریم ﷺ سے نفی کرتا ہے تو اس پر ہر گز کوئی طعن نہیں کیا جا سکتا ہے۔ غور کریں کہاں کی بات کو کہاں فٹ کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔

فائدہ: یہ بات یاد رہے کہ حضور کی یہ کلام منافقین و کفار کے جواب میں صادر ہوئی ہے لہذا اسی تناظر میں اس کا مفہوم و مطلب متعین کیا جائے گا کفار اور

منافقین کا یہ خیال تھا کہ جسے علم غیب حاصل ہو اس کے پاس خیر کثیر بھی ضرور ہونا چاہیے اور اسے کوئی رنج والم بھی عارض نہیں ہونی چاہیے تو ان کے جواب میں میرے آقا کریم ﷺ نے یہ کلام عظمت نشان ان کے الزام دینے کے لیے ان کے مسلمہ مقدمہ کی بنا پر فرمایا کہ تمہارے قاعدہ کی رو سے تو میرے پاس علم غیب ہی نہیں کیونکہ نہ خیر کثیر بظاہر میرے پاس ہے اور نہ رنج وتکلیف سے بچاؤ لہذا تم باربار آکر سوال کیوں کرتے ہو اور امور غیبیہ کیوں دریافت کرتے ہو؟

یا اپنے اس قاعدے قانون کو غلط مانو یا بار بار آکر سوال نہ کرو۔

## خرج ھذ الجواب مخرج الکلام عن سوالھم

کا یہی مطلب ہے اصل حقیقت تو یہی تھی مگر وہابیہ نے اس کو غلط رنگ دے کر جدل کو برہان کا درجہ دے کر عداوت رسول کا مظاہرہ کیا۔**وہابی کی نفی علم غیب پر ایک اور دلیل کا جواب** رشاد باری تعالی ہے:

وَمَآ اَدۡرِیۡ مَا یُفۡعَلُ بِیۡ وَلَا بِکُمۡ ؕ

یعنی میں نہیں جانتا کہ میرا انجام کیا ہو گا اور تمہارے ساتھ کیا ہو گا وہابیہ اس آیت کو اثبات جہل کے لیے پیش کرتے ہیں۔[229]

## پیپلانوی صاحب کی طرف سے جواب

یہ آیت منسوخ ہے 1. تفسیر بغوی میں 2 تفسیر خازن میں 3 حضرت انس 4 حضرت

229(رسالہ وہابیہ صفحہ 6)

قتادہ 5 حسن بصری 6 عکرمہ 7 8 امام طبری مفسر نے اور 9 امام نظام نیشاپوری 10 امام احمد صاوی ان تمام حضرات نے مذکورہ آیت کو منسوخ قرار دیا ہے اسی وجہ سے حضرت پپلانوی کہنے لگے دیکھو اس قدر بھاری مفسرین آیت کو منسوخ ثابت کررہے ہیں

لیکن ان بے شرموں کو شرم نہیں آتی کہ پھر بھی عوام کو دھوکہ دینے کے واسطے اس آیت کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں۔

پھر حضرت پپلانوی نے ہر حوالے سے نسخ کو ثابت کیا ہے تفصیل اس کتاب میں ملاحظہ ہو:

## وہابی کی طرف سے جاہلانہ رد

وہابی نے نجم الرحمن کی مذکورہ بات کا بے ربط اور بے اصول رد کرتے ہوئے لکھا صاحب نجم الرحمن کا جھوٹ ہے کہ یہ آیت بلاتفاق منسوخ ہے۔

اقول: :اولاً حضرت پپلانوی نے بلاتفاق والی بات کی نہیں ہے ہاں اتنا ضرور کہا بھاری مفسرین آیت کو منسوخ ثابت کررہے ہیں اور اس میں کوئی شک بھی نہیں 10 مفسرین کے نام آچکے ہیں ان میں سے ہر ایک تفسیر کا امام ہے۔

ثانیاً یہ ٹھیک ہے بعض مفسرین نے نسخ کا قول نہ کیا مگر کوئی ایک مفسر بھی ایسا نہیں جس نے حضور کے علم غیب کی مطلقا نفی اس آیت سے ثابت کی ہو لہذا ان کا اپنا ذوق ہے ان کے بارے میں ہمیں حسن ظن ہے

## فائدہ مہمہ

حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مقام پر دو احادیث بر ثبوت علم غیب پیش کی ہیں تفصیل اصل کتاب میں اور خلاصہ یہاں ملاحظہ ہو:

صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخیبر جلد دوم صفحہ 205 پر حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا میں یہ جھنڈا کل اس بندے کو عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر **اللہ تعالیٰ** فتح عطا فرمائے گا چونکہ وہابیہ نعرہ حیدری سن کر بگڑ جاتے ہیں ہو سکتا ہے مولا علی کا نام سن کر ماتھے پر بل آ جائیں چلو حضرت عمر پاک کے حوالے سے حدیث **صحیح مسلم کتاب الجنہ و صفۃ نعیمھا و اھلھا با عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار علیہ و اثبات عذاب القبر و التعوذ منہ** [230]

حضور نے فرمایا ان شاء اللہ آنے والے کل کو یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا حضور نے جو جو نشانات لگائے اس سے ذرا برابر بھی کوئی کافر آگے پیچھے نہ ہوا

## تیسری حدیث

قیامت کے قریب امام مہدی تشریف لائیں گے ان کے جاسوسوں کے گھوڑوں کا رنگ بھی حضور جانتے ہیں اور ان کے اسماء اور اسماء اباؤ اجداد بھی جانتے ہیں [231]

---

230 صحیح مسلم شریف جلد 2 ص 387

231 صحیح مسلم کتاب الفتن الخ

## احادیث ثلاثہ کا نتیجہ

رسول اللہ ﷺ اپنا خاتمہ تو کیا اپنی تمام امت کے ہر ایک فرد کا خاتمہ بھی جانتے ہیں لہذا وہابیہ کا مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ کا یہ نتیجہ نکالنا کہ حضور کو اپنا اور اپنی امت کا خاتمہ معلوم نہیں جیسا کہ وہابیہ کی سوچ ہے یہ بالکل غلط ثابت ہوا اور یاد رہے کہ اس آیت سے جو نتیجہ وہابیہ نے نکالا وہ کسی نے بھی نہیں نکالا لہذا یہ نتیجہ نکالنا وہابیہ کی شقاوت قلبی کی دلیل ہے۔

**فائدہ:** ماقبل بیان کردہ تین احادیث کا جواب دینے سے خاموشی اختیار کرنے میں ہی وہابی نے عافیت سمجھی اسلئے چوتھی حدیث کے جواب کی طرف چل دیا اور ان کو بالکل ہڑپ کر گیا ہے۔

## حضور کو اپنے اور اپنی امت کے خاتمے کا علم ہے

حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اس دعوی کے ثبوت میں ایک جاندار حدیث ذکر کی ہے عربی متن اصل کتاب میں دیکھیں اردو ترجمہ ہم ذکر کرتے ہیں اور آخر میں حدیث کا مکمل حوالہ بیان کریں گے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام پر تشریف لائے آپ کے ہاتھ مبارک میں دو کتابیں تھیں آپ نے فرمایا اے میرے صحابہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ دونوں کتابیں کیا ہیں تو ہم نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ ﷺ ہاں مگر یہ کہ آپ ہمیں بتادیں۔

پھر آپ نے بتایا اس کتاب کے بارے میں جو آپ کے دائیں ہاتھ مبارک میں تھی یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے کتاب ہے اس میں تمام اہل جنت کے نام ہیں ان کے آباء کے نام ہیں ان کے قبیلوں کے نام ہیں پھر اجمال فرما دیا ان میں سے آخری پر بس ان میں نہ تو اضافہ کیا جائے گا اور نہ ہی ان میں سے کبھی کسی کو کم کیا جائے گا۔

پھر آنحضور ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا جو آپ کے بائیں ہاتھ مبارک میں تھی یہ بھی رب العالمین کی طرف سے کتاب ہے اس کے اندر دوزخیوں کے نام ہیں اور ان کے آباء کے نام ہیں اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں پھر ان کے آخری پر اجمال فرمایا بس ان میں نہ تو کسی فرد کا اضافہ کیا جائے گا اور نہ ہی کبھی کسی فرد کی کمی کی جائے گی۔ الحدیث طویل دیکھو ترمذی شریف ابواب القدر باب ما جاء ان اللہ کتب کتاباً لاھل الجنۃ واھل النار[232]

ثبوت دعوی میں یہ حدیث صریح الدلالت ہے اب اس کے باوجود یہ کہنا کہ حضور کو اپنے خاتمے کا علم نہ تھا (معاذ اللہ) جیسا کہ امام طائفہ وہابیہ اسماعیل دہلوی اور اس کا پیشوا محمد بن عبد الوہاب نجدی یہ کہہ چکے ہیں۔

فائدہ حضرت پیپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مقام پر مَا فِي الْاَرْحَامِ کا علم حضرت ابو بکر صدیق کے لیے بحوالہ رسالہ ابن عابدین بیان فرمایا ہے۔ اور امام العقائد ابو منصور ماتریدی کے حوالہ سے مفاتیح خمسہ کا علم حضور کے لیے ثابت کیا

---

[232] جامع ترمذی شریف جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 36

ہے وہابی بھی ان کو اپنا امام مانتے ہیں اور ان کی کتاب تاویلات اہل سنت و جماعت کو اچھی طرح مانتے ہیں اسی طرح علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مقاصد میں حضور کے لیے قیامت کا علم ثابت کیا ہے اور تفتازانی کو بھی وہابیہ مانتے ہیں لیکن وہابی صاحب ان تینوں باتوں کا جواب دیے بغیر آگے چلا گیا ان کو ہاتھ تک نہ لگایا اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو کوئی جواب نہ تھا یا پھر خاموشی میں عافیت سمجھی ہے۔

اک چپ تے سو سکھ

## وہابی کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب

حضرت شیخ محدث عبدالحق صاحب تحریر فرماتے ہیں

دراں تمثیل و تصویر کردمعنی حاصل را در قلب شریف را بچیز کہ گویا در دست اوست و حال آنکہ در خارج کتاب نیست و نوشتہ نہ الخ

## وہابی کا تبصرہ۔

جب ان کتابوں کے حسی اور مثالی ہونے میں ہی شراح حدیث کا اختلاف ہے تو فریق مخالف کا دعوی ان کو علی التعین حقیقی سمجھ کر کیسے درست ہو گا۔

**اقول:**: ہمیں اس سے غرض نہیں وہ کتابیں حسی تھیں یا مثالی دونوں میں سے جو مطلب بھی لیں۔۔۔۔۔۔ بالکل واضح ہے کہ سرکار ﷺ قیامت تک کے تمام اہل جنت کے نام آباء کے نام قبائل کے نام یقینا جانتے ہیں اسی طرح اہل دوزخ کے

نام آباؤ قبائل کے نام جانتے ہیں باقی حضرت شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تشریح ہی اس انداز میں کر دی ہے کہ کوئی اشکال ہی باقی نہ رہا شاید اسی وجہ سے وہابی صاحب نے فارسی عبارت کا اردو ترجمہ ہی نہیں کیا ترجمہ ملاحظہ ہو ان کتابوں میں تمثیل اور تصویر بیان کی اس معنی کی جو آپ ﷺ کے دل اقدس میں حاصل تھا ایسی چیز کے ساتھ گویا وہ چیز آپ کے ہاتھ مبارک میں ہے۔

حالانکہ خارج میں کوئی کتاب نہ تھی اور لکھی ہوئی نہ تھی انتہی **سبحان اللہ** شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر **اللہ تعالیٰ** کی کروڑوں بار رحمتیں ہوں انہوں نے ہمارے ایمان کو اور مضبوط کر دیا اس سے معلوم ہو گیا کہ حضور کے دل میں تمام علوم حاصل ہیں اور جو آپ کے دل میں حاصل ہیں وہ ایسے ہی ہیں

جیسے کوئی چیز خارج میں پائی جا رہی ہے چونکہ یہاں کوئی تیسری رائے تو ہے نہیں اس کو اختیار کر لیا جائے ان دونوں کو چھوڑ دیا جائے عدم القائل بالفصل کی وجہ سے اگر حسی کتابیں مراد ہوں جیسا کہ ابن حجر بیان فرماتے ہیں اور حدیث کے ظاہری الفاظ بھی اسی کی تائید کرتے ہیں پھر بھی مقصد حاصل ہے اگر حسی کتابیں مراد نہ ہوں تو ظاہر ہے وہ سرکار دو عالم کے دل اقدس میں جو کچھ تھا اس کی تمثیل و تصویر ہو گی تو ماننا پڑے گا آپ حضور کا دل مبارک وہ سمندر ہے جس میں لاکھوں بلکہ اربوں کھربوں اہل جنت و دوزخ کی مکمل معلومات جس میں مین چیزیں نام باپ کا نام ایڈریس پتہ یہ سب کچھ قلب اقدس میں موجود تھا۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اب بھی حضور کو (**معاذ اللہ**) نہ اپنے خاتمے کا علم ہو اور نہ اپنے امتیوں کے خاتمے کا **کما قال** اکابر وہابیہ

## وہابیہ کی طرف سے دوسرا جواب پھر ہماری طرف سے جواب

ثانیاً اگر یہ دونوں کتابیں حسی بھی ہوں اور حضرات صحابہ کرام نے ان کو دیکھا بھی ہو تب بھی اس روایت میں صرف اس کا ذکر ہے کہ جنتیوں کے اور ان کے آباء کے اور ان کے قبیلوں کے نام اور اسی طرح دوزخیوں کے اور ان کے آباء اور ان کے قبیلوں کے نام درج تھے اس میں اس کا ذکر کہاں ہے کہ ہر ہر آدمی کی زندگی کے پورے اور تفصیلی حالات بھی ان میں درج تھے اور اس کا ذکر اس میں کہاں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو ان میں درج شدہ پورے ناموں کی مکمل تفصیل کا بھی علم تھا اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ان کتابوں میں جنتیوں اور دوزخیوں کے درج شدہ تمام ناموں کا آپ کو تفصیلی علم تھا تو فریق مخالف بتائے کہ جانوروں اور کیڑے مکوڑوں وغیرہ کا جو جو غیر مکلف مخلوق ہے اور جنت و دوزخ میں نہیں جائیں گے۔

(الا اذا ثبت فی البعض)

تو ان کا ذکر ان کتابوں میں کہاں ہے علم غیب کلی تو زمین کے ہر ہر ذرہ اور درخت کے ہر ہر پتہ اور دریا کے ہر ہر قطرہ کا نام ہے صرف مکلف مخلوق کے ناموں اور ان کے اجمالی و تفصیلی حالات ہی سے علم غیب کا ہرگز کوئی ثبوت نہیں ہوتا جیسا کہ بالکل عیاں ہے۔

جواب الجواب: وہابی صاحب یہ چستی چالاکی اور مکاری ہم نہیں چلنے دیں گے گلہری کی طرح بس شاخیں نہ بدلتے رہیں کسی ایک بات پر قائم رہیں۔ پپلا نوی صاحب کا اس حدیث سے صرف اتنا دعوی تھا کہ حضور اپنے خاتمے کا حال اور اپنے

غلاموں بلکہ تمام انسانوں کے خاتمے کا حال جانتے ہیں اور یہ بات آپ خود بھی مان رہے ہیں تو پھر ضد کس بات کی ہے اپنی باتوں کو خود ہی رد کرنا مثلاً اوپر مانا کہ حضور کو تمام نام معلوم تھے مگر تھوڑی دیر بعد کہہ دیا اس کا ذکر اس میں کہاں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو ان میں درج شدہ پورے ناموں کی مکمل تفصیل کا بھی علم تھا۔

**اقول:**۔ کتنا جاہل ہے جب اصل بندے کا نام بھی آگیا اس کے باپ کا بھی آگیا اس کے وطن قبیلے کا بھی آگیا تو پھر کیا چیز رہ گئی اور پھر یہاں جانوروں کیڑے مکوڑوں کی بات بھی لغو ہے جن جانوروں نے جنت جانا ہے وہ حضور نے بتائے ہیں مگر ان کا ذکر ان کتابوں میں نہ بھی ہو تو کیا حرج ہے؟ لہذا اپپلانوی صاحب کی دلیل بالکل دعوے کے مطابق ہے۔

## وہابی کی تیسری واہیات دلیل

اگر آنحضرت ﷺ کو تمام جنتیوں اور دوزخیوں کے علی التعین نام معلوم تھے تو آپ نے جناب ابو طالب اور عبداللہ بن ابی وغیرہ کے لیے جو خدا تعالی کے علم میں دوزخی تھے کیوں مغفرت کی دعا کی؟ اور اس پر اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے تنبیہ اور نہی کیوں نازل ہوئی؟ کیا آپ نے جان بوجھ کر دوزخیوں کے لیے دعائے مغفرت کی؟ الحاصل اس روایت سے علم غیب کلی ثابت کرنا نرا جنون ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اور باقی دو کتابوں کا جو تذکرہ موجود ہے آیا کہ یہ حسی تھیں یا غیر حسی تو دونوں میں احتمال موجود ہے۔اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال[233]

---

[233] کتاب شمس ص349

**جوابات اولاً:** جب بندے کے پاس نہ علم ہو نہ عقل ہو تو ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں۔ جناب ابو طالب اور عبد اللہ بن ابی کے لیے دعا کی وجہ: بخاری مسلم نسائی میں طویل حدیث موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لاستغفرن لک مالم انہ عنک فنزلت

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ

**ترجمہ:** نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جب کہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں ابو طالب کی وفات کے وقت حضور نے فرمایا اے چچا ابو طالب میں تیرے لیے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے آپ کے بارے میں دعا کرنے سے منع نہ کر دیا جائے۔ تو اس پر اوپر مذکور آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

**اقول:**: بات بالکل واضح ہے کہ حضور کو علم تھا کہ میرا چچا کفر پر فوت ہوا ہے۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کافر کے لیے دعا سے منع نہیں کیا گیا تھا، اس لیے آپ حضور نے مذکور بات ارشاد فرمائی۔ لہذا حضور کا جہل ثابت کرنے کے لیے اور علم مصطفی گھٹانے کے لیے یہ واھیہ درست نہیں ہے۔ وہابی کہتا ہے:

اللہ کے علم میں دوزخی تھے، وہابی کتنا شاطر ہے اللہ کے علم کا وہابی کو تو پتہ چل گیا کہ اس میں دوزخی تھے مگر حضور کو نہ اللہ نے بتایا اور نہ ہی حضور کو پتہ چلا واہ۔

## عبد اللہ بن ابی کے لیے دعا کی وجہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی ابن سلول مر گیا، تو اس کی میت پر سید عالم ﷺ کو مدعو کیا گیا کہ آپ تشریف لائیں ،تا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ تو جب رسول اللہ ﷺ تیار ہو گئے اور اس کی طرف جانے لگے تو میں (عمر فاروق) نے عرض کی اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ کیا آپ نماز جنازہ پڑھائیں گے ابن ابی ابن سلول کی؟ حالانکہ وہ فلاں فلاں دن یہ یہ کہہ چکا ہے۔ اپنے قول کو میں نے بار بار دہرایا تو رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے اور فرمایا اخر عنی یا عمر اے عمر تم میرے راستے سے پیچھے ہٹ جاؤ فلما اکثرت علیه قال انی خیرت فاخترت لو اعلم انی ان زدت علی سبعین یغفر له لزدت علیها جب میں نے حضور پر یہ بات کئی بار کی تو آپ نے فرمایا بے شک مجھے اختیار دیا گیا تھا پس میں نے (دعائے مغفرت) کو اختیار کیا اگر میں جان لیتا کہ اگر میں نے 70 بار پر اضافہ کیا تو اس کی بخشش ہو جائے گی تو میں 70 بار پر بھی ضرور اضافہ کرتا حضرت عمر کہتے ہیں آنحضور ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی پھر آپ لوٹ کر آئے تو آپ اتنا زیادہ وقت نہ ٹھہرے تھے کہ سورہ براءۃ کی دو آیتیں نازل ہو گئیں۔ الخ[234]

اور تفسیر مدارک میں یوں رقم طراز ہیں:

---

[234] خازن جلد نمبر دو صفحہ نمبر 268 تحت آیت ھو لا تصل علی احد منھم مات ابدا

وسال ابن عبد اللہ بن ابی و کان مؤمنا ان یکفن النبی ﷺ اباہ فی قمیصہ و یصلی علیہ فقیل فاعترض عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ذالک فقال علیہ السلام ذالک لا ینفعہ و کنت ارجو ان یؤمن بہ الف من قومہ فنزل ( و لا تصل علی احد منھم مات ) من المنافقین یعنی صلاۃ الجنازۃ روی انہ اسلم الف من الخزرج لما راوہ یطلب التبرک بثوب النبی ﷺ [235]

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی کے بیٹے نے یہ عرض کیا اور وہ پکے مؤمن تھے۔ کہ نبی کریم ﷺ اپنی قمیص مبارک میں اس کے باپ کو کفن دیں اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھائیں۔ تو آنحضور ﷺ نے اس عرض کو قبول فرما لیا۔ تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا تو آنحضور نے جواب میں فرمایا یہ سب کچھ اس کو نفع نہ دے گا لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ اس کی قوم سے ایک ہزار لوگ اس کی وجہ سے سچے دل سے ایمان لائیں گے۔ تو اس وقت نازل ہوئی آیت (ولا تصل علی احد منھم )یعنی منافقین کوئی مر جائے تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں۔

روایت کی گئی ہے کہ قبیلہ خزرج سے ایک ہزار لوگ ایمان لائے۔جب انہوں نے دیکھا کہ اتنا بڑا دشمن بھی نبی کریم ﷺ کے مبارک کپڑوں سے برکت حاصل کر رہا ہے۔ مدارک تحت آیت وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ

قارئین: ہماری ان بیان کردہ گزارشات سے وہابی کی تمام واہیات باتوں کا جواب واضح ہو گیا۔ حضور اچھی طرح جانتے تھے مگر حضور کی نماز جنازہ اور دعا وغیرہ میں

235 تفسیر مدارک زیر آیت ولا تصل علی احد

حکمت تھی جس کا ذکر گزر چکا۔

## کیا وہابیہ حضور ﷺ کو اعلم الخلق مانتے ہیں؟

وہابی صاحب نے بڑی خوش فہمی سے بیان کیا کہ علماء دیوبند حضور کو **اعلم الخلق** یعنی تمام مخلوقات سے زیادہ علم والے مانتے ہیں۔ حالانکہ حقائق و واقعات دیوبند کو دیکھا جائے تو یہ بات بالکل جھوٹی ہے۔

اگر دیوبند حضور کو اعلم الخلق مانتے تو کبھی یہ نہ کہتے کہ شیطان اور **ملک الموت** کا علم حضور سے زیادہ ہے۔ اس کی تفصیل اور تبصرہ ماقبل گزر چکا ہے۔

یہاں کچھ حصہ پھر ملاحظہ ہو:

الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی ۔فخر دو عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے، جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ نمبر 52 پر یوں لکھا:

اعلی علیین میں روح مبارک علیہ السلام کا تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ [236]

---

236 براہین قاطعیہ صفحہ 55 اور 56 مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ رشید احمد گنگوہی

وہابیہ کے نزدیک حضور کو اپنے خاتمے کا اور دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ براہین قاطعیہ کے صفحہ نمبر 51 پر ہے: خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں **واللہ لا ادری ما یفعل بی و لا بکم** اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

**اقول:** آیت **ما یفعل بی** پر جو تفصیلی گفتگو ہوئی مذکورہ حدیث پر وہی تفصیل ہے۔ مگر دیوار کے پیچھے والی روایت پر گفتگو ملاحظہ فرمائیں:

**الجواب** اول: حضرت شیخ محقق کی ذکر کردہ بات کو روایت کہنا انتہائی جہالت و حماقت کا ثبوت ہے بلکہ اعلی درجے کی عداوت رسول کا ثبوت پیش کرنا ہے۔
اس لیے کہ حضرت شیخ نے اس بات کو صرف اور صرف رد کرنے کے لیے نقل کیا ہے آپ فرماتے ہیں:

**جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایتے بداں صحیح نشدہ**[237]

(یعنی جو بدبخت لوگ حضور کا جہل ثابت کرنے کے لیے اور علم گھٹانے کے لیے یہ گپ پیش کرتے ہیں کہ آنحضور نے فرمایا مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں) تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات کوئی اصل و سند نہیں رکھتی ہے۔ یعنی بالکل بے اصل ہے۔

**سبحان اللہ**

**قارئین:** خود اندازہ کرلیں کہ وہابیہ کو اپنے باطل نظریات کو ثابت کرنے کے لیے

---

[237] مدارج النبوہ جلد نمبر صفحہ نمبر مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور

اگر بے اصل اور جھوٹی روایت کا سہارا بھی لینا پڑا تو کوئی عیب نظر نہ آیا؟اور فرمان رسول ﷺ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ بھی یاد نہ رہا کہ جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ نیز وہابیہ نے حضور کے علم مبارک کو بچوں پاگلوں جانوروں چارپائیوں کے علم سے بھی تشبیہ دی ہے۔ حوالہ گزر چکا ہے۔اب بھی اگر وہابیہ کہیں کہ ہم حضور کو اعلم الخلق مانتے ہیں تو یہ چوری کے ساتھ سینہ زوری بھی ہو گی۔ کما ھو الظاھر اھل عقل کے لیے اتنے حوالہ جات ہی کافی ہیں۔

## ثبوت علم غیب پر پپلانوی صاحب کی چوتھی دلیل

از پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: رسول اللہ ﷺ اعلم من عزرائیل میں بلا تفاق جمیع الامہ اعلمہ اور علم عزرائیل علیہ الرحمہ و ابلیس علیہ العنہ محیط بما فی الارض ہے پس نتیجہ محصلہ یہ ہوا کہ علم رسول اللہ ﷺ محیط بما فی الارض ہو گا وہی ہمارا مطلوب اصلی ہے۔ بلکہ کل مطالب کا ثمر ہے تاکہ وقت استغاثہ کے کام آئے ۔ثبوت صغری میں تو انکار کوئی فرد کر ہی نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔اور کبری کا ثبوت نصوص قطعیہ مسلمہ مولوی خلیل احمد صاحب سے تحریرا اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب سے تسجیلا استاذ اجل و مقتدائے اکمل الجماعت المخالفہ[238]

فائدہ: وہابی صاحب نے مذکورہ دلیل کا کوئی معقولی جواب دیئے بغیر اگلی دلیل کی طرف چلے گئے ہاں یہاں پر ایک الزام عائد کیا اس کا جواب ملاحظہ ہو:

---

238 نجم الرحمن صفحہ 152 جدید

مولوی عبد السمیع رامپوری نے شیطان کو نبی ﷺ سے زیادہ مقامات سے حاضر و ناظر مانا ہے۔[239]

الجواب :وہ تو ہمیں پتہ ہے کہ وہابیہ کو مولانا عبد السمیع رامپوری سے اتنی تکلیف کیوں ہوتی ہے، کیونکہ انہوں نے انوار ساطعہ کتاب لکھی جس میں مولود، فاتحہ کے ثبوت پر ناقابل تردید دلائل ذکر کئے تھے۔ پھر اسی کے جواب میں وہابیوں نے براہین قاطعہ جو درحقیقت براہین فائتہ ہے لکھی تھی۔

حضرت علامہ موصوف نے الزامی طور پر وہابیہ کو شرم دلانے کے لیے کچھ باتیں لکھی تھیں۔ جبکہ یہ ان کا یا اہل سنت کا عقیدہ نہ تھا۔ لیکن وہابیہ کو شرم کیا آنی تھی الٹا ان باتوں کو عقائد اہل سنت بنا کر پیش کر دیا دو مثالیں ملاحظہ ہوں:

نمبر 1۔ تماشہ یہ ہے کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک وناپاک مجالس مذہبی وغیرہ میں حاضر ہونا رسول اللہ ﷺ کا نہیں دعوی کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس میں زیادہ تر مقامات پاک ناپاک وغیرہ کفر وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔[240]

اقول::اسی عبارت پر وہابی نے الزام قائم کیا ہے جو ما قبل گزر چکا ہے، لیکن تھوڑی سی عقل رکھنے والا شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ مذکورہ بات کا کیا مطلب ہے۔ جبکہ حضرت رامپوری نے شروع میں ہی لفظ ایسا بول دیا (تماشہ) کہ جس سے واضح ہو

---

239 کتاب شمس 350

240 انوار ساطعہ صفحہ 309

جاتا ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ یعنی وہابیہ کا تماشہ دیکھو کہ شیطان کو تو بے شمار اور ہر قسمی مقامات پر مان لیتے ہیں۔ مگر حضور اقدس کو صرف خاص خاص مقامات پر حاضر وناظر ماننے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر اپنی بات ہوتی تو اس کو وہ تماشہ ہر گز نہ کہتے کہ اپنی بات کو بھی کوئی تماشہ کہتا ہے۔ اصل میں وہابی نے اپنے اکابر پر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب دینے کی بجائے بات کا رخ موڑ دیا تاکہ اکابر کی گستاخیوں پر پردہ پڑ جائے۔

مثال نمبر 2: وہابیہ کو شرم دلاتے ہوئے حضرت رامپوری نے ایک مقام پر فرمایا کہ وہابیہ شیطان اور ملک الموت کے لیے علم محیط زمین اور وسیع مان لیتے ہیں مگر حضور کے لیے کیوں نہیں مانتے۔ اسی کا جواب پھر خلیل انبیٹھوی نے دیا تھا جو براہین کے حوالے سے گزر چکا ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ خلیل انبیٹھوی نے مانا تھا کہ ہم شیطان اور ملک الموت کے لیے تو بالکل مانتے ہیں مگر حضور کے لیے نہیں مانیں گے۔ اور اس کی وجہ بھی بیان کی تھی مگر اس کا روحانی بیٹا الٹا اہل سنت پر الزام لگا رہا ہے کہ تمہارا یہ عقیدہ ہے واہ۔

## ثبوت علم غیب پر پپلانوی صاحب کی پانچویں دلیل۔

تمام علماء دیوبند کے سرخیل مولوی حسین علی کے پیرو مرشد جناب پیر خواجہ عثمان دامانی کے تذکرہ پر مشتمل کتاب فوائد عثمانیہ میں قصیدہ امالیہ کا ایک شعر ہے یہ عقائد کی معتبر کتاب ہے۔ شعر

| جمیع العلم فی القرآن لکن | تکاثر عنہ افہام الرجال |
|---|---|

تمام کے تمام علوم قرآن کریم میں موجود ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں ان کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اسی فوائد عثمانیہ میں ہے :

اولیاء ہمہ مے دانند لیکن مامور به اظهار نیستند

اولیاء اللہ سب کچھ جانتے ہیں لیکن ان کو اظہار کی اجازت نہیں ہے۔ اسی کتاب میں یہ بھی تحریر ہے: مولوی حسین علی را خطاب کرده اشاره فرمودند که شما برودر خانه خود باز چو آئی حالات و معاملات که بر شما گزشته باشند از من بپرس همه را یک یک مفصل به تو خواهم گفت ان شاءالله در یک امر هم خطا نخواهی یافت

ترجمہ: حضرت خواجہ عثمان دامانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مولوی حسین علی وہابی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مولوی صاحب تم اپنے گھر جاؤ اور پھر جب تم واپس آؤ گے تو حالات و معاملات جو تم پر گزرے ہوں گے مجھے آ کر پوچھ لینا تمام کو ایک ایک کر کے۔ تفصیلا تمہیں بیان کر دوں گا ان شاء اللہ تعالی کسی ایک بات اور معاملے میں بھی تو غلطی نہیں پائے گا۔ حضرت پپلانوی فرماتے ہیں: قبلہ خواجہ محمد عثمان اشارۃ صراحۃ کس قدر اس کو زجر کر چکے ہیں، لیکن ہر گز اس کی مرض نفاق زائل نہیں ہوئی

## خلاصہ کلام پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ :

اب جس وقت قرآن میں جمیع علوم ہوئے تو رسول اللہ ﷺ قرآن شریف تو پورا جانتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کو علم جمیع علوم کا ہو گا۔ بلکہ حضرت قبلہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں تمام مسائل بیوع کنز کے، فاتحہ سے نکال سکتا ہوں۔

## وہابی کی طرف سے جاہلانہ جوابات

جواب نمبر 1۔ یہ ملفوظات ہیں اور وہ معتبر نہیں ہیں۔

جواب نمبر 2۔ پیر کا مسلک حجت نہیں ہوتا۔

اقول: و باللہ التوفیق علم مناظرہ اور اصول مناظرہ کا اصول ہے کہ قضایا مسلمات عند الخصم کو خصم کے مقابلہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ لہذا وہابیہ کے نزدیک جب پیر صاحب معتبر و مسلم ہستی ہیں اسی طرح ان کی کتاب بھی معتبر اور مسلم ہے۔ تو ہم ان کے خلاف بطور دلیل و حجت پیش کر سکتے ہیں۔ مگر بات یہ ہے کہ وہابیہ قرآن و سنت کی نہیں مانتے اپنے پیر کی کہاں سے مانیں گے۔ حالانکہ پیر و مرشد ہوتا ہی وہ ہے جو قرآن کا سیدھا راستہ بتاتا ہے۔

ثانیاً: اگر یہ ملفوظات معتبر نہیں تو کفر کا فتوی لگانے میں تاخیر کیوں؟

ثالثاً: جب پیر کی بات قرآن و سنت سے ہٹ کر ہو گی تو نہیں مانی جائے گی ورنہ مانی جائے گی تو خواجہ صاحب کی بات قرآن و سنت کے مطابق ہے تو معتبر ورنہ۔۔۔۔۔ فتوی لگاؤ۔

رابعاً: جب اہل سنت و جماعت کے خلاف تم ہمارے اکابر کے ملفوظات پیش کرتے ہو جیسا کہ تم نے اسی کتاب میں بار بار پیش کئے ہیں۔ تو اس وقت وہ معتبر ہوتے ہیں اور جب ہم تمہارے خلاف پیش کریں تو پھر غیر معتبر ہو گئے واہ۔

## قرآن کے اندر تمام علوم ہیں یا نہیں؟

وہابی صاحب کہتے ہیں :شعر کے الفاظ جمیع علوم قرآن کے اندر ہیں مطلب جمیع احکام شریعت کا مراد ہے نہ کہ علم غیب مراد الفاظ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

**الجواب** :وہابی صاحب لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ میں بھی احکام شریعت مراد ہیں اور تبیان لکل شی میں بھی صرف احکام شریعت ہیں۔ تفسیر جلالین میں و علمک مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کی تفسیر میں کہا گیا: من الاحکام و الغیب یعنی احکام شرع اور غیب کا علم دونوں مراد ہیں تو یہاں دونوں چیزیں کیوں نہیں ہو سکتی ہیں؟

## کشف کے ذریعے غیبی امور جاننا

وہابی صاحب نے دل پر پتھر رکھ کر تسلیم کر لیا کہ اولیاء اللہ امور غیبیہ جانتے ہیں لیکن کشف کے ذریعے جانتے ہیں مگر اس کو علم غیب نہ کہا جائے۔اسی کے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

یہ (غیوب کے احوال و معاملات) جاننا بذریعہ کشف و الہام والقاء کے ہے۔

اسی ملفوظ کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں کہ علم غیب خدا تعالی کا خاصہ ہے مگر ایک چیز اللہ تعالی اپنے ولی کے دل میں القاء کرتا ہے۔ پھر وہ اسے الہام یا کشف کے ذریعے جان لیتا ہے۔

**اقول:**:ان باتوں میں سے کوئی بات بھی ہمارے خلاف نہیں ہے۔ جھگڑا صرف

یہ ہے کہ اللہ کے بندے امور غیبیہ جانتے ہیں یا نہیں۔تو یہ ثابت ہو گیا کہ وہ جانتے ہیں اگرچہ کشف القاء الہام سے ہی سہی۔ علم غیب جو خاصہ خداوندی ہے وہ علم غیب ذاتی ہے جبکہ ہم اس کا کروڑواں حصہ بھی غیر اللہ کے لیے نہیں مانتے ہیں۔

قصہ مختصر: یہ کہ وہابیہ مان گئے کہ اولیاء اللہ امور غیبیہ جانتے ہیں اگرچہ بعض علماء کے مطابق اس پر علم غیب اصطلاحی کا اطلاق نہ ہو گا۔ مولوی حسین علی کو خواجہ عثمان دامانی نے جو فرمایا تھا۔ظاہر ہے ان تمام معاملات واحوال کا تعلق امور غیبیہ سے ہے تو مسئلہ بالکل واضح ہے کہ الہام و کشف کے ذریعے اولیاء کرام امور غیبیہ جانتے ہیں۔یاد رہے کہ عربی میں جاننا(مصدر) یہ علم ہی کو کہتے ہیں۔

## مولوی حسین علی منافق تھا یا مؤمن؟

وہابی صاحب نے بڑا ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ مولوی حسین علی بڑا ولی اللہ تھا۔اس کا تفصیلی جواب ہم پہلے دے چکے ہیں۔یہاں پر صرف اتنا کہیں گے اولیاء اللہ اللہ کی رضا پر راضی ہوتے ہیں ۔اور اس کے ساتھ وہ کوشش کرتے ہیں کہ انسان راہ راست پر آ جائے ۔ لیکن ہدایت اللہ تعالی کے دست قدرت میں ہے،وہ جسے چاہے ہدایت دے جسے چاہے گمراہ کرے۔

من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ

ثانیاً: اس کا بڑا خوبصورت جواب مولانا حسن علی رضوی صاحب نے دے دیا ہے فرماتے ہیں:

شیطان کو ورغلاتے اور بہکاتے کیا دیر لگتی ہے ۔اس کا کام ہی کیا ہے۔ لہذا اگر خواجہ صاحب کی اولاد بگڑ گئی یا خود مولوی حسین علی پٹڑی سے اتر گیا تو اس میں تعجب والی کون سی بات ہے۔

## ثالثاً: وہابی کی دلیل اور اعتراض

بالفرض حضرت مولانا حسین علی کے دل میں نفاق تھا تو حضرت خواجہ عثمان دامانی نے خلافت سے کیوں نوازا؟

**الجواب:** ما قبل گزر چکا ہے کہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول کا حضور نے جنازہ بھی پڑھایا اور اپنی قمیص مبارک میں کفن دیا اس کو قبر میں اُتارا مگر خود فرمایا یہ چیزیں اس کو نفع نہیں دیں گی۔ تو اگر خلافت مل گئی تو یہ کہاں سے فائدہ دے گی جب ایمان وعقیدہ ہی صحیح نہیں ہو گا۔

وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ

**رابعاً:** ہو سکتا ہے ابتداء مولوی حسین علی کا عقیدہ درست ہو بعد میں وہابیت رگ رگ میں سرایت کر گئی ہو۔ جب کچھ عقیدہ درست تھا تو حیاتیت سکھا دی گئی جب عقیدہ مکمل خراب ہوا تو مماتیت سیکھا دی۔

## تین تفاسیر غیر معتبر ہیں

وہابی صاحب کو جب کسی کتاب کے حوالے کا جواب نہیں آتا تو وہ کتاب ہی غیر معتبر قرار دیتے ہیں جبکہ ان کی (Value) اپنے مسلک میں تنکے برابر بھی نہیں

ہے ہاں شاید اپنے اکابر میں سے کسی کا حوالہ دے کر اور وجہ بیان کر کے کہ کیوں غیر معتبر ہیں تو پھر بھی ہم ان کی بات مان لیتے جب کہ بڑے بڑے اکابر دیوبند نے ان کتابوں پر مکمل اعتماد کیا ہے۔وہابیہ دیوبندیہ کی کوئی لائبریری نہیں ہو گی جس میں یہ کتابیں نہ ہوں پھر اکابر دیوبند علم تصوف سے بھی کچھ نہ کچھ شغب رکھتے تھے تو ان کتابوں کو وہ کیسے رد کر سکتے ہیں۔

## حضرت پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ثبوت علم غیب پر چھٹی دلیل

یہ دلیل زبردست علمی دلیل ہے اور وہابی نے اس کو بالکل ہاتھ تک نہ لگایا بہتر ہے اصل کتاب میں ہی اس کا مطالعہ کیا جائے شکریہ۔

## الفصل الثالث: احادیث سے علم غیب کا ثبوت

عن حذیفة قال: قام فینا رسول الله ﷺ مقاما فما ترک شیئا یکون فی مقام ذلک الی قیام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه و نسیه من نسیه (رواه الشیخان)[241]

قال العینی شارح البخاری فی تفسیر هذا الحدیث:شیئا من اشیاء المقدرة پس تفسیر عینی نے تخصیص کو جو وہابی لوگ کرتے ہیں خوب باطل کیا ہے۔

فَاعۡتَبِرُوۡا یٰاُولِی الۡاَبۡصَارِ

منها،عن عمرو بن اخطب الانصاری فی خطبته ﷺ من الفجر الی المغرب فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیامة فاعلمنا احفظنا(رواه المسلم)[242]

---

[241] ص 416 س 8 مشکوۃ کتاب الفتن

منہا ما فی الترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فیہ قولہ ﷺ فَتَجَلّٰی لِي كُلُّ شَيْءٍ وَ عَرَفْتُ.........و صححہ البخاری وقال الترمذی حدیث حسن صحیح[243]..........................منہا حدیث ابن عباس فعلمت ما فی السموات و الارض[244]..........................منہا حدیث کبیر الطبرانی بسند صحیح ((عن ابی ذر الغفاری ، و ابی الدرداء قال لقد ترکنا رسول اللہ ﷺ و ما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکر لنا منہ علماً))[245] رواہ مواہب لدنیہ ص 192 ج 2..................منہا حدیث کبیر الطبرانی فی کبیرہ بسند صحیح ((عن عبد اللہ ابن عمر الفاروق ، عن النبی ﷺ قال : ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا و الی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ ، کانما انظر الی کفی ھذہ))[246]

صیغہ انظر استمرار تجددی پر قطعا دال ہے۔ پس اس سے رسول اللہ ﷺ ناظر بالاستمرار ثابت ہوئے

منہا حدیث (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فی بدء الخلق مشکوۃ شریف قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاماً فاخبرنا عن بدءالخلق حتیٰ دخل اھل الجنہ منازلھم و اھل النار منازلھم حفظہ و نسیہ من نسیہ۔ رواہ البخاری

---

[242]الترمذی، ص 543 مشکوٰۃ شریف من باب معجزات

[243](مشکوۃ شریف ص 71، 72)

[244](ص69، 70 ، مشکوۃ شریف)

[245]رواہ فی مواہب لدنیہ ص 192 ، ج 02 (1)

[246]رواہ فی مواہب لدنیہ ص 192 ، ج 02 (2)

حدیث نمبر 1، 2 کی مخالفین نے تاویل کی ہے اور امور عظام انہوں نے لے لئے ہیں۔ کیونکہ زمانہ متناہیہ قلیلہ میں امور غیر متناہیہ کثیرہ بیان کرنے محال ہیں۔

جواب اس کا یہ ہے کہ الفاظ عموم کثرت سے آئے ہوئے ہیں۔ جو تخصیص سے آبی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو مقام طی اللسان حاصل تھا۔ دیکھو حدیثِ بخاری میں ص 508 مشکوۃ باب ذکر انبیاء میں ہے:

داؤد علیہ السلام تسریح دابہ تک زبور پڑھ لیتے تھے۔ اور مشہور ہے کہ مولانا مشکل کشاء ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک ختم قرآن شریف کر لیتے تھے۔

فائدہ: حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مقام پر بہت ساری مثالیں طی لسان وزمان پر پیش کی ہیں۔ اصل کتاب میں ملاحظہ کی جائیں: اور علماء دیوبند بھی طی لسان وزمان کے منکر نہیں ہیں۔

## ثبوت علم غیب پر مزید احادیث

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ اوتیت مفاتیح کل شی الا خمس ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ رواہ احمد و الطبرانی بسند صحیح [247]

اعتراض: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو پانچ چیزوں کا علم

---

[247] مسند احمد بن حنبل مسند عبداللہ بن عمر جلد نمبر نو صفحہ 412 رقم الحدیث 5579 ، اجمل کبیر فیما السند عبداللہ بن عمر جلد نمبر 6 صفحہ 210 رقم الحدیث

نہ تھا حالانکہ یہ اہل سنت کے خلاف ہے تو کیا جواب ہو گا؟

اس کا جواب حضرت پپلانوی صاحب یوں دیتے ہیں: الا کے ساتھ کل مستثنیٰ کا استثناء نہیں ہو سکتا علی ما تقرر فی النحو وغیرہ لھذا یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ حضور کو کوئی چیز بھی معلوم نہ ہو حاصل نہ ہو۔ رہا معاملہ پانچ چیزوں کا تو ان کا منسوخ ہونا دیگر دلائل سے ثابت ہو چکا ہے۔ یعنی پانچ چیزوں کا علم نہ ہونے والی بات منسوخ ہے۔ لہذا مذکور حدیث میں کسی قسم کی تاویل جاری نہیں ہو گی۔ ایک اور حدیث پاک عربی عبارت اصل کتاب میں دیکھیں۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا:

جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے تو میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ اور سب سے زیادہ میرا قرب فرائض کی ادائیگی سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ جو تمام چیزوں سے مجھے زیادہ پسند ہے، اور یہ بندہ میرا قرب ہمیشہ حاصل کرتا رہتا ہے نوافل کے ذریعے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔ تو جب میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ دیکھتا ہے، اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ پکڑتا ہے، اور اس کے پاؤں میں طاقت میری آجاتی ہے جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو ضرور اس کو عطاء کرتا ہوں۔ اور اگر پناہ مانگے تو ضرور دیتا ہوں۔

اور کسی چیز میں مجھے بالکل تردد و توقف نہیں ہوتا جس کو میں کرنے والا ہوں جیسا توقف مجھے مومن کی جان نکالنے میں ہوتا ہے، کہ وہ موت کو ناپسند کررہا ہوتا ہے اور میں اسے ناراض کرنا پسند نہیں کرتا ادھر موت بھی اس کے لیے ضروری ہوتی ہے۔[248]

اب بموجب قول مالا یدرک کله لا یترک کله معنی اس حدیث کا علم قال کے ذریعے سے کچھ کرتا ہوں کہ کتبِ عقائد اہلسنة والجماعة مثل خیالی وغیرہ میں یہ امر محقق و مبرہن ہوچکا ہے کہ:

ہر بندہ میں بلکہ ہر ایک حیوان میں دو قدرت کام کررہی ہیں۔ ایک قدرت عبدیہ اور دوم قدرت الہیہ انتہی۔

جس وقت بندہ تقرب الی اللہ حاصل کرتا ہے تو اس کی اپنی صفات فنا ہو جاتی ہیں اور صفات الہیہ غالب ہو جاتی ہیں حتی کہ اولی قدرت محو ثانیہ قدرت باقی ہوتی ہے۔ دیکھو عبدالحکیم شیخ الہند قاضی القضاۃ زمان شاہ جہاں غازی حواشی عبدالغفور صفحہ 9،10 میں فرماتے ہیں:

(( معنی الفنافی اصطلاح الصوفیه تبدیل الصفات الشریعه بالصفات الْالٰهِیَةِ دون الذات فکما انه کلما ارتفع صفته منها قامت صفة الهیة مقامها فیکون الحق سمعه و بصره کما نطق به الحدیث و کذالک حال الفناء فی النبی ﷺ والشیخ و هذا مبنی علیٰ وحدة الوجود کما هو مذاق

248 مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل الفصل الثالث ص197

الشارح رحمہ اللہ تعالیٰ 1 ھ ک ( ، ) و شراح الحدیث القدسی قالوا: قرب العبد الی الرب فی الفرائض اتم و اکمل مما یحصل باداء النوافل لانه یحصل فی الاول فناء الذات و فی الثانی فناء الصفات)) اھ ک ملخصا (،)

باقی معانی حدیث کے قیلات سے ہیں اصلی توجیہ یہی ہے جو بیان ہو چکی ہے۔ محقق مصنف کے نزدیک معنی کی حاجت تو کوئی نہیں اور نہ تقریب تام کے بیان کی حاجت ہے، بلکہ مدعا اظہر من الشمس ہو رہا ہے۔

ثبوت علم غیب پر قبلہ پپلانوی صاحب کی پیش کردہ ایک اور حدیث پاک

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک میں جو دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے ہو۔ جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے ہو۔ آسمان میں چڑ چڑاہٹ پیدا ہوئی اور اس کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اس میں چڑاہٹ ہو۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے آسمان میں چار انگلیوں کے برابر بھی جگہ نہیں مگر وہاں فرشتہ اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے پیشانی کو رکھے ہوئے ہے۔[249]

## پپلانوی صاحب کا تبصرہ واستدلال

کیا بندہ کی آنکھ کی طاقت ہے جو آسمان کے اوپر جابجا فرشتے دیکھے، یا آسمان کی چیخ و پکار سنے جو سمع سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ نے اخبار فرشتہ سے نہیں

---

[249] روا احمد و ترمذی و ابن ماجہ مشکوۃ شریف صفحہ 457 کتاب الرقاق باب البکاء و الخوف الفصل الثانی

کہے بلکہ اول حدیث نص ہے اس امر پر کہ رسول اللہ ﷺ خود بخود دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں۔ ہاں کیوں نہ سنیں جب جس وقت سمع و بصر خدا کی ہوئی تو کوئی چیز دور نہ ہو گی۔ شاید واں بھچراں مدینہ طیبہ سے زیادہ دور ہو گی جس قدر کے آسمان مدینہ سے دور ہے۔ ذرا علم ریاضی کی طرف رجوع کرو کہ میں اپنی طرف سے معنی حدیث میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ فقط محدثین و احادیث صوفیہ کرام کے کلام سے معنی حدیث قدسی کر رہا ہوں۔ اگر خدا نے تم کو علوم ریاضیہ میں حس (سمجھ بوجھ) نہیں دی تو تفسیر امام رازی کی ص 433 جلد نمبر 2 کو دیکھو کہ حواس خمسہ نبی اکرم ﷺ کا کمال تم کو معلوم ہو جائے گا۔ حواس ظاہرہ نبی اکرم ﷺ کو اپنے حواس خبیثہ پر قیاس مت کرو۔ امید ہے کہ دو جملے حدیث ابی زر غفاری کے مع صیغہ استمرار تجددی کے ساتھ ملانے سے منافقہ وہابیہ کے کیا بلکہ مطلقا اعداء الرسول کے جگر پھٹ جائیں گے۔

## قبلہ پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت

حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب نجم الرحمن لکھی تھی تو اس میں حدیث قدسی کی تشریح میں اولیاء اللہ کے حواس خمسہ ظاہرہ کی قدرت و کمالات جو در حقیقت خدائی قدرت و کمالات ہیں ان کا ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے آج سے تقریبا ایک صدی قبل تحریر فرمایا تھا:

امید ہے کہ یہ کلام منافقہ وہابیہ کے جگر کو چیر کر نکل گئی ہو گی اور سواء انکار کلام صوفیہ کرام و آئمہ عظام کے کچھ چارہ نہ رہ گیا ہو گا۔ ایک سو سال تک وہابیہ نے اس

پر خاموشی اختیار کی بالآخر صوفیہ کرام کے کلام کا انکار ہی کیا جیسا کہ وہابی مولوی نے لکھا: صاحب نجم الرحمن نے تفسیر صاوی اور عرائس البیان اور لطائف المنن کے کچھ حوالہ جات دیے ہیں۔ یہ تینوں غیر معتبر کتب ہیں لطائف المنن میں سب تصوف کی باتیں موجود ہیں اہل تصوف کی کتب سے عقائد ثابت نہیں ہوتے۔

**اقول:** :وہابیہ دیوبندیہ کی منافقت بھی ظاہر ہوگئی ہوگی ایک طرف صوفی اور پیر بنتے ہیں اور تصوف کی کتب پڑھتے ہیں پڑھاتے ہیں مگر دوسری طرف وہ کتابیں جو قرآن و سنت کا مغز اور نچوڑ ہیں ان کی باتوں کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں آخر لطائف المنن میں حدیث قدسی کی تشریح میں ہی سب باتیں کی گئیں پھر امام شعرانی تو متفق علیہ امام ہیں۔ ان باتوں کے لکھنے والے ہیں۔ تو دیوبندیوں کو چاہیے یہ کہ غیر مقلدین کی طرح یہ بھی اس امام کا انکار کر دیں۔ بصورت دیگر ان کی باتیں تسلیم کرنی ہوں گی۔ حضرت پپلانوی صاحب کی بات سو فیصد سچ ثابت ہوئی جو کہ آپ نے کئی سال پہلے فرمادی تھی یہی آپ کی کرامت ہے۔

## حدیث قدسی کا خلاصہ از پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حاصل یہ ہے کہ سب قدرت الہیہ کام کر رہی ہے عبدی قدرت کا کام نہیں ہے۔ حدیث مذکورہ کی صحت میں بھی کوئی شک نہیں دوسرا حدیث قدسی ہوئی یہ فوقیت بھی اس حدیث کو ہوئی تیسرا ان کی حدیث سے یہ حدیث متاخر ہے کیونکہ راوی اس کا ابوہریرہ ہے پس یہ حدیث، احادیث عدم علم کے واسطے ناسخ ہوگی۔

امام رازی وغیرہ من المفسرین نے اس حدیث قدسی کا معنی دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا ہے :

فانظر عجائبه لو لا مخافة طول ذالک لاتيت

فائدہ :اس مقام پر حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاص طور پر تفسیر رازی سے ایک طویل عبارت حدیث قدسی کی تشریح کے لیے اور کچھ مزید حوالہ جات ذکر کئے ہیں شائقین وہاں ملاحظہ کریں:

## آئمہ محدثین کی تشریحات احادیث

حضرت قبلہ پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باب الحدیث کویوں ختم فرمایا :

اب باب احادیث ختم ہوتا ہے اب اس باب کی تتمیم کے واسطے محدثین کی رائے بھی لکھ دینا چاہتا ہوں کہ محدثین کی اس بات میں کیارائے ہے ذرا غور سے محدثین کے کلام کو کان کھول کر سنیئے :اول محدث قسطلانی جو بخاری شریف کی آٹھ جلدوں میں شرح کر چکے ہیں اس کی کلام حسن نظام ذرہ تحریر کرتا ہوں:[250]

ترجمہ: حضور کی موت وحیات میں اس سلسلے میں کوئی فرق نہیں کہ آپ مشاہدہ فرماتے ہیں۔ اپنی امت کا اور ان کے احوال اور نیتوں کو اور ان کے دلوں کو اچھی طرح پہچانتے اور یہ سب کچھ آنحضور ﷺ کے نزدیک بالکل واضح ہے۔اس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں :

250 مواھب لدنیہ ص 7 جلد نمبر 2 سوال نمبر 8۔

(وہابیہ کا بڑا اہم اعتراض) اگر تم کہو کہ یہ صفات تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھ خاص ہیں تو (حضور میں کیسے پائی گئیں) تو اس کا جواب یہ ہے کہ عام مؤمنین میں سے بھی جو شخص عالم برزخ کی طرف منتقل ہو جائے وہ عموماً و غالباً زندوں کے احوال جانتا ہے۔ اس میں سے بہت سارے واقعات پیش آئے جیسا کہ وہ لکھا ہوا ہے کتابوں میں اپنے اپنے مقام پر۔(یہ عربی عبارت کا ترجمہ اصل عبارت عربی کا حوالہ درج ذیل ہے)[251]

(چند سطور بعد) ثانی محدث حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

ترجمہ: یعنی تمام کائنات جو کچھ آسمانوں میں موجود ہے بلکہ اس سے بھی اوپر اور تمام جو کچھ سات زمینوں میں ہے بلکہ ان سے بھی نیچے دیکھو تحت حدیث: **فعلمت ما فی السموات والارض**[252]

ثالث: محدث ملا علی قاری تحت حدیث عمر رضی اللہ عنہ **فی بدء الخلق من روایۃ بخاری** جو پانچ جلدوں میں شرح کر چکے ہیں دیکھو صفحہ نمبر 325 جلد نمبر 5 س 3

---

[251] المواھب الدنیہ جلد نمبر 3 صفحہ 410 المقصد العاشر الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ اشریف و مسجدہ المنیف

[252] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح کتاب الصلوۃ باب المساجد و مواضع صلوۃ الفصل الثانی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 210

ترجمہ: اس حدیث نے اس بات پر دلالت کی یعنی یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ آنحضور ﷺ نے ایک ہی نشست کے اندر تمام مخلوقات کے احوال شروع سے انتہا تک اور ان کی عملی زندگی کے حوالے سے مکمل خبر دے دی اور آسانی پیدا کرنے کے لیے اس تمام کا ارادہ کیا جائے گا۔ جو ایک ہی مجلس میں ہوا کہ یہ خوارق عادۃ سے بہت بڑا امر ہے۔ اور اس سے کچھ پہلے ان کی توضیح و تشریح یوں ہے آنحضرت ﷺ نے تمام امتوں کے احوال بیان فرما دیئے جنت میں داخل ہونے تک اور اپنی امت کے احوال بھی معین فرما دیئے، جو کچھ ان پر جاری ہو گا۔ بھلائی اور شر میں سے یہاں تک کہ اہل جنت ان میں سے جنت میں داخل ہو جائیں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائیں۔[253]

اور یہی محدث حضرت عمرو بن اخطب والی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا حضور نے اس کی خبر ہمیں دے دی الحدیث

**ای مجملا و مفصلا ففیہ الاعجاز اکثر**

یعنی اجمالی طور پر اور تفصیلی طور پر خبر دے دی تو اس میں بہت زیادہ اعجاز ہے۔[254]

رابع: خاتم المحدثین حضرت شیخ و محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تحت قولہ ﷺ **فعلمت ما فی السموات والارض** جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا میں نے تمام کو جان لیا۔

---

[253] مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد 11 ص 4 باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء

[254] مرقاۃ باب المعجزات الفصل الثالث جلد 11 صفحہ 220

یہ عبارت ہے تمام علوم جزیہ وکلیہ کے حاصل ہونے سے اور ان کا احاطہ کرنے سے۔[255]

## بحمدللہ تعالیٰ باب الاحادیث مکمل ہو گیا۔

قارئین آپ نے وہ مبارک احادیث ملاحظہ فرمالی ہیں جو حضور کے علم غیب کے ثبوت پر صراحۃً دال ہیں۔ اب وہابی کی طرف سے ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں ہم ہر جواب کا ساتھ ساتھ جواب دے کر نقد سودا کرتے چلیں گے ان شاءاللہ تعالی یہ بھی یاد رہے کہ وہابی نے انتہائی چالاکی سے کام لیتے ہوئے صرف چند حدیثوں کو لیا اور وہ بھی پہلے سب کو اکٹھا ذکر کر دیا پھر آگے جاکر ایک ایک کا جواب شروع کیا حالانکہ ہر حدیث کا جواب اس کے ساتھ ہی ہونا چاہئے تھا۔ تاکہ معاملہ خلط ملط نہ ہو۔ بہر حال اس کا پہلا جواب ملاحظہ ہو۔

الجواب: روایات کا اجمالی جواب ان سب روایات کے پیش نظر یہی اور متعین ہو جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے **جوامع الکلم** میں اگرچہ وقت یسیر کے اندر واقعات کثیرہ بیان فرمائے ، مگر تھے وہ فتن اور اشراط ساعت کے و علامات قیامت ہی کے بارے میں نہ کہ ہر ہر چیز کے بارے میں جس کا تعلق اس کے منصب ہی سے نہ تھا۔[256]

---

[255] اشعۃ المعات شرح ترجمہ مشکوۃ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 478 کتاب الصلاۃ باب المساجد

[256] کتاب شمس 359

جواب الجواب: اولاً یہ جواب حدیث کے اندر آنے والے عموم الفاظ کے خلاف ہے اور تخصیص کسی دلیل کے ساتھ تو ہو سکتی ہے محض قیاس فاسد سے نہیں۔

مثلاً پہلی حدیث میں ہے۔ **ما ترک شیئا نکرہ تحت النفی** ہے جو کہ مفید عموم ہے۔ اور دوسری حدیث پاک میں **کل شی و عرفت** ہے یہ بھی لفظ عام ہے۔ اسی طرح تیسری حدیث میں **الا ذکر لنا** جو کہ مفید حصر ہے۔ اور چوتھی حدیث میں **ما ھوا کائن فیھا الی یوم القیامہ**۔ اور پانچویں حدیث کے الفاظ بھی عموم پر دال ہیں۔ احادیث کے الفاظ میں تخصیص کا دور دور تک بھی نشان نہیں تو وہابی کا ایسا کرنا یہ عداوت الرسول اور شقاوت قلبی کی دلیل ہے۔

ثانیاً: چلو مان لیتے ہیں کہ وہ خبریں فتن اور علامات قیامت کے بارے میں ہی تھیں مگر وہابی اتنا احمق اور عقل کا اندھا ہے کہ لکھتے ہوئے اتنا ہی نہ سوچا کہ آخر یہ چیزیں بھی تو غیبی امور ہیں۔ اگر صرف یہ چیزیں بھی مان لی جائیں تو علامات قیامت کوئی صرف ایک تو نہیں بیسیوں ہیں پھر ان میں علامات صغری بھی ہیں اور کبری بھی اور فتنے بھی بے شمار ہوں گے۔ جن کی خبریں حضور نے دے دیں تو ان چیزوں کی خبریں دینا یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے؟ پہلے ان چیزوں کا علم ہو گا تو پھر خبریں دیں گے خبر فرع ہے علم کی اگر علم کے بغیر خبر ہو گی تو جھوٹی ہو گی اور حضور کی خبر میں جھوٹ کا احتمال ہی نہیں۔ اب اگر وہابیہ کہیں کہ ان چیزوں کا علم اللہ تعالی نے حضور کو عطا فرمایا تھا اور باقی چیزوں کا علم نہیں عطا فرمایا تھا تو اس پر کوئی دلیل نہیں بلکہ ہم نے ماقبل ذکر کر دیا کہ احادیث میں بیان کردہ الفاظ عموم اس سے آبی ہیں،

بہر حال اگر وہابیہ کا مذکورہ جواب بھی مان لیں تو علم غیب ثابت ہو جاتا ہے۔

ثالثاً: وہابی کے جواب سے اشارۃ یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو قیامت کا علم ہے کیونکہ اشراط قیامت و علامات قیامت وہی بتا سکتا ہے جس کو قیامت کا علم ہو اور جس کو کسی چیز کا علم نہ ہو وہ اس کی علامات بھی نہیں بتا سکتا۔

رابعاً: وہابی کے جواب سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو قیامت تک رونما ہونے والے فتنوں اور علامتوں کی خبر ہے۔ تو اس سے معلوم ہو گیا کہ حضور کو آنے والی کل تو کیا قیامت تک یعنی صدیاں بعد کی خبریں ہیں جبکہ وہابیہ کے مطابق حضور کو آنے والی کل کی بھی خبر نہیں ہے۔ وہابی کے جواب سے ہمارا ہی عقیدہ ثابت ہوا۔

## وہابی کی طرف سے حدیث اول کا جواب

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جو چیز فرمائی ہے وہ صرف فتنے تھے اور فتنے بھی اس عموم کے ساتھ بیان نہیں کئے گئے کہ ہر کہ و مہ فتنہ بیان کیا ہو بلکہ فقط وہی فتنے بیان کئے جن میں لوگوں کی گمراہی کے اسباب زیادہ پائے جاتے ہوں اور قائد فتنہ کی مکاری اور حیلہ سازی سے اس کے چیلے چانٹوں کی تعداد تین سو اور اس سے زائد تک پہنچ سکتی ہو۔[257]

### جواب الجواب:

ذٰلِكَ مَبۡلَغُهُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ ؕ

257 کتاب شمس صفحہ 359

ہمیں تو خیر وہابیہ کے بارے میں پہلے ہی یقین تھا کہ علم کے میدان میں یہ کس درجے پر ہوتے ہیں۔ مگر عوام الناس کو بھی یقین ہو جانا چاہیئے کہ ان کا علم کتنا ہے۔ ہم اصل حدیث بمع ترجمہ ذکر کر دیتے ہیں پھر اس حدیث اور وہابی کی طرف سے اس کے جواب میں مقابلہ خود کر الینا۔

**عن حذیفة** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **قال قام فینا رسول اللہ** ﷺ **مقاما فما ترک شیئا یکون فی مقامه ذالک الی ..............................قیام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه و نسیه من نسیه رواه الشیخان**

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہماری محفل میں رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر تفصیلی خطاب فرمایا کہ آپ نے دنیا کائنات کی کوئی چیز بھی نہ چھوڑی جو ہونے والی تھی قیامت تک ہونے والی ہر چیز بیان فرما دی۔ جس نے یاد رکھنے کی کوشش کی اس کو یاد رہا اور جس نے بھلا دیا تو اس کو بھول گیا۔

قارئین: اندازہ کریں کہ وہابی نے جو مطلب حدیث کا بیان کیا حدیث اس کا ساتھ دیتی ہے۔ کیا اس میں فتنوں کا کہیں ذکر ہے چلو صراحۃ نہ سہی اشارۃ ہی ہو پھر یہ جھوٹی بنیاد اور دیوار بنا کر آگے یہ کہنا کہ فتنے بھی عموم کے ساتھ بیان نہیں کیئے یہ حدیث کی معنوی تحریف ہے یا نہیں؟

کیا اس حدیث میں لوگوں کی گمراہی کے اسباب کا ذکر ہے کوئی قائد فتنہ کا بیان ہے؟

ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ان تمام چیزوں کو بھی بیان فرمایا ہے مگر ان کے حوالے سے دیگر احادیث میں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کی جو تشریح وہابی نے کی ہے وہ کسی محدث عالم فاضل نے بھی نہیں کی ہے۔لہذا یہ تشریح وہابی کو ہی مبارک ہو۔باقی احادیث میں اس کی مزید تشریح بھی آجائے گی اور وہابی کا جواب بھی ہو گا۔

**فائدہ** :حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مقام پر حضرت عمرو بن اخطب انصاری سے مروی حدیث بحوالہ مسلم ذکر کی ہے جو ہمارے عقیدے کی روشن دلیل ہے۔لیکن وہابی نے اس کو بالکل نظر انداز کرنے میں ہی عافیت سمجھی نہ حدیث لکھی نہ ترجمہ بلکہ من مانی تشریح جو دبے لفظوں میں شکست خوردہ ہونے کی دلیل ہے۔

## وہابی کی طرف سے دوسری تیسری دلیل کا جواب

فتجلی لی کلی شئی و عرفت جوابِ اول:

(01) یہ حدیث ترمذی کے متن میں نہیں ہے بلکہ حاشیہ پر ایک نسخے کا حوالہ دے کر یہ عبارت بمع سند و متن حدیث نقل کی گئی ہے۔

(02)اس حدیث کی ایک سند میں ایک راوی عبد الرحمٰن بن عائش حضرمی ہے۔ اس کی صحابیت میں اختلاف ہے۔

(03)ان سے صرف حدیث رویئت منقول ہے۔

ان کی حدیث مضطرب حدیث ضعیف ہے یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے سب ضعیف ہیں۔

اقول امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اس حدیث کو حسن صحیح قرار دینا اور یہ بھی سندوں کی طرف اشارہ ہے تو اب اس حدیث کے صحیح معتبر قابل حجت ہونے میں شک نہ رہا پھر امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی اس کو صحیح قرار دینا یہ سونے پر سہاگہ ہے۔لہذا اب بھی اس کو ضعیف و مضطرب کہنا یہ زیادتی ہے۔

ثانیاً: وہابی صاحب کہتے ہیں حاشیہ پر ایک نسخے کا حوالہ دے کر یہ عبارت بمع سند و متن حدیث نقل کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جامع ترمذی کے ایک اصل نسخے میں یہ عبارت موجود تھی مگر وہابیہ کی تحریف سے اس کو بعد والے نسخے میں سے نکال دیا گیا کیونکہ وہابیہ کے مکتبوں سے ترمذی چھپتی آرہی ہے۔ لہذا ہمارے نزدیک وہی نسخہ معتبر ہوگا۔

ثالثاً: یہ حدیث دارمی شریف میں انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے اور شرح السنہ میں بھی موجود ہے اور اس کے راوی صرف عبدالرحمن بن عائش حضرمی نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس حضرت معاذ بن جبل بھی ہیں تو کیا سب کو ضعیف قرار دیا جائے گا؟

رابعاً: بالفرض اگر مان لیا جائے کہ عبدالرحمن صحابی نہیں تو حدیث مرسل ہوگی مرسل کا حکم جمہور علماء کے نزدیک وہ قابل حجت ہے۔

خامساً: بالفرض مان بھی لیا جائے کہ حدیث ضعیف ہے تو مسئلہ علم غیب ایک ظنی مسئلہ و نظریہ بلکہ اس کا تعلق فضائل سے ہے۔ تو اس میں ضعیف حدیث بلا خلاف معتبر ہوتی ہے،

سادساً: امام بیہقی کی بات ہمارے حق میں ہے۔ اولاً تو اس لیے کہ طرق کا لفظ جمع کا صیغہ ہے جس کا اطلاق کم از کم تین پر ہو گا تو معلوم ہوا بہت سارے طرق سے یہ حدیث آئی ہے اب اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ طرق ضعیف ہیں تو فن حدیث سے تھوڑی سی واقفیت اور سوجھ بوجھ رکھنے والا جانتا ہے کہ ضعیف روایت متعدد طرق سے مروی ہو تو وہ قابل اعتبار اور قابل حجت ہو جاتی ہے ۔

## وہابی کا جہل

وہابی صاحب لکھتے ہیں ایسے اہل معاملہ اور بنیادی عقیدہ میں اسی (ضعیف) کو پیش کرنا اصول کے لحاظ سے درست نہیں ہے۔

اقول:: کتنا بڑا جاہل اور احمق ہے کہ عقیدہ علم غیب کو بنیادی عقیدہ کہتا ہے حالانکہ ہمارے بزرگوں نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ علم غیب کے منکر پر کفر کا فتوی نہیں ہے اور یہ ظنی مسئلہ ہے۔ قطعی و بنیادی مسئلہ نہیں ہے۔

## حدیث مذکور کا جواب ثانی وہابی کی طرف سے

یہ حدیث نصِ قطعی قرآن کی آیت مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ کے خلاف ہے۔ لہذا قابل قبول نہیں خلاصہ۔

جواب الجواب: یہ بھی وہابی کی جہالت ہے کہ حدیث آیت قرآن کے مخالف ہے اور معارض ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حدیث اور آیت میں کوئی ٹکراؤ یا مخالفت بالکل ہے ہی نہیں۔ حدیث پاک کچھ اس طرح ہے:

قال رسول اللہ ﷺ رئیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیما یختصم الملاء الا علی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیَّ فعلمت ما فی السموات والارض

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا بہترین صورت میں رب تعالی نے پوچھا کہ مقرب فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے تھے میں نے عرض کیا میرے مالک تو ہی بہتر جانتا ہے تو پھر رب تعالیٰ نے اپنے دست قدرت کی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی تو پھر جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ سب میں نے جان لیا۔

اس حدیث کے مطابق حضور کو پہلے علم نہ تھا کہ فرشتے کس چیز میں جھگڑا کر رہے ہیں مگر جب اللہ تعالی نے دست قدرت رکھا تو پھر حضور کو صرف فرشتوں کا جھگڑا کیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا سب کا علم حاصل ہو گیا۔ تو قرآن کی آیت مبارکہ میں وضع ید سے قبل کا حال بیان کیا اور حدیث میں دونوں احوال مذکور ہیں بلکہ مشکوۃ شریف میں تو یہاں تک ہے کہ اللہ تعالی نے جب حضور سے سوال فرمایا تو آپ حضور نے نعم میں جواب دے کر فرشتوں کا جن کلمات کے اللہ تعالی کی

بارگاہ میں لے جانے پر جھگڑا تھا وہ بھی بیان فرمادیئے ظاہر ہے یہ بھی وضع ید کے بعد ہی ہوا گا۔

## وہابی کی طرف سے تیسرا جواب

(خلاصہ) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ حدیث کا خاص مطلب بیان کیا ہے لہذا اس کا مطلب عموم والا لینا درست نہیں۔

جواب الجواب اولاً: ہم حضرت شاہ ولی اللہ کی تفہیمات الہیہ کا جواب پہلے دے چکے ہیں اعادہ کی حاجت نہیں وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ثانیاً: ہم حضرت شاہ محدث و محقق علی الاطلاق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریحات ذکر کر چکے ہیں جو کہ مسلم بین الفریقین ہیں۔ اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریحات بھی گزر چکی ہیں۔

جو کہ خاتم المتاخرین منالاحناف ہیں۔ اگر علماء اہل سنت وجماعت بریلوی حضرات کا نظریہ و عقیدہ شرک ہے تو پھر یہ دونوں بزرگ بھی مشرک ہیں۔ اور یہ فتوی بڑی دور دور تک چلا جائے گا۔ لہذا ہم پر فتوی لگانے سے پہلے یہ غور کر لیا جائے۔

## وہابی کی طرف سے تیسری حدیث کا جواب

اس حدیث کی سند میں اشیاخ کا ذکر ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ اشیاخ کون اور کیسے تھے۔ لہذا حدیث کی سند مجہول ہے احتجاج درست نہیں ہے۔ اور مزید لکھتا ہے معلوم ہوا کہ پرندوں کے متعلق آپ نے صرف وہ احکام بیان فرمائے ہیں جو حلال و حرام

وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جن کا شریعت میں بیان کرنا ضروری ہے۔ الخ

جواب الجواب: یہ حدیث مسند احمد میں بھی ہے اور طبرانی میں بھی اور دیگر کتب حدیث میں بھی اور سندیں مختلف ہیں اگر کوئی ایک آدھی سند میں کچھ ضعف آ بھی گیا تو دیگر قوی سندو کے ہوتے ہوئے اس کو ضعیف نہیں قرار دیا جائے گا۔

ثانیاً: وہابی صاحب نے اپنے مطلب کے مطابق جو مفہوم سامنے آیا اس کو لے لیا جو ظاہری بلکہ حقیقی عموم الفاظ کے مطابق جو معنی تھا اس کو بالکل نظر انداز کر دیا ۔امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 923ھ فرماتے ہیں :

ای ذکر لنا من طیرانہ علما یتعلق بہ فکیف بغیرہ مما یھمنا فی الارض و هذا تمثیل لبیان کل شئی تفصیلا تارۃ و اجمالا اخری و المعنی لم یدع شیئا الا بینہ لنا بحیث لا یخفی علینا شئی بعدہ [258]

(اور فرماتے ہیں) و فی روایۃ الا ذکر لنا منہ علماً

ترجمہ: یعنی حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں بیان فرما دیا پرندے کے اڑنے کے حوالے سے ایسا علم جو اس کے اڑنے سے تعلق رکھتا تھا۔ تو اس کے علاوہ چیزوں کا کیا عالم ہو گا جو ہمیں زمین میں پیش آتی ہیں۔ یہ ہر چیز کے کھلم کھلے بیان کی مثال پیش کرنا ہے بعض اوقات تفصیلی طور پر اور بعض اوقات اجمالی طور پر اور حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ حضور نے دنیا کائنات کی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر اس کو

---

[258] زرقانی علی المواہب جلد 10 ص 126

ہمیں اچھی طرح بیان فرما دیا۔اس طرح کہ آپ کے بعد بھی کوئی چیز ہم پر پوشیدہ نہ رہی، اور ایک اور روایت میں یہ ہے کہ آپ نے ہمیں ہر چیز کے حوالے سے کچھ نہ کچھ علم بیان فرما دیا۔**سبحان اللہ وبحمدہ**

جو مطلب حضرت محدث طاہر پٹنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا ہمیں اس کا بھی انکار نہیں مگر بات اس سے بھی آگے کی ہے کہ کیا صرف احکام شرع بیان کیے یا امور غیبیہ بھی بیان فرمائے ۔ تو اس حدیث میں دونوں چیزیں مراد ہیں چونکہ وہابیہ نے تحیہ کر رکھا ہے کہ حضور کے علوم کو محدود کرنا ہے اس لیے شریعت تک محدود کر دیا۔

## وہابی کی طرف سے چوتھی حدیث کا جواب

(یہ حدیث ضعیف ہے) جواب الجواب اولاً: بالفرض مان لیا جائے کہ ضعیف ہے از روئے سند کے تو حضور کے فضائل و کمالات بیان کرنے میں چل جائے گی۔

ثانیاً: یہ اعتراض امام طبرانی ابو نعیم امام قسطلانی زرقانی ان سب پر ہو گا کہ ان حضرات نے انباء غیب کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے اس حدیث کو دلیل بنایا ہے۔ان میں سے ہر ایک حدیث کا امام ہے ان پر یہ بات کیسے مخفی رہی؟

## وہابی کی طرف سے پانچویں حدیث کا جواب

اس حدیث میں عموم استغراق حقیقی مراد لینا بھی باطل ہے ۔ حضرت عمر خود فرماتے ہیں کہ حضور نے سود کو کھول کر ہمارے سامنے بیان نہیں فرمایا

جواب الجواب: ہزاروں لاکھوں باتوں میں سے ایک آدھی بات رہ گئی تو کیا علم غیب میں فرق آگیا۔

ثانیاً: وہابی نے خود بیان کیا کہ کھول کر بیان نہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے اجمالا بیان فرمایا تفصیلا بیان نہ کیا۔

ثالثاً: سودی معاملات کے حوالے سے حضور کی بہت ساری احادیث موجود ہیں۔ مثلا الحنطة بالحنطة الخ کل قرض جر نفعا فھو ربوا وغیرہ تو یہ سود کا اجمالی بیان ہے۔ لہذا حدیث اپنے عموم پر ہی باقی رہے گی جیسا کہ ظاہری الفاظ میں ہے تاکید کسی دلیل کے ساتھ ہوگی۔

رابعاً: وہابیہ کے مطابق حضور کو مکمل شریعت کا علم دیا گیا تو سود بھی تو شرعی معاملہ ہے اس کا علم کیوں نہ دیا گیا؟

## پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر وہابی کا ایک اور الزام

حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب میں فرمایا تھا کہ اطلاع علی الغیب عین نبوت کا ہے۔ جیسے مواھب الدنیہ سے ثابت ہوتا ہے یا لازم نبوت کا ہے۔ جیسے جمہور کا خیال ہے کہ نبی واسطے بیان رضائے خدا و عدم رضا کے آتا ہے۔ اور یہ غیب ہے ھذا ھو التحقیق پس انکار علم غیب نبی کا عین انکار نبی کا ہے۔ پس وہابی لوگ نبی کے منکر ہیں۔ آخری سطر والی عبارت پر وہابی نے اعتراض کیا ہے۔ بلکہ الزام لگایا ہے۔ اسی کے لفظوں میں ملاحظہ ہو: یہ بھی صاحب

نجم الرحمن کا جھوٹ ہے کہ انکار علم غیب نبی کا انکار ہے۔

الجواب :جب حضرت صاحب نجم الرحمن نے مواھب لدنیہ کے حوالے سے یا جمہور کے حوالے سے اس بات کو بیان فرمایا تو ان پر اعتراض کیوں ؟ یہ اعتراض تو صاحب مواھب یا جمہور پر کیا جائے۔

اس کی مزید تفصیل دیکھنے کے لیے مواھب لدنیہ جلد نمبر 1 سوال 384 **الفصل الاول فی ذکر اسماء ہ الشریفة ا لمنبئة عن کمال صفاته المنیفة** کا مطالعہ فرمائیں۔

ثانیاً:شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مواھب لدنیہ شریف میں ایک پوری فصل **المقصد الثامن** کی فصل ثالث جو کہ کئ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اور پھر اس کی شرح زرقانی شریف میں جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 111 سے لے کر صفحہ نمبر 182 تک صرف اور صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی خبروں کو ذکر فرمایا ہے۔ عنوان اس طرح ہے :

الفصل الثالث فی انباءہ بالانباء المغیبات

یعنی تیسری فصل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی امور کی خبریں دینے کے بیان میں ہے ۔ہم یہاں حضرت پپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید میں کچھ باتیں شرح زرقانی سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا :

فکل ماور دعنه علیه الصلوٰة والسلام من الانباء المنبئة عن الغیوب لیس ھو الا من اعلام اللہ له به ۔ اعلاما علی ثبوت نبوۃ و دلائل علی صدق

رسالته۔

شرح زر قانی:

لتكون تلك الغيوب ( اعلاما) بفتح الهمزه جمع علم اى دلائل ( على ثبوت نبوته و دلائل) اى علامات ( على صدق رسالته) عطف تفسير وقد تواترتِ الاخبار و اتفقت معانيها على اطلاعه ﷺ على الغيب كما قال عياض ولا ينافى الآيات الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله و قوله لو كنت اعلم الغيب لا ستكثرت من الخير لان المنفى علمه من غير واسطة كما افاده المتن اما اطلاعه عليه باعلام الله فمحقق لقوله الا من ارتضىٰ من رسولٍ قال فى لطائف المنن اطلاع العبد على غيب من غيوب الله بنور منه بدليل خبر اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله لا يستغرب و هو معنى كنت بصره الذى يبصر به فمن كان الحق بصره اطلعه على غيبه فلا يستغرب۔[259]

ترجمہ مع شرح: وہ تمام خبریں جو آنحضور ﷺ سے وارد ہوئی ہیں۔ یعنی ان خبروں کے حوالے سے جو غیبی چیزوں کی خبریں دینے والی ہیں وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حضور نبی کریم ﷺ کو اعلام یعنی علم عطا کرنے سے ہیں۔ تاکہ وہ غیبی خبریں علامات اور دلیلیں بن جائیں۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت کے ثبوت پر اور دلائل علامات ہو جائیں آپ کی رسالت کی سچائی پر (کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں) یہ عطف تفسیری ہے۔ تواتر کے ساتھ احادیث ملتی ہیں۔ اور ان کے معنی بھی متفق ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ کو غیب پر اطلاع دی گئی ہے۔ جیسا کہ

259 زر قانی شرح مواہب جلد 10 ص 112 مطبوعہ لاہور

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

(وہابیہ کے مشہور اور اہم اعتراض کا جواب)

اور یہ حضور کے لیے غیب کا ثبوت ان آیات کے منافی نہیں ہے۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا اور قول باری تعالی بزبان حضور لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ

(وہابیہ کے اعتراض کا جواب)

اس لیے کہ جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے (غیر اللہ سے) وہ علم غیب بلا واسطہ ہے (اور جو ثابت ہے وہ بالواسطہ ہے) جیسا کہ متن نے یہی فائدہ دیا ہے بہر حال آنحضور ﷺ کا غیب پر مطلع ہونا اللہ تعالی کے علم عطا کرنے سے یہ تحقیق شدہ ثابت شدہ امر ہے۔ دلیل اللہ کا فرمان اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ہے۔

**لطائف المنن** میں کہا اللہ تعالی کے غیوب میں سے کسی غیب پر کسی بندے کا مطلع ہونا یہ اللہ کے نور کے ساتھ ہو گا۔ اس کی دلیل حدیث پاک میں ہے مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالی کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ اور یہی معنی ہے۔ میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ دیکھتا ہے جس بندے کی آنکھیں خود حق تعالیٰ ہو جائے تو اس کو غیب پر مطلع کر دینا یہ کوئی عجیب بات نہیں۔

## حاصل ہونے والے فوائد

1۔ اعلام اللہ یعنی اللہ تعالی کی تعلیم و اعلام سے ہی حضور امور غیبیہ جانتے ہیں۔

2۔ یہ غیبی امور حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ثبوت پر دلائل اور علامات ہیں۔ یعنی ان غیبی خبروں سے ہی پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالی کے سچے نبی ہیں۔ اس لحاظ سے ان غیبی خبروں کا انکار اعلام اللہ، اطلاع اللہ کا انکار کرنا یہ حضور کی نبوت کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ نبوت و رسالت دعوی ہے اور اس پر یہ غیوب دلائل و علامات ہیں تو جب دلائل کا ہی انکار ہو گا تو دعوی کہاں سے ثابت ہو گا۔

3۔ حضور نبی کریم ﷺ کے غیب پر مطلع ہونے پر اتنی احادیث ہیں کہ وہ حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اور ان کے معانی بھی متفق ہیں۔ حضرت قاضی عیاض مالکی نے بھی یہ بات ذکر فرمائی ہے۔

4۔ جن آیات و احادیث میں غیر اللہ سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ تو اس سے مراد علم غیب بلاواسطہ ہے، بلاواسطہ علم غیب صرف اللہ تعالی کو ہے اور یہی خاصہ خداوندی ہے جو اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ بالواسطہ علم غیب اللہ کے بندوں کو بھی حاصل ہے۔

5۔ علم غیب دو قسم کا ہوتا ہے بلاواسطہ بالواسطہ اول کی غیر اللہ سے نفی ہے لیکن ثانی کی غیر اللہ سے نفی نہیں ہے۔ جیسا کہ واضح الفاظ ہیں۔

لان المنفی علمه من غیر واسطة

6۔ اللہ تعالی کے اعلام و تعلیم کے ساتھ غیوب پر مطلع ہونا یہ قرآن و سنت سے محقق و ثابت شدہ عقیدہ ہے۔

كما قال اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

7۔لطائف المنن امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب یہ علامہ زرقانی کی نظر میں معتبر ترین کتاب ہے۔ اسی لیے اس کے حوالے سے مسئلہ علم غیب کو بیان فرمایا ہے۔ہم تو ان کی مانیں گے اگرچہ وہابیہ کہتے رہیں کہ یہ غیر معتبر کتاب ہے۔

8۔ حضور نبی کریم ﷺ کا غیوب پر مطلع ہونا یہ ایسا عقیدہ ہے کہ اخبار احادیا ضعاف سے بھی ثابت ہو جاتاہے جیسا کہ صاحب مواہب لدنیہ نے اسی عقیدے کے ثبوت پر وہی احادیث پیش کیں۔ جن کو پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیش کیا ہے اور وہابی نے ان کو ضعیف وغیرہ کہہ کر رد کر دیا ہے۔

## فائدہ :مواہب اور زرقانی کی عظمت وشان

ہو سکتا ہے لطائف المنن کی طرح وہابی صاحب زرقانی شریف اور مواہب شریف کو غیر معتبر قرار دیں۔ مگر ہم ایسا نہیں کرنے دیں گے۔وہابیہ دیوبندیہ کے معتبر عالم مشہور سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت النبی میں تحریر کرتے ہیں :زرقانی علی المواہب لدنیہ کی شرح ہے اور حقیقت یہ ہے کہ سہیلی کے بعد کوئی کتاب اس جامعیت اور تحقیق سے نہیں لکھی گئی آٹھ جلدوں میں ہے۔اور مصر میں چھپ گئی ہے۔[260]

نیز علماء دیوبند کے سرخیل بیماران دیوبند کے حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانوی صاحب نے مواہب اور زرقانی کے اپنی کتاب نشر وطیب میں بار بار حوالے دیئے ہیں۔جب یہ اتنی معتبر ہیں تو جن کے حوالے امام قسطلانی وزرقانی دیں تو وہ کیوں غیر

260 سیرت النبی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 37

معتبر ہو جائیں گی۔

## علماء دیوبند سے مخلصانہ گزارش

ہم اپنے مخالف فریق علماء دیوبند سے خلوصِ دل و نیت سے کشیدگی کو کم کرنے کے لیے گزارش کریں گے کہ جناب آپ لوگوں نے جن احادیث کو ضعیف کہہ کر رد کر دیا حضرت ابن رواحہ اور حسان بن ثابت کے اشعار کو جو کہ اثبات علم غیب میں پیش کئے گئے آپ نے مسترد کر دیا۔ محض اس وجہ سے کہ وہ حضرت پپلانوی نے پیش کئے تھے۔ اور لطائف منن کو بھی اسی وجہ سے رد کر دیا۔

گزارش یہ ہے کہ آپ حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو درمیان میں لائے بغیر صرف اتنا سوچ لیں کہ یہ حدیث اور یہی اشعار اور یہی کتاب امام زرقانی و قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغیر کسی قسم کے ضعف و نکیر کے ان چیزوں کو کھلے دل سے قبول کیا ہے۔ اور پھر مسئلہ و عقیدہ بھی وہی بیان ہو رہا ہے یعنی غیب پر مطلع ہونا غیبی خبریں دینا۔

جب مسئلہ و عقیدہ بھی وہی ہے دلائل بھی وہی ہیں بلکہ کئی گنا زائد ہیں۔ اور امامین بھی مسلم ہستیاں ہیں تو چلو پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نہیں مانتے ہو۔ ان اماموں کی بات مان لو ہم بھی مان لیتے ہیں۔ آپ بھی مان لیں اختلاف ختم ہو جائے گا۔ اگر کوئی شک ہو تو ان کی کتابیں دیکھ لی جائیں۔ پھر حضرت ملا علی قاری حضرت محقق علی الاطلاق دہلوی کی تشریحات بھی بہت اعلیٰ ہیں وہی مان لی جائیں۔ ہمیں کھلے دل سے اعتراف ہے کہ ہمارے ان آئمہ حضرات نے علم غیب کو خاصہ خداوندی قرار دیا

ہے۔ مگر اس سے مراد علم غیب ذاتی ہے اور بلا واسطہ اور یہ واقعہ ہی خاصہ خدا ہے ۔ہمارے اعلی حضرت تاجدار بریلی امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود فتوی دیتے ہیں : (علم غیب ذاتی) تو صرف ذات باری تعالی سے ہی مخصوص ہے ۔کسی غیر اللہ کا اس علم میں حصہ نہیں ہے۔ اور جہاں میں ایسا علم کسی کے لیے ثابت نہیں کیا جا سکتا، جو شخص کسی کے لیے ایک ذرہ سے کم تر بھی ذاتی علم ثابت کرے گا وہ یقینا مشرک ہو جائے گا، اور تباہ و برباد ہو گا[261]

چلو غصے کو جانے دو شاید امام احمد رضا خان کا نام سن کر غصہ و طیش اور تپش آ جائے ۔تو چلو اپنے ہی امام کی مان لو ہمارا مقصد تو آپ سے منوانا ہے جس طرح مرضی مان لو۔ علماء دیوبند کے امام الطائفہ و عارف باللہ جناب مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب جو کہ مولوی حسین علی واں بھچراں کے بھی استاد ہیں تحریر کرتے ہیں:

جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالی کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے۔ اس کی امامت اور اس سے میل جول و محبت و مودت سب حرام ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ[262]

یعنی دو باتیں ہوں گی تو کفر ثابت ہو گا علم غیب بھی ثابت کرے اور اللہ کے علم کے برابر بھی جانے۔ جبکہ بریلوی حضرات میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے۔

---

261 (الدولۃ المکیہ اردو ص 50 مطبوعہ لاہور)

262 فتاوی رشیدیہ صفحہ 14، 15

توپھر بھی ہماراہی عقیدہ ثابت ہوا۔ آؤ اسی عقیدے پر متحد ہوجائیں

واللہ الھادی الی سواء السبیل

## علماءبریلویہ منکرین نبوت ہیں یاعلماء دیوبند؟

قارئین: وہابی صاحب نے ایک الزام عائد کرنے کی کوشش کی علماء بریلویہ منکرین نبوت ہیں۔ اور اس پر بنیاد و جواز اور دلیل صرف اس چیز کو بنایا کہ بعض علماء بریلویہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف بظاہر خلاف اولی کی نسبت کی ہے۔لہذا اس وجہ سے وہ منکر نبوت ہوگئے۔

الجواب: جناب کم از کم پہلے اپنے علماء کی خبر لیتے اگر محض اتنی بات سے بندہ منکر نبوت ہوتا ہے توپھر ذنب بلکہ گناہ کی حقیقی نسبت جو تمہارے علماء نے حضور کی طرف کی ہوئی ہے وہ توبطریق اولی منکرین نبوت ہوگئے۔

کیونکہ ہمارے علماء نے توصرف خلاف اولی کہا اور یہ گناہ نہیں اور تمہارے علماء نے نبی کریم ﷺ کو بلاواسطہ گنہگار لکھا جیسا کہ تھانوی صاحب کے ترجمہ قرآن سے ظاہر ہے۔اور باقی علماء دیوبند کا بھی یہی حال ہے۔لہذا پہلے اپنے گھر کی خبر لے لیں

## فقہ حنفی کی تعظیم یاتوہین؟

وہابی صاحب نے حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر افتراءپردازی کی ہے۔

صاحب نجم الرحمن نے حقارۃ لکھ دیا کہ یہ فقہ یہودیوں کی ہے میں نہیں مانتا۔[263]

[263] کتاب شمس ص 371

الجواب : حضرت پپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو فرمایا وہ بالکل برحق فرمایا فقہ موسویہ خراسانیہ یہودیوں کی ہے میں نہیں مانتا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ نجم الرحمن جدید میں یہودیوں کا لفظ نہیں ہے۔ بالفرض اگر قدیم میں ہو بھی تو اس سے مراد وہ فقہا اور فقہ ہے جو قوی اور ضعیف اقوال میں فرق نہیں کرتے اور مسئلہ تکفیر میں احتیاط سے کام نہیں لیتے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پہ لوگوں کو کافر بنا دیتے ہیں۔ جیسا کہ آپنے چند مسائل ذکر کر کے آخر میں فرمایا ہے:

یہ فتاوی جات تجاوز حدود اللہ سے ہیں

وَمَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ [264]

اصل میں ہوا اس طرح کہ بعض غیر محتاط فقہاء نے علم غیب کے معتقد پر مطلقاً کفر کا فتوی جڑ دیا تھا۔ کہ محض اتنے عقیدے سے وہ کافر ہو گیا۔ اور ان فقہاء نے آئمہ اعلام کا بیان کردہ ضابطہ و قانون تکفیر جو کہ تنویر وشامی میں ہے کہ اگر روایا تصحیحہ ننانوے کفر کی ہوں اور ایک روایت ضعیف اگر غیر مذہب سے بھی ہو تو مذاہب اربع سے اسلام کی ہو تو مسلمان کو کافر نہ کہنا چاہئے ۔پس جو شخص ایک ضعیف روایت پر بعض اولیاء اللہ کو خصوصا اور اکثر خلق اللہ کو عموما کفر کا فتوی دے دے پرلے درجے کا پاگل یہ مطابق ان فقہاء کے ہوا یا نہ ہوا۔ [265]

فقہ موسویہ خراسانیہ کا مطلب بالکل واضح طور پر سمجھ آگیا ہو گا۔ لہذا یہ فقہ حنفی کی

264 نجم الرحمن ص 173

265 نجم الرحمن صفحہ 175

حقارت نہیں ہوئی بلکہ حضرت پپلانوی تحریر فرماتے ہیں : فقہ امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مروی بظاہر روایت مندرج فی قال اللہ وقال الرسول ہے۔ اس واسطے کہ قیاس مظہر ہے نہ کہ مثبت۔ پس فضول سے نہ ہو گی۔(اور پھر آپ فرماتے ہیں )میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کسی معتبر کتاب فقہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں فتوی کفر معتقد علم غیب الرسول کا موجود نہیں۔[266]

مذکورہ عبارت کے بعد وہ عبارت ہے جو وہابی نے پیش کی ہے۔ اور فقہ موسویہ خراسانیہ معتبر نہیں اس کو میں ہر گز نہیں مانتا۔ اللہ اکبر بات کتنی واضح ہے مگر وہابی صاحب نے انتہائی مکاری سے کام لیا ہے۔

## فقہاء کی عبارت کا مطلب

وہابی مکار نے فقہاء کرام کی عبارات پیش کرنے میں انتہائی مکاری قطع و برید سے کام لیا۔ اور اس کا جواب خود قبلہ پپلانوی صاحب نے لکھ دیا ہے۔ مگر وہابی نے پھر وہ عبارت ذکر کر دی تاکہ خانہ پری ہو جائے ملاحظہ ہو:

اکثر عبارات فقہاء عظام جو رسالہ وہابیوں والا میں ہیں ان میں بڑی دھوکہ بازی کی گئ ہے اور عوام کو جاننا چاہیئے دغا بازوں نے عبارات فقہائے عظام کو مسخ کر کے لائے ہیں۔ اور اپنے مطلب کے مطابق جو کلمہ تھا وہ لائے اور جو کلمہ مخالف تھا اس کو کاٹ دیا دیکھو ایک دھوکہ بازی ان کی دیکھ کر باقی اس پر قیاس کرو رسالہ وہابیہ میں شامی 3

266 نجم الرحمن صفحہ 173

صفحہ 306 س 10 کی عبارت یہ تحریر ہے۔

و حاصله ان دعوی علم الغیب معارضة لنص القرآن فیکفر بها

اور اصل عبارت شامی 3 صفحہ 302 س 10 میں یہ ہے۔

قلت و حاصله ان دعوی علم الغیب معارضة لنص القرآن فیکفر بها الا اذا اسند ذالک صریحاً او دلالة الیٰ سبب من الله تعالیٰ کوحی او الهام و کذا اسنده الیٰ امارة عادیة بجعل الله تعالیٰ قال صاحب الهدایة فی کتابه مختارات النوازل و لو لم یعتقد بقضاء الله تعالیٰ او ادعی علم الغیب بنفسه یکفره ((ببیں تفاوت راه از کجا است تابه کجا))

دیکھو کس قدر دھوکہ بازی کی ہے ان دھوکہ بازوں نے شاید انہوں نے یہ سمجھا ہو گا کہ عوام کی طرح خواص بھی ہماری بے ایمانیوں پر مطلع نہ ہوں گے۔ آیا فقہ کی روایات اس شخص کے سامنے پیش کرتے ہو جس کی فقہ کی خدمت کرتے عمر گزر گئی اور جس شخص نے علم فقہ کی اس قدر خدمت کی ہے، کہ صوبہ پنجاب میں تو کیا بلکہ تمام ہندوستان میں بھی کسی نے نہ کی ہو گی۔ **اما بنعمة ربک فحدث**

## لفظ قالو قاضی خان میں ضعف کی طرف اشارہ ہے یا نہیں؟

وہابی چال باز نے حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اعتراض اٹھایا ہے کہ یہ اعتراض صاحب نجم الرحمن کا سراسر باطل اور مردود ہے۔

اولاً: اس لئے کہ لفظ قیل یا روی وغیرہ تمریض کے صیغے ہیں۔ لفظ قالو جو جمہور حضرات فقہا کرام کے نزدیک بیان حال واقعی کے لیے آتا ہے جس میں پوری ذمہ

داری سے وہ نقل کرتے ہیں یہاں اکیلے دو اکیلے کی ذاتی رائے کا سوال نہیں ہے۔[267]

الجواب۔1۔ فتح القدیر شرح ہدایہ 2۔ رد المحتار 3۔ العقود الدریہ 4۔ الفوائد البھیہ 5۔ عمدۃ الرِعایہ فی حل شرح وقایہ 6۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی۔ ان تمام کتابوں میں وہی بات لکھی جو قبلہ پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

فتح القدیر شرح ھدایہ میں عبارت ہے۔عادتہ فی مثلہ افادۃ الضعف اور العقود الدرایہ فی تشبیع الفتاوی الحامدیہ میں ہے لفظ قالو اشارۃ الی الضعف مؤخر الذکر میں تو قاضی خان کا خاص مسلک بنسبت لفظ قالو بیان کیا ہے۔لہذا وہابی صاحب کی کم علمی و احمقانہ پن ہے کہ لفظ قالو ہر جگہ قوی قول کو بیان کرنے کے لیے ہے۔ صدق الشیخ پپلانوی و کذب الوہابی قابل غور بات یہ ہے کہ وہابی صاحب نے اپنے دعوی کے ثبوت پر ایک حوالہ بھی پیش نہ کیا اور دعوی کتنا بڑا کر دیا۔ مگر حضرت پپلانوی نے نصف درجن حوالے بطور ثبوت پیش کر دیئے مگر وہ پھر بھی قبول نہیں ہیں۔ نیز یہاں وہابی نے اولاً تو بولا اس کے مقابلے میں ثانیاً جواب ہی بیچارہ بھول گیا اور جو اولاً سے جواب دیا وہ بھی بغیر کسی ثبوت کے۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ وہابیہ نے ہمیشہ ہر جگہ مکاری و عیاری سے ہی کام لیا ہے۔ قرآن کی آیات آدھی پڑھیں گے آدھی چھوڑ دیں گے۔ اسی طرح فقہا کی عبارات

---

267 کتاب شمس ص 373

اپنے مطلب کے مطابق لے لیتے ہیں اور ماقبل ومابعد جو اپنے خلاف تھیں ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔اس کی ایک مثال عنقریب بحوالہ نجم الرحمن گزری ہے۔ اور ایک مثال ہم ماقبل شرح فقہ اکبر کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں۔

## پیر کو ہر چیز کی خبر ہے یا نہیں

وہابی مولوی نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ بریلوی کہتے ہیں صاحب نجم الرحمن لکھتے ہیں ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو جانتا نہ ہو جو یوم **الست بربکم** سے لے کر جنت یا دوزخ میں پہنچنے تک ہیں۔ یعنی ہر مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات جلی ازل سے ابد تک نہ جانتا ہو۔ اور دوسری جگہ یوں لکھا کہ کسی عورت کو حمل قرار نہیں پاتا مگر وہ اسے جانتا اور دیکھتا ہے۔[268]

الجواب: اس اعتراض کا بڑا تفصیلی جواب ہمارے محترم بھائی مولانا نعیم عباس نے نجم الرحمن جدید ارشاد سوم میں بحوالہ مفتی محمد حسین شوق نقل فرمایا ہے صفحہ 61 تا 63 پر موجود ہے جب اس اعتراض کا جواب اشاعت ثانی و ثالث میں بڑی تفصیل سے آچکا ہے۔ تو یہ اعتراض کرنے کا اب کیا جواز رہ گیا مگر وہابی نے اوراق سے سیاہ کرنے تھے اور کر دیے۔

268 کتاب شمس صفحہ 373

## ایک اصولی جواب

حضرت قبلہ پپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو معتبر کتابوں الکبریت الاحمر صفحہ 30 جلد نمبر 2 اور لطائف منن صفحہ 480 کے حوالوں سے امام شعرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اور انہوں نے سیدی علی الخواص کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ تو اس طرح حضرت پپلا نوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو صرف ناقل ہیں اور ناقل کی ذمہ داری صرف منقول کا ثبوت پیش کرنا ہوتی ہے جو کہ انہوں نے پیش کر دیا ہے۔ اب وہ بری ذمہ ہیں۔ امام شعرانی اور سیدی علی الخواص مسلم بین الفریقین ہیں۔ اب اعتراض کرنا ہے تو ان پر کیا جائے نہ کہ حضرت پپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر۔ لہذا پپلا نوی صاحب پر یہ اعتراض اصولا بھی درست نہیں ہے۔

## وہابی کی منافقانہ دوغلہ پالیسی

وہابی اپنی پوری کتاب میں بار بار یہ مطالبہ کرتا رہا کہ قرآن وحدیث سے قطعی دلیل پیش کرو بزرگوں کے ملفوظات بالکل معتبر نہیں تصوف معتبر نہیں۔
لیکن جب اپنی باری آئی تو یہ ساری چیزیں بھول گئیں پھر حضرت خواجہ قندھاری کا قول اور وہ بھی ایک نہیں کئی قبول ہو گئے یہی وہابیہ کی منافقت اور دورنگی ہے جس نے ان کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ خواجہ دوست محمد قندھاری کے ملفوظات چونکہ اپنے حق میں تھے چل گئے مگر ان کے مقابلے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو طریقت میں مجتہد مطلق ہیں ان کا

فرمان **نفحات الانس** سے موجود ہے اور آج کل کے اکثر وہابی اپنے آپ کو وہابی کی بجائے نقشبندی بھی لکھتے ہیں۔ مگر اس سلسلہ نقشبندیہ کے سردار کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔اسی طرح بایزید بسطامی جو یقینا حضرت خواجہ قندھاری سے بدرجہا بہتر ہیں۔ ان کی بات بھی قبول نہیں۔ حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ملا علی قاری کی شرح مشکوٰۃ اور مرقاۃ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے

**لو وقع العالم الف الف مرۃ فی زاویۃ من زوایا قلب العارف ما احس بہ**[269]

ترجمہ: اللہ کے ولی کا دل اتنا وسیع اور کشادہ ہوتا ہے کہ تمام جہان کیا بلکہ دس لاکھ جہان ولی اللہ کے ایک گوشہ دل میں ڈال دیئے جائیں تو محسوس ہی نہ کیا جائے گا۔یہ فرمان ہے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

فائدہ:اس مقام پر حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ بزرگوں کے علاوہ اور بھی بہت سارے بزرگوں کے حوالہ جات اور اقوال بیان کئے ہیں۔ مثلا خواجہ ابو الحسن خرقانی ، حضرت غوث اعظم جیلانی ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ، حضرت مولائے روم صاحب مثنوی شریف ، علامہ فارتی اور امام شعرانی وغیرہ یہ تمام حضرات اولیاء اللہ کے لیے علم غیب باعلام اللہ یا باالہام اللہ یا باعطاء اللہ مانتے ہیں۔اور وہابیہ نے ان کے مقابلے میں جن بزرگوں کو پیش کیا وہ ان کے مقابلے کچھ بھی نہیں ہیں۔ لہٰذا وہابیہ نے جو تصوف سے دلیلیں پیش کی تھیں مذکورہ ہستیوں سے

---

[269] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الایمان الفصل الاول جلد 1 ص 59

ان کو جواب مل گیا۔

## الفصل الرابع: نفی علم غیب والی آیات کا جواب از پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قارئین کرام: حضرت امام المدرسین قدوۃ المحققین مولانا پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہابیہ کی طرف سے جو ان کے زعم فاسد کے مطابق نفی علم غیب پر دلیلیں تھیں حضرت نے ایک ایک دلیل کے کئی کئی جوابات دیئے ہیں۔

مثلاً وہابیہ کی پیش کردہ مزعومہ پہلی دلیل ہے۔ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ وَ لَآ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ [270] کے سات جوابات دیئے ہیں۔ ہر جواب تحقیقی و علمی اور اصولی ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ہر جواب کی تائید میں کسی نہ کسی امام مفسر و محدث کا قول پیش کیا ہے۔ جن لوگوں کو تفصیل مطلوب ہو اصل کتاب میں صفحہ 185 تا 190 آخر تک مطالعہ فرمالیں۔ ہم اختصار کے درپے ہیں۔ اور اصل کتاب کی افادیت بھی برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے یہاں ان جوابات پر وہابی کے لایعنی اعتراضوں کا جواب دیا جاتا ہے۔ جو کہ ہمارا اصل مقصد ہے۔ ویسے تو حضرت قبلہ نے اعتراضوں کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی تھی مگر انصاف پسند طبقہ میں اور بے انصافوں میں بھی تو بہت فرق ہے۔

پہلا اعتراض: وہابی نے انتہائی جہالت اور حماقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ایسا اعتراض کیا کہ اپنی عقل بھی کھو بیٹھا اس کو اتنا ہی پتہ نہ چلا کہ میں تو وہابی ہوں

---

[270] (الانعام 50)

وہابیوں والی بات کروں مگر اہل سنت بریلوی حضرات کی وکالت کرتے ہوئے الٹا وہابیوں کو جواب دینے لگا خود اسی کے لفظوں میں ملاحظہ ہو۔

ثانیاً: جب صاحب نجم الرحمن کے نزدیک دونوں احتمال موجود ہیں وَ لَآ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ کا عطف لا اقول لکم پر اور یہ جملہ مقولہ ہے قل کا۔ اور دوسرا احتمال کے لا زائدہ ہے اور عطف خزائن اللہ پر ہے اور مقولہ لا اقول لکم ہے۔ تو احتمال پیدا ہونے سے صاحب نجم الرحمن کا استدلال باطل ہو جائے گا۔

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال [271]

قارئین: وہابی کی اس بات پر ذرا غور کریں کہ یہ تو الٹا ہمارے اہل سنت بریلوی حضرات کی وکالت ہے اس آیت سے استدلال نفی علم غیب پر تو وہابیوں نے کیا تھا اور آج تک کرتے آرہے ہیں کسی وہابی کی کتاب جو علم غیب پر لکھی گئی ہو اس آیت سے استدلال سے خالی نہ ہوگی خود ہمارے مدمقابل وہابی نے اپنی کتاب میں ما قبل صفحات پر اس آیت سے استدلال کیا ہے۔ حضرت قبلہ پپلانوی نے وہابیہ کی اس دلیل کا بڑا تحقیقی و تفصیلی جواب لکھ کر آخر میں کہا تھا۔ پس مدعی وہابی جو نفی علم غیب تھا ثابت نہیں ہوا فلا یتم التقریب فانهدم اسطوانة مناظره [272] ذرا غور کریں استدلال وہابیہ کا ہے تو انہی کا ہی استدلال باطل ہو گا ہمارا استدلال تو اس آیت سے ہے ہی نہیں کیونکہ ہمارا دعوی تو اثبات امور غیبیہ کا ہے۔

---

271 کتاب شمس ص 377

272 نجم الرحمن صفحہ 186

ہمارے علماء نے آج تک اثبات دعوی پر اس آیت کو پیش نہ کیا تو قابل غور بات ہے کہ احتمالات آنے سے کن کا استدلال باطل ہو اوہابیہ کا یا اہل سنت بریلوی حضرات کا

| عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے | یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا |
|---|---|

اعتراض نمبر 2۔ امام رازی فرماتے ہیں اس آیت کے تحت:

وَلَآ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ یدل علی اعترافه بانه غیر عالم بکل المعلومات

ترجمہ:(بزبان وہابی) لا اعلم کا جملہ اس پر دلالت کرتا ہے نبی ﷺ نے اس کا اعتراف کیا ہے آپ ﷺ کل معلومات نہیں جانتے۔ امام رازی نے نبی ﷺ سے صراحۃ علم غیب کی نفی کر دی ہے۔[273]

الجواب: اولاً۔ کل معلومات کی نفی سے بعض معلومات کی نفی نہیں ہو جائے گی بلکہ بعض معلومات کا اثبات ہو گا تو یہ آیت جس طرح ہمارے خلاف ہے تو تمہارے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ تم بعض کا بھی انکار کرتے ہو اگر اس آیت میں نفی مطلقاً تھی یعنی کلی و جزئی ہر لحاظ سے تو پھر کل معلومات کہنے کی کیا ضرورت تھی

ثانیاً: وہابی کی چوری اور خیانت بد دیانتی رنگے ہاتھوں پکڑی گئی:

وہابی نے امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جس عبارت کو اس آیت کے تحت فٹ کرنے کی کوشش کی امام کی تفسیر میں یہ عبارت ہی نہیں ہے۔ پھر اس پر جھوٹے

---

[273] کتاب شمس صفحہ 377 تا 378

عقیدے کی بنیاد ہی منہدم ہو گئی۔ ہم نے مذکورہ عبارت کو مذکورہ آیت کے تحت بار بار تلاش کیا مگر نہ ملی تو پھر اسی نتیجے پر پہنچے کہ یہ اکابر کی پیروی میں ایسا ہوا ہے۔

قارئین: یہ کوئی بڑی بات نہیں ان کے اکابر کا بھی یہی طریقہ تھا۔ وہ تو پوری پوری کتابیں گھڑ لیتے تھے۔ یہ تو چھوٹی سی عبارت ہے اگر یقین نہ آئے تو الشہاب الثاقب میں دو ایسی کتابیں لکھی گئیں جن کا وجود ہی نہ تھا۔

اب ہم امام رازی کی تفسیر جو اس آیت کے تحت ہے۔ اس کا خلاصہ ذکر کرتے ہیں تاکہ عاشق رسول کا کلیجہ ٹھنڈا ہو۔ وہابی عداوت میں جل کر راکھ ہو جائیں۔

| یارسول اللہ کی کثرت کیجئے | غیض میں جل جائیں بے دینوں کے دل |
|---|---|

## خلاصہ تفسیر رازی اردو میں :

جان لو کہ قوم (کفار و مشرکین) حضور نبی ﷺ کو یہ کہا کرتی تھی کہ اگر تم اللہ تعالی کی طرف سے سچے رسول ہو تو اللہ تعالی سے مطالبہ کرو کہ وہ دنیا کے تمام منافع اور بہترین چیزوں کی ہم پر وسعت فرمادے کہ یہ ساری چیزیں ہمیں فوراً مل جائیں اور دنیاوی سعادتوں کامیابیوں کے دروازے ہم پر کھل جائیں۔ تو ان کی ان باتوں کے جواب میں اللہ تعالی نے اپنے پیارے نبی کو فرمایا:

قل لهم انی لا اقول: لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ

ترجمہ: میرے پیارے نبی ﷺ آپ ان کو فرماؤ یقینا میں نے تو تمہیں نہیں کہا کہ میرے پاس اللہ تعالی کے خزانے ہیں (میں نے کبھی تمہارے سامنے یہ دعوی کیا ہی نہیں) قوله (لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ) اس کا معنی بھی یہ ہے کہ قوم (کفار

مشرکین )نے کہا : و معناہ ان القوم کانوا یقولون له ان کنت رسولا من عنداللہ فلا بد و ان تخبرنا عما یقع فی المستقبل من المصالح و المضار حتی نستعد لتحصیل تلک المصالح و لدفع تلک المضار ۔۔۔۔ فقال تعالیٰ : قل انی لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ فکیف تطلبون منی ھذہ المطالب؟

ترجمہ: قوم حضور نبی کریم ﷺ کو یہ کہا کرتی تھی کہ جناب اگر تم اللہ تعالی کی طرف سے رسول ہو تو پھر یہ ضروری ہے کہ آپ ہمیں مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی خبر دیں۔ یعنی فوائد اور نقصانات کی خبر دیں تاکہ ہم ان فوائد کو حاصل کرنے کے لیے اور ان نقصانات سے بچنے کے لیے اور دور کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محبوب تم یہ فرماؤ کہ میں تو غیب نہیں جانتا تو یہ مطالب تم مجھ سے کیسے طلب کرتے ہو۔ خلاصہ جو امام رازی نے بیان فرمایا: کفار مشرکین پہلے مقام میں حضور سے احوالِ کثیرہ اور کشادہ خیرات مانگ رہے تھے اور ثانی مقام میں غیبی چیزوں کی خبر طلب کر رہے تھے۔ تاکہ ان غیبی چیزوں کو پہچان کر منافع حاصل کرنے میں کامیاب ہوں۔ نقصانات و مفاسد سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔ پھر امام رازی نے دیگر مفسرین سے تین اقوال ذکر فرمائے ہیں۔ وہ بھی ہمارے حق میں ہی ہیں:

القول الاول: اس سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف سے اللہ تعالی کے لیے عاجزی و انکساری ظاہر کریں اور اپنی بندگی بندہ خدا ہونے کا اعتراف و اقرار کریں۔ تاکہ حضور کے بارے میں اس طرح کا عقیدہ نہ بنالیا جائے جس طرح

کا عقیدہ حضرت عیسی مسیح علیہ السلام کے بارے میں بنالیا گیا تھا(لگتا ہے یہی قول قوی ہے اس لیے اس کو پہلے نمبر پر ذکر کیا ہے)

القول الثانی: قوم کفار و مشرکین حضور سے معجزات قاہرہ قویہ کو ظاہر کرنے کا مطالبہ کرتے تھے۔ جیسے کہ ان کا قول ہے:

وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا[274]

پس اللہ تعالیٰ نے آیت کے آخر میں فرمادیا:

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا[275]

یعنی میرا اور کوئی دعوی نہیں ہے بس صرف رسالت اور نبوت کا دعوی ہے باقی رہا ان امور کا معاملہ جو تم مجھ سے طلب کر رہے ہو تو ان کا حصول اللہ تعالی کی قدرت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پس گویا کہ مقصود اس کلام سے عاجزی اور ضعف کمزوری کا اظہار ہے۔ اور یہ ظاہر کرنا ہے کہ جو معجزات وہ لوگ حضور سے طلب کر رہے تھے تو حضور ان کے حاصل کرنے میں مستقل نہیں ہیں (ہاں اللہ تعالی کی عطا کی ہوئی قدرت سے معجزات کا اظہار کرتے ہیں ذاتی طور پر نہیں )۔۔۔ (لا یستقل کا لفظ بڑا قابل غور ہے )

القول الثالث: ( لا اقول: لکم عندی خزائن اللہ) سے مراد و معنی یہ ہے کہ میں دعوی ہی نہیں کرتا ہوں اس قدرت کے ساتھ متصف ہونے کا جو باری

---

[274](اسراء 90 الی آخر الایہ)

[275](اسراء93)

تعالی کے لائق ہے۔اور حضور کا قول:(لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ) یعنی میں دعوی ہی نہیں کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالی کے علم کے ساتھ موصوف ہوں۔ان دونوں کلاموں کے مجموعے سے یہ حاصل ہوا کہ میں خدا ہونے کا اور معبود ہونے کا دعوی نہیں کرتا ہوں انتہی تو جب میرا خدا ہونے کا دعوی ہی نہیں تو ان چیزوں کا مجھ سے کیوں مطالبہ کرتے ہو۔

قارئین امام رازی کی تفسیر کا خلاصہ آپ کے سامنے ہے۔فرمان خدا بزبان مصطفی لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ کا پورا پس منظر آپ کے سامنے آچکا ہے اس کو اسی پس منظر میں دیکھا جائے تو یہاں وہابیہ کا دعوی بالکل ثابت نہیں ہوتا۔علم غیب جاننے کا دعوی نہ کرنا اور چیز ہے اور غیب بالکل نہ جاننا اور چیز ہے لیکن یہ تو عقل والے کو سمجھ آئے گی وہابیہ کی عقل ہی ماری گئی۔

فائدہ: اس آیت اور اس آیت جیسی دیگر آیات جن میں علم غیب کی نفی ہے تو ان کا جواب ہم ماقبل صفحات میں زرقانی شریف کے حوالے سے بھی ذکر کر چکے ہیں۔کہ نفی بلاواسطہ کی ہے۔اور اثبات بالواسطہ کا۔

## سنی حضور کے بارے میں علم غیب کا دعوی کیوں کرتے ہیں؟

وہابی نے ایک اور احمقانہ اعتراض کیا ہے۔نبی علیہ السلام دعوی نہیں کرتے کہ میرے پاس علم غیب کلی موجود ہے تو آپ لوگ کیوں دعوی کرتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے؟

**الجواب**: جب سے وہابیہ نے حضور کے لیے علم غیب کی نفی پر زور دینا شروع کیا ہر قسمی علم غیب کی نفی کی کبھی کہا دیوار کے پیچھے کا علم نہیں کبھی کہا کل کا علم نہیں فلاں کا نہیں فلاں کا نہیں۔ بلکہ پاگلوں بچوں جانوروں سے تشبیہ شروع ہو گئی۔ جو کہ دبے لفظوں میں حضور کے لیے جہل ثابت کرنا تھا۔ تو ہمارے علماء نے جو قرآن و سنت سے ثابت علم غیب تھا اسی کا پرچار شروع کر دیا۔

**فائدہ** : آیت مذکورہ سے وہابی نے تین باتیں ثابت ہونے کا دعوی کیا جبکہ تینوں کی تینوں ثابت نہیں ہیں

**دعوی اول**: نبی اللہ تعالی کے خزانوں کا مالک اور مختار کل اور متصرف فی الامور نہیں ہوتا۔

**دعوی ثانی**: یہ کہ نبی و رسول عالم الغیب نہیں ہوتا کہ ہر ہر ذرہ اس کے علم میں ہو۔

**دعوی ثالث** : یہ کہ نبی اور رسول ملک فرشتہ اور نور نہیں ہوتا۔

**الجواب**: اللہ تعالی نے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فرما کر وہابیانہ سوچ پر پانی پھیر دیا ہم تفسیر رازی کے حوالے سے حضور کی باتوں کا پس منظر بیان کر چکے ہیں کہ حضور نے کفار کو فرمایا تھا۔ کہ میرے دعوے یہ نہیں ہیں۔ جن کے مطابق تم مجھ سے مطالبات کر رہے ہو۔ حضور خود فرماتے ہیں مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔ مجھے زمین کے خزانے عطا کئے گئے ہیں ۔ تو جب حضور مالک ہی نہیں متصرف ہی نہیں تو مالک بنانے کا عطا کرنے کا کیا فائدہ۔ سل ربیعہ والی حدیث کے

تحت حضرت شیخ محقق نے حضرت علی قاری نے وہابیوں کی ساری سوچ اور عقیدے پر پانی پھیر دیا ہے۔ تفصیل کسی اور مقام پر ہو گی۔ دوسرا دعوی بھی پس منظر کے مطابق دیکھا جائے۔ تیسرا دعوی وہابی کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یعنی جب حضور فرشتے نہیں تو پھر نور بھی نہیں ہیں۔ اس کا مطلب ہوا کہ نور صرف فرشتہ ہی ہو گا اس کے علاوہ اور کوئی نور نہیں ہے۔ حالانکہ وہابی نے خود لکھا کہ روح بھی نورانی چیز ہے یعنی نور ہے انسان کی آنکھوں میں بھی نور ہے جن کے ساتھ قدرت کے نظارے دیکھتا ہے جن کی آنکھوں میں یہ نور نہ ہو ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔

| آنکھوں والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے | دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے |
| --- | --- |

الغرض اس میں تو کوئی شک نہیں کہ حضور فرشتے نہیں ہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور نور نہ ہوں۔ یہ قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ نہیں ہے اور نہ ہی مانعۃ الجمع ہے بلکہ مانعۃ الخلو ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ بشر بھی نہ ہوں۔ اور نور بھی دونوں کا ارتفاع ہو ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ بشر بھی ہوں اور رسول بھی۔ وہابیوں نے کم علمی کی وجہ سے اس کو منفصلہ حقیقہ سمجھ لیا۔

## قصہ ابن صیاد سے ثبوت علم غیب پر استدلال

حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ابن صیاد نے جب رسول مقبول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے روبرو اپنی نبوت کا دعوی کیا تھا۔ تو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اس ملعون کے امتحان لینے کے واسطے فرمایا

ترجمہ: میں نے تیرے لیے ایک بات سوچی ہے اور آپ نے یہ آیت مبارک دل میں سوچی **یوم تاتی السماء بدخان مبین** تو وہ بولا کہ وہ درخ ہے۔ تو آپ نے فرمایا تو دور ہو جا تو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھے گا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے خبر غیب سے اس کا امتحان لیا اور عاجز کیا کہ جب تم نے خبر غیب کی پوری نہ دی بلکہ جوگیوں کی طرح ناقص اشارہ کیا تو تو نبی نہیں الخ[276]

## وہابی کے جاہلانہ اعتراضات

1۔ یہ بھی صاحب نجم الرحمٰن کی غلط فہمی ہے کہ ابن صیاد مدعی نبوت تھا۔۔۔۔۔۔۔ آخر میں کہا مطلب واضح ہے کہ ابن صیاد مدعی نبوت نہیں تھا۔

الجواب: وہابی کے بارے میں ہمارے یقین میں اور اضافہ ہو گیا کہ یہ سراپا جہالت ہے اس احمق کو حدیث کے آخری الفاظ تو نظر آ گئے مگر ابتدائی الفاظ نظر نہ آئے اور اتنا بھی نہ سوچا کہ حضور نے جو اس کا امتحان لیا تو کس بنیاد پر لیا۔ ارے اسی حدیث کے اندر الفاظ ہیں کہ: **ثم قال ابنِ صیاد اتشهد انی رسول الله** پھر ابن صیاد نے (حضور ﷺ سے کہا) کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابن صیاد نے اپنے رسول ہونے کا دعوی کیا تھا۔ تو پھر حضور نے اس کو عاجز کرنے کے لیے اس کا امتحان لیا جس میں وہ فیل ناکام ہوا۔ لہذا حضرت پیپلانوی نے بات بالکل درست فرمائی ہے۔ نیز اسی حدیث کے

276 نجم الرحمن صفحہ 188 تا 199

آخر میں یہ بھی ہے کہ حضور نے فرمایا دجال کانا اعور ہو گا مگر ابن صیاد تو کانا نہ تھا نیز یہ صاحب اولاد تھا اور دجال صاحب اولاد نہ ہو گا۔ نیز یہ مدینہ میں ہی رہتا تھا اور دجال تو مدینہ داخل نہ ہو سکے گا۔ اور یہ مکہ معظمہ حج کے لیے بھی جاتا تھا کیونکہ حضور کے بعد مسلمان ہو گیا تھا اور ملا علی قاری نے اس مقام پر فرمایا ابن صیاد مدینہ میں مرا اس پر مسلمانوں نے نماز جنازہ بھی پڑھی اور اسے وہاں ہی دفن کیا گیا۔ اگرچہ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ دجال ہے مگر حضور نے اس کی نشانیاں بیان فرما کے اس اشکال کو دور فرما دیا تھا۔

## اعتراض وہابی کے آخری الفاظ

صاحب نجم الرحمن کو شرم نہیں آئی استدلال کرتے ہوئے ایک تو حدیث کے معنی میں بگاڑ پیدا کیا۔ دوسرا نبی ﷺ کا علم غیب ثابت کرنے کے لیے ایک غیر مسلم کی بات سے استدلال کیا۔ تیسرا نبی ﷺ تو آخری نبی تھے کیا ابن صیاد کے پاس نبی ﷺ اس کی نبوت کی تصدیق یا تکذیب کے لیے تشریف لے گئے تھے۔
چوتھی بات علماء بریلویہ کا تو عقیدہ ہے کہ نبی علم غیب کلی جانتے ہیں گھر بیٹھ کر ہی نبی ﷺ نے ابن صاد کی صورتحال مکمل کیوں نہیں بیان فرما دی۔ اگر بالفرض ابن صیاد پوچھی ہوئی بات کا جواب دے دیتا تو کیا وہ ابن صیاد صاحب نجم الرحمن کے نزدیک نبی شمار ہوتا؟[277]

---

[277] کتاب شمس صفحہ 381

**الجواب:** یہ سب احمقانہ اور جاہلانہ باتیں ہیں عوام الناس کو تو ان باتوں سے گمراہ کیا جاسکتا ہے مگر اہل علم کو نہیں۔ غور کریں ذرا حدیث کے معنی کس نے بگاڑے ہیں قول پپلا نوی اور قول وہابی آپ کے سامنے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ حدیث کے معنی وہابی نے بگاڑے ہیں۔لہذا شرم وہابی کو آنی چاہئے کیونکہ جو بات پپلا نوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کرتے ہیں وہ بالکل حدیث کے مطابق ہے۔ **کما مر آنفاً** ابن صیاد کے حوالے سے یہ کہنا کہ غیر مسلم کے حوالے سے بات کی ہے۔ اور استدلال کیا ہے۔یہ بھی غلط ہے اس لیے کہ یہ خود حضور کے فرمان جو کہ عربی میں حدیث کے الفاظ پپلانوی صاحب نے لکھے بھی ہیں اور وہ سارے مبارک الفاظ سرکار کی مبارک زبان سے نکلے ہیں۔ **معاذ اللہ** ان کو غیر مسلم کا قول قرار دینا وہابی کی بدترین جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ ہے وہابی کا مبلغ علم اور اعتراض کرتا ہے اور امام المدرسین وقدوۃ المحققین پر

## وہابی کی تیسری بات کا جواب

حضور بالکل آخری نبی ہیں اور دجال کی تکذیب کے لیے ہی گئے تھے جو آپ نے کر کے دکھائی باطل کے مقابلے کے لیے ہر زمانے میں اہل حق احقاق حق و ابطالِ باطل کے لیے آتے رہے۔ **ولنعم ما قیل۔۔ لکل فرعون موسی**

اور حضور نے اس سے سوال ہی ایسا کیا کہ وہ ناکام ہوا حق واضح ہو گیا اور باطل ظاہر ہو گیا یہاں تصدیق والی بات بھی ساتھ ملانا احمقانہ فعل ہے۔ کیا یہ سوچا جا سکتا ہے کہ حضور باطل کی تصدیق کے لیے جائیں **معاذ اللہ**۔

## چوتھی بات کا جواب

حضور اگر گھر میں بیٹھ کر سب کچھ بتا دیتے تو وہ حکمتیں جو راستے میں ظاہر ہوئیں مثلا پہلے حضور کا اس سے کہنا کہ تو میری رسالت کی گواہی دیتا ہے پھر اس کا اپنی رسالت کے بارے میں کہنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول پھر حضور کا ان کو جواب و دیگر باتیں ظاہر کہاں سے ہوتیں۔ پھر یہ سنت کہاں سے قائم ہوتی کہ باطل کے مقابلے کے لیے جانا حضور کی سنت ہے۔ اسی طرح کسی جھوٹے مدعی نبوت و رسالت کو عاجز کرنے کے لیے اس کے پاس جانا اس کا مقابلہ کرنا جیسا کہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرزا قادیانی کے مقابلے میں آئے نیز اس کی نبوت کے بطلان کے لیے اس سے دلیل مانگنا وغیرہ وغیرہ یہ حکمتیں کہاں سے ظاہر ہوتیں۔ وہابیہ کی عقل ہی سلب ہو گئی اس لیے یہ حکمتیں نظر نہ آئیں ورنہ اعتراض نہ کرتے جس طرح پیر مہر علی شاہ کو کامل یقین تھا کہ مرزا ملعون رسوا ہو گا اسی طرح حضور کو بھی یقین تھا کہ ابن صیاد سوال کا جواب نہیں دے سکے گا۔ کم از کم وہابیہ حضور کے غلاموں کی شان سے ہی اندازہ کر لیں لہذا یہ کہنا کہ ابن صیاد سوال کا صحیح جواب دے دیتا تو وہ نبی شمار ہوتا یہ اعتراض بھی فضول ہے اس لیے کہ حضور نے خود واضح فرما دیا کہ میرے بعد کوئی نبی کسی صورت میں نہیں آئے گا۔

## حضور کو قیامت کا علم ہے یا نہیں؟

اس موضوع پر تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے لیکن مقصد یہاں پر وہابی کی زبانی بندی اور جہالتوں کو لوگوں پر ظاہر کرنا مقصود ہے۔

## وہابی کی جہالت

وہابی صاحب لکھتے ہیں صاحب نجم الرحمن نے قیامت کے متعلق کچھ شبہات کا اظہار کیا ہے کہ قیامت کا علم نبی ﷺ کو تھا اور آیت کریمہ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ پیش کی [278] وہابی کی کتاب میں نقل کی گئی صفحہ 386 پر

الجواب : مذکورہ عبارت میں جو بے ربطی ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں حقیقت یہ ہے کہ صاحب نجم الرحمن کی صفحہ 191 تو وہ رہا اس سے آگے پیچھے بھی اس طرح کی بے ربط عبارت نہیں ہے۔ اور اس مقام پر صاحب نجم نے قیامت کے علم کا ذکر ہی نہیں کیا ، وہابی کی کتنی احمقانہ بات ہے کہ آیت کریمہ : وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ پیش کی ایک ادنی طالب علم بھی جانتا ہے کہ ثبوت علم غیب اور اس آیت میں بظاہر کوئی مناسبت ہی نہیں ہے۔ یہ آیت اصل میں وہابی پیش کرتے ہیں اپنے دعوی نفی علم غیب میں۔ لیکن وہابی کہتا ہے۔ صاحب نجم الرحمن نے یہ آیت کریمہ پیش کی ہاں صاحب نجم الرحمن نے اس آیت کریمہ سے وہابیوں کے استدلال کے نو اصولی جوابات ذکر کئے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کا بھی وہابی جواب نہ دے سکے گا اور نہ دے سکا ہے۔

## حضرت جابر والی حدیث کا جواب:

278 نجم الرحمن صفحہ 191

اولاً حضرت پپلانوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت جابر والی حدیث یا دیگر جن میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو وصال باکمال سے ایک ماہ قبل تک قیامت کے وقوع کا خاص وقت معلوم نہ تھا یا اس طرح کی جو آیات ہیں ان تمام کا جواب نفی علم کی ہے نہ کہ اعلام کی وفیہ الکلام چنانچہ شامی نے کہا ہے

فار قا بین علم اللہ و بین علم اولیاء ما علموا و انما اعلموا[279]

**اقول:**:پپلانوی صاحب کا جواب من گھڑت نہیں انہوں نے اپنی تائید کے لیے جبل علم کا حوالہ و تائید پیش کر دی ہے۔لہذا انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

ثانیاً: حضور نے قیامت قائم ہونے کا دن تاریخ مہینہ جمعہ کا دن ماہ محرم دس (10) تاریخ بیان فرما دیئے تو پھر بچا کیا ہے؟ہاں سال نہ بتایا تا کہ راز راز ہی رہے اور اس میں جو ہزاروں حکمتیں پوشیدہ ہیں وہ بھی واضح ہیں۔ای لا یعلمھا الا ھو و من یطلعه علیھا من صفی و خلیل و حبیب و ولی تفسیر عرائس البیان میں بھی اس کی تائید و تصدیق موجود ہے۔[280]

فلہذا یہ حضرت پپلانوی کے جوابات تفسیر بالرائے نہیں ہیں علماء تفسیر یہی مفہوم بیان کرتے آئے ہیں علامہ تفتازانی اور ملا علی قاری سے ہماری ہی تائید ہے وہابی صاحب نے بڑی خوش فہمی میں شرح عقائد وغیرہ کی عبارات نقل کیں اور دعوی

---

[279] رسائل ابنِ عابدین سل الحسام الھندی نصرۃ مولانا الخالد نقشبندی الفصل الربع فی دعوی علم الغیب جلد 3 ص 313

[280] تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن جلد نمبر 1 صفحہ 369

کر دیا دیکھو یہ حضرات علم غیب کی نفی کر رہے ہیں مگر یہاں قطع و برید کرنا بھول گیا۔ تفتا زانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت ہے :و بالجملہ العلم بالغیب امر تفرد بہ اللہ تعالیٰ لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ او الھام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ او ارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیہ ذالک

ترجمہ بزبان و قلم وہابی: خلاصہ کلام یہ ہے کہ علم غیب اللہ تعالی کی ایسی صفت ہے جس میں منفرد ہے اور مخلوق کو اس کے حاصل کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ مگر جتنا خدا کسی کو اپنی طرف سے بتلا دے یا معجزہ اور کرامت کے طور پر الہام کر دے یا علامات سے کسی کو اس کی راہ بتلا دے جن امور میں علامات سے ایسا ممکن ہو

فائدہ :مذکورہ عربی عبارت و ترجمہ ہم نے خود وہابی کی کتاب سے نقل کیا ہے کاش کہ وہابی لفظ الا استثنائیہ پر غور کر لیتا اور مستثنٰی اور مستثنٰی منہ کا یقین کر کے عقیدہ اہل سنت سمجھ لیتا مگر میں نہ مانو والی پالیسی کہاں جاتی ۔

حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ آیات میں نفی علم کی ہے اعلام کی نہیں علامہ تفتازانی بھی یہی کہہ رہے ہیں تو فرق کیا ہوا؟

اعتراض، جو اعلام یا الہام کے ساتھ علم حاصل ہو وہ علم غیب نہیں لہذا اہل سنت کا عقیدہ کہاں سے ثابت ہوا؟

الجواب: جب یہ علم ہی نہیں تو ماقبل سے اس کا استثناء کیوں کیا گیا ہے؟

نحو میر کی مستثنٰی کی بحث پڑھنے والا طالب علم بھی جانتا ہے کہ مستثنٰی کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ جو حکم حرف استثنی کے ماقبل کی طرف منسوب ہے وہ ما

بعد کی طرف منسوب نہیں ہے۔یعنی الا سے ماقبل جس کی نفی ہو گی الا یااس کے اخوات کے بعد اس کا اثبات ہو گا و در عکس عکس / بندوں کو غیب کا علم حاصل کرنے کی سبیل کی نفی ہے۔ مگر اس نفی سے استثنیٰ ہے اعلام اللہ کا اور الہام کا اور وہابیہ کو اس کا بھی انکار ہے۔ ہمارا عقیدہ یہی ہے جو علامہ تفتازانی نے بیان کیا ہے ہم بالواسطہ علم غیب کے قائل ہیں خواہ وہ واسطہ اعلام ہو الہام ہو اظہار علی الغیب ہو اطلاع الغیب ہو انباء ہو یا کوئی اور۔

## حضور کو قیامت کا علم یقینا تھا

اس سلسلے میں ہماری گزارشات ماقبل آچکی ہیں وہی کافی ووافی ہیں۔ مگر ہم ایک عظیم محدث کا فیصلہ بھی لکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ وہابی کا الزام دور ہو کہ صاحب نجم الرحمن مفسرین عظام سے تفسیر کرتے انہوں نے ایسا نہیں کیا تفسیر بالرائے کی ہے۔اقوال مجروحہ بیان کئے ہیں۔ عظیم محدث شارح بخاری علامہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

(ولا یعلم متٰی تقوم الساعۃ ) احد (الا اللہ) الا من ارتضی من رسول فانہ یطلعہ علی ما یشاء من غیبہ والولی تابع لہ یاخذ عنہ[281]

---

[281] ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن تفسیر سورۃ الرعد باب قولہ اللہ یعلم ما تحمل کل انثی و ما تغیض الارحام جلد 8 ص 206

ترجمہ: کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ تعالی کے ہاں مگر برگزیدہ رسول کیونکہ اللہ تعالی مطلع فرمادیتا ہے اپنے غیب میں سے جس پر چاہے اور ولی نبی کے تابع ہے اس سے علم اخذ کرتا ہے۔

## الفصل الخامس: نبی کریم ﷺ کو شعر کا علم تھا یا نہیں؟

وہابی صاحب نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ حضور کو شعر کا علم نہ تھا بڑے جتن کئے اور لیت ولعل سے کام لیا۔ہم اس کے جواب میں صرف یہ کہیں گے کہ جتنی روایات پیش کی گئیں ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ حضور کو ملکہ شاعری حاصل نہ تھا اور نہ ہی حضور نے اس کو پسند فرمایا اور وہابی صاحب نے خود اپنے لفظوں میں بھی اس کو بیان کیا ہے ملاحظہ ہو:

ان حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ نبی علیہ السلام کو نہ ملکہ اشعار تھا اور نہ ہی نبی علیہ السلام نے یہ کبھی دعوی کیا کہ میں اشعار پڑھنا جانتا ہوں۔

لیکن ان حوالہ جات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور علیہ السلام کو مطلقاً شعروں کا علم نہیں تھا۔ حضور نے خود اشعار بنائے ہیں خود پڑھے ہیں ملاحظہ ہوں:

غزوہ خندق کے موقع پر صحابہ کرام حضرت سلمان فارسی کے مشورے سے خندقیں کھودنے میں مصروف تھے اور حضور نبی کریم ﷺ درج ذیل اشعار کے ساتھ رجز پڑھ رہے تھے:

اللھم لو لا انت ما اھتدینا ۔۔۔۔۔۔ و لا تصدقنا و لا صلینا

اے میرے پیارے اللہ اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم نہ صدقہ خیرات کر سکتے اور نہ ہم نماز پڑھ سکتے

فانزلن سکینۃ علینا ۔۔۔۔۔و ثبت الاقدام ان لا قینا

اے میرے اللہ تو ضرور ہم پر سکینہ (اپنی رحمت) نازل فرما اور ہمارے قدم قائم رکھنا اگر دشمنوں سے مقابلہ ہو جائے۔

ان الا عادی قد بغو علینا ۔۔۔۔۔ اذا ارادوا فتنۃ ابینا

بے شک دشمنان اسلام ہمارے خلاف کھلم کھلی بغاوت کر چکے ہیں جب وہ کسی فتنے فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس کا انکار کرتے ہیں اسی طرح بخاری و مسلم میں خود حضور کا بنایا ہوا شعر موجود ہے:

اللھم لاعیش الا عیش الآخرۃ ۔۔۔ فاغفر للانصار و المھاجرۃ

اے میرے پیارے اللہ زندگی تو صرف آخرت کی ہی ہے اس کے علاوہ دنیاوی زندگی یہ بھی کوئی زندگی ہے ۔ اے میرے اللہ انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔یہ شعر حضور نے اس وقت پڑھا تھا جب حضور غزوہ خندق کی صبح صبح صحابہ کرام کی طرف تشریف لے گئے اور دیکھا کہ سردی اور خندقیں کھودنے کی وجہ سے صحابہ کرام تھک گئے ہیں اور پریشانی میں مبتلا ہیں۔ تو ان کے حوصلے بڑھانے کے لیے حضور نے مذکورہ شعر پڑھا۔سبحان اللہ معلوم ہوا کہ شعر کا علم تھا مگر اس فن کو حضور نے پسند نہ فرمایا۔ اسی وجہ سے دوسرے شعراء کے شعر الٹ پلٹ کر کے پڑھتے تھے۔لہذا حضور کا علم گھٹانے کے لیے بلکہ بعض

علوم سے جہل ثابت کرنے کے لیے اس کو بطور دلیل پیش کرنا درست نہیں ہے۔

## وہابی کی جہالت یا علماء کی آپس میں جنگ

وہابی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 390 پر عنوان قائم کیا۔ علماء بریلویہ کی آپس میں جنگ اور پھر آگے چل کر ہمارے علماء اہل سنت کے چار اقوال آیت مبارکہ **وما علمناہ الشعر** کے حوالے سے ذکر کئے ہیں۔

**الجواب:** وہابی کو علماء کی جنگ کی بجائے اپنی جہالت کا ماتم کرنا چاہئے تھا ایک ایک آیت کی تفسیر میں کئی کئی اقوال مفسرین کے ہوتے ہیں تو کیا اس کو مفسرین کی آپس میں جنگ قرار دیا جائے گا۔ فقہی مسائل میں سے ایک ایک مسئلہ میں کئی اقوال صرف علماء احناف کے ہوتے ہیں تو کیا اس کو جنگ قرار دیا جائے گا۔ **معاذ اللہ** ہمارے علماء کے جو بظاہر چار اقوال اس بارے میں ہیں یقیناً حقیقت یہ ہے کہ ان میں تطبیق ممکن ہے۔ کوئی ان میں منافات نہیں جبکہ مفسرین کے اقوال تو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان میں تطبیق ہی ممکن نہیں ہوتی۔ بلکہ وہابی نے اسی آیت کی تفسیر میں **صحابہ کرام** اور مفسرین کے عنوان سے مختلف اقوال پیش کئے ہیں تو کیا اس کو جنگ قرار دیا جائے گا۔ یہ ہے وہابی کی جہالت وحماقت جس کی وجہ سے ایسی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ جب یہ واضح ہو گیا کہ حضور نے اشعار بنائے بھی ہیں پڑے بھی ہیں پڑھ کے سنائے بھی ہیں۔ اب یہ جاہلانہ اعتراض کرنا کہ نبی ﷺ اشعار نہیں پڑھ سکتے تھے بوجہ اس کا علم نہ ہونے کے کما قال وہابی یہ بالکل فضول

اعتراض ہے۔ ملکہ شعری نہ ہونا یا شعروں کو پسند نہ کرنا اور چیز ہے اور علم ہونا اور چیز ہے۔

## الفصل السادس: حضور نبی کریم ﷺ کو جادو کا علم بھی حاصل تھا

پپلانوی صاحب کا خوبصورت استدلال وجواب:

چونکہ وہابیہ دیابنہ یہ بہانہ بنا کر کہ علم سحر خبیث شئ ہے اور عیب ہے اور رسول مقبول ﷺ کا اتصاف خبیث شئ اور عیوب سے ہونا محال ہے۔ دوسری وجہ عدم اتصاف کی یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ علم سحر سے متصف ہوں تو رسول مقبول ﷺ پر ساحر صادق ہوگا اور یہ مقولہ کفار کا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ساحر ہیں۔ الخ حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان اعتراضوں کے پانچ جوابات بڑے علمی و تحقیقی دیے ہیں:

جواب اول: جواب بطور نقض اجمالی کہ پاک پروردگار عالم سحر ہے یا نہ اگر پاک پروردگار عالم سحر ہے، تو معلوم ہوا کہ علم سحر عیب نہیں ورنہ ذات مقدس ضرور متصف نہ ہوتی۔ پس جو علم خدا کی اتصاف کے واسطے عیب نہیں تو رسول اللہ ﷺ کے واسطے کس طرح عیب ہوا؟ اگر جواب نفی میں ہے یعنی خدا متصف علم سحر کے ساتھ نہیں تو خدا کے واسطے جہل ثابت ہوا:

تعالی اللہ عما یقول الظالمون فانصف فان الانصاف خیر الاوصاف

اور جو وہابیہ نے کہا تھا کہ حضور کا ساحر ہونا لازم آئے گا حضرت قبلہ اس کے جواب

میں فرماتے ہیں: نحو کی کتابوں ھدایۃ النحو اور کافیہ کو پڑھو اسم فاعل کی تعریف سے مسئلہ واضح ہو جائے گا۔ ساحر اسم فاعل ہے ساحر اس کو کہا جائے گا جس کے ساتھ سحر قائم ہو گا۔ پس تمہارا کہنا کہ اگر رسول مقبول ﷺ علم سحر سے متصف ہوں تو رسول اللہ ﷺ پر ساحر صادق آئے گا باطل ہے اور جہالت کبری ہے بلکہ عالم بالسحر ثابت آئے گا اور یہ غیر محال ہے۔ الغرض جو لازم آتا ہے وہ غیر محال ہے اور جو محال ہے وہ غیر لازم ہے۔[282]

## وہابی کا اعتراض:

وہابی بیچارے نے مذکورہ اعتراض کیا اعتراض کیا کرنا کوئی نہ کوئی جہالت ہی دکھانی تھی جو کہ یوں دیکھائی، یہ بھی بریلویہ کی شاعطرانہ چال ہے جب صراحۃ کوئی دلیل نہ بن پڑے تو فورا اللہ تعالی کی مثال دیتے ہیں حالانکہ بات نبی علیہ السلام کے متعلق ہوتی ہے۔

**الجواب:** حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی شروع میں ہی فرما دیا کہ یہ جواب بطور نقض اجمالی ہے۔ جب وہابیہ کے نزدیک علم سحر مطلقاً عیب ہے تو پھر ہر جگہ ہی عیب ہو گا لیکن وہابیہ کی منافقت ہے کہ ایک جگہ اور قانون دوسری جگہ اور ہے۔ ساحر ہونا اور ہے عالم بالسحر ہونا اور ہے ما قبل بیان ہو چکا ہے۔

282 نجم الرحمن صفحہ 204

کہ حضور ساحر جادوگر نہ تھے مگر عالم بالسحر تھے۔ فقہا کرام اور محدثین نے جو سزائیں بیان فرمائی ہیں وہ جادوگروں کی ہیں۔

## قابل غور بات

جب حضرت قبلہ پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان اعتراضات کے جوابات تفصیلا لکھ دیے ہیں پھر وہی پرانی باتیں کرنا اور اوراق سیاہ کرنا یہ انصاف پسندی نہیں ہے۔ حضرت قبلہ نے پانچ جوابات دیے ہیں۔

## وہابی اور سنی کی سوچ میں فرق

وہابی لکھتا ہے بریلویہ کی سوچ عجیب ہے کہ نبی علیہ السلام کے لیے علم غیب ثابت کرنے پر زور لگاتے ہیں اگرچہ مزموم اور حرام چیز کا بھی ہو۔[283]

کتا اور خنزیر بالکل حرام ہیں مگر ان کا علم حاصل کرنا یعنی ان کی حرمت کے دلائل معلوم کرنا یہ حرام نہیں ہے فعل جادو کا حرام ہونا اور چیز ہے اور علم اور چیز ہے۔ اگر مزموم اور حرام چیز کا علم بھی برا ہے تو پھر رب تعالی کے لیے بھی اس کو ماننا یقینا برا ہو گا۔ اگر وہاں نہیں تو یہاں بھی نہیں۔ وہابیہ کو جب اس نقض اجمالی کا جواب نہ آیا تو یوں جان چھڑائی.

یہ بھی بریلویہ کی شاطرانہ چال ہے جب صراحۃ کوئی دلیل نہ بن پڑے تو فورا اللہ تعالی کی مثال دیتے ہیں حالانکہ بات نبی علیہ السلام کے متعلق ہوتی ہے۔

283 کتاب شمس صفحہ 392

اقول:: یہاں معاملہ مثال دینے کا نہیں ہے بلکہ وہابیہ کی من گھڑت دلیل کا معاملہ ہے جبکہ وہابیہ اپنی من گھڑت دلیل پر وارد ہونے والے نقض اجمالی کا جواب نہ دے سکے نہ قیامت تک دے سکیں گے۔ ایسے ہی جان چھڑائیں گے جیسے اوپر گزر چکا ہے۔ اگر ہمت تھی تو جواب دیا جاتا یہ کوئی جواب تو نہیں اور یاد رہے کہ صاحب نجم الرحمن کی ایک دلیل اور جواب کا جو وہابی نے جواب دیا ہے وہ آپ کے سامنے آچکی باقی چار اعتراضوں کے جوابات سے عاجز ہو کر آگے چلا گیا ہے تا کہ بھرم رہ جائے۔ ہم یہاں قارئین کی دلچسپی کے لیے جواب نمبر تین اور چار تحریر کرتے ہیں تا کہ مسئلہ کی حقیقت بالکل واضح ہو جائے ملاحظہ ہوں:

جواب سوم: تفسیر امام رازی مسئلہ خامسہ 425 426 جلد نمبر 1 :فی ان العلم بالسحر غیر قبیح ولا محظور اتفق المحققون علیٰ ذلک لان العلم لذاته شریف و ایضاً لعموم قوله تعالیٰ ( هل یستوی الدین یعلمون والذین لا یعلمون ) و لان السحر لو لم یکن یعلم لما امکن الفرق بینه و بین المعجز والعلم بکون المعجز معجزا واجب و ما یتوقف الواجب علیه فهو واجب فهذا یقتضی ان یکون تحصیل العلم بالسحر واجبا و مایکون و اجبا کیف یکون حراما و قبیحا ،،، اھ ک من عینه (1) قال عبده الضعیف غلام محمود ولله درالامام کیف اتقن امر السحر بالعقل والنقل ۔ بل قد یکون علم السحر هادیا و مرشدا الی صراط المستقیم و سببا للا یمان بالله العلیم اما قرع سمعک کیف میز سحرة فرعون بین السحر و المعجز فامنوا دون

غیرھم من جنود فرعون و ابلیس فالدلیل الثالث للامام ینبغی ان یکتب بماء الذھب

**جواب چہارم:** شامی ج 1 ص 33 میں فرماتے ہیں۔

تعلمه فرض لرد سحر اهل الحرب و حرام ليفرق به بين المراة و زوجها و جائز ليوفق بينهما اھ ک ذخيرة

## تفسیر کبیر کی عبارت کا ترجمہ :

جادو کا علم قبیح نہیں ہے اور نہ ہی ممنوع ہے علماء محققین کا اس پر اتفاق ہے۔ اس لئے کہ علم اپنی ذات کے اعتبار سے شرافت و عظمت والا ہے۔ اور اس پر عقلی کے ساتھ نقلی دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی کا فرمان: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ یہ عام و شامل ہے اس علم کو بھی (اور ایک اور عقلی دلیل) اگر جادو کا علم نہ سیکھا گیا تو پھر جادو اور معجزہ میں فرق کرنا ممکن نہ ہو گا۔ اور معجزہ کے بارے میں علم ہونا کہ یہ معجزہ ہے یہ ضروری ہے اور جس پر واجب موقوف ہو وہ بھی واجب ہوتا ہے۔ پس یہ تقاضا کرتا ہے کہ جادو کا علم حاصل کرنا بھی واجب ہے۔ اور جس کا علم حاصل کرنا واجب ہو تو اس کا علم حاصل کرنا حرام کیسے ہو سکتا ہے؟ اور قبیح کیسے ہو سکتا ہے؟[284] اللہ تعالی کا کمزور بندہ غلام محمود کہتا ہے:

---

284 تفسیر کبیر تحت الایہ البقرہ آیت نمبر 102 جلد نمبر صفحہ نمبر

اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام کے لیے خیر کثیر ہو کیسے انہوں نے جادو کے معاملہ کو عقل و نقل کے ساتھ مضبوط کیا ہے۔ بلکہ کبھی کبھی جادو کا علم سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی ہو گا۔ اللہ علیم ذات پر ایمان لانے کا سبب بھی ہو گا۔ کیا تیرے کانوں میں یہ بات نہیں کھٹکی فرعون کے جادوگروں نے کیسے جدا جدا کر دیا جادو اور معجزہ کو؟ جادوگر تو ایمان لائے لیکن ان کے علاوہ فرعون کے لشکر و جماعت والے ایمان نہ لائے پس امام کی تیسری دلیل تو ایسی ہے کہ اس کو سونے کے پانی سے لکھا جانا چاہیئے۔

## شامی کی عبارت کا ترجمہ و حوالہ

جادو کا علم سیکھنا فرض ہے اہل حرب کفار کے رد کے لیے اور یہ سیکھنا حرام ہے عورت اور اس کے شوہر کے درمیان جدائی پیدا کرنے کے لیے اور سیکھنا جائز ہے اس مقصد کے لیے کہ زوجین میں اتفاق پیدا کیا جائے۔[285]

خلاصہ کلام یہی ہے کہ جادو کا علم فی ذاتہ حرام و قبیح نہیں ہے ہاں فی غیرہ بعض اوقات واجب کبھی حرام کبھی جائز یہ متعلق کے لحاظ سے ہو گا۔ اور استعمال کے لحاظ سے یہ صورتیں ہو جائیں گی۔ اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ہم وہابیہ کی اس چال بازی اور فریب کن اور بظاہر دل فریب باتوں کا جواب ہم اپنے مرشد کریم دادا مرشد دادا استاذ حضرت قبلہ پیر سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلم سے بھی تحریر کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

---

[285] رد المحتار علی الدر المختار مقدمہ الکتاب مطلب السحر انواع جلد نمبر 1 صفحہ 113

دیوبندی حضرات اہل سنت کے مواخذہ سے تنگ آکر یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم حضور کے لیے وہی علوم مانتے ہیں جو نبوت سے متعلق اور حضور کی شان کے لائق ہیں غیر ضروری علوم و نجاست و غلاظت اور ضلالت و گمراہی کے طریقے اور تفصیلات کا برا اور مزموم علم اور شیطانی علوم کو حضور کے لیے ثابت کرنا حضور کے حق میں عیب ہے۔ جس سے حضور کا پاک ہونا ضروری ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ علم کا مقابل جہل ہے اور جہل فی نفسہ نقص و عیب ہے۔ تو لا محالہ علم فی نفسہ حسن و کمال ہو گا۔ دیکھیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز میں:

ارقام دریں جا باید دانست کہ علم فی نفسہ مزموم نیست ہر چونکہ باشد[286]

ترجمہ: یہاں یہ جاننا چاہئے کہ علم جیسا بھی ہو فی نفسہ برا نہیں ہوتا اس کے بعد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان اسباب کا تفصیلی بیان فرمایا ہے۔ جن کی وجہ سے کسی علم میں برائی آسکتی ہے۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

1۔ توقع ضرور، 2۔ استعداد عالم کا تصور، 3۔ علوم شرعیہ میں بے جا غور کرنا۔

ہمارے ناظرین کرام عقل و انصاف کی روشنی میں اتنی بات بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کے بیان فرمودہ تینوں سببوں کا رسول اللہ ﷺ کے حق میں پایا جانا ممکن نہیں کیونکہ عصمت الہیہ کی وجہ سے حضور ﷺ کے حق میں ضرر کی توقع نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح حضور ﷺ کی استعداد مقدسہ میں قصور کا پایا جانا

286 تفسیر فتح العزیز جلد 1 صفحہ 445 مطبوعہ العلوم مدارس دہلی

بھی محال ہے۔ علی ھذا القیاس امور شرعیہ میں بے جا غور و فکر کرنا بھی رسول کریم ﷺ کے لیے قطعا نا ممکن ہے۔ ورنہ علوم شرعیہ بھی **معاذ اللہ** حضور ﷺ کے حق میں مذموم ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ جن اسباب خارجیہ کی وجہ سے کسی علم میں برائی پیدا ہو سکتی ہے حضور ﷺ کے حق میں ان کا پایا جانا ممکن نہیں۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ رسول اکرم ﷺ کو خواہ کیسا ہی علم کیوں نہ ہو وہ حضور کے حق میں برا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہم آنکھیں بند کر کے یہ تسلیم ہی کر لیں کہ بعض علم فی نفسہ برے ہوتے ہیں تو میں عرض کروں گا جو چیز فی نفسہ بری اور مزموم ہو وہ عیب ہے اور عیب صرف رسول اللہ ﷺ کے حق میں محال نہیں بلکہ حضور ﷺ سے پہلے اللہ تعالی کے حق میں محال ہے۔ نہ صرف محال بلکہ محال عقلی اور ممتنع لذاتہ ہے لہذا ایسے علم کو جو فی نفسی برا ہو اور حضور ﷺ کے حق میں اس کا ہونا عیب قرار پائے اسے اللہ تعالی کے لیے بھی ثابت کرنا ناممکن ہو گا کیونکہ صفت ذمیمہ کا اثبات حقیقتا عیب لگاتا ہے جب اللہ تعالی ہر عیب سے پاک ہے تو برے علم سے بھی پاک ہونا اس کے لیے یقینا واجب ہو گا۔ جو چیز (فی نفسہ) بندوں کے حق میں عیب ہو اللہ تعالی کا اس سے منزہ ہونا ضروری ہے۔

دیکھئے کذب، **جھل**، **ظلم**، **سفہ** وغیرہ امور فی نفسہا جس طرح بندوں کے حق میں عیب ہیں اسی طرح اللہ تعالی کے حق میں بھی عیب ہیں اور اللہ تعالی کا ان سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اسی لیے مسامرہ جز ثانی میں صفحہ 60 مطبوعہ مصر میں علامہ کمال ابن ابی شریف ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

ہم کہیں گے کہ اشعری اور ان کے علاوہ تمام اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ ہر وہ چیز جو (فی نفسہ) بندوں کے حق میں عیب اور نقص کی صفت ہو اللہ تعالی اس سے پاک ہے۔ اور وہ صفت نقص اللہ تعالی پر محال ہے۔

ایسی صورت میں علماء دیوبند حضرات سے مخلصانہ استفسار ہے کہ جب آپ اللہ تعالی کو ہر عیب سے پاک سمجھتے ہیں تو کیا اس کی ذات مقدسہ سے ان تمام علوم کی نفی کریں گے جنہیں نجاست و غلاظت مکر و فریب کا علم اور شیطانی علوم کہہ کر برا اور مزموم قرار دیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو کیا اللہ تعالی کو آپ عیوب و نقائص سے مبرا نہیں مانتے؟ حیرت ہے کہ جن لوگوں کی عبارات توہین رسول ﷺ سے ملوث ہیں اس مسئلہ میں انہیں رسول اللہ ﷺ سے اس قدر حد سے زیادہ محبت کس طرح ہو گئی؟ کہ اللہ تعالی کی تنزیہ سے بھی ان کے نزدیک حضور کی تقدیس زیادہ اہم اور ضروری قرار پا گئی۔ فیا للعجب در حقیقت یہ بھی عداوت رسول ﷺ کا ایک بین ثبوت ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی اچھی چیز سے کسی کو بر بنائے عداوت محروم رکھنا ہو تو اس چیز کو برا اور مزموم کہہ دیا جائے۔ تاکہ دوسروں پر یہ ظاہر کر دیا جائے کہ ہم اس شخص کی محبت اور خیر خواہی کی بنا پر اس بری چیز سے اسے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن حقیقتاً عداوت کی وجہ سے اس کو ایک اچھی اور مفید چیز سے محروم رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ بلکل یہی صورتحال یہاں ہے یہ بری چیزوں کے فی نفسہ علم کو (جو عین کمال ہے) نقص و عیب قرار دے دیا گیا ہے تاکہ وہ حضور ﷺ کے لیے ثابت نہ ہو سکیں۔ العیاذ باللہ و الیہ المشتکی

محترم قارئین: قبلہ غزالی زماں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریر و توضیح جواب اتنی عام فہم ہے کہ مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ ادنی سی عقل رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ یاد رہے کہ ہم نے وہابیہ کے اس اعتراض کی اتنی لمبی تفصیل اس لیے بیان کی ہے کہ اکثر وہابیہ اسی دلیل سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

## الفصل السابع: اغثنی یا رسول اللہ ﷺ ایمان یا شرک؟

قارئین: وہابیہ بجمیع انواعہ کا اس پر تو اتفاق ہے کہ غیر اللہ سے چندہ مانگ کر مدد حاصل کرنا بالکل جائز ہے۔ بلکہ عین ایمان ہے چونکہ عام طور پر یہ مدد فیکٹری مالکان اغنیاء سے حاصل کی جاتی ہے۔ اگر اس کا انکار کریں گے تو وہ چندہ ہی نہیں دیں گے۔ ہاں مگر اولیاء اللہ بلکہ حضور نبی کریم ﷺ سے مدد مانگنا خواہ جس طرح بھی ہو یہ جائز نہیں ہے۔ وسیلہ بھی شرک ہے شفاعت بھی شرک وغیرہ وغیرہ پہلے ہم وہابی کی تمام گفتگو کا خلاصہ تحریر کرتے ہیں اس کے بعد اپنے دلائل ذکر کریں گے۔

### وہابی صاحب لکھتے ہیں:

جو شرک کے شیدائی حضرات انبیاء و اولیاء کرام و شہداء کرام سے متعلق استعانت یا مافوق الاسباب استعانت کا جواز ثابت کرتے ہیں یہ سراسر عوام الناس کو مغالطہ دیتے ہیں۔ سب علماء نے اس سے منع کیا ہے۔[287]

[287] کتاب شمس صفحہ 397

**الجواب** : قارئین ہم سب سے پہلے نمبر پر غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کے حوالے سے اپنا عقیدہ واضح کر دینا چاہتے ہیں اور وہ بھی حضور قبلہ عالم عارف باللہ امام اہل سنت حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے آپ فرماتے ہیں:

اردو ترجمہ: اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا معنی اور مدلول صرف یہ ہے کہ طلب مدد کرنا اس طرح کہ **مستعان منه** (جس سے مدد طلب کی جائے) کو خالق عون و مدد یقین کرنا یہ جناب باری تعالی شانہ کی ذات میں منحصر ہے۔ خواہ امور دینیہ میں ہو خواہ امور دنیاوی میں ہو۔

اور اگر استعانت کے یہ معنی نہ لیے جائیں بلکہ استعانت بمعنی اس امر کے کہ مستعان منہ کو مظہر عون جانے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالی شانہ کے کارخانہ حکمت و اسباب میں یہی امر جاری ہے کہ ہر چیز کے اسباب بنائے ہیں اور ہمیں ان اسباب کے استعمال کا حکم دیا ہے۔ پس کارخانہ اسباب و حکمت پر نظر کرنا اسی کا متقاضی ہے لہذا یہ مدد مانگنا مخلوق سے ممنوع نہیں اور نہ یہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے معنی کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی **و تعاونوا علی البر و التقوی** سے ظاہر ہے یعنی نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ (آنے والے الفاظ انتہائی قابل غور ہیں) پس یہ کہنا کہ مطلق مدد کا مطلب طلب کرنا جناب باری

تعالی کے ساتھ مختص ہے اور اسی میں منحصر ہے اور کسی طور پر بھی مخلوق سے مدد طلب نہیں کی جاسکتی لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ہے۔

**اقول:**: حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح سے معلوم ہو گیا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ استعانت **فقط** اللہ تعالی سے ہی طلب کرنی چاہئے اللہ تعالی کو چھوڑ کر غیر اللہ سے مدد طلب کر لی تو واجب کو ترک کرنے والا ہو گا واجب کا تارک گمراہی ہوتا ہے۔[288]

اس بات کا قائل چاہے پیر نصیر الدین ہو یا کوئی وہابی ہو پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق کے مطابق سب لاعلم و جاہل ہیں۔ اور وہ لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں۔

**فائدہ:** حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بات کی تائید میں حضرت خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیان کردہ تفسیر اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ بھی اس مقام پر بیان فرمائی ہے اصل کتاب میں یا تفسیر عزیزی میں ملاحظہ فرمالیں۔

**فائدہ:** وہابی صاحب نے غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کے مطلقاً حرام اور شرک ہونے کے بارے میں حضرت غوث الاعظم اور پیر نصیر الدین شاہ کے حوالے سے ایک حدیث ذکر کی ہے۔ جو وہابیہ کے لیے ایک بہت بڑا سہارا ہے۔ حدیث تو

[288] اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ 194

بالکل صحیح ہے مگر اس کا مفہوم وہابیہ نے غلط لے لیا ہے ہم حضرت قبلہ عالم کے حوالے سے حدیث کا صحیح اور جامع مفہوم بیان کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

حدیث شریف (و اذا استعنت فاستعِن باللّٰہ) کا جواب یہ ہے کہ اسمیں مقصود شارع علیہ الصلوۃ والسلام کا مقام توکل کا بیان ہے جو بلند مقام ہے اور خواص کے لیے مخصوص ہے۔ پس خواص کے لیے اسباب کی طرف توجہ اور اسباب میں مشغولیت اس مقام بلند سے تنزل کا موجب ہے۔ چنانچہ قول مشہور حسنات الابرار سئیات المقربین (ابرار کی نیکیاں اللہ کے مقربین کی سئیات ہوا کر تی ہیں) عام نیکوں کی بھلائیاں بلند درجات والوں کی برائیاں ہیں۔ یہ اسی مقام بلند کی خبر دیتا ہے۔ اور اس سے مقصود یہ نہیں کہ ہم جنس مخلوق اور ارواح طیبہ انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنا اور اسباب کے ساتھ توسل کرنا مطلقاً حرام ہے۔

(خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں) صاحب نہایہ فرماتے ہیں کہ جو صفات اس حدیث میں مذکور ہیں یہ صفات اولیاء اللہ کے ہیں جو اسباب دنیا سے اعراض کرتے ہیں اور دنیاوی معنی کی طرف ان کی بالکل التفات نہیں ہوتی اور یہ درجہ خواص کا ہے۔ جس کو دوسرے لوگ نہیں پہنچ سکتے۔ بہر حال عوام کے لیے تو دوا و معالجہ اور دیگر دنیاوی اسباب کی اجازت ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بعض ارشادات مخاطب کے مادہ اور حیثیت کے مطابق فرمایا کرتے اور وہ عام نہیں ہوتے تھے مخاطب کے لیے ہوتے تھے۔ دیکھو جس وقت صدیق اکبر نے اپنا تمام مال خیرات کر دیا تو آپ ﷺ نے انکار نہیں فرمایا اس واسطے کہ ان کے یقین اور صبر اور توکل پر نظر تھی اور جب

دوسرے صحابی نے سب مال خیرات کیا تو آپ ﷺ نے انکار فرمایا اور اسی طرح جب یوسف صدیق علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے غیر سے مدد مانگی اور کہا مجھے اپنے مالک کے پاس یاد کرنا تو یہ مقام نبوت کے مناسب نہ تھا نہ یہ کہ یہ امر دوسروں کے لیے بھی شرعا ممنوع تھا۔ آپ ﷺ کے ارشاد کا مطلب بھی یہی ہے کہ امر مقام نبوت کے مناسب نہ تھا اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ میرے بھائی یوسف پر رحم کرے اگر اذکرنی عند ربک (مجھے اپنے بادشاہ کے پاس یاد کرنا اور میری سفارش کرنا کہ ایک مظلوم بے گناہ جیل میں ڈالا گیا ہے نہ کہتے) تو وہ ہرگز سات سال جیل خانہ میں نہ رہتے۔ نقل ہے کہ زاہدین کے سلطان حضرت فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ جب ایک مرض سے تندرست ہوئے تو بوجہ ضعف چند قدم عصا پر تکیہ کر کے چلے اور پھر فورا اس کو پھینک دیا اور چہرہ مبارک سے رنجیدگی کے آثار بھی ظاہر ہوئے اس کے بعد حسب موقع ایک شخص نے عصا پھینکنے کا سبب دریافت کرنے کے لیے عرض کیا تو حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں چند قدم اس عصا کے سہارے چلا تو ھاتف غیب نے پکار کر کہا کہ اے فرید اب تک تو تیرا تکیہ گاہ ہم تھے اور ہمارے سوا کوئی تمہارا تکیہ گاہ نہ تھا۔ اب خلاف عادت ہمارے غیر پر تکیہ کیا۔ اس وجہ سے میں نے عصا پھینک دیا ہے۔[289]

## حضور قبلہ عالم کی بیان کردہ راہ اعتدال

[289] اعلائے کلمۃ اللہ صفحہ 200 تا 202

حضرت قبلہ عالم پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غیر اللہ سے استمداد کو مطلقا شرک کہنے والوں کو بڑے خوبصورت اور علمی انداز میں یہ مسئلہ سمجھایا ہے۔ کہ حقیقت حال وہی ہے جو اہل سنت بیان کرتے ہیں۔ اگر وہ نہ مانی جائے تو بہت ساری آیات و احادیث میں تعارض و تناقض لازم آئے گا بہتر ہے کہ قرآن کی تفسیر و تشریح میں اپنی ذاتی رائے اور اختراعی عقیدہ کو دخل نہ دیا جائے خود پیر صاحب کے قلم سے ملاحظہ ہو:

پس سوچ ذرا اور جلدی نہ کر سواد اعظم کے طریقے کو لازم رکھو اور حدیث لن تجمع امتی علی الضلالۃ (میری امت گمراہی پر ہرگز جمع نہیں ہوگی) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقولہ (جو حکما حدیث مرفوع ہے) جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا کام ہوگا۔ اس کو نظر کے سامنے رکھنا چاہئے تاکہ اپنے قصور فہمی سے آیات اور حدیثوں کے درمیان تعارض و تناقض نہ ہونے پائے اور اس حدیث کا مصداق نہ بن جائے۔ جب تم سنو کسی بندے کو کہ وہ کہہ رہا ہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں تو وہ ان تمام سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ پھر آپ نے اپنی بات کی تائید پیش کی حضرت شاہ ولی اللہ کے کلام سے اصل کتاب میں رجوع کریں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باقاعدہ تفصیل بیان کی ہے اگر وہابیہ کا مسلک و مذہب لیا جائے تو آیات و احادیث میں تعارض ہوگا خود انہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

دیکھو کہ اللہ تعالی کا قول مبارک اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ جب یہ زعم اور خیال ہو کے مطلق استعانت کا حصر ہے مناقض ہو جائے گا آیت شریف وَ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی کے اس لیے کہ اس آیت میں حکم ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اسی طرح اللہ تعالی کا ارشاد اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ کا جب یہ معنی خیال میں رکھا جائے کہ اللہ تعالی کے سوا کسی دوسرے کی ہرگز ہرگز حاجت نہیں کسی کام میں بھی کسی کی ضرورت نہیں تو یہ آیت شریفہ مناقض ہو جائے گی دوسری آیت شریفہ وَلَوۡ اَنَّھُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَھُمۡ الآیۃ کی اس لیے کہ اس آیت شریفہ میں حکم ہے کہ جب گناہگار گناہ کرکے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اللہ تعالی سے معافی مانگیں اور مغفرت طلب کریں اور آپ بھی ان کے لیے مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالی کو رحیم اور توّاب پائیں گے۔ اس آیت میں یہ شرط کر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی مغفرت طلب کریں تو مغفرت ہو گی چونکہ وارد ہوا ہے کہ قرآن شریف کی بعض آیات دوسری بعض کی تفسیر کرتی ہیں اور تمام آیات قرآن شریف کی ہیں۔ لہذا تمام آیات کی رعایت کرتے ہوئے ہر ایک کو اپنے موقع اور مرتبہ پر رکھنے کا کام کرنا چاہئے۔ یہاں سے تم کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ جناب الہی کا اپنے بندوں کے لیے کافی ہونا اور سمیع بصیر ہونا اور بندے کا اپنی حاجات کو کسی محبوب کے توسل سے پیش کرنا اور کسی محبوب خدا کی طرف التجا کرنا آپس میں منافی نہیں ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالی باوجود اپنے کافی ہونے اور سمیع وا بصیر بلاواسطہ ہونے کے گنہگاروں کو ارشاد فرماتا ہے کہ وہ درگاہ نبوی میں حاضر ہوں اور پھر اپنی مغفرت کو آنحضرت ﷺ کی مغفرت طلبی اور دعا فرمانے پر موقوف اور وابستہ فرمایا :

**1۔ جاءوک ، 2۔واستغفر لھم الرسول ، 3۔ لو جدوا اللہ توابا رحیما قابلِ غور ہیں۔**

**حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا هِقْلُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: «سَلْ» فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: «أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ» قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ. قَالَ: «فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ**[290]

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رات کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ رہا کرتا تھا۔پس ایک دن میں آپ کے لیے وضو کا پانی اور دیگر ضروریات لے آیا پس آپ نے فرمایا جو چیز چاہے مجھ سے مانگ مانگ لے جو چاہتا ہے۔ پھر میں نے عرض کی کہ بہشت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی اور چیز مانگ میں نے عرض کی کہ میرا مطلوب تو یہی ہے۔ فرمایا کہ کثرت سجود کو میری اعانت کے ساتھ شامل کر۔ رواہ مسلم

---

290 صحیح مسلم#1094

اس حدیث میں کلمہ سل وقال او غیر ذالک کو ملاحظہ کرنا چاہئے اس لئے کہ سل کا مفعول ذکر نہیں فرمایا نیز اور غیر ذالک بھی فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے مسؤل اور مطلوب میں بہت ہی وسعت ہے اور بہت ہی اطلاق ہے۔

**اقول:**: پھر اس حدیث کی تشریح میں حضرت محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق دہلوی اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی تشریحات بھی پیر صاحب نے ذکر فرمائی ہیں۔ جو ہماری اسی کتاب میں ماقبل صفحات پر ضبط تحریر میں آچکی ہیں۔

ہاں پیر صاحب قبلہ نے اپنے عقیدے کا اظہار درج ذیل شعر میں کیا ہے:

| اگر خیریت دنیا و عقبہ آرزو داری | بدر گاہش بیاو ہر چہ مے خواہی تمنا کن |
|---|---|

ترجمہ: اگر دنیا و آخرت کی بھلائی کی تمنا رکھتے ہو تو ان کی پاک بارگاہ میں آؤ اور جو چیز چاہو اس کی تمنا کرو۔ الی آخرہ

**فائدہ:** حضرت قبلہ عالم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ حدیثیں دو ہیں ایک میں حکم ہے جو بھی مانگنا ہو اللہ سے مانگ، اور دوسری میں حضور خود حکم فرمارہے ہیں کہ مجھ سے مانگ اور صحابی رسول بھی یہ کہتے ہیں کہ اسئلک آپ سے ہی مانگتا ہوں یہ نہیں کہتے کہ اللہ سے مانگتا ہوں نیز اس حدیث میں مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب والا بھی چکر ختم کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ اجلہ محدثین، شیخ دہلوی اور ملا علی قاری کے حوالے سے واضح ہو چکا ہے اور پھر صحابی نے جو چیز مانگی وہ بھی بظاہر مافوق الاسباب ہی ہے۔ پھر جنت میں رفاقت عطا کرنے کے بعد بھی اور غیر ذالک کہنا

یہ وہابیوں کے سارے چکر ختم کر دیتا ہے۔ وہابیہ کے مطابق دونوں حدیثوں میں تعارض و تناقض ہے۔ کیونکہ وہابیہ نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کو مطلقاً شرک و بدعت قرار دیا، وہابیوں کا جہاں بس چلے وہاں انہوں نے لکھا ہوتا ہے یا اللہ مدد باقی سب شرک وبدعت مگر ہم اہل سنت کے نزدیک دونوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ حضور کا مدد فرمانا در حقیقت مدد خداوندی ہے۔ حضور مدد الٰہی کے مظہر ہیں جیسا کہ اس مضمون کے شروع میں ہمارا عقیدہ تفصیلا لکھا جاچکا ہے۔

فائدہ: اس مقام پر حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حوالے سے وہابیوں کے ایک مشہور اور اہم سوال: مؤمنین (سنی حضرات) جو انبیاء و اولیاء کی شفاعت اور توسل کا عقیدہ رکھتے ہیں اور مشرکین جو بتوں کی شفاعت اور توسل کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کے درمیان کیا فرق رہا؟ دونوں عقیدوں میں کیا فرق ہے بڑی تفصیل سے اور کئی وجوہ سے فرق بیان کیا ہے تفصیل معلوم کرنے کے لیے اصل کتاب کا مطالعہ کریں۔

## ارواح طیبہ کے تصرفات

قارئین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علامہ ابن قیم کی کتاب کتاب الروح کے حوالے سے لکھا ہے:

علامہ ابن قیم وہابی تلمیذ ابن تیمیہ جو کہ وہابیوں کا پیشوا ہے اس کی کتاب الروح کو دیکھو تو حقیقت کھل جائے گی کہ اس نے لکھا ہے کہ ارواح مؤمنین کی سیر کرتی ہیں۔[291]

**اقول::** جب علامہ ابن قیم نے اپنی پوری تحقیق سے یہ بات لکھی ہے اور حضرت قبلہ پیپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے ہی نقل کر کے لکھی ہے اپنی طرف سے نہیں لکھی اور پھر ابن قیم کو وہابیہ بھی اپنا امام تسلیم کرتے ہیں آج تک کسی وہابی نے اس کی امامت کا انکار نہیں کیا تو اس کے باوجود مذکورہ بات کا نہ صرف یہ کہ انکار کرنا بلکہ مذاق اڑانا اور اس کو صرف اہل سنت بریلوی حضرات کا ذاتی مسئلہ قرار دینا کتنی بڑی زیادتی ہے۔ یہ وہابی کی بددیانتی اور خیانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ وہابی نے جس انداز میں مذاق اڑایا خود اسی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

بریلویہ سے سوال یہ ہے کہ آپ کی امداد کے لیے ارواح حاضر ہوتی ہیں یا ارواح مع لاجساد؟ اور اولیاء کرام اور انبیاء کی اجساد مبارکہ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہو یا فقط ارواح کو؟

اگر اجساد کو حاضر و ناظر سمجھتے ہو تو کیا انبیاء اور اولیاء کے اجساد بوقت مدد آپ کو نظر بھی آتے ہیں؟

انبیاء کرام اگر نظر آتے ہیں تو پھر صحابیت کا دعوی کرتے ہو یا نہیں؟

---

[291] کتاب الروح المسئلة الثانیهو هی ان الارواح اعوتی تتلاقی و تتنزا کرام لا ص27

کیا انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کی وفات کے بعد اجساد کثیرہ ہو جاتے ہیں؟ یا ارواح کثیرہ ہو جاتے ہیں؟

جب ان تمام سوالات کے جوابات آجائیں گے تو مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔[292]

**اقول:**: کتنا واضح مسئلہ تھا کہ ارواح سیر کرتی ہیں اجساد کی تو بات ہی نہ تھی۔ صرف عوام کو الجھن میں ڈالنے کے لیے واھیات سوالات اٹھا دیئے۔ اگر صرف ارواح سیر کریں اور مدد کریں تو اس میں تو کوئی شک ہی نہیں لیکن اگر نوری اجسام ان کو حاصل ہو جائیں تو یہ بھی ثابت شدہ بات ہے۔

اب ہم اسی مسئلہ کو پیر مہر علی شاہ صاحب کے قلم سے اور وہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے قلم سے جو کہ مسلم بین الفریقین امام ہیں۔ وہ اہل سنت کے امام ہیں اب جو ان کی مانے گا وہ تو اہل سنت کہلانے کا حقدار ہو گا لیکن جو ان کی نہیں مانے گا وہ پھر وہابی ہی ہو سکتا ہے قبلہ عالم تحریر فرماتے ہیں:

کاملین سے استعانت (مدد طلب کرنا) بھی شرعا ثابت ہے۔ اور اس کے ناجائز ہونے پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہوئی اور آیت مبارکہ **وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى** زندگان و مردگان ہر دو سے استعانت کی اجازت بخشتی ہے۔ زندوں سے استعانت کی اجازت تو بالکل ظاہر ہے کہ مخالفین بھی اس کے منکر نہیں ہیں۔ باقی رہے اموات تو یہ بھی ثابت ہے اس لیے کہ ارواح زندہ ہیں اور موت اور

---

[292] کتاب شمس صفحہ 398

زندگی کا زوال محض بدن پر طاری ہوا ہے۔

ہاں موت کا اثر ارواح پر یہ ہوتا ہے کہ وہ ارواح بدن سے جدا ہو جاتی ہیں اور مادی موانع ان سے جدا ہو جاتے ہیں۔

اور یہ چیز تو ارواح کی قوت کے زیادہ ہونے اور مبداء فیاض سے استفادہ کے کامل ہونے کا موجب (سبب) ہے۔

چند سطور بعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور شاہ ولی اللہ صاحب نے یہاں تک فرمایا کہ انسانوں میں سے جو زیادہ فضیلت رکھتے ہیں ان کے ارواح بھی ان ملائکہ میں داخل ہو جاتے ہیں اور ان کے ساتھ مل جاتے ہیں اور انہی کے لیے کام کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:(اے نفس مطمنہ لوٹ جا اپنے پروردگار کی طرف خوش ہوتا ہوا خوش کیا گیا۔ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا)فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دیکھا میں نے جعفر بن ابی طالب کو فرشتے کی صورت میں جو ملائکہ کے ساتھ جنت میں دو پروں سے اڑ رہا ہے۔

اسی کتاب (حجۃ اللہِ لبالغہ) میں دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ جب انسان پر موت طاری ہوتی ہے تو اس کی نسمہ (روح) کی دوبارہ نشو نما اور پرورش ہوتی ہے اور روح الہی کا فیضان اس کی باقی ماندہ حس مشترک میں ایسی قوت پیدا کر دیتا ہے جو عالم مثال کی مدد سے سمع، بصر اور کلام کے لیے کافی ہوتی ہے۔ نیز اسی کتاب میں مذکور ہے کہ جب صالح آدمی مر جاتا ہے تو اس کے جسمانی تعلقات منقطع ہو

جاتے ہیں اور اپنے مزاج پر لوٹ آتا ہے اور ملائکہ کے ساتھ ملحق ہو جاتا ہے اور انھی میں سے ہو جاتا ہے اور انہی ملائکہ کی طرح الہام کیا جاتا ہے اور جن امور میں ملائکہ سعی اور کوشش کرتے ہیں وہ بھی انہی امور میں سعی کرتا ہے۔اور بسا اوقات یہ صالحین اعلاء کلمۃ اللہ میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور حزب اللہ کی نصرت کرتے ہیں اور کبھی ابن آدم کے دل میں خیر کا القاء کرتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے کبھی صورت جسمانیہ کا اشتیاق کرتے ہیں۔ اور ان کو ایک نور جسمانی عطا کیا جاتا ہے اور بسا

اوقات بعض ان میں سے غذا کا شوق ظاہر کرتے ہیں تو ان کی خواہش پوری کر دی جاتی ہے۔

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ ارواح صالحین اجسام کے بغیر بھی تصرف کرتی ہیں اگر ان کو اجسام کا شوق پیدا ہو تو نورانی جسم ان کو عطا کر دیا جاتا ہے۔ نیز کتاب مذکور میں یہ بھی تحریر ہے:

ملائکہ اور نفوس جو علائق جسمانیہ سے پاک و صاف ہو جاتے ہیں ان کے اندر اللہ تعالیٰ جو اصلاح نظام وغیرہ پیدا کرتا ہے وہ منقش ہو جاتا ہے۔ تو ان ملائکہ و نفوس کے مرضیات اس نظام کے مطابق منقلب ہو جاتے ہیں۔ اور جب انسان میں صفت عدالت متمکن ہو جاتی ہے تو اس کے اور ان ملائکہ کے درمیان جو حاملین عرش ہیں اور درگاہ الٰہی کے مقرب ہیں اور بخشش و برکات کے نزول کے وسائط ہیں ایک

قسم کا اشتراک پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ نفس انسانی بھی انہیں ملائکہ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ انہی کی طرح الہام وغیرہ پر قادر ہو جاتا ہے۔

نیز اسی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ہے روح جب جسم سے جدا ہو جاتی ہے تو وہ حس اور ادراک بالحس المشترک پر باقی رہتا ہے۔ اور علوم یا ظنون جو حیات دنیا میں اس کے ساتھ تھے وہ بھی باقی رہتے ہیں۔ اور اوپر سے اس پر علوم مترشح ہوتے ہیں جو عذاب اور تنعیم کا موجب ہوتے ہیں اور صالحین عباد اللہ کی ہمتیں **خطیرۃ القدس** تک بلند ہو جاتی ہیں۔[293] ارواح صالحین کا مرتبہ و مقام ہمارے آئمہ کی تشریحات سے بالکل واضح ہو گیا ہے۔

## حضرت قبلہ عالم کا امام الوہابیہ کو رگڑا

قارئین وہابیہ بڑی بغلیں بجاتے ہیں کہ جی علماء وہابیہ پر امام احمد رضا خان کی طرح پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتوی نہیں لگایا میں کہتا ہوں کہ حضرت قبلہ عالم نے معافی بھی نہیں دی۔ جو ہم نے ما قبل ارواح کاملین کے لحاظ سے مضمون بیان کیا اسی کے آخر میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ بتوں کی آیات کو انبیاء و اولیاء پر حمل (حکم لگانا) کرنا یہ قرآن مجید کی تحریف ہے اور دین کی بہت بڑی تخریب ہے۔ جیسا کہ تقویۃ الایمان کی عبارتوں میں ظاہر ہے۔

---

293 اعلاء کلمۃ اللہ 222 تا 226

## مسئلہ استمداد میں امام شافعی وغزالی کا مؤقف

وہابیہ نے عباد اللہ سے استمداد کا انکار کر کے یہ واضح کر دیا ہے کہ ہم وہابی ہیں اہل سنت نہیں ہیں کیونکہ اہل سنت کے تمام آئمہ تو اس کے جواز کے قائل ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جس شخص سے زندگی میں مدد طلب کی جا سکتی ہے (اور شرک لازم نہیں آتا) اس سے بعد وفات بھی مانگی جا سکتی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک دعا کے قبول کے لیے

تریاق مجرب ہے۔[294]

**اقول:** وہابیہ کو چاہئے کہ ہم پر فتوی لگانے سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ امام غزالی امام شافعی پر شرک کا فتوی لگائیں۔ وہابیہ کے نزدیک تو یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کہنا شرک ہو گا۔ مگر حکیم الامت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انتباہ فی سلاسل الاولیاء اللہ بحث اشتغال میں فرمایا ہے کہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ ایک سو گیارہ (1100) مرتبہ پڑھا جائے۔[295]

[294] اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ 229

[295] اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ 249

**فائدہ:** اس کی بہت ساری مزید تفصیل کتاب مذکور میں بحوالہ **فتاوی خیریہ** اور **الوسیلۃ الجمیلہ** اور **انہار المفاخر** کے حوالے سے **اعلاء کلمۃ اللہ** میں موجود ہے۔

## توکل کے اعلیٰ درجہ کی مثال

حضرت شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن شام کی نماز کی امامت فرمارہے تھے جب اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ زبان پر جاری ہوا تو بے ہوش ہو گئے لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا جب میں نے اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہا تو میرے دل میں خوف پیدا ہوا کہ کہیں اللہ تعالی فرمائے اے جھوٹے زبان سے یہ کہتے ہو اور عمل کے طور پر اس کے بر خلاف طبیب سے دارو طلب کرتے ہو امیر سے روزی مانگتے ہو بادشاہ سے مدد مانگتے ہو۔ لہذا اس معنی کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض علماء نے کہا ہے کہ انسان کو شرم کرنی چاہئے اور دن رات میں پانچ دفعہ اللہ کے روبرو کھڑے ہو کر جھوٹ نہ بولے لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ غیر سے اس قسم کی استعانت کے غیر کو مدد خداوندی کا مظہر نہ سمجھے بلکہ بالذات نافع اور ضار سمجھے تو یہ حرام اگر التفات حق سبحانہ و تعالی کی طرف ہو اور غیر کو فقط خدا کی مدد کا مظہر سمجھے تو شرعا یہ استعانت جائز ہے اور عین عرفان ہے۔ اولیاء اور انبیاء نے اس قسم کی استعانت غیر سے کی ہے یہ قسم در حقیقت استعانت بالغیر نہیں بلکہ بعینہ حضرت حق کے ساتھ استعانت ہے۔

**فائدہ:** طبیب سے دارو طلب کرنا بادشاہ سے مدد مانگنا امیر سے روزی مانگنا یہ سب غیر اللہ سے مدد مانگنا ہے۔ حضرت سفیان ثوری یہ سب کچھ کرتے تھے شرعا یہ غلط نہ تھا مگر توکل کے اعلیٰ مرتبہ کے خلاف تھا اس لیے ایسا خیال پیدا ہوا۔

**فائدہ:** جو مدد غیر اللہ کی مختلف صورتیں بیان ہوئی ہیں یہ ساری ماتحت الاسباب ہیں جو کہ وہابیہ کے نزدیک بھی جائز ہیں مگر متوکلین علی اللہ کے نزدیک یہ بھی جائز نہیں ہیں۔

**فائدہ:** آیت کریمہ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں ما فوق الاسباب اور ماتحت الاسباب کا فرق بالکل نہیں کیا گیا۔ لہذا یہ تقسیم من گھڑت ہے جو کہ وہابیہ کرتے ہیں۔ اصل حقیقت وہی ہے جو قبلہ پیر صاحب بیان فرماتے ہیں جو ما قبل آ چکا ہے۔ یعنی غیر اللہ کو مستقل سمجھنا شرک و حرام اور غیر مستقل سمجھ کر مدد مانگنا اور عون الٰہی کا مظہر سمجھنا بالکل جائز ہے۔

## خواص اولیاء اللہ کی عظمت و شان

حضرت کی قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عقیدہ اہل سنت واضح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: خواص اولیاء اللہ جنہوں نے زندگی میں اپنا سب کچھ رضائے الٰہی اور بنی نوع انسان کی بہبود اور ارشاد میں صرف کیا ہوتا ہے۔ عالم برزخ میں ہوتے

ہوئے بھی دنیا کے معاملات میں انہیں تصرف عطا کیا جاتا ہے ان کا استغراق وسعت ادراکات کی وجہ سے اس طرف توجہ کرنے سے مانع نہیں ہو سکتا۔ الخ[296]

نوٹ: پیر صاحب قبلہ کی کلام یہاں تک ختم ہوئی آپ نے بڑے خوبصورت انداز میں عقیدہ اہل سنت کو بیان فرمادیا ہے۔

## وہابی کا اپنے اکابر پر شرک کا فتوی

وہابی نے غیر اللہ سے مدد طلب کرنے پر شرک کا فتوی جڑتے ہوئے اتناہی نہ سوچا کہ اپنے گھر کی تو خبر لے لوں آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں علماء دیوبند کتنے بڑے مشرک تھے۔ میرے سامنے اس وقت ایک کتاب ہے جس کا نام ہے مناجات مقبول یہ مؤلفہ ہے علماء دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب کی اس میں عنوان قائم کیا گیا ہے: بارگاہ رسالت میں ایک گنہگار امتی کی فریاد اس کے تحت 38 اشعار از تھانوی صاحب کے لکھے ہوئے موجود ہیں۔

وہابیہ کے فتوے کے مطابق ان میں سے ہر ایک سے شرک لازم آتا ہے۔ ہم انہی میں سے چند اشعار بطور نمونہ ذکر کرتے ہیں:

یہ یادرہے کہ اکثر اشعار کے شروع میں حرف ندایا محذوف ہے۔

اب یہ اللہ بہتر جانے کہ شروع میں ہی محذوف تھا یا بعد میں حذف کیا گیا۔

## ایک عجیب بات

[296] اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ 227

جب میں وہابیہ کارد کرتے ہوئے مسئلہ استمداد کی تفصیل لکھ رہا تھا تو کتاب مذکور مناجات مقبول میرے پاس نہ تھی اچانک ایک شخص نے آکر مجھے یہ کتاب دے دی جس کو میں غیبی خدائی مدد سمجھتا ہوں۔ بے نیاز رب نے وہابیہ کے گھر سے میری مدد کروادی۔ الحمد للہ

## اشعار تھانوی بمع ترجمہ دریا آبادی

1۔ رسول اللہ جئتک مستعیذا ۔۔۔۔ علیک صلوٰۃ ربی والسلام

اے خدا کے رسول آپ کی خدمت میں پناہ لینے کے لیے حاضر ہوں۔ آپ پر خدا کی طرف سے درود و سلام نازل ہو۔

2۔ کئیبا مستغیثا مستعیبا ۔۔۔ علی نفس تفیم و لا تضام

ہوں آپ کی دہائی دے رہا ہوں اپنے اس نفس کے مقابلہ میں آپ سے امداد کا طالب ہوں جو ظالم ہے مظلوم نہیں ہے۔

3۔ رسول اللہ جئتک مستجیرا ۔۔۔۔ و ربی مستجیرک لا یفام

اے خدا کے رسول آپ کے دامن میں چھپنے کے لیے حاضر ہوں اور خدا کی قسم جو آپ کے دامن میں چھپتا ہو ذلیل نہیں ہو سکتا۔

4۔ رسول اللہ جئت الیک ضیفا ۔۔۔ و حق الضیف تعرفہ الکرام

اے خدا کے رسول میں آپ کا مہمان ہوں اور مہمان کی قدر سے کریم لوگ واقف ہیں۔

5۔صحائف سیّاتی اقدمتنی ۔۔۔۔ الیٰ من یستغیث به الانام

میری سیاہ کاریوں کے دفاتر مجھ کو اس ذات تک پہنچانے کے باعث ہوئے ہیں جس سے ساری مخلوق مدد چاہتی ہے۔

6۔رسول الله خذبیدی فانی ۔۔۔ جریح لا جرحته التیام

اے خدا کے رسول آپ میری دستگیری فرمادیں کیونکہ میں ایسازخم رسیدہ ہوں جس کے زخموں کے صحیح ہونے کی کوئی صورت نہیں۔

7۔رسول الله ملتجئا حزینا ۔۔۔ حضرت و فی الفوائد ثوی ضرام

اے خدا کے رسول آپ سے فریاد چاہتا ہوں غمگین ہو کر حاضر ہوا ہوں میرے دل میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔

8۔ و انت ابر هم وارق قلبا ۔۔۔ وادعاهم اذا رقدوا و ناموا

اور آپ سب سے زیادہ سلوک کرنے والے نرم دل ہیں اور لوگ جب غافل ہو کر سورہے ہیں تو آپ ان کے محافظ ہوتے ہیں۔

9۔رسول الله فارحمنی فانی ۔۔۔ غریب هائم و لی الهیام

اے خدا کے رسول آپ مجھ پر رحم فرما دیں کیونکہ میں ایک پردیسی پیاسا اور مریض ہوں۔

10۔اغثنی یا رسول الله انی ۔۔۔ لمغبون و قنطنی العظام

اے خدا کے رسول میری فریاد رسی فرمایئے میں نقصان رسیدہ ہوں اور بڑے درباروں سے مایوس ہو کر واپس آیا ہوں۔

11۔ترحم یا ابن امنہ ترحم ۔۔۔۔ ففی حوبی رضاعی و العظام

اے آمنہ کے لخت جگر آپ مجھ پر رحم فرما دیں کیونکہ گناہوں میں ہی میں نے اپنی زندگی بسر کی ہے۔

12۔بک استشفعت فی قلبی و کثری ۔۔۔ بک استشفیت اذ عرض السقام

تمام کاموں میں میں آپ ہی کی شفاعت کا طالب ہوں اور بیماری کی حالت میں آپ ہی سے شفا کا خواستگار ہوں۔

13۔ملا ذی انت ان ھجم اللیالی ۔۔۔ و حین قتالھم انت الحسام

حوادثات زمانہ حملہ کریں تو آپ ہی میری جائے پناہ ہیں اور دشمنوں سے لڑائی کے موقع پر آپ ہی میرے لیے تیز تلوار ہیں۔

14۔ان استغفرت لی مولای یوما ۔۔۔۔ اکن ممن علی الدین استقاموا

میرے مولا آپ میرے لیے ایک دن بھی استغفار کر دیں تو میں ان لوگوں سے ہو جاؤں گا جو صراط مستقیم پر ثابت قدم ہیں۔

## حاصل ہونے والے فوائد

شعر نمبر 1۔ اکثر اشعار میں یا حرف ندا محذوف یا یا مذکور کے ساتھ حضور کو ندا کی گئی ہے۔

شعر نمبر 2 میں باقاعدہ مستغیثا کا لفظ بولا گیا ہے اور ترجمہ بھی خود کیا ہے میں آپ سے امداد کا طلب طالب ہوں۔ یہ غیر اللہ سے مدد طلب کی جا رہی ہے۔ مگر چونکہ معاملہ اپنے بڑوں کا ہے اس لیے وہابیہ اس کو شرک نہیں کہتے۔ یہاں سب

کچھ جائز ہے ہاں دوسرے مسلمانوں کے لیے غیر اللہ سے ہر قسم کی مدد مانگنا شرک ہے۔

شعر نمبر 3 میں حضور کی بارگاہ میں چھپنے اور پناہ لینے کے لئے حاضر ہونے کا بیان ہے۔اور یہ بھی ایک قسم کی غیر اللہ سے مدد ہے۔

شعر نمبر 5۔ میں تو اپنے عقیدے کا اظہار یہاں تک کیا گیا کہ ہمارے نزدیک حضور کی بارگاہ اقدس وہ عظیم بارگاہ ہے کہ جس سے ساری مخلوق مدد چاہتی ہے۔

شعر نمبر 6۔ میں حضور کو پکار کر یہ عرض کیا گیا ہے کہ آپ میری دستگیری یعنی مدد فرمادیں۔

شعر نمبر 7۔ میں حضور کو پکار کر آپ سے فریاد کی جارہی ہے۔

شعر نمبر 8۔ میں حضور کو تمام لوگوں کا محافظ نگہبان مانا گیا ہے یہ بھی مشکل کشائی ہے۔

شعر نمبر 9۔ میں حضور کو پکار کر یہ عرض کی گئی ہے کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں۔

شعر نمبر 10۔ یہ شعر بالکل واضح طور پر ان الفاظ پر مشتمل ہے جن کو واضح لفظوں میں وہابی نے شرک قرار دیا ہے۔

اور ہمارے شیخ حضرت پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نجم الرحمن کے صفحہ نمبر 208 پر یا شیخ عبد القادر اغثنی کہنے کے جواز پر مکمل تفصیل بیان کی ہے۔ اسی کو وہابی نے اپنی کتاب میں شرک قرار دیا ہے۔اور یاد رہے کہ غیر اللہ ہونے میں نبی کریم ﷺ اور شیخ عبد القادر جیلانی برابر ہیں۔ تو جب حضور سے مدد مانگنے سے شرک نہ

ہوا تو پیران پیر سے مدد مانگنے میں بھی شرک نہ ہو گا۔ جب وہ جائز ہے تو یہ ناجائز کیوں ہے؟ اگر وہابیہ اول کو بھی شرک کہیں گے تو سب سے بڑا مشرک اشرف علی تھانوی ہو گا۔ بلکہ تمام دیوبند بھی ہوں گے کیونکہ وہ اس کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ شرک نہیں تو بریلویہ پر فتویٰ شرک کیوں لگا دیا گیا؟

اور پھر عام وہابیہ اپنی تقریروں و تحریروں میں کیوں کتراتے ہیں؟

| | |
|---|---|
| دل کھول کر بر سر عام سنیوں کی طرح کہو | اغثنی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم |
| غیض میں جل جائیں بے دینوں کے دل | یارسول اللہ کی کثرت کیجیے |

شعر نمبر 11۔ میں حضور کو پکار کر عرض کی گئی ہے حضور میرے اوپر رحم فرمائیں۔

شعر نمبر 12 تمام کاموں میں حضور شفیع سفارش کرنے والا مانا کیا گیا ہے اور بلاواسطہ آپ سے ہی شفاعت طلب کی گئی ہے۔

شعر نمبر 13۔ میں حضور کو اپنی جائے پناہ مانا گیا ہے جبکہ عصر حاضر کے وہابیہ کے نزدیک یہ بھی شرک ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ ہر ہر شعر میں عقیدہ اہل سنت جھلک رہا ہے اس کتاب کے آخر میں یہ بھی تصریح ہے کہ اگر کوئی بندہ روضہ رسول سے دور ہو تو اس کا تصور کر کے پڑھا کرے۔ معلوم ہوا کہ حضور کو دور سے پکارنا اور مدد طلب کرنا اکابر وہابیہ کے ہاں مسلم امر ہے۔

## اکابر علماء دیوبند کے پیرو مرشد پر شرک کا فتویٰ

قارئین: غیر اللہ سے مدد مانگنے کو مطلقاً شرک و حرام قرار دینے کا فتویٰ ایسا ہے کہ کوئی دیوبندی بھی اس سے نہیں بچ سکتا اور نہ ان کے بڑے اکابر بچ سکتے ہیں۔

ملاحظہ ہو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے پیر سے یوں مدد مانگتے ہیں:

| | |
|---|---|
| آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا | تم سوا اوروں سے ہر گز نہیں ہے التجاء |
| بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا | آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا |
| اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا[297] | |

**فائدہ:** حاجی امداد اللہ مہاجر العلماء دیوبند کی نظر میں علامہ اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان تحقیقی عجیب ہی تھی اپنے زمانے کے امام مجتہد مجدد اور محقق تھے۔[298]

اور رشید احمد گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔[299]

## بانی دارالعلوم دیوبند پر فتویٰ کفر و شرک

دیوبندی حضرات اگرچہ آقا کریم ﷺ کو قاسم العلوم والخیرات ماننے کے لیے تیار نہیں مگر اپنے مولوی قاسم نانوتوی کا جب بھی نام لکھتے ہیں تو یوں لکھتے ہیں قاسم

---

[297] امداد المشتاق صفحہ 116

[298] ملفوظات حکیم الامت صفحہ 18 جلد نمبر 8

[299] ارواح ثلاثہ صفحہ 265 مولفہ تھانوی صاحب

العلوم والخیرات یہی مذکورہ مولوی صاحب حضور نبی کریم ﷺ سے یوں مدد طلب کرتے ہیں:

| مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا | نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار [300] |
|---|---|

یادرہے کہ اکابر دیوبند کے بہت سارے اور عقائد و نظریات بہت ساری کتب میں موجود ہیں مگر ہم نے اختصار سے کام لیا ہے۔ ماننے والوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ اگر علماء دیوبند کا غیر اللہ سے استمداد کا عقیدہ نہ تھا تو مذکورہ اشعار اور عبارات کیوں بولی ہیں اور یہ کتابیں آج تک مسلسل چھپتی آرہی ہیں۔ کیا صرف جلب زر وسیم کے لیے یہ شرک پھیلایا جارہاہے۔

مختصر سوال: یہ اشعار شرکیہ ہیں یا نہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر لگاؤ فتوی اپنے اکابر پر بھی اگر جواب نفی میں ہے تو آپ کا من گھڑت فتوی کدھر جائے گا؟

## الفصل الثامن: علی مشکل کشا پر علماء دیوبند کی آپس میں جنگ

تھانوی صاحب نے اپنی کتاب تعلیم الدین میں اپنا شجرہ طریقت یوں لکھاہے:

| ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے [301] |
|---|

حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی نے اپنی کتاب سلاسل طیبہ صفحہ 14 (ادارہ اسلامیات لاہور پر یہی لکھاہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب نے کلیات امدادیہ صفحہ 133 پر یہی لکھا ہے ۔ علماء دیوبند میں مذکورہ تینوں شخصیات محتاج تعارف نہیں ہیں۔ کچھ

300 قصائد قاسمی صفحہ 6 اشہاب ثاقب صفحہ 27

301 تعلیم الدین صفحہ 171 دارالاشاد کراچی

متاخرین دیوبند نے اس فقرے کی من مانی تشریح کی کوشش کی اور مشکل کشا کا مطلب علمی مشکل کشائی لے لیا ملاحظہ ہو۔

قاضی مظہر حسین جن کو دیوبند یقینا اپنا پیشوا مانتے ہیں وہ لکھتا ہے:

اگر کسی اہل سنت بزرگ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے لیے مشکل کشا کا لفظ استعمال کیا ہے تو دینی علمی مشکلات حل کرنے والا کے معنی میں نہ کہ اس معنی میں کہ حضرت علی بیماری دنیاوی مشکلات حل کرنے والے بیماریاں دور کرنے والے اور رزق و اولاد دینے والے ہیں۔[302]

قاضی صاحب مذکور کی تاویل مذکور پر ایک غیر مقلد وہابی نے گرفت کی اور اس کو تاویل فاسد و باطل قرار دیا تو اس جنگی صورتحال پر قابو پانے کے لیے ایک اور دیوبندی مولوی عبدالحق خان بشیر صاحب اپنے قاضی صاحب کا دفاع کرتے قلم تلوار لے کر میدان میں کود پڑے اور تحریر کیا: لفظ مشکل کشا فارسی زبان سے ہے۔ جس کا مفہوم مشکل کھولنے والا آسان کرنے والا مشکل کشائی کے دو مفہوم ہیں ایک ماتحت الاسباب مشکل کشائی جیسے کسی کو علمی یامالی وغیرہ مشکل پیش آگئی ہو اور دوسرے شخص نے معاونت و مشاورت کے ذریعہ اس کی یہ مشکل آسان کر دی۔ اور دوسرا ما فوق الاسباب مشکل کشائی جیسے کسی سے اولاد طلب کرنا مصائب والام سے نجات مانگنا بیماری سے شفا کا سوال کرنا پہلے مفہوم کے اعتبار سے

302 بشارت الدارین صفحہ 171 برحاشیہ

کسی کو مشکل کشا کہنا شرک نہیں جبکہ دوسرے مفہوم کے اعتبار سے غیر اللہ کو مشکل کشا قرار دینا صریح شرک ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل تشیع مشکل کشائی کا دوسرا مفہوم مراد لیتے ہیں جبکہ اہل سنت والجماعت کے ہاں اگر یہ لفظ کہیں استعمال ہوا ہے تو اس سے مراد پہلا مفہوم ہے۔[303]

اب ذرا اس کے مقابلے میں ایک دیوبندی مجاہد کا جہاد بھی ملاحظہ ہو:

وہ بھی قاضی کہلاتا ہے۔ یعنی قاضی طاہر علی ہاشمی وہابی دیوبندی اس نے تمام تاویلات پر پانی پھیر کر سب دیوبندیوں کو مشرک قرار دیا ملاحظہ ہو:

موصوف کی توضیح سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت قاضی صاحب اہل تشیع والا مفہوم مراد نہیں لیتے بلکہ وہ اہل سنت والا پہلا مفہوم یعنی ماتحت الاسباب مشکل کشا مراد لیتے ہیں۔ مفہوم یعنی ماتحت الاسباب مشکل کشا مراد لیتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید ہوئے اب تک تیرا سو اکیاسی (1381) سال گزر چکے ہیں۔ ان کی شہادت کے بعد انہیں کس مفہوم میں مشکل کشا سمجھا جائے گا؟ ظاہر ہے آں محترم رضی اللہ عنہ کو اب پہلے مفہوم میں تو ہر گز مشکل کشا نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر تصوف کی رو سے یا علم باطن کے زور سے کسی گنجائش کا امکان بھی ہوتا تو پھر بھی یہ اصطلاح اہل تشیع کے ساتھ مشابہت کی بنا پر قابل ترک ہی نہیں بلکہ واجب الترک سمجھی جاتی۔

---

[303] ماہنامہ حق چاریار صفحہ 20 31 اکتوبر 2000

لہذا خطا و غلطی پر تاویلات فاسدہ کے ردے چڑھانے کی بجائے رجوع اور توبہ استغفار ہی اس کا شرعی حل ہے۔

جہاں تک اس تاویل و توجیہ کا تعلق ہے کہ مشکل کشا سے مراد علمی و دینی مشکلات دور کرنے والا ہے تو یہ تاویل بالکل ہی غلط فاسدہ باطل اور مکڑی کے جال سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ کیونکہ کتنے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے تھے جنہوں نے علمی و دینی مشکلات حل کیں تھیں۔ پھر انہیں مشکل کشا کیوں نہیں کہا جاتا؟ اس بارے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی امتیاز حاصل نہیں پھر اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھی کوئی خصوصیت نہیں۔ ہر دور میں بکثرت ایسے افراد پائے جاتے رہے جنہوں نے شریعت کے بعض مشکل مسائل حل کیے اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان سب حضرات کو بھی مشکل کشا سمجھا جائے۔ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا کسی دوسرے شخص کے لیے مشکل کشا کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر کیا یہ شیعی اور سباعی انداز فکر نہیں ہے؟ اور حضرت علی سے مدد مانگنا اور ان کے نام کے ساتھ مشکل کشا کا لاحقہ لگانا اہل تشیع کا شعار ہے۔[304]

**اقول::** کاش کہ وہابی صاحب ہمارے علماء پر اعتراض کرنے سے قبل اپنے گھر کی بھی خبر لے لیتے تو ہمارے اکابر کے خلاف قلم اٹھانے کی ہمت ہی نہ کرتے۔ پہلے اپنوں کا قبلہ سیدھا کرتے پھر دوسروں کی خبر لیتۓ قاضی ہاشمی کی گفتگو کا خلاصہ یہ

304(شبعت تاریخ وافکار صفحہ 569 تا572 قاضی چن پیر الہاشمی اکیڈمی مرکزی جامعہ مسجد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ چوک حویلیاں ہزارہ اشاعت 1422 ہجری 2001 عیسوی)

ہے کہ علی مشکل کشا کہنا جس معنی میں بھی لیا جائے یہ باطل و ناجائز ہے کسی طرح جائز نہیں ہے۔

## اپنوں سے بے نیازی کی انوکھی مثال

دیوبندی بھرم و دھرم کی جن لوگوں نے داغ بیل ڈالی اور اصول و ضوابط گھڑ کر ایک نیا مسلک وضع کیا تھا۔ عصر حاضر کے وہابی دیوبندی ان کا نام لینے سے بھی کتراتے ہیں ان کی تعلیمات پر چلنا تو بڑی دور کی بات ہے۔ ہماری بیان کردہ مذکورہ گفتگو ہی ملاحظہ کریں۔ اس میں ایک مقام پر ہے:

اگر کسی اہل سنت بزرگ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے لیے مشکل کشا کا لفظ استعمال کیا ہے۔

قارئین: یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ وہابیہ کی مراد اہل سنت کے بزرگ سے کون سے بزرگ مراد ہیں مگر ان کا نام نہ لینا اور بڑے بے رخے انداز میں ان کا نام لینا کہ جیسے یہ لوگ ان کو جانتے ہی نہیں یا انہیں پتہ ہی نہیں کہ ان کے کسی بزرگ نے یہ لکھا ہے یا نہیں آخر کوئی تو راز ہے کہ اپنے اکابر کا نام لینے سے ہی پہلو تہی اختیار کی گئی ہے۔ اسی طرح آگے چل کر لکھا ہے:

اہل سنت والجماعت کے ہاں اگر یہ لفظ کہیں استعمال ہوا ہے۔

قارئین: یہ اگر مگر سے کام لینا اور جدید وہابیوں کو پردہ میں چھپائے رکھنا اور تجاہل عارفانہ سے کام لینا ہمارے خیال میں اس کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ جدید

وہابیہ کو قدیم وہابیہ کی تعلیمات اور عقائد کا علم ہی نہ ہو ورنہ وہ بھی سنی بریلوی بن جائیں گے۔ قاضی مظہر حسین نے بھی اگر مگر سے کام لیا اور اس کے دفاع میں میدان میں کودنے والے عبدالحق صاحب نے بھی اگر مگر سے کام لیا ہے۔ جیسا کہ مکمل تحریر ماقبل صفحات پر آچکی ہے۔

## اب تیسرے مولوی قاضی طاہر علی ہاشمی کی بھی سنیں:

اگر تصوف کی رو سے یا علم باطن کے زور سے کسی گنجائش کا امکان بھی ہوتا۔ (مکمل تحریر ماقبل آچکی ہے) یہاں بھی نہ تو کسی صوفی کا نام لیا اور نہ کسی علم باطنی والے کا۔ ہمیں حیرانگی ہے کہ اپنے ہی اکابر کا نام لینے سے کیوں گھبرا گئے ہیں؟ **والوجہ ماتقدم** بلکہ اس آخری مولوی نے تو اپنے ہی اکابر کو نام لیے بغیر رافضی شیعہ ثابت کر دیا ہے۔ ان کے لیے خطا اور غلطی ثابت کر کے ان کو توبہ و استغفار کا مشورہ دیا ہے۔ دیوبندی اکابر قبر میں بھی بیچارے کہتے ہوں گے:

| ہمیں تو اپنوں نے لوٹا غیروں میں کیا دم تھا | ہماری کشتی وہاں ڈوبی جہاں پانی بھی کم تھا |
|---|---|

## آیئے کچھ پردہ ہم اٹھا دیتے ہیں

پایہ دیوبند جناب رشید احمد گنگوہی صاحب تحریر کرتے ہیں:

**سوال:** اشعار اس مضمون کے پڑھنے، یارسول کبریا فریاد ہے، یا محمد مصطفی فریاد ہے، مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفی میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے کیسے ہیں؟

الجواب: ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کے حق تعالی آپ کی ذات کو مطلع فرمادیں یا محض محبت سے بلاکسی خیال کے جائز ہیں۔[305]

اور اسی مولوی موصوف نے کتاب مذکور کی تیسری جلد میں لکھا ہے:

سوال ہوا ان اشعار کو بطور وظیفہ یاورد پڑھنا کیسا ہے؟

| یا رسول اللہ انظر حالنا | یا حبیب اللہ اسمع قالنا |
|---|---|
| اننی فی بحرِ غم مغرق | خذ بیدی سھل لنا اشکالنا |

یا قصیدہ بردہ کا یہ شعر وظیفہ کرنا

| یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ | سواک عند حلول الحادث العمَمِ |
|---|---|

الجواب: عصر حاضر کے وہابیہ جس کو شرک و کفر و حرام اور پتہ نہیں کیا کیا قرار دیتے ہیں مگر ان کے گرو صاحب کہتے ہیں کہ یہ کفر تو بڑی دور کی بات ہے یہ تو فسق بھی نہیں ہے۔

مگر ہم حیران ہیں ایک ہی مضمون کے کچھ اشعار میں تو کراہت تنزیہی بھی نظر نہ آئی مگر جہاں یارسول اللہ کا لفظ آگیا وہاں کراہت نظر آنے لگی لیکن اہل علم جانتے ہیں کہ کراہت تنزیہی پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے۔

علامہ اشرف تھانوی صاحب نے اپنی مشہور کتاب نشر الطیب کے آخر میں قصیدہ شیم الحبیب ترجمہ شیم الطیب میں حضور کی بارگاہ میں یوں فریاد کی:

---

305 فتاوی رشیدیہ جلد نمبر 1 کتاب الحضر ولاباحۃ صفحہ نمبر 64

| یا شفیع العباد خذ بیدی | انت فی الاضطرار معتمدی |
|---|---|
| دستگیری کیجیے میری نبی | کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی |
| لیس لی ملجئا سواک اغث | مسنی الضر سیدی و سندی |
| جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ | فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی |
| غشنی الدھر ابنَ عبداللہ | کن مغیثا فانت لی مددی |
| ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف | اے میرے مولا خبر لیجیے میری |

اقول:: اگرچہ تھانوی صاحب نے ترجمے میں بھی گڑبڑ کی ہے۔ مگر اتنی بات واضح ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگی گئی ہے۔ حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی خود فرماتے ہیں:

من استغاث بی فی قربۃ کشفت عنہ و من نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ و من توسل بی الی اللہ فی حاجۃ قضیت نزھۃ الخاطر الفاتر مصنفہ ملا علی قاری ص 61

ترجمہ: جو بندہ بھی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج و غم دور ہو گا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ سختی دور ہو گی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہو گی

سبحان اللہ الحمدللہ

قارئین: یہ احناف کے امام ہیں عظیم محدث حضرت ملا علی قاری حضرت غوث اعظم کا تذکرہ لکھ رہے ہیں اور ان کا فرمان نقل فرماتے ہیں جو اوپر آ چکا محدث

مذکور کسی قسم کی تردید نہیں فرماتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ وہ فرمان غوث سے اتفاق کرتے ہیں۔عارف باللہ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتابوں میں حتی کہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں حضرت شیخ عبدالقادر کا نام مبارک یوں لیا: حضرت غوث ثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ[306]
غوث الثقلین کا معنی ہے جنوں اور انسانوں کے مددگار۔ کہنے والے ہیں شیخ دھلوی نہ کہ آج کا کوئی سنی بریلوی یاتو وہابیہ شیخ عبدالحق کا نام لینا چھوڑ دیں کیونکہ وہ شرک کی تعلیم دے رہے ہیں یا پھر ان کی بات تسلیم کرلیں۔
امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں:

| | |
|---|---|
| یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ | بدلی بجودی وارضی برضاک |
| انا طامع بالجود منک لم یکن | لابی حنیفہ فی الانام سواک |

ترجمہ: اے جنوں اور انسانوں میں سب سے زیادہ عزت والے اے تمام مخلوق کے قیمتی خزانے اپنی سخاوت کے ساتھ مجھے بھی بہرور کیجئے اور اپنی رضاوخوشنودی کے ساتھ مجھے بھی راضی کیجئے۔ میں آپ کی طرف سے سخاوت کا امیدوار ہوں آپ کے سوا مخلوق میں ابوحنیفہ کا کوئی بھی مددگار نہیں ہے۔

## ایک من گھڑت اصطلاح

306 اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد 4 ص 355 مطبوعہ لاہور

قارئین: وہابیوں کی چکر بازی کا اس سے اندازہ لگالیں کہ پہلے تو وہ مطلقاً غیر اللہ سے مدد کو حرام کہتے ہیں جب ہم انہیں غیر اللہ سے استمداد کے جواز پر دلائل دیتے ہیں تو وہ یہاں یہ چکر چلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ جی ہاں مافوق الاسباب تو استمداد جائز نہیں ہے ہاں ماتحت الاسباب غیر اللہ سے استمداد شرک و حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے اور مشروع ہے۔

اقول میں کہتا ہوں کہ تاویل فاسد و باطل ہے اس لئے کہ جو آیات و احادیث غیر اللہ سے مدد کے عدم جواز پر پیش کی جاتی ہیں۔ ان میں یہ فرق بالکل ملحوظ نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے ہماری بات پر یقین نہ ہو تو چلو وہابیہ کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب جنہوں نے قران کریم کا ترجمہ بھی لکھا اور پہلے چار پاروں پر حاشیہ بھی خود لکھا ہے۔ مولوی صاحب مذکور وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے تفسیری حاشیہ میں لکھتے ہیں: ہاں اگر کسی مقبول بندے کو واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت کے ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے۔ کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالی ہی سے استعانت ہے۔

اقول:: یہی ہمارا عقیدہ ہے ہم نہ تو کسی نبی کو نہ کسی ولی کو امداد کرنے میں مستقل مانتے ہیں اور ان کو عون الٰہی کا مظہر ہی جانتے ہیں جیسا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

دیوبند کے شیخ الہند کی تقریر سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اگر اللہ کے کسی مقبول بندے سے مدد مانگنے میں واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل والی شرط ہو تو یہ جائز

ہو گی خواہ مافوق الاسباب ہو یاما تحت الاسباب کیونکہ آخر میں خود کہہ دیا کہ یہ در حقیقت حق تعالی سے ہی مدد ہے اور حق تعالی سے ہر قسمی یقینا جائز ہے تو جب یہ بھی حق تعالی سے ہے تو دونوں صورتوں میں جائز ہو گی۔

## مزعومات وہابیہ کا جواب

قارئین ہم نے جو تفصیلات مسئلہ استمداد کے حوالے سے بیان کر دی ہیں اس کے بعد اب ضرورت تو نہیں رہ جاتی کہ وہابی کی افتراعات کا جواب دیا جائے کیونکہ ہماری بیان کردہ تفصیلات میں ہر بات کا جواب آجاتا ہے۔

1۔ حضرت غوث الاعظم جیلانی کی باتوں کا جواب ہم نے انہی کے حوالے سے لکھ دیا ہے اور وہ بھی احناف کے امام عظیم محدث حضرت ملا علی قاری کے حوالے سے ان کے مقابلے میں پیر نصیر الدین اور وہابیہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

2۔ حضرت غوث الاعظم کے حوالے سے جو حدیث نقل کی گئی ہے اس کا جواب خود پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے سابقہ صفحات میں آچکا ہے۔

3۔ اس حدیث کے مقابلے میں سل ربیعہ والی حدیث بھی ہے۔

4۔ پیر نصیر الدین کا اپنا کلام ہے:

| | |
|---|---|
| اب تنگی داماں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ | ہیں آج وہ مائل بعطا اور بھی کچھ مانگ |
| یہ سرکار کا در ہے در شاہاں تو نہیں ہے | جو مانگ لیا ہے مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ |

5۔ پیر نصیر الدین کی کتاب اعانت و استعانت کے جواب میں علامہ مولانا اشرف سیالوی صاحب نے دو کتابیں لکھی ہیں۔ 1۔ **ہدایت المتذبذب الحیران** اور 2۔ **ازالۃ الریب** ۔ تو ان میں پیر نصیر الدین کی تمام غلط فہمیوں کا جواب دے دیا ہے۔

6۔**فاستعن** اگر صیغہ امر ہے تو حضرت ربیعہ کو سل کہنا بھی امر کا صیغہ ہے۔

7۔ پیر نصیر اور وہابیہ کا مشہور اعتراض اور اس کا جواب وہابی نے پیر نصیر الدین کے حوالے سے لکھا ہے:

بعد وفات کسی انسان سے حاجات طلب کرنا اور اسے مشکل میں پکارنا یا اس سے مدد مانگنا کسی بھی نبی رسول کی سنت نہیں جناب آدم علیہ السلام سے لے کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی اور رسول کے قول یا عمل سے ثابت نہیں کہ اس گروہ پاک کے کسی مرد نے اپنے کسی مقصد یا حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی زندہ یا وفات یافتہ اولوالعزم پیغمبر کو پکارا ہو۔[307]

**الجواب: از قلم پیر مہر علی شاہ قبلہ عالم گولڑوی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ :

بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبور پر تشریف لے جانا اسی غرض (دعا و سلام) کے لیے تھا اس لیے کہ آپ کے منصب عالی کا مقتضا یہی ہے۔ اس واسطے کہ اس محل و موقعہ پر اس امداد اور دعا طلبی مردگان سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے متصور نہیں

307 کتاب شمس صفحہ 396

ہو سکتی اور نہ ہی آپ کا توسل متصور ہے کہ آپ سب سے افضل ہیں بخلاف امت مرحومہ کے کہ اس امت مرحومہ کے کہ طالح اور گنہگار صالحین اور نیکوکاروں سے استمداد و توسل کرسکتے ہیں۔

پس بتوں کی آیات کو انبیاء و اولیاء پر حمل کرنا یہ قرآن مجید کی تحریف ہے اور دین کی بہت بڑی تخریب ہے۔ جیسا کہ تقویۃ الایمان کی عبارتوں میں ظاہر ہے۔[308]

تبصرہ: تاجدارِ گولڑہ فرمانا چاہتے ہیں کہ حضور کا منصب چونکہ تمام کائنات کے انسانوں سے بلند و بالا ہے باقی سب کے درجات حضور سے نیچے ہیں تو یہ سوچا ہی نہیں جا سکتا کہ حضور مردگان سے مدد طلب کریں یا ان کا وسیلہ بارگاہ رب العزت میں پیش کریں جبکہ حضور کی امت مرحومہ کے گناہگار و سیاہ کار لوگ چونکہ صالحین و نیکوکاروں سے کم مرتبہ ہیں تو وہ ان سے مدد طلب کرسکتے ہیں اور توسل بھی کرسکتے ہیں۔

دوسری اہم بات :وہابیہ نے جو آیات و احادیث غیر اللہ سے استمداد کے عدم جواز اور نفی پر پیش کی ہیں وہ سب بتوں کے بارے میں ہیں۔ من دون اللہ اور اولیاء اللہ میں بہت فرق ہے۔ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے حوالے سے اس مقام پر تفصیلا بیان کیا ہے۔

---

308 اعلاء کلمۃ اللہ صفا 228

**اہم فائدہ:** میرے حریف وہابی مولوی نے پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ دے کر بیان کیا کہ انہوں نے شاہ اسماعیل دہلوی کو دعائیہ کلمات سے نوازا ہے اور شکر اللہ سعیھم فرمایا ہے (اس کی تفصیل کتاب شمس کے صفحہ 33 سے لے کر 36 تک موجود ہے۔) تم اسماعیل کے خلاف کیوں ہو؟

**الجواب:** حضرت قبلہ گولڑہ کی جو ما قبل عبارت گزری اس میں مذکور اعتراض کا جواب موجود ہے۔ اصل میں ہوا اس طرح کی اسماعیل دہلوی نے جب وہابیہ کی بنیاد رکھی تو پہلا پہلا مسئلہ یہی امکان نظیر والا چھیڑا اس وقت تک ابھی وہابیت کا نام و نشان ہی نہ تھا پھر جیسے جیسے وقت گزرا تو بات بڑی دور تک چلی گئی چونکہ اس زمانے جدید کی طرح ذرائع ابلاغ بھی نہ تھے کہ ہر بندے کو ہر بندے کے عقائد و نظریات فوراً معلوم ہو جاتے جب حضور قبلہ عالم کے پاس اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان پہنچی جس کے بارے میں خود مصنف کو بھی اعتراف ہے کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی آپس میں لڑائی بھڑائی بہت ہو گی۔

آپ نے دیکھا کہ اس میں بتوں والی آیات و احادیث کو اللہ کے بندوں پر فٹ کر دیا دیا گیا ہے تو یہ وہی پیر مہر علی شاہ صاحب ہیں جنہوں نے دعا دی تھی اب وہی اس کو محرف قرآن اور دینی تخریب کار قرار دے رہے ہیں۔ دعا دینا تو بہت دور کی بات ہے یہ بھی یاد رہے کہ اگر ہمارے کسی اور بزرگ نے کسی دیوبندی وہابی کو اگر دعا دی یا تعریف کر دی تو اس کا محمل بھی یہی ہے جو اوپر بیان ہوا خواجہ قمر الدین سیالوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی وجہ سے مدرسہ دیوبند کی بھیجی ہوئی سندوں کو بھی قبول نہ فرمایا۔ یاد رہے کہ اسماعیل دہلوی کی وفات 1241 ہجری 1831 عیسوی میں ہے اور حضرت قبلہ عالم گولڑوی کا وصال 1357 ہجری 1937 عیسوی میں ہے یعنی قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریبا 94 سال بعد فوت ہوئے اور دہلوی پہلے فوت ہو چکا آپ کے پاس جو تحریر پہلے آئی اس کے مطابق حکم لگایا اور جو دوسری تحریر آئی تو اس کے مطابق حکم لگایا۔ وہابیہ کو پیر صاحب کی دوسری بات کا بھی لحاظ کرنا چاہئے لیکن چونکہ وہ ان کے خلاف ہے اس لیے اس کو نظر انداز کر دیا جبکہ اسی کتاب کے حوالہ جات وہابی نے بہت سارے دیئے ہیں۔

## پیر سیال لجپال کا فرمان

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک (دیوبندی) مولوی کہنے لگا نبی کریم ﷺ کا عمل دکھائیں کہ آپ ﷺ نے کسی قبر کو بوسہ دیا ہو؟ تو اسے جواب دیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے زیادہ فضیلت والی ہستی صرف اور صرف ذات باری تعالی جل جلالہ ہے۔ تم حی قیوم ذات اقدس کی قبر دکھاؤ میں اس کے بوسہ دینے کا ثبوت پیش کروں گا۔ سنتے ہی مبہوت ہو گیا فرمایا یہ لوگ سراسر جاہل ہیں۔[309]

---

309 انوار قمریہ صفحہ 242

**فائدہ:** پیر نصیر الدین کا حوالہ دے کر وہابیہ نے لکھا: ہماری نظر سے کسی نبی یا رسول کا کوئی ایسا عمل نہیں گزرا حتیٰ کہ نبی علیہ الصلوۃ سے بھی کوئی ایسی روایت ثابت نہیں جس کی بنا پر صالحین امت کو ان کی وفات کے بعد حاجات بر آری یا مدد طلب کرنے کے لیے زحمت دی جائے۔

**اقول:**: اعینونی یا عباد اللہ حضور کا ہی فرمان عالی شان ہے جو زندہ و مردہ سب کو شامل ہے۔ اور اس کے علاوہ بہت ساری احادیث ہیں۔ بالفرض اگر وہابیہ کی بات مانی جائے کہ عباد اللہ سے مراد زندہ لوگ ہیں فوت شدگان نہیں ہیں۔ تو میں کہوں گا جب تمہارے نزدیک غیر اللہ سے مدد مانگنا سرے سے شرک اور بدعت و حرام ہے تو اس میں زندہ و مردہ کی تفریق کیوں؟ تمہاری اس تاویل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندوں کو خدا کا شریک بنانا درست ہے مگر مردوں کو بنانا درست نہیں ہے۔ نیز وہابیہ کی پیش کردہ حدیث اذا ستعنت فاستعن باللہ کو اگر مطلقا ظاہر پر محمول کیا جائے تو پھر تو زندوں سے بھی مدد طلب کرنا جائز نہیں ہو گا نہ مافوق الاسباب نہ ماتحت الاسباب جبکہ وہابی بھی اس کے قائل نہیں ہیں تو معلوم ہوا کہ اس حدیث کا خاص مطلب ہے جو کہ قبلہ عالم گولڑوی نے بیان فرما دیا ہے۔

## شاہ ولی اللہ کی عبارت کا مطلب

مشرکین کا بتوں سے مدد طلب کرنا اور مسلمانوں کا اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ شاہ ولی اللہ مشرکین کے عقائد کا رد کر رہے ہیں

فرق یہ ہے کہ مشرکین اپنے بتوں کو معبود اور مستحق عبادت جانتے ہیں جیسا کہ واضح طور پر قرآن کریم میں موجود ہے۔ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط ہم بتوں کی عبادت اس لیے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں خدا کے قریب کردیں یہ اللہ تعالی نے مشرکین کی بات حکایت فرمائی ہے اور پھر اسی باطل عقیدے کے رد کے لیے وارد ہوا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس کی بہت تفصیل بھی فرمادی ہے۔

## حضرت غوث الاعظم

وہابیہ کا یہ کہنا کہ سنی بریلوی غوث پاک کے گستاخ ہیں تو یہ محض الزام ہی ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں بعض قادری اور گولڑوی حضرات نے غوث پاک کے فرمان قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله کے مطلب بیان کرنے میں غلو اور مبالغہ سے کام لیا تو ہمارے بعض علماء نے ان کو سمجھایا کہ دین میں اس غلط کی اجازت نہیں ہے اور یہ بھی ہم اہل سنت و جماعت کی حقانیت کی دلیل ہے کہ ہم وہابیوں کی طرح اپنے عقیدے میں غلو برداشت نہیں کرتے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لبیک یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

# خاتمة الکتاب

کتاب کے خاتمہ کے بیان میں

قارئین خاتمہ میں ہم صرف وہ باتیں عرض کریں گے جن کی تفصیل ماقبل نہیں گزری۔ مولوی فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور لطف اللہ صاحب اور فقیر علی گوہر تونسوی صاحب اور حضرت امیر سلطان صاحب ان تمام کے فتاوی کا خلاصہ اتنا ہی ہے کہ اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ اس پر تمام مفتیان نے قرآن وسنت سے دلائل پیش کر دیئے ہیں۔ اصل کتاب میں ملاحظہ ہوں۔ باقی رہی یہ بات کہ پپلانوی صاحب اور دیگر علماء نے علم غیب کے منکر پر کفر کا فتوی کیوں نہیں دیا؟

تو جواب یہ ہے کہ یہ مؤولین ہیں اور مؤول پر کفر کا فتوی دینے سے پرہیز کیا گیا ہے۔ جیسا کہ معتزلہ وخوارج اور فلاسفہ کے کفریات کے باوجود ان پر کفر کا فتوی نہیں ہے خاص طور پر جب توبہ کا احتمال بھی موجود ہو اور تاویل بھی معقول ہو تو اقوال کے بظاہر کفریہ ہونے کے باوجود کفر کا فتوی عائد نہیں ہوتا۔ مفتی صاحبان کی پیش کردہ دلائل کا تجزیہ مکمل طور پر ہو چکا ہے۔ لہذا ان پر دوبارہ بحث کرنا وقت کا ضیاع ہو گا۔ لہذا اہل ذوق سے گزارش ہے نجم الرحمن میں تمام فتاوی جات ملاحظہ کر لئے جائیں۔

## فائدہ مہمہ

ملا علی قاری اور شاہ عبد العزیز رحمھما اللہ اور دیگر بزرگوں کی تحریروں میں کہیں علم غیب کی غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے اور اس کے بارے میں کفر کا فتوی ہے مگر کہیں

یہ لکھا ہے کہ حضور کو علوم غیبیہ حاصل ہیں ہم نے شرح فقہ اکبر کے حوالے سے دونوں چیزیں بیان کی ہیں وہابی کی چالاکی یہ چلتی رہی کہ جب بھی ہم کسی بزرگ کا حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے حضور کے لیے علم غیب ثابت کیا ہے تو وہابی فٹ کہتا ہے کہ جی ان کا عقیدہ تو علم غیب کی نفی کا ہے یہ دیکھو فلاں دیکھو تو ہم عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ اثبات اور علم غیب کا، اور نفی اور علم غیب کی ہے ہمارے نزدیک دونوں چیزیں برحق ہیں۔ اثبات علم غیب عطائی کا ہے اور نفی علم غیب ذاتی کی ہے۔ اسی طرح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہما اللہ نے بھی اثبات و نفی سے کام لیا ہے مگر یہ یقینی بات ہے کہ علم غیب مثبت اور ہے اور منفی اور ہے وہابی نے ہر جگہ صرف منفی کا حوالہ دے کر ان حضرات کا عقیدہ بنا دیا حالانکہ ان کا عقیدہ اثبات کا بھی ہے۔ مثلا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم غیب کو خاصہ خداوندی کہنے کہ باوجود فرمایا ہے، آپ سے منفی وہ علم غیب ہے جو بلاواسطہ ہو۔[310]

یعنی جو علم غیب بالواسطہ ہو وہ تو حضور کے لیے ثابت ہے مگر جو بلاواسطہ ہو وہ منفی ہے۔ فلہذا اثبات بھی ہے اور نفی بھی مگر حیثیت علیحدہ علیحدہ ہے یہی صورتحال دیگر بزرگوں کی ہے جبکہ وہابیہ بزرگوں کا حوالہ دے کر صرف ایک چیز بیان کرتے ہیں جو کہ ان کی عداوت رسول پر دلیل ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ وہابیہ کا جھوٹ ہے کہ پیر مہر علی شاہ کہتے ہیں وحی یا الہام و اعلام کے ذریعے جو علم حاصل

---

[310] اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ 230

ہو وہ علم غیب نہیں اس سے ان کا مطلب یہ ہے کہ علم غیب حقیقی نہیں یہ مطلب نہیں کہ یہ بالکل علم غیب ہی نہیں کیونکہ پیر صاحب نے مقابلہ میں علم غیب اضافی بھی بیان فرمایا ہے اور اس کو حضور کے لیے ثابت بھی کیا اور دلائل بھی دیئے ہیں۔وہابی کی عقل نے اتنا کام بھی نہ کیا کہ پیر صاحب نے جو درجنوں دلائل علم غیب کے اثبات پر ذکر کئے ہیں تو آخر ایک وہ بھی علم غیب ہے جس کے اثبات میں یہ دلائل ہیں۔پھر خود پیر صاحب اپنے اسی مقالہ علم غیب میں آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں پس معلوم ہوا کہ جو لوگ آیات و احادیث ذیل کو بطور شاہد و دلیل پیش کرتے ہیں اور کاملین کے ارواح سے استعانت کی ممانعت ان آیات و احادیث سے ثابت کرتے ہیں ۔نیز یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان ارواح کاملین کو ایسے فریاد کرنے والوں کے حالات پر کوئی اطلاع نہیں ہوتی۔نیز ان آیات و احادیث سے آنحضرت ﷺ اور آپ کے تابعین سے نفی علم غیب اضافی کی ثابت کرتے ہیں جاہل اور بے علم ہیں۔اور حقیقت حال سے بالکل ناواقف ہیں۔[311]

## وہابی کی ساری دھاندلی ملیامیٹ ہو گئی

حضور نبی کریم ﷺ کی شان تو بہت بلند و بالا ہے پیر صاحب نے حضور کے پیروکار صحابہ کرام و اولیاء کرام کے لیے بھی علم غیب مانا ہے مگر اضافی جبکہ وہابیہ اس کے بھی منکر ہیں۔پیر صاحب نے ایسے لوگوں کو جاہل بے علم قرار دیا ہے سبحان اللہ

## انور شاہ کشمیری صاحب اور علم غیب

[311] اعلاء کلمۃ اللہ صفحہ 242 243

## اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

میانوالی میں جو تقریر انور شاہ کشمیری صاحب نے کی اگر وہابی صاحب بھی بعینہ اس تقریر کو اپنی کتاب میں ذکر کر دیتا تو مسئلہ بالکل واضح تھا مگر فریب سے کام لے کر اس تقریر کو نظر انداز کر دیا اور ایک غیر معروف و غیر معتبر رائٹر چوہدری محمد سرفراز صفدر کا حوالہ دیکر اور مائۃ فتاویٰ کا حوالہ دے کر جس کو نہ کوئی جانتا ہے نہ مانتا ہے کشمیری صاحب پر تھوپ دیا۔ حالانکہ کشمیری صاحب کی اپنی لکھی ہوئی کتب موجود ہیں پھر ان کے بڑے بڑے تلامذہ کی لکھی ہوئی موجود ہیں تو کسی معتبر کا حوالہ ہوتا۔ پھر وہابی کا جھوٹ تو اس سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ واپس جا کر فتوی جاری کیا تو اس کا مطلب ہے میانوالی کی تقریر میں کوئی فتوی نہیں دیا تھا۔ شاید وہابیوں سے ڈر گئے تھے اب ہم بڑے مضبوط طریقے سے خود کشمیری صاحب کے ہاتھ سے لکھی ہوئی بخاری شریف کی مشہور شرح فیض الباری علی صحیح البخاری سے ان کا موقف واضح کرتے ہیں۔ جس پر تمام دیابنہ وہابیہ کو بڑا ناز ہے :

**و اعلم ان حدیث عرض الصلاۃ علی النبی ﷺ لا یقوم دلیلا علی نفی علم الغیب و ان کانت المسئلۃ فیہ**

**ان نسبۃ علمہ ﷺ تعالیٰ کنسبۃِ المتناھی بغیر المتناھی لان المقصودَ بعرض الملائکۃ ھو عرض تلک الکلمات بعینھا فی حضرتہ العالیۃ علمھا من قبل اولم یعلم کعر فیھا عند رب العزۃ و رفع الاعمال الیہ فان تلک الکلمات مما یحیابہ وجہ الرحمن فلا ینفی**

**العرض العلم فالعرض قد یکون للعلم و اخری لمعان آخر فاعرف الفرق**[312]

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پیش کرنے کی حدیث آپ کے علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی اگرچہ علم غیب کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علم کی نسبت اللہ تعالی کے علم کے ساتھ متناہی کی نسبت غیر متناہی کی طرف ہے کیونکہ فرشتوں کی پیشکش کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ درود شریف کے کلمات بعینہ بارگاہ عالیہ نبویہ میں پہنچ جائیں۔ حضور ﷺ نے ان کلمات کو پہلے جانا ہو یا نہ جانا ہو بارگاہ رسالت میں کلمات درود کی پیشکش بالکل ایسی ہی ہے جیسی رب العزت کی بارگاہ میں جو کلمات طیبات پیش کئے جاتے ہیں اور ان کی بارگاہ الوہیت میں اعمال اٹھائے جاتے ہیں کیونکہ یہ کلمات ان چیزوں میں سے ہیں جن کے ساتھ ذات حق تعالی جل مجدہ کو تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس لیے یہ پیشکش علم کے منافی نہیں لہذا کسی چیز کا پیشکش کرنا علم کے لیے بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات دوسرے معانی کے لیے بھی اس فرق کو خوب پہچان لیا جائے۔ انتہی۔

تبصرہ: یہاں کشمیری صاحب نے واضح کر دیا کہ حضور کا علم متناہی اور اللہ تعالی کا غیر متناہی ہے تو معلوم ہوا کہ پپلانوی صاحب والی بات ہی درست ہے کہ متناہی کو غیر متناہی کا قطرہ وغیرہ کہنا بھی درست نہیں ہے۔

---

312(فیض الباری علی صحیح البخاری باب کتاب الصلوٰۃ )

## اہم وضاحت

لزوم کفر و التزام کفر کے فرق کے پیش نظر ہمارے علماء کرام نے بعض اقوال کے کفریہ ہونے کے باوجود قائل پر کفر کا فتوی نہ دیا۔ لہذا علامہ بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہزاروی صاحب پر فتوی لگانا اسی طرح بعض علماء کا سیالوی صاحب پر فتوی لگانا یا مفتی فضل الرحمان بندیالوی صاحب پر اعتراض کے باوجود کسی نے کسی پر کفر فتوی نہ لگایا۔

## دو اہم اعتراض مع جواب

وہابی صاحب اپنی پوری کتاب میں بار بار دو اعتراضوں کا طواف کرتا رہا

1۔ فقہا نے علم غیب غیر اللہ کے لیے ماننے والے پر کفر کا فتوی عائد کیا ہے۔

2۔ عقلی اعتراض کہ حضور کو علم غیب کون سے موقع پر ملا؟

پہلے اعتراض کی تفصیل اور جواب کی تفصیل گزر چکی ہے۔ یہاں صرف الزامی جواب دینا مقصود ہے کہ وہ فتوی تکفیر وہابیہ پر بھی لوٹے گا کیونکہ وہابیہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے لیے بعض علوم غیبیہ مانتے ہیں۔ لہذا تمام وہابیہ بھی کافر ہوئے۔ اس لئے کہ فقہا کی عبارات میں بعض یا کل کا فرق نہیں کیا گیا کیونکہ اس فتاوی قاضی خان میں ہے **اعتقد ان رسول اللہ ﷺ یعلم الغیب** شرح فقہ اکبر میں ہے **باعتقادان النبی ﷺ یعلم الغیب الخ** اس میں مطلقا علم غیب کا ذکر ہے۔ کل یا بعض کا فرق بالکل نہیں ہے۔ خواہ ایک چیز علم غیب یا ہزاروں کا لہذا وہابیہ سنی

حضرات پر فتوی لگا کر اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ یہاں عام دلچسپ بات یہ ہے کہ ہم تو صرف انبیاء و اولیاء کے لیے علم غیب عطائی مانتے ہیں مگر امام دیوبند تھانوی صاحب نے تو بچوں پاگلوں چارپایوں اور جانوروں کے لیے بھی مانا ہے۔ ذرا وہابیہ انصاف سے بتائیں کفر والا فتوی ادھر بھی متوجہ ہو گا یا صرف اہل سنت کی طرف جائے گا۔ خلیل احمد انبیٹھوی صاحب نے شیطان اور ملک الموت کے لئے بھی علم غیب مانا ہے۔ اور وہ بھی بہت وسیع پیمانے پر اگر وہابیہ میں رتی بھر بھی انصاف ہے تو دورنگی سے کام نہیں لیں گے تفصیلی جوابات ماقبل آچکے ہیں۔

## دوسرے اعتراض کا جواب

حضور کو نفس علم غیب تو ولادت باسعادت سے بھی پہلے حاصل ہو چکا تھا کیونکہ اس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام کا خمیر تیار ہو رہا تھا شب معراج میں **مَاكَانَ وَمَا يَكُوْن** کے علم کی تکمیل ہوئی لیکن یہ تمام علوم شہودی تھے کہ تمام اشیاء کو نظر سے مشاہدہ فرمایا پھر قرآن نے انہی دیکھی ہوئی چیزوں کا بیان فرمایا اسی لیے قران میں ہے **تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ** اور معراج میں بیان ہوا **فَتَجَلّٰى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ** دیکھنا اور بیان کچھ اور ہے۔

## جاہلانہ اعتراضات کے عالمانہ جوابات

اعتراض: عقیدہ دلیل قطعی سے ثابت ہوتا جب کہ اہل سنت کے پاس عقیدہ علم غیب پر کوئی قطعی دلیل نہیں ہے۔ خلاصہ اعتراض اول

الجواب : یہ وہابی صاحب کی جہالت اور کم علمی ہے کہ علم غیب جیسے مسئلہ پر بھی قطعی دلیل کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہر مسئلہ و عقیدہ پر قطعی دلیل کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر عقیدہ و مسئلہ قطعی ہو گا تو اس کے لئے دلیل بھی قطعی درکار ہو گی جبکہ تمام عقائد و مسائل قطعی نہیں ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ عقیدہ قطعیہ وہ ہو گا جس پر مدار ایمان ہو لیکن عقائد ظنیہ جن پر مدار ایمان نہیں ان کا منکر کافر بھی نہیں ہوتا اور ان کے لئے دلائل ظنیہ ہی کافی ہوں گے۔ امام المتاخرین علامہ تفتازانی رحمہ اللہ شرح عقائد نسفیہ میں تفضیل رسل والے عقیدے کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

ولا خفاء فی ان ھذہ المسئلة ظنیة یکتفی منھا بالادلة الظنیة[313]

اس بات میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے کہ یہ مسئلہ ظنی ہے جس میں ظنی دلائل پر اکتفاء کر لیا جائے گا۔ اہل علم پر پوشیدہ یہ بھی نہیں کہ یہ بھی ایک عقیدے کا مسئلہ ہے علامہ تفتازانی کے بیان سے واضح ہو گیا کہ ہر عقیدے کے اثبات کے لئے دلائل قطعیہ کا ہونا ضروری نہیں اور یہ مطالبہ جاہلانہ ہے۔ اور علامہ پڑھاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو مسلم بین الفریقین ہیں انہوں نے نفس مسئلہ کو اور واضح کر دیا فرماتے ہیں:

حاصل الجواب ان المسائل الاعتقادیة قسمان احدھما ما یکون المطلوب فیه الیقین کوحدة الواجب و صدق النبی صلی اللہ علیه و آله و اصحابه وسلم و ثانیھما ما یکتفی فیھا بالظن کھذہ المسئلة والاکتفاءُ بالدلیل الظنی انما لا یجوز فی الاول بخلاف الثانی الخ

---

313 شرح عقائد نسفیہ مطبوعہ دعوت اسلامی

ترجمہ: شارح کے جواب کا خلاصہ و نچوڑ یہ ہے کہ مسائل اعتقادیات دو قسم کے ہیں۔ نمبر 1۔ ان دونوں میں سے ایک وہ ہے جس میں یقین مطلوب ہو جیسے واجب ذات تعالیٰ شانہ کا واحد لاشریک ہونا اور نبی کریم ﷺ کا اللہ کا سچا نبی ہونے کا اعتقاد رکھنا۔ ان دونوں میں سے دوسرا وہ ہے جس میں دلیل ظنی پر ہی اکتفاء کر لیا جائے گا جیسے یہی مسئلہ ہے دلیل ظنی پر جن عقائد کا اکتفاء جائز نہیں تو وہ قسم اول والے ہیں برخلاف قسم ثانی کے الخ چلو ایک اور عبدالعزیز جن کو دنیا خاتم المحدثین کے لقب سے یاد کرتی ہے ان کے حوالے سے بھی مذکورہ قاعدہ سنتے پڑھتے جائیں آپ فرماتے ہیں:

گاہے اصل مسئلہ قطعی میباشد و تعیین کیفیت آں ظنی مثل آنکہ اثبات صفات سبعہ بلا شبہ قطعی است و تعیین زیادت آنہاں بر ذات باری یا عینیت آنہاں مر آں ذات را یالا عین ولا غیر بودن ظنی است و ہمچنیں مسئلہ عدم خلق قرآن قطعی است و تعیین کیفیت آنکہ قدیم کلام نفسی است یا الفاظ کلیہ بے خصوصیات محل ظنی است هذا فی الاعتقادیات

اما فی العملیات فامثلته کثیرة مثاله حجة الوداع فان اصل النسک قطعی لا مجال للتشکیک فیه و تعین کیفیت که قران بود یا تمتع یا افراد ظنی است و لهذا اختلف فیه العلماء مع الاتفاق فی الاصل [314]

---

314 فتاوی عزیزی جلد نمبر 2 صفحہ 94

ترجمہ: کبھی اصل مسئلہ تو قطعی ہی ہوتا ہے (لیکن) اس کی کیفیت کی تعیین ظنی ہوتی ہے جیسا کہ (رب تعالی کی) سات صفات کا اثبات تو قطعی ہے (لیکن) اس بات کا تعین کر کے کہ یہ صفات رب تعالی پر زائد ہیں یا عین ذات ہیں یا لا عین والا غیر ہیں یہ (عقیدہ) ظنی ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کے غیر مخلوق ہونے کا مسئلہ قطعی ہے۔ (لیکن) اس کی کیفیت کا تعین کہ وہ قدیم کلام نفسی ہے یا الفاظ کلیہ بلا خصوصیات محل (تو یہ معاملہ) ظنی ہے۔ یہ مثالیں تو اعتقادیات میں تھیں اور عملیات میں اس کی بہت ساری مثالیں ہیں مثلا حجت الوداع کی اصل عبادت (حضور نبی کریم ﷺ کا حج مبارک) قطعی ہے۔ اس میں شک کی مجال ہی نہیں ہے۔ (ہاں لیکن) تعین کیفیت کہ یہ حج مبارک قِران تھا یا تمتع یا افراد یہ معاملہ ظنی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اصل حج میں اتفاق کے باوجود اس کے قِران تمتع افراد ہونے میں علماء نے باہمی اختلاف کیا ہے۔ انتہی

اقول:: شرح عقائد اور النبراس کے حوالے سے واضح ہو گیا کہ ہر عقیدہ کے لئے دلیل قطعی ضروری نہیں ہے بلکہ عقیدہ قطعی ہو گا تو دلیل قطعی لازم ہو گی ورنہ نہیں۔ اور اعلی حضرت تاجدار بریلی یا دیگر علماء نے جو دلیل قطعی لازم قرار دی اس کا تعلق بھی پہلی قسم سے ہے۔ اور حضرت شیخ دہلوی کی عبارت کا مفہوم بھی یہی ہے۔

## عقیدہ علم غیب قطعی ہے یا ظنی

وہابی صاحب نے ہمارے علماء کرام کے حوالے سے واضح طور پر اپنی کتاب میں کئی جگہوں پر لکھا ہے کہ رضا خانی حضرات کے محدث محمود رضوی صاحب لکھتے

ہیں: علم مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن ایک فروعی مسئلہ ہے اگر کوئی حضور سے بغض وعناد کی بنا پر نہیں بلکہ دلائل کی روشنی میں آپ کے لئے علم مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن کا اثبات نہ کرے تو ہمارے اکابرین علماء اہل سنت ایسے شخص کو گمراہ تو در کنار فاسق بھی نہیں کہتے۔[315] اور وہابی نے اور بھی کئی صفحات پر یہ بات لکھی ہے۔

اقول:: معلوم ہوا کہ علم غیب کا مسئلہ ایک فروعی مسئلہ ہے یہ قطعی نہیں ہے کہ جس پر مدار ایمان ہو ورنہ اس کا منکر کافر ہوتا حالانکہ وہ گمراہ تو در کنار وہ فاسق بھی نہ ہو گا۔ بشرط یہ کہ انکار حضور سے بغض وعناد کی وجہ سے نہ ہو۔

فائدہ: وہابیہ علم غیب کی نفی پر جتنی آیات پیش کرتے ہیں وہ تمام مؤولات ہیں ان میں کوئی نہ کوئی تاویل کی گئی ہے۔ لہذا وہابیہ کا عقیدہ بھی کسی ایسی دلیل سے ثابت نہیں جس میں کوئی دوسری تاویل ہی نہیں نہ ہو۔ پھر اثبات علم غیب والی آیات کے معارض بھی ہوں گی لیکن ہمارے عقیدے میں اس طرح کی کوئی خرابی نہیں ہے۔

سوال نمبر 2۔ چار اختلافی مسائل حاضر و ناظر نور و بشر مختار کل علم غیب پر بریلوی حضرات سے حنفی
مالکی شافعی حنبلی اہلحدیث غیر مقلدین وہابی میں سے کیا کوئی اتفاق کرتا ہے؟

الجواب: بالکل تمام اتفاق کرتے ہیں وہ تو وہ رہے خود اکابر دیوبند نے بھی اتفاق کیا

---

315 علم غیب ص 48، کتاب شمس صفحہ 144

ہے۔ اصاغر کو اکابر کی خبر لینی ہو گی ملاحظہ ہو۔ تمام اکابر علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق میں جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت با ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔[316]

بعض مغیبات کا علم آپ ﷺ کو باعلام حق تعالی ہونا مسلم و متفق علیہ ہے۔[317]

**اقول:**: معلوم ہوا کہ وہابیہ کا اہل سنت سے جھگڑا کل مغیبات کے علم کا ہے۔ کیونکہ بعض مغیبات کے علم پر سب کا اتفاق ہے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ بھی علم غیب ہی ہے۔ اور اوپر مرشد دیوبند کے حوالے سے بھی یہی بات واضح ہو رہی ہے تھانوی صاحب لکھتے ہیں ایک شخص نے مجھ سے پوچھا تھا کہ ایک شخص حضور ﷺ کے علم غیب کا قائل ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ میں نے کہا جو شخص علم بالواسطہ کا قائل ہو یعنی خدا کی عطا کے واسطے کا وہ کافر نہیں اگرچہ وہ علم محیط کا قائل ہو۔[318]

تھانوی صاحب ایک اور رسالہ میں لکھتے ہیں۔ علم غیب جو بلاواسطہ ہو وہ تو خاص ہے حق تعالی کے ساتھ اور جو بالواسطہ ہو وہ مخلوق کے لئے ہو سکتا ہے۔[319]

---

316 (شمائم امدادیہ صفحہ 61 مدنی کتب خانہ ملتان)

317 (فتاوی دار العلوم دیوبند جلد 3، ص 121 سوال 493)

318 (یومیہ جلد نمبر 8 صفحہ 76 تالیفات اشرفیہ ملتان)

319 (حفظ الایمان مع بسط البنان صفحہ 21)

## حاضر وناظر کا عقیدہ

یاد رہے کہ سوال میں مذکور چاروں مسائل ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں ان میں سے جب ایک ثابت ہو گا دوسرے بھی ثابت ہو جائیں گے یہ بات یاد رہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی روحانیت و نورانیت کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں. بانی جماعت دیوبند قاسم نونوی صاحب لکھتے ہیں۔ **النبی اولی بالمومنین من انفسھم** کو بعد لحاظ صلہ **من انفسھم** کے دیکھیں تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ بمعنی **اقرب** ہے۔[320]

گنگوہی صاحب لکھتے ہیں۔ مرید کو یقین کے ساتھ یہ جاننا چاہئے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ مقید و محدود نہیں ہے۔ پس مرید جہاں بھی ہو گا خواہ قریب ہو یا بعید تو گو شیخ کہ جسم سے دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں۔ جب اس مضمون کو پختگی سے جانے رہے گا اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے گا تو ربط قلب پیدا ہو جائے گا اور ہر دم استفادہ ہو تا رہے گا۔[321]

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

لِاَنَّ رُوْحَ النَّبِیِّ علیہ السلام حَاضِرٌ فِیْ بُیُوْتِ اَھْلِ الْاِسْلَامِ[322]

---

320 تحذیر الناس صفحہ 14 دارالاشاد کراچی

321 امداد السلوک صفحہ 64 مکتبہ مدنیہ لاہور

322 شرح شفا شریف

کیونکہ نبی کریم ﷺ کی روح مبارک اہل اسلام کے گھروں میں حاضر ہے۔

**فائدہ:** گنگوہی صاحب کے بیان سے چند عقائد میں اختلاف ختم ہو گیا۔

نمبر 1۔ پیر و مرشد کا روحانی طور پر اپنے مریدوں کے پاس حاضر و ناظر ہونا۔

نمبر 2۔ پیر و مرشد کا حاجت روا و مشکل کشاء ہونا۔

نمبر 3۔ اصل فارسی عبارت میں یوں ہے:

شیخ را بہ بقلب حاضر آوارده بلسان حال سوال کند۔

پیر کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبان حال سے اس سے مانگے۔

معلوم ہوا کہ پیر سے مانگنا جائز ہے۔ جب یہ چیزیں حضور سے کم مرتبہ والے اولیاء میں جائز ہیں تو حضور میں شرک کیوں؟

فتاوی رشیدیہ میں گنگوہی صاحب تحریر کرتے ہیں۔ فخر دو عالم علیہ السلام کو مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے۔ اگر باعلام اللہ تعالی جانتا ہے تو شرک نہیں ورنہ شرک ہے۔

چار صفات غیر اللہ کو عطا نہیں ہو سکتی ہیں اور باقی ہو سکتی ہیں، براہین قاطعہ جو وہابیہ دیوبندیہ کی معتبر ترین کتاب ہے اس کے صفحہ 23 پر لکھا ہوا ہے کہ غیر خدا کو ہر جگہ حاضر و ناظر جاننا بعطائے الہی شرک نہیں اگر کوئی کہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ خالقیت، وجوب، قدم وغیرہ دیگر صفات الہیہ بھی پیغمبروں کو عطائی مان لو اور حضور کو خالق، واجب، قدیم کہا کرو تو اس کا جواب یہ ہے کہ چاروں صفات قابل عطا نہیں کہ ان پر الوھیت کا مدار ہے۔

(01)**وجوب** (02)**قدیم** (03)**خلق** (04)**نہ مرنا**

دیگر صفات کی تجلی مخلوقات میں بھی ہو سکتی ہے جیسے **سمع**، **بصر**، **حیات** وغیرہ مگر ان میں بھی بڑا فرق ہو گا کہ یہ صفات ذاتی واجب نہ مٹنے والی اور مخلوق کی عطائی ممکن فانی نور و بشر پر کافی دلائل ماقبل گزر چکے ہیں۔

حضور مختار کل ہیں اس کا ثبوت حضرت ملا علی قاری کی **مرقاۃ** اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی **اشبعہ اللمعات** کے حوالے سے ماقبل سل ربیعہ والی حدیث کے تحت گزر چکا ہے۔ اعادہ کی حاجت نہیں ہے۔

فائدہ: وہابی صاحب پوری کتاب میں جس چیز کا انکار کر تا رہا یعنی کہتا رہا کہ اقوال سے دلیل پیش نہ کرو قرآن و سنت سے پیش کرو یہاں خود مطالبہ کرتا ہے کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی غیر مقلد وہابیہ میں سے کسی کا قول دیکھاؤ جو تمہارے موافق ہو؟ عقل کے ختم ہو جانے کے بعد یہی صورت حال ہوا کرتی ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ احناف و شوافع و دیگر سے کسی نے اتفاق کیا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب واضح ہے کہ جتنے آئمہ کے اقوال ذکر ہوئے مثلاً **ملا علی قاری حنفی** **شیخ محقق عبدالحق دہلوی حنفی** ہیں۔

**قاضی عیاض مالکی** ہیں اور انہوں نے تو یہاں تک لکھ دیا:

ان لم یکن فی البیت فقل السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ کہ جب کوئی گھر میں داخل ہو اور گھر میں کوئی فرد نہ ہو تو مذکورہ الفاظ کے ساتھ حضور کی

ذات اقدس پر سلام پیش کرے۔ **امام قسطلانی ، زرقانی شافعی ہیں۔**

چلو لگے ہاتھوں سرخیل اہل حدیث المعروف غیر مقلد وہابیہ کے امام نواب اپنی کتاب **مسک الختام** صفحہ 243 پر تحریر کرتے ہیں۔**و احضر فی قلبک النبی** علیہ السلام **و شخصہ الکریم و قل السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ**

مرقاۃ کے باب تشہد میں بھی یہی لکھا ہے۔

**الحمد للہ رب العالمین تمام مطالبہ پورا ہوا**

سوال نمبر 3۔ اگر انبیاء کو علم غیب ہے تو مطلب ہو گا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی علم غیب تھا کہ میرے بیٹے کی گردن پر چھری نہیں چلنی اور اسماعیل کو بھی یہ علم تھا تو پھر آزمائش کہاں ہے؟ انبیاء کی قربانی کہاں ہے؟ خلاصہ سوال نمبر 3

**الجواب:** الزامی جواب رب ذوالجلال کو تو یقینا علم تھا کہ اسماعیل ذبح نہیں ہو گا چھری نہیں چلے گی لیکن پھر بھی اس نے یہ حکم کیوں دیا؟ معلوم ہوا کہ اس کی حکمت تھی اسی طرح علم ہونے کے باوجود ان حضرات نے رب کا حکم پورا کیا۔

**تحقیقی جواب:** حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسین پاک رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر اور کئی دیگر صحابہ مثلاً حضرت عمر، حضرت عثمان کی خبر دی اور حضور کی خبر کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی مگر نہ تو حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما اور نہ ہی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کسی نے بھی نہ کوئی محافظ مقرر کیا اور نہ امام حسین کربلا میں جانے سے رکے اس لئے کہ یہ ہستیاں اللہ کی رضا پر راضی تھیں، انہیں جہاں

شہادت کا علم تھا تو مرتبہ شہادت اور اجر شہادت کا علم بھی تھا۔ یہی معاملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کا ہے۔ امام حسین کے بارے میں حضور نے ان کے بچپن میں ہی فرما دیا تھا۔ ان امتی ستقتل ابنی ھذا
جیسا کہ مسند احمد و دلائل النبوۃ میں تفصیلا احادیث موجود ہیں۔

خلاصہ سوال نمبر 4۔ بریلوی حضرات یہ بتا دیں اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کا علم غیب مان لیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا رونا صرف ڈرامہ تھا؟ حضرت یعقوب علیہ السلام کے اوپر کوئی آزمائش نہیں آئی۔

الجواب: بالکل حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم غیب تھا تمام معاملات کا علم تھا اور معاذ اللہ ان کا رونا بھی ڈرامہ نہ تھا اس کی بھی خاص وجہ تھی ہمارے جواب کی دو شقیں ہیں نمبر ایک تمام معاملات کا علم تھا نمبر دو پھر روتے کیوں رہے؟

پہلی شق پر دلائل: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب اپنے والد گرامی کو بیان کیا تو چونکہ انہیں خواب کی تعبیر اور دیگر معاملات جو پیش آنے والے تھے ان کو علم تھا اس لئے فورا فرمایا بیٹے:

لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ

اے میرے پیارے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں کو بیان نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے ساتھ دھوکا کریں گے۔ کئی سال بعد گیارہ ستارے اور شمس و قمر کی تعبیر ظاہر ہوئی جس کی طرف اشارہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہلے ہی فرما دیا تھا۔ یہ ان کے علم

کی پہلی دلیل ہے۔

## دوسری دلیل

لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ

یہ دلیل اس طرح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی جانتے تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام (ان کے والد) ہمیں حضرت یوسف علیہ السلام کا دشمن یقین کرتے ہیں۔ آیت مذکورہ میں جملہ اسمیہ ہے اور اس سے پہلے جملہ فعلیہ ہے وہ بھی مؤکدہ ہے اور جملہ اسمیہ میں تو ڈبل تاکیدیں ہیں۔ خواجہ قمر الدین سیال لجپال فرماتے ہیں۔ اور علم معانی کے لحاظ سے اس طرح کی تاکید ایسے مقام پر آئی ہے جہاں مخالف کے ذہن سے ازالہ مخالفت مقصود ہو۔ مخاطب منکر ہو یا فعل انکار ہو تو لام تاکید ہوتا ہے، اس سے بھی ظاہر ہے کہ یعقوب علیہ السلام دوسرے لڑکوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کا دشمن جانتے تھے جس کا لڑکوں کو بھی یقین تھا۔ اس لئے تاکید لگا کر اپنے آپ کو خیر خواہ ظاہر کیا جو واقعہ کے خلاف تھا۔ نیز اس کا جواب تاکید کے طور پر فرما کر ان کی مخالفت کا ثبوت دیا

اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ

پھر حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد:

وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ

(میں خوف کرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے گا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ انہیں

یقین تھا یہ دشمن ہیں جو بیانیہ بنا کر انہوں نے آکر پیش کرنا ہے، وہ پہلے ہی بتا دیا نیز حضرت یوسف علی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کو کنویں میں ڈال کر ان کا کرتا خون آلودہ پیش کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کا ارشاد:

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

فرمایا بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے لئے بنالی ہے تو صبر اچھا ہے اور اللہ تعالی ہی سے تمہاری باتوں پر مدد چاہتا ہوں) لہذا یہ لازمی ہے کہ آپ اس امر سے بخوبی واقف تھے ورنہ نصوص قطعیہ کا انکار لازم ہے۔ جو کہ موصل الی الکفر ہے۔ علاوہ ازیں حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے علم کے مطابق اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

نیز حضرت یعقوب علیہ السلام کا ارشاد:

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ

قریب ہے کہ اللہ تعالی ان سب کو میرے پاس لاوے اور فرمایا:

وَاِنِّيْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

(جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ہو) یہ تمام ارشادات ان کے علم پر شاہد ہیں۔ اب رہا یہ اعتراض کہ باوجود علم ہونے کے ان کو دشمنوں کے ساتھ کیوں بھیج دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نہ صرف ان تکالیف و مصائب کا علم تھا بلکہ یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ مصر بنیں گے۔ اس لئے بھیج دیا تھا نیز حضرت

یعقوب علیہ السلام اس جلیل القدر پیغمبر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے پوتے تھے جنہوں نے اللہ تعالی کے ارشاد پر اپنے فرزند ارجمند کو اپنی طرف سے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا تو کیا حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ تعالی کے ارشاد پر یوسف علیہ السلام کو نہ بھیجتے یعنی نبی کا ہر فعل و قول رضائے الہی کے ماتحت ہوتا ہے رب العالمین کے امر کی اطاعت کماحقہ تمام انبیاء علیھم السلام کا شیوہ رہا ہے تو انبیاء علیھم السلام کے عمل پر کس کو اعتراض کرنے کی جرات ہو سکتی ہے؟

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ہمارا عقیدہ علم غیب قرآنی و ایمانی عقیدہ ہے یہ محض کسی اندھی عقیدت یا خوش فہمی کا نتیجہ نہیں ہے مگر یہ ساری چیز تب سمجھ آتی ہیں جب محبت انبیاء سے دل لبریز ہو۔ اگر بغض و عداوت دل میں موجود ہو تو پھر عظمت وشان بھی عیب نظر آتی ہے۔

سوال نمبر 5۔ کا خلاصہ اگر حضرت سیدنا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کا علم غیب مان لیا جائے تو پھر حضرت جبرائیل کو وحی لے کر آنے کی ضرورت؟ اور آزمائش یا قربانی باقی رہے گی؟

الجواب: اس کا جواب پہلے آچکا ہے کہ حضور کو شب معراج میں مَاكَانَ وَمَا يَكُوْن کے علوم کی تکمیل ہو گئی تھی لیکن یہ تمام علوم شہودی تھے کہ تمام اشیاء کو نظر سے مشاہدہ فرمایا پھر قرآن نے انہی دیکھی ہوئی چیزوں کا بیان فرمایا اسی لئے قرآن میں آیا تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کا کھلم کھلا بیان ہے دیکھنا کچھ اور ہے اور بیان کچھ اور۔

سوال نمبر 6۔ کا خلاصہ نوری مخلوق افضل ہے یا بشری؟(نور والے) عقیدے سے ماننا پڑے گا کہ کسی نبی نے دین کی خاطر کوئی تکلیف برداشت نہ کی کیونکہ نبی تو تھے ہی نور اور نور کا نہ خون نکلتا ہے، نہ نور شہید ہوتا ہے، نہ نور کو بھوک لگتی ہے، نہ نور کو حاجت پیش آتی ہے وغیرہ یہی اعتراض وہابیہ کی B ٹیم یعنی غیر مقلد وہابیہ یوں کرتے ہیں:

آپ کے والدین تھے حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا آپ نے **امہات المؤمنین** سے نکاح کیا آپ کی اولاد تھی آپ کے رشتہ دار اور سسرال تھے (تو پھر آپ نور کیسے ہو سکتے ہیں؟)

جواب: یہ اعتراض انتہائی جاہلانہ اور فضول ہے اس لئے کہ یہ اعتراض تب ہوتا کہ ہم اہل سنت صرف حضور کو نور مانتے اور بشریت کا انکار کرتے جبکہ ہمارے امام تاجدار بریلی فرماتے ہیں :

جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حقیقت کے اعتبار سے نور اور صورت کے اعتبار سے بے مثل بشر ہیں اس عقیدے سے تمام آیات واحادیث میں تطبیق بالکل آسان ہے ورنہ تعارض لازم آئے گا اور نورانیت کے ثبوت پر آیات و احادیث گزر چکی ہیں۔

حضور کی بشریت پر تو مخالفین اور ہمارا اتفاق ہے مگر فرق یہ ہے کہ وہابیہ کے نزدیک

وہ عام بشروں کی طرح بشر ہیں یعنی ہماری مثل بشر ہیں زیادہ سے زیادہ گاؤں کے چوہدری یا بڑے بھائی کی طرح ان کو مان لیا جائے مگر ہمارے نزدیک وہ بے مثل و بے مثال بشر ہیں کہ ان جیسا کوئی انسان نہ ہوا ہے نہ ہی پیدا ہو گا۔

سوال نمبر 7 کا خلاصہ اگر نبی کریم ﷺ کو مختار کل مان لیا جائے تو کیا یہ بات لازم نہیں آتی کہ جتنے لوگ بھی کفر پر مرے ان سب کو جناب رسول اللہ ﷺ نے نعوذ باللہ جان بوجھ کر کفر پر مرنے دیا؟

الجواب: حضور نبی کریم ﷺ یقینا مالک و مختار ہیں لیکن ذاتی طور پر نہیں اللہ تعالی کی عطا سے اسی لئے مطلقاً حضرت ربیعہ کو مانگنے کا حکم فرمایا کہ جو مانگنا ہے مانگ لو مل جائے گا۔ حضرت دھلوی محقق اور حضرت علی قاری کی تشریح گزر چکی ہے۔ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اللہ کے بندے منشاء خداوندی پر راضی رہتے ہیں اس کے خلاف کی نہ دعا کرتے ہیں اور نہ آرزو کرتے ہیں۔یہی صورتحال حضور کی تھی۔فیصلہ کن جواب تمام وہابیہ اللہ تعالی کو یقینا مختار کل مانتے ہیں تو جو اعتراض حضور کی ذات پر ہوا یہ تو اللہ تعالی کی ذات اقدس پر بھی ہو گا کہ اللہ نے ان کو کفر پر کیوں مرنے دیا؟ حالانکہ وہ مختار کل حقیقی تھا اور اپنی طاقت کے استعمال سے سارا کچھ کر سکتا تھا مگر کیوں نہ کیا؟

سوال نمبر 8۔ کا خلاصہ اگر حضور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو پھر روضہ رسول پر حاضری دینے کی کیا ضرورت ہے؟اور بعض وہابی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ پھر تم امامت کیوں کرتے ہو؟

**الجواب:** جب وہابی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی ہر جگہ حاضر وناظر ہے تو پھر کعبہ بیت اللہ کیوں جاتے ہو؟ اسی طرح اللہ تعالی تو مکہ میں بھی تھا مگر حضور کو شرف معراج کے لئے عرش پر کیوں بلایا؟ جب وہابیہ اس سوال کا جواب دیں گے تو پھر ہم بھی جواب دے دیں گے۔

رہا امامت والا مسئلہ تو اولاً بات یہ ہے کہ کسی حدیث یا آیت میں یہ نہیں کہ حضور کی موجودگی میں کسی اور کی امامت جائز نہیں اور ثانیاً بات یہ ہے کہ ہم حاضر وناظر والے عقیدے میں واضح کر چکے ہیں حضور اپنی روحانیت ونورانیت کے ساتھ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں۔ آپ اپنے جسم اقدس کے ساتھ مدینہ میں بھی ہوں تو ساری کائنات آپ کے سامنے ایسے ہے جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔لہذا اس صورت میں امامت والا اعتراض ہی غلط ہو گیا۔

**سوال نمبر 9۔** کا خلاصہ میلاد مصطفی ﷺ کے بارے میں بریلوی حضرات کے آٹھ اقوال کیوں ہیں؟

**الجواب:** یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے ایک ایک مسئلہ میں علماء کے اس سے زیادہ اقوال ملتے ہیں اور خاص طور پر جب تمام میں تطبیق ممکن ہو اور کوئی منافات نہ ہو تو بالکل درست ہوں گے عصمت انبیاء کے بارے میں علماء کے سات اقوال ہیں ماء مستعمل کے بارے میں اکیلے امام ابو حنیفہ کے تین اقوال ہیں اور باقی آئمہ کے علیحدہ علیحدہ ہیں ہر ایک عالم نے اپنے قول کو دلیل شرعی سے مزین کیا ہے۔ تو اس میں

وہابیہ کو اصل تکلیف چونکہ میلاد شریف سے ہے کہ اس دن وہابیہ کو سانپ سونگھ جاتا ہے اور ان کے گھروں میں صف ماتم بچھی ہوتی ہے، وہابیہ کے نزدیک خلفائے راشدین کے ایام میں جلوس بھی نکلتے ہیں ، اور بینرز اور فلیکسیز بھی بنتے ہیں اور یہ سب کچھ جائز ہے۔ مگر ناجائز ہے تو صرف اور صرف یوم میلاد منانا ناجائز ہے اس میں نہ تو کوئی محفل جائز نہ جلسہ نہ جلوس نہ اشتہار نہ فلیکس کچھ بھی جائز نہیں۔

| ظالمو محبوب کا حق تھا یہی کہ | عشق کے بدلے میں عداوت کیجیئے |
|---|---|

میلاد مباح ہے عام حالات میں جن قرآنی آیات میں حضور کی تشریف آوری کا بیان ہے ان کے مطابق میلاد سنت الہیہ بھی ہے۔ اور حضور کی وہ حدیث جن میں آپ نے خود ہی اپنی ولادت باسعادت کا ذکر کیا تو اس لحاظ سے سنت بھی ہے۔ اگر محفل میلاد کے جدید طریقے جو حضور کے زمانے اقدس میں نہ تھے مثلاً ساؤنڈ سسٹم جھنڈے اور بتیاں وغیرہ تو چونکہ ان کی اصل ملتی ہے اور اس میں کسی آیت و حدیث کی مخالفت نہیں لہذا بدعت حسنہ ہے۔ جہاں اس جائز کام انعقاد میلاد کے منکر ہوں وہاں واجب بھی ہے وہابی کی جہالت تو دیکھو اس نے پانچواں قول بیان کیا: (5) میلاد واجب ہے عبدالسمیع رامپوری اور (6) میلاد درجہ وجوب رکھتا ہے ارشد سعید کاظمی

قارئین غور کریں بھلا ان دونوں اقوال میں کیا فرق ہے۔ مگر اندھے وہابی کو فرق نظر آیا قارئین وتر نماز کے بارے میں آپ کو کئی اقوال مل جائیں گے قربانی سنت ہے یا واجب کئی اقوال مل جائیں گے وغیرہ

سوال نمبر 10۔ کا خلاصہ بقول غلام رسول سعیدی امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ تو

حضور کو عالم الغیب کہتے ہیں نہ مانتے ہیں۔ جبکہ فیض احمد اویسی لکھتا ہے حضور انور کو عالم غیب نہ سمجھنے والے منحوس ہیں۔ بریلوی بتائیں کیا سعیدی صاحب اور اعلی حضرت امام احمد رضا منحوس ہیں یا کہ اویسی صاحب در حقیقت خود منحوس ہیں؟

الجواب: مذکورہ ہستیوں میں سے کوئی بھی منحوس نہیں ہاں وہابی خود منحوس ہیں اور اویسی صاحب نے بھی وہابیہ کی طرف ہی اشارہ کیا ہے باقی ایسی بات کہ اعلیٰ حضرت حضور کو عالم الغیب نہیں کہتے یا مانتے تو اس کا جواب واضح ہے کہ کہنا اور ہے اور سمجھنا اور ہے۔ دیکھیں اللہ تعالی کو استاذ سمجھنا وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ سے یہ اور ہے اور استاذ کہنا اور ہے۔ یعنی اللہ تعالی کو استاذ کہنا جائز نہیں ہے اللہ کے ناموں میں عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ہے مگر حضور کے ناموں میں نہیں ہے بعض علماء نے اس وجہ سے بھی حضور پر علم غیب کا اطلاق نہ کیا کہ عوام الناس کا ذہن علم خدا و مصطفی کی برابری کی طرف نہ چلا جائے۔

سوال نمبر 11۔ کا خلاصہ امام احمد رضا بریلوی نے لکھا ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا۔ جبکہ اویسی صاحب لکھتے ہیں وہ کون بد بخت ہے جو قرآن کے خلاف کہہ کر کہ حضور کو فلاں چیز کا علم نہ تھا اور فلاں بات نہیں جانتے تھے۔ بریلوی بتائیں کہ احمد رضا بد بخت ہوا یا کہ اویسی صاحب احمد رضا کی مخالفت کر کے کافر ٹھہرا؟

الجواب: یہاں سے بھی وہابی کی بد بختی ظاہر ہوئی کیونکہ اعلی حضرت نے ملکہ شعر گوئی کی نفی کی اور نفس شعر کی نفی نہیں کی۔ لہذا حضور کو نفس شعر کا علم ہو گا

اور اویسی صاحب نے وہابیہ کی نقطہ چینی جو حضور کے علم غیب مبارک پر ہوتی ہے اس پر بات کی ہے۔ جیسا کہ عموما کہا کرتے ہیں کہ فلاں فلاں چیز کا حضور کو علم نہ تھالہذا حضور کو علم غیب ہے ہی نہیں۔

سوال نمبر 12۔ کا خلاصہ احمد یار نعیمی نے لکھا اللہ نے شیطان کو علم غیب دیا جب کہ الیاس قادری صاحب لکھتے ہیں یہ عقیدہ رکھنا کہ جن کو علم غیب ہے یہ کفر ہے۔ اب بریلوی بتائیں کافر کون ٹھہرا؟

الجواب: خلیل احمد انبیٹھوی صاحب نے کہا تھا کہ شیطان اور ملک الموت کو اللہ تعالی نے حضور سے بھی وسیع علم عطا فرمایا ہے اگر وہ بری الذمہ ہے تو دیگر بھی ہیں۔ اصل میں نعیمی صاحب نے شیطان کے بارے میں وہابیہ کا مذہب نقل کیا ہے۔ اور یہ مذہب وہابیہ کی براہین قاطعہ میں تحریر ہے۔

سوال نمبر 13۔ کا خلاصہ احمد یار نعیمی لکھتا ہے کہ حضور ﷺ نے بچوں کو اشعار پڑھنے سے اس لئے منع کیا کہ ان میں علم غیب کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہے لہذا آپ ﷺ کو پسند نہ آئی۔ اللہ کے نبی کو علم غیب کی نسبت اپنی طرف کرنا ناپسند بریلوی یہ کام کیوں کرتے ہیں؟

الجواب: نعیمی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پوری عبارت یوں ہے **لامحالہ** یہ کسی صحابی کا شعر ہے۔ بتاؤ وہ شعر بنانے والے صحابی **معاذ اللہ** مشرک ہیں یا نہیں؟ پھر حضور علیہ السلام نے نہ تو اس شعر بنانے والے کو برا کہا نہ شعر کی مذمت کی بلکہ ان کو گانے سے روکا کیوں روکا؟ چار وجہ سے اولاً تو یہ کہ اگر کوئی ہمارے سامنے ہماری

تعریف کرے تو بطور انکسار کہتے ہیں ارے میاں یہ باتیں چھوڑو وہی باتیں کرو یہ بھی انکسارا فرمایا دوم یہ کہ کھیل کود گانے بجانے کے درمیان نعت کے اشعار پڑھنے سے ممانعت فرمائی اس کے لئے ادب چاہئے تیسرے یہ کہ غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے کو ناپسند فرمایا الخ[323] **اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال**

فلہذا یہ ساری بات سامنے رکھنی ہوگی کیونکہ عام عاقل انسان بھی اپنے سامنے اپنی تعریف ناپسند کرتا ہے اور پھر حضور نے تو اس سے منع بھی فرمایا۔

سوال نمبر 14 کا خلاصہ عبدالحکیم شرف قادری لکھتا ہے کہ علم غیب کلی کی چابیاں اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جبکہ قمر الدین سیالوی کہتا ہے کہ کلیات کی نسبت خالق کی طرف کرنا کتنی بڑی جہالت ہے۔ بریلوی بتائیں کہ قمر الدین کے فتوے سے عبدالحکیم صاحب جاہل ٹھہرے یا کہ قمر الدین خود جاہل تھا؟

**الجواب:** مذکورہ دونوں بزرگوں سے تو کوئی بھی جاہل نہ تھا وہ علمی دنیا کے درخشندہ ستارے بلکہ کوہ ہمالہ تھے ہاں البتہ وہابی بالکل نرا جاہل ہے جس نے جیسا خود تھا دوسروں کو بھی اسی طرح سمجھ لیا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ قبلہ شرف صاحب نے جو فرمایا ہے اس سے مراد کل غیر متناہی ہے اور یقینا علم غیب کلی غیر متناہی کی چابیاں **اللہ تعالیٰ** کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جبکہ حضور ﷺ کا علم کلی جب کہ ہم کہتے ہیں تو اس سے مراد کل متناہی ہوتا

---

[323] جاء الحق صفحہ 113

ہے یعنی کل مخلوقات ظاہر ہے مخلوقات متناہی ہیں تو یہ کل بھی متناہی ہو گا۔

## علم غیب خدا تعالی اور خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ الاسلام نے فرمایا یہ کلی و جزئی تو ان جاہل لوگوں نے اپنی طرف سے نکالی ہے اور پھر اپنی جہالت کے ثبوت میں کلی کی نسبت ذات باری تعالی علام الغیوب کی طرف کرتے ہیں۔ وہ ذات اقدس کہ جس کے علوم کی حد ہی نہیں اس کو اپنی کلی میں محدود کرتے ہیں۔اس کے علوم تو محیط ہیں وہ خالق ہے مخلوق نہیں ہے۔ کلیات کی نسبت خالق کی طرف کرنا کتنی جہالت ہے۔خالق کائنات کا علم تو مخلوقات کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔اور کلیات و جزئیات مخلوق ہونے کی وجہ سے خالق کی صفت نہیں ہو سکتیں۔[324]

سبحان اللہ کس طرح عظیم صوفی نے اللہ تبارک و تعالی کا علم تسلیم کیا اور مسئلہ غیب حل فرمایا مگر وہابی کو اس میں بھی عیب نظر آیا خواجہ سیالوی کی تقریر ہی ہمارے عقیدے کی ترجمان ہے اور اس کی دلالت النص سے کل متناہی و غیر متناہی بھی واضح ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 15 کا خلاصہ پیر مہر علی شاہ لکھتے ہیں کہ اور یہ جو لکھا ہے کہ قیامت 7 ہزار سال پہلے نہیں آ سکتی میں کہتا ہوں یہ 7 ہزار کی تحدیر جو آپ نے لگائی ہے یہ منافی ہے لا یجلیھا لوقتھا الا ھو کے اور ان احادیث کے جن میں

---

324 انوار قمریہ صفحہ 104

آنحضرت ﷺ نے لاعلمی بیان فرمائی۔ جبکہ فیض احمد اویسی لکھتا ہے کہ آپ کی لاعلمی یاعدم اختیار ثابت کرنا جاہلوں یا نبوت کے گستاخوں کا کام ہے۔

(02)بد قسمتوں نے الٹا ایسے کریم کولاعلم ثابت کرنے کی سعی خام کی ہے۔

(03)لاعلمی کی تہمت لگانا گمراہی اور بے دینی ہے۔

اب بریلوی حضرات بتائیں اویسی کے فتوے سے پیر مہر علی شاہ صاحب گستاخ رسول گمراہ اور بے دین ٹھہرے یا کہ پیر صاحب کو کافر کہہ کر خود کافر بنے؟

الجواب: اللہ تعالی کا حضور کے بارے میں خاص طور پر فرمان نہیں وہ مطلقاً ہے لہذا اس کو خاص طور پر حضور پر فٹ کرنا خبث باطن کا نتیجہ ہے۔ اور خود حضور کا کسی چیز کے بارے میں لاعلمی کا اظہار فرمانا اور چیز ہے۔ حضور اپنے بارے میں یا اللہ تعالی کے دوسرے انبیاء اپنے بارے میں جو مرضی کہیں ہمیں اس کی اجازت نہیں ہے۔ یعنی ہمارا کہنا بے ادبی ہو گا جبکہ انبیاء کرام کا خود اپنے بارے میں اظہار عاجزی یا کسی اور مقصد کے لئے کوئی لفظ ارشاد فرمانا وہ ہم نہیں بول سکتے ہیں۔ نبی نے تو اپنے بارے میں انی کنت من الظالمین بھی فرمایا ہے۔

سوال 16۔ کا خلاصہ غلام رسول سعیدی لکھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہیں کل اس کی خبر دوں گا آپ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے۔ جبکہ فیض احمد اویسی لکھتا ہے ان کی ذات کو کوئی بھولنے والا کہے تو اس جیسا بدبخت دنیا میں کوئی ہو گا دونوں میں بدبخت کون بنا؟

الجواب: حضور نبی کریم ﷺ کا بھولنا ہماری طرح نہیں بلکہ اللہ تعالی اپنی قدرت وحکمت سے حکمت کے لئے حضور کو بھلا دیتا تا کہ آپ کی سنت قائم ہو۔لہذا حضور کے بارے ایسا لفظ استعمال کرنا کیسے درست ہو گا؟

سوال 17۔کا خلاصہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ جو علم خدا کے ساتھ خاص ہے وہ کلی ہے۔

(02)ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ علوم خمسہ کی کلیات خدا ہی جانتا ہے ورنہ جزئیات پر تو بعض اولیاء کو بھی مطلع فرمادیتا ہے۔

(03)علامہ عبد الراؤف مناوی کہتے ہیں کہ علم غیب کلی کی چابیاں اللہ تعالی کے ساتھ مخصوص ہیں جبکہ مولوی عمر اچھروی بریلوی صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ کے علم کو کلی سے متصف کر کے اپنی ذات پر قیاس کرنا اللہ کے علم کو محدود کرنا صراحۃ شرک ہے۔بریلوی بتائیں یہ اکابر کافر ٹھہرتے ہیں یا نہیں یا خود بریلوی حضرات کافر بنے؟

الجواب: کوئی بھی کافر نہ ٹھہرا پہلے تین اماموں کی مراد غیر متناہی کلی ہے اور اچھروی صاحب کی مراد کلی متناہی جیسا کہ قرینہ ،اپنی ذات پر قیاس کرنا، کے الفاظ سے واضح ہے۔ اسی طرح محدود کرنا کے الفاظ سے واضح ہے۔ وہابی کو اعتراض کرتے ہوئے اتنی بھی عقل نہ رہی انبیاء کرام علیھم السلام کے علوم غیبیہ کا انکار کرتے کرتے اولیاء کرام کا علم غیب مان لیا جیسا کہ ملا علی قاری کے حوالے سے وہابی صاحب نے خود لکھ دیا اور ملا علی قاری نے یہ بات مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد تین صفحہ 624 پر تحریر کی ہے۔

سوال نمبر 18۔ کا خلاصہ آپ لوگ علماء دیوبند پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نبی کے لئے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں مانتے گستاخ ہیں احمد رضا خان نے حضور ﷺ کے لئے چارپائی کے نیچے کا علم ماننے سے بھی انکار کر دیا۔

بتایئے کہ کیا یہ گستاخی نہیں ہے؟ غلام رسول سعیدی نے پشت کے پیچھے کا علم ماننے سے انکار کر دیا کیا یہ گستاخی نہیں ہے؟ صحابہ صحابیات نے پتلے پردے کے پیچھے کے علم کا انکار کیا کیا یہ **معاذ اللہ** گستاخ نہیں ہیں آپ بریلویہ کے نزدیک؟

**الجواب:** دراصل اندرون کہانی اب سمجھ آئی وہابیہ اپنے بڑوں کے کفریات پر پردہ ڈالنے کے لئے ہمیشہ یہی طریقہ اپناتے رہے تاکہ اگر ہم گستاخ ثابت ہیں تو بریلوی بھی ثابت ہوں مگر ایسا نہ ممکن تھا نہ ہے نہ ہو گا مذکورہ تینوں باتوں کا جواب خود وہابیہ دیابنہ کے گھر سے علماء دیوبند کی متفق علیہ کتاب جس پر 50 سے زائد قدیم و جدید اکابر دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں میری مراد **المھند** میں مولوی خلیل احمد صاحب مذکورہ اعتراض کا جواب لکھتے ہیں کہ توجہ نہ ہونے کی بنا پر بعض نو پیدا اور حقیر جزئیات کا نبی اکرم ﷺ کی نگاہ سے اوجل ہو جانا آپ کے سب سے بڑے عالم ہونے میں موجب نقص نہیں ہے۔ جبکہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ بلند مقام کے لائق علوم شریفہ کا تمام مخلوق سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔[325]

**فائدہ:** المہند (جس پر دیوبند کے شیخ الہند محمود الحسن، تھانوی صاحب، کفایت اللہ

---

325 المہند 26 تبع دیوبند

دہلوی جیسے لوگوں کے تصدیقی دستخط موجود ہیں)اس سے واضح طور پر یہ معلوم ہو گیا کہ بعض نو پید یعنی نئے پیدا ہونے والے معمولی واقعات کا جو علم نہیں ہے تو اس لئے کہ ان کی طرف آپ کی توجہ عالی نہیں ہے۔مزید تسلی کے لئے ایک اور زبردست حوالہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کو حدیبیہ و حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملات سے خبر نہ تھی اس کو(وہابی لوگ از راقم ) دلیل اپنے دعوی کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔[326]

افسوس کہ وہابیہ ہمارے اسلاف پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے اکابر کا ہی مطالعہ کر لیتے تو اعتراض کرنے کی جرات نہ کرتے مگر عقل ہوتی تو ایسا کرتے۔

## علم منطق کی روشنی میں جواب

صاحب رسالہ شمسیہ علی بن عمر بن علی نے رسالہ شمسیہ میں تمام تصورات و تصدیقات کے بدیہی نہ ہونے پر دلیل پیش کرتے ہوئے لکھا تھا:

و لیس الکل من کل منہا بدیہیا والا لما جہلنا شیئا

ترجمہ: ان میں سے ہر ایک میں سے ہر ایک بدیہی نہیں ہے ورنہ ہم کسی چیز سے لاعلم نہ ہوتے۔رسالہ شمسیہ کے شارح علامہ قطب الدین محمد بن محمد رازی دلیل مذکور پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں:

و فیہ نظر لجواز ان یکون الشئ بدیہیا و مجہولا لنا

326 امداد المشتاق صفحہ 76 مکتبہ اسلامیہ لاہور

ترجمہ: اور اس میں اعتراض ہے اس لئے کہ جائز ہے کہ ایک شئ بدیہی ہو اور ہمارے لئے مجہول بھی ہو (یعنی بدیہی ہونے کے باوجود ہمیں معلوم نہ ہو) اس لئے کہ بدیہی کا حاصل ہونا اگرچہ نظر وکسب پر موقوف نہیں ہوتا لیکن ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کا اصول کسی اور شئ پر موقوف ہو مثلا عقل کا مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہونا اس کو محسوس کرنا انتہائی عقلمندی سے کام لینا یا تجربہ وغیرہ پر تو جب تک وہ شے موقوف علیہ حاصل نہ ہوگی تو اس وقت تک بدیہی کا حصول نہ ہوگا اس لئے کہ بداھت حصول کو مستلزم نہیں ہے (یعنی بداھت کو حصول لازم نہیں) توضیح یعنی ماتن کا یہ کہنا کہ جو چیز بھی بدیہی ہوگی وہ ہمیں معلوم بھی ضرور ہوگی ہمارے لئے مجہول نہ ہوگی یہ بات غلط ہے اور یہ دلیل دینا بھی غلط ہے اس لئے کہ بعض اوقات ایک چیز نظر وکسب پر موقوف نہ ہونے کی وجہ سے بدیہی تو ہوتی ہے یعنی اسے بچہ بچہ جانتا ہے مثلا آگ کا گرم ہونا وغیرہ مگر اس کی طرف ایک بندے کی عقل متوجہ نہیں ہوتی یا بندہ اسے حواس کے ساتھ محسوس نہیں کرتا یا بندے کا تجربہ نہیں ہوتا ان چیزوں پر موقوف ہونے کی وجہ سے وہ اس بندے کو معلوم نہیں ہو رہی ہوتی اس کے لئے مجہول بن جاتی ہے مگر جونہی اس کی عقل اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے یا محسوس کرتا ہے یا تجربہ کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتی ہے۔

اقول:: معلوم ہوا کہ علم کے لئے توجہ عقل ضروری ہے بعض اوقات ایک چیز

بدیہی ہونے کے باوجود بھی معلوم نہیں ہوتی عقل کے متوجہ نہ ہونے کی وجہ سے۔

**ثم اقول:**: وہابی نے جو اعتراض کیا تھا اس کی بھی یہی صورتحال ہے۔ حضور کی مبارک چارپائی کے نیچے کتے کا بچہ مرا ہوا پڑا تھا حضور کی توجہ عالی اس طرف نہ گئی ورنہ یہ کون سی مشکل چیز تھی کہ جس کا علم حضور کو نہ ہوتا۔ اعلی حضرت تاجدار بریلی نے صرف اتنی حد تک بات کی اور وہ بھی ملفوظات میں موجود ہے نہ کہ تحریرات میں مگر وہابی نے اس کو اعلی حضرت کا عقیدہ بنا کر پیش کیا کتنا بڑا افراڈ یا ہے۔ اسی وجہ سے وہابی نے ملفوظات کی اصل عبارت ہی نہ لکھی بس صرف یہ نتیجہ اپنی طرف سے بنا کر لکھا: (احمد رضا خان نے حضور ﷺ کے لئے چارپائی کے نیچے کا علم ماننے سے بھی انکار کر دیا) اس لئے کہ اصل الفاظ لکھ دیتا تو سارا راز فاش ہو جاتا، جو احمد رضا حضور کے لئے **مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن** کا علم مانتا ہے بھلا وہ اس چھوٹی سی صورت کا کیسے انکار کر سکتا ہے۔

باقی رہی سعیدی صاحب کی بات تو اس میں بھی عدم توجہ تھی ورنہ تو عام انسانوں کو بھی اتنا علم تو ہوتا ہی ہے۔

نیز ایک عام صحابیہ کا ذاتی خیال کہ بلال حضور کو خبر نہ دینا ہم کون ہیں اس میں نہ تو یہ ہے کہ ان کا عقیدہ وہابیہ والا تھا اور نہ ہی انہوں نے اس کا اظہار کیا بلکہ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلال تم نہ بتانا وہ خود ہی سمجھ جائیں گے جیسا کہ حدیث کے بقیہ حصہ (جس کو وہابیہ نے ذکر نہ کیا) سے ظاہر ہے۔ نیز یہاں بھی عدم توجہ کی وجہ سے شاید آپ نے پوچھ لیا ہو۔

**فائدہ:** آج تک کسی محدث نے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں نکالا جو وہابی نے نکالا ہے۔

**فائدہ:** وہابی صاحب خود بھی اور اس کا استاذ بذعم خویش رئیس المناظرین دونوں ہی سرے سے جاہل ہیں بلکہ اپنے اسلاف کی تعلیمات سے بھی ناواقف ہیں ورنہ اس طرح کے بے سروپا اعتراض نہ کرتے۔

**سوال نمبر** 19 کا خلاصہ صفات مختصہ باری تعالی کون کون سی ہیں جو بشر میں بذات یا بالعرض کسی طرح بھی نہ ہو سکیں جو چیز شرک ہے وہ تمام مخلوقات کی نسبت شرک ہے یا کوئی ایسی بھی ہے کہ بعض مخلوقات کو ثابت کی جائے تو شرک ہو اور بعض کو ثابت کی جائے تو شرک نہ ہو اگر ہے تو صفت کیا ہے اور وہ بشر کون ہے؟

**الجواب** : ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں وہابی اپنے اسلاف کی کتب اور تعلیمات سے بھی جاہل ہیں ورنہ اس طرح کے اوٹ پٹانگ اعتراض نہ کرتے سرخیل دیوبند جناب گنگوہی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ فخر دو عالم علیہ السلام کو مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے اگر باعلام اللہ جانتا ہے تو شرک نہیں ورنہ شرک ہے۔چار صفات غیر اللہ کو عطا نہیں ہو سکتی اور باقی ہو سکتی ہیں۔ پھر براہین قاطعہ میں اس کی تفصیل یوں ہے:

غیر خدا کا ہر جگہ حاضر و ناظر جاننا بعطائے الٰہی شرک نہیں اگر کوئی کہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ خالقیت وجوب قدم وغیرہ دیگر صفات الٰہیہ بھی پیغمبروں کو عطائی

مان لو(آج کل اکثر وہابی یہ اعتراض بھی کرتے ہیں مگر اس کا جواب خود اکابر وہابیہ دیتے ہیں)اور حضور کو خالق ،واجب، قدیم کہا کرو تو اس کا جواب یہ ہے کہ چار صفات قابل عطا نہیں کہ ان پر الوھیت کا مدار ہے وجود، قدیم، خلق،نہ مرنا، دیگر صفات کی تجلی مخلوقات میں بھی ہو سکتی ہے جیسے سمع بصر حیات وغیرہ مگر ان میں بھی بڑا فرق ہو گا رب کی یہ صفات ذاتی، واجب ،نہ مٹنے والی اور مخلوق کی عطائی ممکن فانی ۔[327]

یاد رہے کہ مذکورہ حوالے سے علم غیب عطائی بھی ثابت ہو جاتا ہے اور چار صفات کے علاوہ صفات جو ہم حضور میں جانتے ہیں اور مانتے ہیں سب عطائی ثابت ہو جاتی ہیں۔باقی رہی اسی سوال کی دوسری شق جیسا کہ سوال میں آچکی ہے تو وہ تو الٹا ہمارا سوال ہے۔وہابیہ سے کہ تم کہتے ہو غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے جب ہم دلائل پیش کرتے ہیں تو پھر کہتے ہو زندوں سے تو جائز مگر مردوں سے جائز نہیں اور کبھی کہتے ہو ما فوق الاسباب جائز نہیں اور ماتحت الاسباب جائز ہے تو اس کا مطلب ہو گا زندوں کو خدا ماننا جائز مگر مردوں کو جائز نہیں اسی طرح مافوق الاسباب تو جائز نہیں مگر ماتحت الاسباب جائز ہے۔

سوال نمبر 20 انبیاء میں کوئی صفت مختصہ خداوندی بھی بالذات یا بالعرض آسکتی ہے یا نہیں؟

---

327 براہین قاطعہ صفحہ 23

سوال نمبر 21 جملہ ممکنات من جملہ صفات بالعرض یعنی باعطاء الٰہی ہیں یا کوئی صفت بالذات یعنی بغیر عطاء الٰہی بھی ہے یا ہوسکتی ہے یا ہوئی ہے؟

سوال نمبر 22 کسی ممکن یا کسی بشر یا ولی یا نبی کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں میں جملہ صفات خداوندی بالعرض یا بذات ہیں موجب کفر شرک ہے یا نہیں؟

سوال نمبر 23 جملہ بنی آدم علی نبینا کے ادراکات بالعرض ہیں یا جو اشیاء غیبیہ ہیں فقط ان کا ہی بالعرض ہے یعنی باعطاء باری تعالی اور اشیائے حاضرہ کا بالذات یعنی بغیر عطا خداوندی اگر کسی علم کی نسبت بالذات کا اعتقاد کیا جائے تو یہ عقیدہ شرک و کفر ہوگا یا نہیں؟

الجواب: ان تمام سوالات کا جواب جواب نمبر 19 میں آچکا ہے دیکھ لیا جائے۔

سوال نمبر 24 کا خلاصہ غیب کے کیا کیا معنی ہیں اور کوئی معنی علم غیب مختص باری تعالی ہے یا نہیں فقہا جس غیب کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ اگر مخلوق کے لئے ثابت کیا جائے تو کفر و شرک ہے وہ غیب کون سا ہے حوالہ کتاب بیان ہو اجتہاد اور مجددیت کو دخل نہ دیا جائے مثلاً حنفیہ کیا ہے؟

الجواب: حضرت قاضی بیضاوی شافعی مفسر فرماتے ہیں:

ترجمہ: غیب سے مراد وہ چیز ہے جس کا ادراک نہ تو حواس کر سکیں اور نہ ہی یہ بداہت عقل سے معلوم ہوسکے۔ (یہ مقسم ہے اس کی آگے دو قسمیں ہیں یعنی غیب دو قسم کا ہوتا ہے نمبر ایک وہ غیب ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اللہ تعالی کے اس

فرمان مبارک وَعِنۡدَہٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ لَا یَعۡلَمُھَاۤ اِلَّا ھُوَ ؕ سے یہی مراد ہے۔

نمبر 2 وہ غیب ہے جس پر دلیل قائم کی گئی ہو جیسے خالق کائنات اور اس کی صفات قیامت اور اس کے حالات اور آیت مبارکہ یؤمنون بالغیب میں یہی دوسری قسم مراد ہے۔تفسیر بیضاوی تحت آیۃ الذین یؤمنون بالغیب

مولوی فخر الحسن صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند تحریر کرتے ہیں:

علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم بالا صالہ ودم بالتبع اور اللہ تعالی نے اپنے اوپر علم بالا صالہ کو منحصر کیا ہے۔ علم بالتبع کو نہیں لہذا ہو سکتا ہے بندوں کو بھی بالتبع متشابہات کا علم ہو جیسے کہ ایک موقع پر اللہ تعالی نے علم غیب کو اپنے اوپر منحصر کیا ہے تو کیا کسی دوسرے کو علم ہے ہی نہیں ہاں دوسروں کو بھی غیب ہے مگر بالتبع اور اللہ تعالی کو بالذات ہے۔ قارئین غیب کا معنی بھی واضح ہو گیا اور اقسام بھی اور اللہ کے ساتھ کون سی مختص ہے اور اللہ کے بندوں کو کون سی حاصل ہے سب واضح ہو گیا۔

## کون ساغیب غیر اللہ کے لئے ماننا کفر ہے؟

الجواب: رد المحتار میں صاحب ہدایہ کی مختارات النوازل سے منقول ہے: لو ادعی الغیب بنفسہ یکفر یعنی اگر کوئی بندہ یہ دعوی کرے کہ مجھے بذات خود غیب کا علم ہے اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔

سوال نمبر 25 کا خلاصہ یہ سوال بھی بالکل سوال نمبر 24 کی طرح اس کا جواب بھی اسی کی طرح سمجھ لیا جائے اگر مزید سوال کرنا ہے تو مولوی فخر الحسن مدرس دیوبند

سے کیا جائے اور ان دیوبند اکابر سے جنہوں نے غیر اللہ کے لئے علم غیب مانا ہے۔

سوال 26 کا خلاصہ علم بالفعل جمیع اشیاء کابحیث لا یشذ عنہا واحد اور وہ بھی علم حاضر جس پر کبھی ذھول اور سھو ونسیان طاری نہ ہو خاصہ باری تعالیٰ ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کو غیر اللہ کے واسطے ثابت کرنے والا کافر و مشرک ہے یا نہیں؟
تھانوی صاحب لکھتے ہیں: جو شخص علم بلاواسطہ کا قائل ہے وہ کافر ہے۔ اور جو علم بلواسطہ کا قائل ہو یعنی خدا کی عطا کے واسطے کا وہ کافر نہیں اگرچہ وہ علم محیط ہی کا قائل ہو۔[328]

اقول: ہمارا اس بات سے مکمل اتفاق ہے اور مذکورہ سوال کا یہی جواب ہے جو علم خاصہ باری بلا اتفاق ہے تو یقینا غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا کفر و شرک ہو گا۔

سوال نمبر 27 بھی سوال نمبر 26 کی طرح ہے جواب بھی اسی کی طرح ہے ہاں اولیاء اللہ کو غیبی چیزوں کا علم ایک حقیقت ثابتہ ہے جس کو خود اکابر دیوبند نے بھی بیان کیا اور مولوی نعمت وہابی نے خود بعض اولیاء اللہ کے حوالے سے بحوالہ مرقاۃ ملا علی قاری صفحہ 422 پر بیان کیا ہے اب کن کو ہے کن کو نہیں یہ سوال صاحب مرقاۃ سے کریں یا اکابر دیوبند سے کریں۔

سوال نمبر 28 کا خلاصہ علم غیب مذکور ذاتیات نبی یا نبوت یا ولی یا ولایت یا خاصہ لازمہ ذات یا وجود سے ہے یا نہیں اگر نہیں تو پھر کسی نبی یا ولی کو یہ رتبہ عنایت ہوا اور کسی کو نہیں اور جن کو عنایت ہوا کب ہوا خصوصا سرور عالم ﷺ کو؟

---

[328] افاضات یومیہ جلد 8 صفحہ 76 تباہ تالیفات اشرفیہ ملتان

الجواب: ہم ماقبل صفات میں بیان کر چکے ہیں نبی ہوتا ہی وہ ہے جو غیب کی خبریں دے اور اولیاء اللہ حضور کے واسطہ سے خبر غیب دیتے ہیں ہر ایک کی شان و مرتبہ کے مطابق اس کو عطا ہوا حضور کو کب عطا ہوا اس کی تفصیل ماقبل ایک سوال کے جواب میں آچکی ہے۔

سوال نمبر 29 کا خلاصہ یہ اعتقاد کہ فلاں نبی یا ولی یا خصوصا سرور عالم ﷺ کو علم غیب بامعنی مذکور عطا ہوا ہے اول تو یہ مسئلہ کس درجے کا ہے اس کا اعتقاد ضروریات دین سے ہے یا نہیں اس کے اعتقاد نہ رکھنے سے کچھ نقصان ہے یا نہیں اس کی نسبت کتب عقائد میں کچھ ذکر بھی ہے یا نہیں سلف سے اس کے بارے میں کچھ مذکور ہے یا نہیں قرآن شریف میں اس کی نسبت کچھ ذکر ہے یا نہیں اس عقیدہ کے واسطے کس درجہ کی دلیل کی ضرورت ہے اور اس درجہ کی دلیل یہاں موجود ہے یا نہیں اور یہ علم کس وقت عنایت ہوا اس کا بیان بھی ہے یا نہیں؟

الجواب: ہم نے پورا سوال لفظ بلفظ اس لئے ذکر کر دیا کہ قارئین پر وہابی کی احمقیت واضح ہو جائے ہم سوال میں مذکور تمام باتوں کی تفصیل ذکر کر چکے ہیں سوال نمبر ایک کا جواب ہی دیکھ لیا جائے۔

سوال نمبر 30 کا خلاصہ انبیاء علیہم السلام کو جو علوم عطا ہوتے ہیں ان پر سھو ونسیان مطلقا طاری نہیں ہوتا ہے یا تفصیل ہے مذہب محققین اہل سنت والجماعت کیا ہے بحوالہ کتاب جواب مرحمت ہو؟

**الجواب:** اس سوال کا تعلق عقیدہ علم غیب سے ہے ہی نہیں جواب کی کیا ضرورت اللہ تعالی کی ذات سھو ونسیان سے پاک ہے اور انبیاء پر جائز ہے۔

**سوال نمبر** 31 کا خلاصہ لفظ کل شئ ہر جگہ عموم کے لئے ہے یا نہیں؟

**الجواب:** اس کے اندر اصل یہی ہے خلاف اصل کسی جگہ استعمال ہوا تو یہ قاعدہ کے خلاف ہو گا اس پر
تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے اعادہ کی حاجت نہیں ہے۔

**سوال نمبر** 32 کا خلاصہ آیات نفی علم غیب میں علم غیب بالذات مراد ہے یا مطلقاً اگر بالذات ہے تو فقط اس کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ علاوہ اس کے کفار نے کیا کسی کے لئے علم غیب بالذات کبھی ثابت بھی کیا تھا جس کی نفی کی اس قدر شد و مد سے ضرورت ہوئی دوسرے علم بالذات کی نفی اگر کرنی تھی تو اشیاء موجودہ احق بالنفی تھیں بخلاف اشیاء غائبہ کے۔

**الجواب:** وہابی صاحب نے انتہائی جہالت میں یہ سوال گڑھا ہے بالذات اس لئے مراد لئے ہیں تاکہ آیات میں تعارض نہ ہو اور مطلقاً والی صورت میں تعارض و تکرار ٹکراؤ ہو گا یہ تخصیص کی وجہ ہے وہابی نے خود شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے جو انہوں نے تفہیمات میں بیان کیا تھا لکھا ہے کہ کفار اپنے بتوں کے بارے میں علم غیب ذاتی کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اسی طرح جن کفار و منافقین نے حضور سے طرح طرح کے مغیبات دریافت کرنے کی کوشش کی تو وہ یہ سمجھے کہ

حضور بالذات خود غیب جانتے ہیں تو اسی بارے میں آیات نفی نازل ہوئیں اشیاء غائبہ کے مقابلہ میں اشیاء حاضر ہیں جو سب کو معلوم ہوتی ہیں تو ان سے نفی کیوں؟

سوال نمبر 33 کا خلاصہ اگر کسی ولی یا نبی کی نسبت چند اشیاء غائبہ کا علم مطلقاً یا خاص وقت میں ثابت ہو یا علم مطلق الغیب الخ

**الجواب:** یہ سوال ذرا لمبا تھا مگر ٹاں ٹاں چاں چاں کے علاوہ کچھ نہیں شاید وہابی کہنا یہ چاہتا ہے کہ حضور نے ایک ہی محفل میں جو قیامت تک کی خبریں دیں یہ صرف وقتی طور پر علم تھا اس کے بعد ختم ہو گیا **معاذ اللہ** یہ صرف وہابیانہ سوچ ہے ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ عطا کے بعد واپس نہیں لیتا ہے۔

اپنے ملاں کی پردہ پوشی کے لئے سوال 34 مولوی خلیل احمد کو بچانے کے لئے سوال گھڑا ہے ملاحظہ ہو کہ اگر کسی اذل خلائق کو کسی ادنی شی کا علم یا قدرت کسی نص سے ثابت ہو (یہ اشارہ ہے شیطان کی طرف کہ اس کے لئے علم غیب نص سے ثابت ہے از راقم) اور کسی ولی نبی کی نسبت وہ خاص شئ منصوص بھی علم یا قدرت نہ ہو تو اگر اس شئ کا علم اول کو ثابت کیا جائے نہ ثانی کو تو کیا اس میں اول کی تعظیم ہے اور توقیر اور ثانی کی ذلت و توہین ہوگی اور وہ تمام علم و فضل کمالات ولایت و نبوت اب جاتے رہیں گے۔

اگر ذلیل پیشوں یا ناجائز علموں کو جو آج کل کے مزدور اور وضاع چور ڈاکو جانتے ہیں ان کو تو ثابت کیا جائے اور اولیاء انبیاء سے نفی کی جائے یا سکوت کیا جائے تو یہ لوگ اولیاء کرام اور انبیاء عظام سے بڑھ جائیں گے یا اس میں اولیاء اور انبیاء کی توہین لازم آئے گی اور نافی یا ساقط کافر ہو جائے گا؟

**الجواب:** اس کا جواب بڑی تفصیل سے آچکا ہے کہ فی نفسہ کوئی بھی علم برا نہیں ہے مختصر اتنی گزارش ہے کہ پھر ان علوم کی اللہ رب العزت سے نفی کرو کیونکہ یہ بہت برے ہیں۔

**سوال نمبر 35** کا خلاصہ اگر کوئی شخص کوئی کلام کہے دوسرا شخص اس کے معنی لازمی یا لازم در لازم کہہ کر توہین انبیاء علیہم السلام یا خلاف شان عظمت خداوندی ثابت کرے اور متکلم کو ان معنی لازمی کا مدت العمر کبھی خیال بھی نہ آئے اور یہ شخص جو اس کلام کے معنی لازم لیتا ہے عوام اہل اسلام کے اقوال و افعال کو باوجود خلاف مشاہدہ کے حسن ظن کی بنا پر ان محامل حسنہ پر حمل کرتا ہے کہ جن کو عالم اہل اسلام جانتے بھی نہیں ہیں اور علماء کے کلام کا معنی بگاڑتا ہے تو اب متکلم مذکور اس معنی لازمی غیر مراد کے بیان پر کافر فاسق یا خارج از اہلسنت والجماعت ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس معنی لینے والے کے واسطے کیا حکم ہے؟

**الجواب:** یہ ایک دوسری چال بازی ہے کہ کسی طور پر ہمارے اکابر کفریہ و گستاخانہ عبارات سے بری الذمہ ہو جائیں مگر بہت مشکل ہے کفریہ عبارات کو خود وہابی مفتی حضرات نے بھی کفریہ قرار دیا وہ ذریۃ دیوبندیہ کے لئے گلے کی ہڈی کی مانند ہے۔ ان تاویلوں سے جان نہیں چھوٹے گی۔ تفویہ کی کفریہ عبارات اور حفظ و براہین پر تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے۔ تاجدار بریلی زندہ باد اس سوال کے بقیہ حصہ جو ہم نے جان بوجھ کر ذکر نہیں کیا وہ بار بار آچکا ہے اللہ تعالیٰ کے علم غیب اور حضور

کے علم غیب میں فرق صرف بالذات کا نہیں اور بھی کئی طرح ہے جو ہماری اسی کتاب کے شروع میں آچکا ہے۔

سوال 36 کا خلاصہ بریلوی حضرات کے علم غیب کے بارے میں کئی اقوال ہیں مثلا شب معراج علم غیب ملا، پیدائش کے وقت، شکم مادر سے، نزول قرآن کے وقت مکمل ہوا، وفات تک مکمل ہوا ان میں سے ہر ایک دوسرے کا منکر ہے تو اس پر فتوی کیوں نہیں؟

الجواب: اس کا جواب بھی آچکا ہے ظہور بیان تدریج کا فرق ہے خود وہابیہ کے گھر سے گواہی کہ المہند میں ہے اور بے شک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالی کا فضل عظیم ہے۔[329]

اقول:: اولین کا علم بھی غیوب کا علم اور آخرین کا علم بھی غیوب کا ہم بھی عطائی کے قائل ہیں وہابیہ بھی بلاتفاق کہہ رہے ہیں عطا ہوا یعنی یہ علم اولین و آخرین کا عطائی علم ہے۔

سوال 37 کا خلاصہ مولوی احمد رضا خان فتاوی رضویہ جلد 29 صفحہ 516 پر لکھا ہے کہ جمیع مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن دلائل قطعیہ سے منکر ہے اب سوال یہ ہے کہ جو جمیع مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن کے منکر ہیں ان لوگوں پر مولوی احمد رضا کا فتوی کفر عائد ہو گا؟ اس کی ذریت جو کہ منکر علم مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن ہے کیا ان پر بھی فتوی کفر عائد ہو گا؟

---

329 المہند صفحہ 171 مدینہ لاہور

**الجواب:** منکرین پر فتوی کفر اس لئے نہیں کہ وہ مؤولین ہیں اور مؤول پر فتوی کفر نہیں جیسا کہ معتزلہ وخوارج وغیرہ کا حال ہے جب حضور کا علم غیب قرآنی آیات سے ثابت ہے تو اس کے ثبوت میں کیا شک ہو سکتا ہے نیز امام احمد رضا کے پیروکاروں میں سے کوئی بھی اس عقیدے کا منکر نہیں وہابی صاحب ذرتعت دیوبند کو ذریت احمد رضا نہ سمجھیں۔

**سوال نمبر** 38 کا خلاصہ بریلوی حضور کے لئے کلی علم غیب بھی مانتے ہیں اور جزئی بھی دونوں میں درست بات کون سی ہے؟ بریلوی کہتے ہیں ایک مافوق کے اعتبار سے ہے اور دوسری ماتحت کے اعتبار سے مولوی احمد رضا خان نے کہا علم مَاكَانَ وَمَايَكُوْن تو حضور کے غلام بھی جانتے ہیں اگر مولوی احمد رضا خان آنحضور کا غلام تھا تو پھر اس کے سامنے پڑی ہوئی روٹیاں اور ماتھے پر لگا ہوا چشمہ کیوں نظر نہیں آرہا تھا اگر وہ نہیں جانتا تھا تو پھر وہ حضور کا غلام بھی نہیں ہے۔لہذا علماء بریلوی برات کا اظہار کریں کیوں نہیں کرتے؟

**الجواب:** ہاں اب وہابی کا اصل مقصد سمجھ آگیا اصل درد امام احمد رضا سے ہے۔ اور کیوں نہ ہو امام احمد رضا خان نے جو خنجر برق بار اکابر وہابیہ پر ان کے حضور کی بارگاہ میں گستاخیوں کی وجہ سے چلایا تھا دشمن کی ذریت آج بھی زخم چاٹ رہی ہے۔

| | |
|---|---|
| یہ رضا کے نیزے کی مار ہے | کہ عدو کے سینے میں غار ہے |
| کسے چارہ جوئی کا وار ہے | کہ یہ وار وار سے پار ہے |

آیئے اس کا فیصلہ دیوبند کے پیر مرشد مہاجر مکی صاحب سے کروا لیتے ہیں وہ فرماتے

ہیں کہ (وہابی) لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔[330]

**اقول:** اکابر وہابیہ نبی تو یقینا نہیں لیکن اولیاء اللہ ہیں یا نہیں اگر جواب ہاں میں ہے تو علم غیب والے عقیدے کا جھگڑا ہی ختم ہو گیا اور اگر جواب نفی میں ہے تو اس کا مطلب ہو گا کہ پورے وہابی قبیلہ میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو ولی کہلانے کا حقدار ہو یہ اہل سنت کو شرف حاصل ہے جن کی تاریخ اولیاء اللہ سے بھری ہوئی ہے باقی چشمے کا علم نہ ہونا روٹیاں کیوں نظر نہیں آئیں تھیں تو یہ کوئی غیبی چیزیں ہیں ہی نہیں یہ تو عام بندے کو بھی معلوم ہوتی ہیں مگر عدم توجہ عدم علم کی دلیل نہیں لہذا یہ جاہلانہ بات ہے۔

سوال نمبر 39 کا خلاصہ عالم آخرت میں زیادتی علوم آخرت کی ہو گی یا نہیں فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ کے انبیاء علیہم السلام بھی مصداق ہوں گے یا نہیں خصوصا حضور سرور عالم ﷺ اگر زیادتی ہو گی تو جب یہی تمام اشیاء کا علم مرحمت ہو گیا تو وہاں کون سی ترقی علمی ہو گی جو اعظم الترقیات ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی کیسے متحقق ہو گا۔ انبیاء میں بعض کو بعض پر فضیلت علمی ہے یا سب مساوی ہیں فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ کہ جناب رسول اللہ ﷺ بھی مستحق ہیں یا نہیں؟

---

330 شمائم امدادیہ صفحہ 61 مدنی کتب خانہ

**الجواب:** جس پاک نبی ﷺ نے آخرت کی ہر ہر چیز تفصیلا بیان فرمادی جس پر مخالفین کا بھی ایمان ہے پھر بالیقین وہ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ أُخۡفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعۡيُنٍ میں داخل نہیں یہ امت کے لحاظ سے حکم ہے اسی طرح دیگر انبیاء کرام کا معاملہ ہے باقی ہم بیان کر چکے ہیں حضور کا دیکھنا اور ہے اور بیان فرمانا اور ہے اور آخرت میں تمام اولین و آخرین پر حضور کی شان کا ظہور ہو گا اس لحاظ سے وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى متحقق ہو گا اگر اس کا تعلق دنیا سے ہو تو پھر مراد اور واضح ہے انبیاء کرام علیھم السلام میں سے بعض کو بعض پر نفس نبوت میں تو کوئی تفریق نہیں ہاں فضائل و کمالات مرتبہ مقام میں فرق ضرور ہے جیسا کہ تِلۡكَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ سے ظاہر ہے۔

سوال نمبر 40 کا خلاصہ اگر کوئی شخص کسی اور مخلوق میں بھی علم و قدرت سمع و بصر وغیرہ جمیع اشیاء کا بحیث لا یشذ عنھا واحد ثابت کرے اور یہ بھی کہے کہ یہ تمام صفات بعطائے الٰہی فلاں شخص میں ہیں تو وہ شخص مشرک ہو گا یا نہیں اس کی دلیل کسی کے نزدیک ثابت ہو یا نہ ہو یہ امر آخر ہے گفتگو اس میں ہے کہ نفس عقیدہ شرک ہے یا نہیں دلیل اگر ثابت نہ ہو گی تو جھوٹا ہو گا کافر اور مشرک بھی کہہ سکیں گے یا نہیں؟

**الجواب:** ہم اس کا جواب تفصیلا بیان کر چکے ہیں چار صفتیں عطائی نہیں ہو سکتی ہیں باقی عطائی ہو سکتی ہیں مگر وہ بھی اللہ کی صفات کے برابر نہ ہوں گی ماقبل سوالات

کے جوابات میں دیکھ لیں اور تھانوی صاحب نے بھی بیان کیا کہ اگر عطائی کا قائل ہو تو مشرک کسی طرح نہ ہو گا کما سبق

سوال نمبر 41 کا خلاصہ یہ سوال بھی سوال نمبر 40 کی طرح ہی ہے جواب بھی اسی طرح ہے۔ہاں اضافی باتوں کا جواب ہم دے دیتے ہیں یہ عقیدہ رکھنا کہ علم و سمع و بصر الٰہی و قدرت الٰہیہ اس سے زائد نہیں بلکہ قدرت الٰہیہ سے اب دنیا میں کچھ نہیں ہوتا جو بالذات ہے جو کچھ ہو رہا ہے اس شخص کی قدرت بالعرض سے ہوتا ہے جو بعطیہ الٰہی اس کو ملی ہے۔یہ عقیدہ کفر و شرک ہے۔یہ کسی عام مسلمان کا بھی نہیں خواص تو پھر خواص ہیں۔

سوال 42 کا خلاصہ زید کا یہ عقیدہ کہ جناب رسول اللہ ﷺ سید الاولین والاخرین ہیں تمام دنیا کے علوم کے سامنے اتنی نسبت بھی نہیں رکھتے جیسا ذرہ آفتاب کے سامنے مع ھذا علوم نبویہ کو علم الٰہی کے سامنے بھی یہی نسبت ہے جن اشیاء کی نسبت آپ کا علم قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس میں تو کوئی مسلمان کیسے کلام کر سکتا ہے ہاں جن اشیاء کا علم کسی نص سے ثابت نہیں اس کی نسبت اگر آپ کو علم مرحمت ہوا ہے تو ہے ورنہ نہیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ آپ کو اس کا علم ہے یا نہیں۔اس ثبوت علم کے واسطے دلیل چاہئے اور یہ عقیدہ زید کا کفر ہے یا نہیں اگر ہے تو علم انبیاء کی نسبت خصوصا سید الاولین و آخرین ﷺ کی نسبت جو حکم شرع شریف ہو بحوالہ کتاب و عبارت بیان ہو۔

**الجواب** :دیوبند کے حکیم الامت تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ جو شخص علم بلاواسطہ کا قائل ہے وہ کافر ہے۔ اور جو علم بواسطہ کا قائل ہو یعنی خدا کی عطا کے واسطے کا وہ کافر نہیں اگرچہ وہ علم محیط ہی کا قائل ہو۔[331]

**اقول**:: علم محیط میں ہر ہر چیز کا علم آجاتا ہے۔

**سوال نمبر** 43 کا خلاصہ احمد رضا خان صاحب کافروں کو بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر مان رہے ہیں بریلوی حضرات یہ بتادیں کہ جب آپ لوگوں کے نزدیک صفت عالم الغیب اور حاضر و ناظر میں کافر و مومن دونوں شریک ہیں تو پھر اس صفت پر کیا فخر کرنا اور پھر اس صفت کو کیوں کر کمال سمجھا جائے ؟

**الجواب**: اعلی حضرت تاجدارِ بریلی کا مقصد صرف اتنا ہے کہ غیب کا امام رازی جیسے مفسرین نے لکھا ہے تو محبوبان خدا کی شان تو اس سے کتنی بلند و بالا ہے۔ تو یہاں انکار کیوں جیسے وہابیہ نے شیطان کے علم کی وسعت تو مان لی اور یہاں تک کہا کہ یہ نص سے ثابت ہے اور انہیں اس میں کوئی شرک نظر نہ آیا مگر محبوب خدا کے علم کی وسعت کا انکار کر دیا اور شیطان کے برابر بھی نہ مانا زیادہ تو بہت دور کی بات ہے اور یہاں کوئی نص بھی نظر نہ آئی۔

## دو اہم باتیں

---

331 افاضات یومیہ جلد نمبر 8 صفحہ 76 مطبوعہ ملتان

نمبر 1 یہ واضح اصول ہے کہ ملفوظات سے نہ تو کوئی عقیدہ ثابت ہوتا ہے نہ کسی چیز کی نفی ہوتی ہے وہابی نے سب کچھ ملفوظات سے لیا۔

نمبر 2 اعلی حضرت نے کرشن کنہیا کے لئے عالم الغیب کا لفظ نہیں بولا یہ وہابی نے اپنی طرف سے گھڑ کے لگایا ہے۔

سوال نمبر 44 کا خلاصہ بریلوی حضرات یہ بتا دیں کہ کیا آپ لوگوں کے نزدیک علم غیب اور حاضر و ناظر کی یہی انتہاء ہے کہ مرید کی ہم بستری کے وقت ان کے پیر و مرشد حاضر ہوتے ہیں اور سارا کچھ دیکھتے ہیں ملفوظات اعلی حضرت صفحہ 56 حالانکہ حدیث میں آیا کہ فرشتے بھی اس خاص وقت میں انسان سے جدا ہو جاتے ہیں۔

**الجواب:** رب تعالی بلا اتفاق عالم الغیب حاضر و ناظر ہے اور اس کی ذات اقدس سے یہ منظر مستتر نہیں تو اگر یہ عیب نہیں ہے تو وہ بھی عیب نہیں ہے۔ جو تمہارا جواب ہو گا ہمارا بھی وہی ہو گا۔

## ایک عجیب انکشاف

علماء دیوبند کے ہاں ہر بندہ ہی خدا ہے، تمام اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ میں پہنچ کر بندہ خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ باطن میں خدا ہو جاتا ہے۔ اس کو برزخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں ۔ کسی کو کسی پر غلبہ نہیں اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔[332]

---

332 ضیاء القلوب صفحہ 29

**اقول::** لو جی ظاہر میں بندہ باطن میں خدا کس کو کہا جارہا ہے؟ اور عالم پر متصرف کس کو کہا جارہا ہے؟ یہ کوئی ملفوظ نہیں ہے جس کو رد کر دیا جائے پیر صاحب نے اپنے قلم سے اپنے مافی ضمیر کو بیان فرمایا ہے۔ اب یہ فیصلہ ذریت پر ہے کہ یہ کفرو شرک ہے یا عین ایمان۔

**سوال نمبر 45** کا خلاصہ حضرت شیخ جیلانی کے نزدیک علم غیب خالق دو جہاں کے پاس ہے اور اس کو اس ذات بابرکت نے اپنے واسطے خاص کر لیا ہے جبکہ رضا خوانی تو انبیاء کرام اور صحابہ کو بھی عالم الغیب مانتے ہیں معلوم ہوا کہ علم غیب و علم الغیب۔ عالم الغیب وغیرہا الفاظ صرف اللہ تعالی کے لئے ہی استعمال ہو سکتے ہیں مخلوق کے لئے استعمال قطعا نہیں ہو سکتے۔ بریلویوں نے کس بے دردی سے حضرت شیخ جیلانی کے فرمان ذیشان پر چھری چلائی ہے اور لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ ان کی بات کی مخالفت کرنا زہر قاتل ہے اور دنیا و آخرت کی بربادی ہے۔ اب بریلوی بتائیں کیا پھر تمام بریلوی اکابرین کو تیاری کر لینی چاہیئے کہ ان کی دنیا و آخرت ضرور خراب ہو گی؟

**الجواب:** اتنی واضح بات تھی مگر وہابی میں چونکہ علم و عقل دونوں معدوم ہیں اس لئے سمجھ نہ آئی۔ حضور غوث الاعظم کے مبارک الفاظ ہیں:

**او استاثرت فی علم الغیب عندک**

اس کا بالکل واضح مطلب ہے کہ وہ خاص علم غیب جس کے ساتھ اللہ تعالی نے اپنی

ذات کو خاص کر لیا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سا علم ہے جس کے ساتھ اللہ تعالی نے اپنی ذات پاک کو خاص کر لیا ہے۔ تو یقینا یہ علم غیب ذاتی ہے اور علم غیب ذاتی کا کروڑواں حصہ ماننے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ لہذا اس کو مطلق غیب پر محمول کرنا سراسر زیادتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں علم غیب خالق دو جہاں کے پاس ہی ہے مگر وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اور الا من ارتضی من رسول آیات مبارکہ برحق ہیں یہ بھی فرامین خداوندی ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے انبیاء کرام اولیاء کرام صحابہ کرام کو صرف ہم اہل سنت غیب دان نہیں کہتے اکابر وہابیہ نے بھی ان کو مانا ہے۔ حوالہ جات گزر چکے ہیں۔

سوال نمبر 46 کا خلاصہ شیخ جیلانی کے مطابق حضور کو قیامت کا علم نہیں پھر بریلوی کیوں کہتے ہیں حضور کو علم ہے؟

**الجواب** :حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بات ہرگز نہیں کی یہ اپنی طرف سے گھڑی گئی ہے تعجب تو اس بات پر ہے ہم اقوال پیش کریں تو ان کو دلیل نہیں مانا جاتا مگر اپنے لئے سب کچھ جائز ہو جاتا ہے۔

سوال 47 کا خلاصہ شیخ جیلانی لکھتے ہیں کہ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس صورت میں جبرائیل تشریف لاتے رہے ہیں اس کو پہچانتا رہا ہوں مگر اس دفعہ اس صورت میں ان کو یکایک نہیں پہچان سکا معلوم ہوا حضرت جیلانی کے ہاں نبی کریم ﷺ کے لئے عقیدہ علم غیب درست نہیں الخ

**الجواب:** وہابیہ کے گھر سے اس کا جواب تفصیلا گزر چکا ہے کہ عدم توجہ عدم علم کی دلیل نہیں ہے۔ پھر جبرائیل تو حاضر تھے غیب کہاں سے تو اس سے واضح ہوا کہ غیب سے اس واقعہ کا تعلق ہی نہیں ہے۔

**سوال نمبر** 48 کا خلاصہ جب حضور کا علم **مَاكَانَ وَمَا يَكُوْن** قطعیات سے ثابت ہے اور اس کا منکر کافر ہے جبکہ دوسری طرف علماء بریلویہ **وما علمناه الشعر** کی تفسیر کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں نبی ﷺ سے ملکہ شعر گوئی کی نفی مراد ہے۔ صاحب نجم الرحمن نے لکھا تالیف شعر کی نفی مراد ہے۔ دریافت طلب سوال یہ ہے کہ مولوی رضا خان اور صاحب انجم الرحمن اشعار میں نبی ﷺ کے ملکہ گوئی کی اور تالیف اشعار کے علم کی نفی کر کے قطعیات کے منکر ہو کر کافر ہوئے یا نہیں؟

**الجواب:** آیت کریمہ کی تفسیر میں علماء کے متعدد اقوال موجود ہیں کسی مفسر نے تالیف شعر مراد لیا اور کسی نے ملکہ شعر اور کسی نے اور بھی مرادیں بیان کیں یہ کوئی نئی بات نہیں ایک ایک آیت کی تفسیر میں علماء کے متعدد اقوال ہوتے رہے ہیں۔ باقی حضور کو اشعار کا علم تھا یا نہیں تو اس پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ نفس علم شعر کی نفی مراد نہیں ہے۔

تو اس میں قطعیات کا انکار کہاں سے لازم آیا قطعیات کے منکر تو وہابیہ دیابنہ ہیں جو طرح طرح کی تاویلات میں پڑ کے عداوت رسول کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

**سوال نمبر** 49 کا خلاصہ سعید احمد کاظمی لکھتا ہے کہ حضور ﷺ کے کمالات علمی کا انکار کرنا اہل سنت کے نزدیک بدترین جہالت و ضلالت ہے جبکہ مولوی احمد رضا

خان کہتے ہیں حضور کے پلنگ کے نیچے کتے کا بچہ تھا مگر حضور کو علم نہ ہوا۔ بریلوی حضرات بتائیں کہ نبی کریم ﷺ کے لئے لاعلمی ثابت کر کے احمد رضا خان صاحب کاظمی کے فتوے سے بدترین جاہل اور ذلیل نکلے یا کہ احمد رضا کی مخالفت کر کے کاظمی کافر ٹھہرا؟

الجواب: واہ کیا بات ہے وہابیہ کی جو حضور کے علمی کمالات کا انکار کر کر کے تھکتے نہیں یہاں ان کو بھی گستاخی نظر آ گئی اور اتنی بات بھی بھول گئے کہ ہمارے بڑوں نے تو ایک بے اصل حدیث کا سہارا لے کر یہ کہا کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تو کیا یہاں کمال علمی کا انکار نہیں مذکورہ اعتراض وہابی نے کئی بار دہرایا ہے ہم خود وہابیوں کی کتابوں سے اس کا جواب دے چکے ہیں کہ یہ عدم توجہ کی بنا پر ہوا۔ اور یہ کمال علمی کے منافی نہیں پھر یہ کہ یہ ملفوظ ہے جو کہ قابل حجت نہیں ہوتا نیز پورے ملفوظ میں ایک لفظ بھی نہیں ہے کہ جس سے یہ واضح ہوتا ہو کہ اعلیٰ حضرت نے حضور کے کمال علمی کا انکار کیا ہو۔

سوال نمبر 50 کا خلاصہ مفتی غلام محمود پیلانوی نے لکھا ہے کہ منکر علم غیب منکر نبوت ہے مفتی غلام محمود نے نقل کیا اور ایک فتویٰ مولوی فقیر محمد کا اسی فتویٰ میں موجود ہے کہ منکر علم غیب کو اللہ تعالیٰ نے کافر کہا ہے۔ دریافت طلب سوال یہ ہے کہ علماء بریلویہ دلیل قطعی پیش کریں گے کہ کس مقام پر اللہ تعالیٰ نے منکر علم غیب کو کافر کہا ہے۔ نیز اور اس بات پر بھی پیش کریں کہ منکر علم غیب منکر نبوت ہیں؟

الجواب: اگر وہابی کے نزدیک قرآن مجید کی آیات دلیل قطعی ہیں تو سورہ توبہ کی آیت نمبر 65 اور 66 کا شان نزول تفسیر جامع البیان عن تاویل آیات القرآن تحت الآیہ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ جلد 5 صفحہ 439 اور تفسیر در منثور تحت آیہ مذکور جلد 4 صفحہ 210 پر دیکھ لیں اگر صرف ترجمہ ہی غور کر لیں تو مسئلہ واضح ہے۔ فرمایا لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اب معافیاں نہ مانگو تم ایمان ظاہر کرنے کے بعد پھر کافر ہو چکے ہو ان کا کفر یہی تھا کہ انہوں نے حضور کے علوم غیبیہ کا انکار کیا تھا بلکہ اسی آیت کے آخر میں منکرین علم غیب کو مجرمین قرار دیا ہے۔ چونکہ عصر حاضر کے وہابیہ طرح طرح کی تاویلات گھڑ لیتے ہیں اور واضح لفظوں میں مطلقاً حضور کے علوم غیبیہ کا انکار نہیں کرتے اس وجہ سے ہمارے دیگر علماء نے کفر کا فتویٰ عائد نہ کیا منکر علم غیب منکر نبوت ہے یا نہیں۔ کاش کہ وہابیہ کو اگر حضور کے سینکڑوں ناموں میں سے چلو تمام کا معنیٰ نہیں بلکہ صرف حضور کے صفاتی ناموں میں سے لفظ نبی کا اور رسول کا معنیٰ سمجھ آ جاتا تو وہ حضور کی عظمت و شان کا انکار نہ کرتے جن کو سمجھ آیا انہوں نے اس کا ترجمہ بھی اسی کے مطابق کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ گفتگو کا اختتام لفظ نبی کی تحقیق پر ہی کر دیا جائے اس امید پر کہ شاید وہ غیر جانبدار ہو کر کھلے دل سے اس ایمانی و قرآنی تحقیق کو تسلیم کر کے راہ راست پر آ جائیں۔

نبیؐ یہ صیغہ (لفظ) نبوءۃ جو کہ ہمزہ کے ساتھ ہو یہ اسی سے ماخوذ ہے اور وہ نباء سے ماخوذ ہے اور نباء کا معنیٰ ہے خبر دینا اور کبھی کبھی اس لفظ کو تسہیل سے کام لیتے ہوئے ہمزہ نہیں دیا جاتا بلکہ ہمزہ کو و سے بدل دیا جاتا ہے اور پھر اس کو مدغم کر دیا جاتا ہے۔

اس صورت میں نبی جو کہ نباء سے بنایا گیا ہے اس کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ (ان اللہ تعالی اطلعه علی غیبه) کہ بالیقین اللہ تعالیٰ نے اس کو غیب پر مطلع فرما دیا ہوتا ہے اور اس کو اس بات کا علم دے دیا ہوتا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے اس صورت میں نبی کا معنی ہو گا خبر دیا ہوا نبی اور فعیل کا وزن مفعول کے معنی میں ہو گا۔ یا لفظ نبی مخبر اور منبئٌ کے معنی میں ہو گا اس صورت میں اس کا معنی ہو گا جن احکام کے ساتھ اللہ تعالی نے آپ کو مبعوث فرمایا لوگوں کو ان کی خبر دینے والے اور جن باتوں پر ان کو مطلع فرمایا ان کی لوگوں کو خبر دینے والے اس صورت میں فعیل بمعنی فاعل ہو گا بمعنی مفعول نہ ہو گا یہ ساری تقریر تب تھی کہ یہ ہمزہ کے ساتھ ہو اگر یہ لفظ ہمزہ کے بغیر ہو تو زیادہ تر یہ ہمزہ کے بغیر ہی استعمال ہوتا ہے لیکن اس صورت میں بھی بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ کہنا ہے کہ یہ ہے تو مہموز ہی مگر ہمزہ کو بدل دیا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں اصل میں ہے ہی ہمزہ کے بغیر لہذا یہ مشتق ہو گا نبوۃ سے نبوۃ کہتے ہیں زمین کے اونچے حصے کو اس صورت میں نبی اور نبوۃ میں مناسبت یہ ہو گی کہ نبی وہ ہوتا ہے جس کا رتبہ و مرتبہ اللہ تعالی کے ہاں تمام مخلوق پر بلند و بالا ہو وہ اللہ کا نبی ہوتا ہے نبی کریم ﷺ کی بولی مبارک میں لفظ مذکور ہمزہ کے بغیر ہی ہے اس وجہ سے ہمزہ کے بغیر پڑھنا پسندیدہ ہے مگر ہمزہ کے ساتھ بھی بہت ساری لغات میں آیا ہے ایک حدیث کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے نبیٔ اللہ ہمزہ کے ساتھ پڑھنے کو ناپسند فرمایا ہے اس میں مزید تفصیل بھی ہے اور حدیث کا جواب بھی کتب میں مذکور ہے کہ بولنے والا نبیء ہمزہ کا معنی اور لے رہا تھا یعنی نکلنے والا

## رسول کی تعریف

رسول اس انسان کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالی نے نئی شریعت عطا فرما کے انسانوں کی طرف بھیجا ہو کہ وہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے نبی اور رسول نبوۃ والے وصف کو جمع کرنے والے ہوتے ہیں کہ **النبوۃ التی ھی الاطلاع علی الغیب یعنی** اس نبوۃ کو جمع کرنے والے ہوتے ہیں جس کا معنی ہے ہی یہ ہے کہ غیب پر مطلع ہونا

## آمدم بر سر مطلب

حضرت قبلہ استاذ الاساتذہ مفتی غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نجم الرحمن میں یہ اہم مسئلہ ذکر فرمایا ہے:

اطلاع الغیب عین نبوت کا ہے جیسے **مواھب الدنیه** سے ثابت ہوتا ہے یا لازم نبوت کا ہے جیسے جمہور کا خیال ہے کہ نبی واسطے بیان رضائے خدا و عدم رضا کے آتا ہے اور یہ غیب ہے۔[333]

اور دوسرے مقام پر فرمایا نبوت اطلاع الغیب کا عین ہے یا لازم ہے کیونکہ نبی مخبر ہوتا ہے **رضاءہ اللہ و عدم رضاءہ** کا اور **رضاء اللہ فی الامور و عدم رضاءہ فی الامور الاخر اعلی درجه** کا غیب ہے پس نبی کا معنی مطلع علی غیب ہو گا۔ دیکھو **مواھب للدینیه** جلد نمبر 2 صفحہ 192 س 7 آخر سے نئی تحقیق **اسمائه علیه الصلوۃ والسلام النبوہ التی ھی الاطلاع علی الغیب** ( اور پھر ابن صیاد والی

333 نجم الرحمن شریف صفحہ 172

حدیث پیش کی جس پر تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے اور آخر میں فرماتے ہیں) محدث کے کلام سے صراحۃ معلوم ہوا کہ غیب دانی یا تو عین نبوت کا ہے یا لازم نبوت سے ہے پس قرآن اور حدیث میں غیب کی منفی کے ساتھ جزئی اور کلی کی قید کوئی نہیں ہے بلکہ متعلق ہے چنانچہ اس آیت میں پس نفی غیب مطلق اور انکار اس کا مرادف نفی النبوۃ اور انکار اس کے ہو گا پس منکر علم غیب نبی مطلق چنانچہ منتحل اس آیۃ کا حال ہے منکر نبی ہے قطعا اور اگر غیب کے ساتھ کوئی قید کلی وجزئی کی لگائی جائے تو آیت مؤولہ ہو جائے گی پس کفر کہاں ثابت ہو گا جو مدعا محب کفر اور شرک کا تھا فلا یتم التقریب[334]

اقول: ویسے تو حضرت پیلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارات اپنے مطلب میں بالکل واضح ہیں مگر چونکہ وہابی کو شاید سمجھ نہ آئی یا جان بوجھ کر حقیقت چھپائی اور تفہیم کا مطالبہ کر دیا اس لئے وضاحت ضروری ہے امام اہل سنت شارح بخاری شریف امام قسلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نبوۃ کا جو معنی بیان فرمایا ہمارے لئے تو یہ بلا چوں وچرا اس حجت ودلیل ہے کہ نبی ہوتا ہی وہ ہے جو غیبی امور پر مطلع ہو یعنی اللہ تعالی نے اس کو امور غیبیہ پر اطلاع دی ہو اسی کو ہم اہل سنت علم غیبی عطائی سے تعبیر کرتے ہیں۔اور ماقبل ہم لغت کی مشہور ومعروف کتاب المنجد کے حوالے سے نبی کا معنی ذکر کر چکے ہیں، وہ بھی اسی کے مطابق ہے اعلی حضرت تاجدار بریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترجمہ اسی کے مطابق کیا۔ لہذا اس تحقیق کو اگر لے لیا جائے تو بات بالکل واضح ہے اطلاع علی الغیب کا انکار سیدھا سیدھا نبوت کا انکار ہے یعنی جو کہے کہ حضور نبی

---

334 نجم الرحمن شریف صفحہ 188 تا 199

کریم ﷺ غیب پر مطلع نہیں ہیں آپ کو غیب پر اطلاع نہیں دی گئی وہ دبے لفظوں میں حضور کی نبوت کا انکار کر رہا ہے یاد رہے کہ وہابیہ **اطلاع علی الغیب** کے منکر نہیں ہیں یہ مانتے ہیں ہاں حضور کے لئے علم غیب نہیں مانتے جیسا کہ وہابی مولوی نے جگہ جگہ اس بات کا اعتراف کیا اسی وجہ سے ہم ان کو نبوت کا منکر نہیں سمجھتے ہیں لہذا اس کا سوال نمبر 50 میں جو مطالبہ ہے وہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کیونکہ جب تم **اطلاع علی الغیب** مانتے ہو۔ **انباء غیب** مانتے ہو **اظہار غیب** بھی مانتے ہو تو پھر جھگڑا ختم اگر تم کہو کہ حضور کے لئے علم غیب کا لفظ بولنا جائز نہیں تو پھر ہم تمہارے اکابر کے حوالہ جات سے ثابت کر چکے ہیں کہ انہوں نے بھی یہ لفظ حضور کے لئے بولا ہے اگر اطلاع غیب کو عین نبوت نہ مانا جائے بلکہ لازم نبوت مانا جائے تو مشہور قانون کے **واللازم باطل فلملزوم مثله باطل** کہ جب لازم باطل ہو تو ملزوم بھی باطل ہو گا نبوۃ ملزوم ہے اور **اطلاع علی الغیب** اس کو لازم ہے ۔لازم کا بطلان ملزوم کے بطلان کو مستلزم ہے۔

## مزید تفصیل

**امام احمد بن داؤد الشهاب المعروف امام قرافی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں بہت سارے لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ **ان النبوۃ مجرد الوحی وھو باطل** کہ نبوۃ صرف وحی کا نام ہے حالانکہ یہ اعتقاد باطل ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ **اطلاع علی الغیب** اور **اعلام اللہ** وغیرہ کا نبوت سے کوئی تعلق نہیں نبوت صرف وحی آنے کا نام ہے، تو یہ نظریہ دلائل کی روشنی میں باطل ہے۔

اس لئے کہ محض وحی تو غیر نبی کو بھی حاصل ہے جیسے حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں صحیح قول کے مطابق وہ نبی نہیں ہیں لیکن کئی آیات سے وحی ثابت ہے کما قال تعالی فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْهَا رُوْحَنَا اور آل عمران کی آیات مبارکہ اسی طرح وہ حدیث جس میں آیا کہ فرشتے ایک بندے کو ملنے آئے جو کہ دوست کو ملنے جارہا تھا فرشتوں نے اس کو رب کا پیغام بھی پہنچایا ، اب یہ ایک لحاظ سے وحی تو ہے مگر یہ نبوت نہیں ہے۔ لہذا نبوت کے لئے جو خاص چیز لازم ہے وہ اطلاع علی الغیب ہے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کو غیب پر اطلاع نہ دی گئی ہو یعنی یہ نبوت کو لازم ہے اس کی مزید تفصیل کتب عقائد میں ملاحظہ کریں ہم نے جو اوپر تفصیل بیان کی ہے یہ مواھب اللدنیہ مع شرح زرقانی کی جلد نمبر 4 صفحہ 284 تا صفحہ 290 تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

تمت بالخیر الحمد للہ علی ذالک ۔۔۔ حمدا کثیرا طیبا مبارکا

اللھم ربنا تقبل منا بحرمت سید الابرار سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

| ہے جو زندگانی باقی یہ ارادہ کرلیا ہے | تیرے منکروں سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں مروں گا لڑتے لڑتے |
|---|---|

6 محرم الحرام 1445ھ بروز منگل 25 جولائی 2023ء بعد از نماز عصر بوقت 06:45 شام

حافظ جاوید اقبال اجمیری سیالوی عفی اللہ عنہ غفر اللہ لہ والوالدیہ

# تکملہ و تتمہ

قارئین کتاب کے آخر میں کچھ عقائد دیو بند کو بیان کر دینا نہایت ضروری سمجھتا ہوں تاکہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی سامنے آجائے۔

## علماء دیوبند کی شیطان سے گہری محبت

ہم ما قبل صفحات میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی عبارت جو کہ شیطان کی محبت اور عداوت رسول کا ایک واضح ثبوت ہے، پیش کر چکا ہوں۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ شیطان اور **ملک الموت** کا علم حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ ہے ، شیطان کا علم محیط بھی ہے، یعنی کلی ہے، یہ نصوص قطعیہ کے خلاف بھی نہیں ہے، بلکہ نص سے ثابت ہے حضور کے لئے علم ماننا یہ خلاف نصوص قطعیہ ہے۔ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہ قیاس فاسد سے مانا جاتا ہے۔

حضور کے لئے علم محیط ماننا تو بہر حال اس پر تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے۔ اب آیئے ذرا چھوٹے ملاں جی مفتی دارالعلوم دیوبند کی سنیں وہ کیا گل کھلاتے ہیں (سوال 440 )جس نے مجمع عام میں یہ کہا کہ یقینا شیطان کا علم رسول اللہ ﷺ کے علم سے وسیع ہے آیا یہ کلمہ کفر ہے اور کہنے والا کافر ہے یا نہیں؟

(جواب 440) نصوص میں وارد ہے کہ علم غیب سوائے اللہ تعالی کے کسی کو نہیں اور انبیاء علیہم السلام اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کو جس قدر علم اللہ تعالی نے مغیبات کا دیا ہے وہ ان کو معلوم ہو گیا جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے:

ثم اعلم ان الانبیاء علیھم السلام لم یعلموا من المغیبات الا ما اعلمھم اللہ تعالیٰ احیانا[335]

ملخصا اور شیطان کو اللہ تعالی نے قیامت تک مہلت دی کہ جس کو بہکا سکے بہکا دے

قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ۔قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ۔اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ [336]

اور حدیث مبارکہ میں ہے :

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم [337]

اور دوسری آیت میں ہے :

اِنَّہٗ یَرٰىکُمۡ ہُوَ وَ قَبِیۡلُہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَہُمۡ [338]

اور جو شخص ایسا کہتا ہے کہ جو سوال میں درج ہے تو اس سے دریافت کیا جائے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ بدوں تحقیق مطلب کچھ حکم نہ کیا جائے۔[339]

اقول: پہلی بات تو یہ واضح ہو گئی کہ مغیبات کا علم چلو وہابیہ کا جس قدر ہی سہی وہ حضور کو ضرور ہے اور ہے بھی غیب کا علم

ثانیاً سوال وجواب میں مناسبت ہی نہیں ہے سوال تھا کہ شیطان کا علم وسیع ہے تو

---

335 شرح فقہ اکبر صفحہ 185

336 سورہ ص رکوع 5

337 مشکوٰۃ شریف

338 سورہ اعراف رکوع 3

339 فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل احکام مرتد جلد دوازدھم صفحہ 222

اس کے جواب میں یہ بات لانا کہ غیب کا علم سوائے اللہ تعالی کے کسی کو نہیں یہ تو سوال ہی نہ تھا کہ اللہ کے علاوہ کسی کو ہے یا نہیں اگر وہابیہ کہیں کہ سائل کی دلی کیفیت کو مفتی صاحب نے معلوم کر لیا تھا تو یہ بھی تو غیب کا علم ہے جو کہ اپنے لئے ثابت مان لیا گیا خالصا لیکن وہابی مفتی نے اپنے اکابر سے بھی بڑی چھلانگ لگائی اور اپنے محبوب قائد شیطان ملعون کے لئے آیات قرآنیہ و احادیث سے وسعت علم جس کا سوال ہوا تھا، ثابت کر دکھائی بات تو ساری محبت کی ہے **حبک الشیء یعمی و یصم** سر خیل وہابیہ مولوی خلیل صاحب نے صرف اشارۃ بات کی تھی مگر وہابی مفتی نے آیات و حدیث بیان کر کے وہاں مہر تصدیق ثبت کر دی کہ ہمارے اور ہمارے اکابر کے نزدیک شیطان کی طاقتوں و قدرتوں کے لئے اور علوم کی وسعت کے لئے نصوص قطعیہ موجود ہیں۔ مگر **اعلم المخلوقات** حضور سید عالم ﷺ کے لئے ایک بھی نص قطعی نہیں ہے۔ دبے لفظوں میں سائل کے قول کو جائز قرار دیا ہے کہ کوئی اس طرح کہتا ہے تو جائز ہے۔ اور اصل حقیقت وہی ہے کہ اگر اس قول کو غلط کفر یا بے ادبی والا کہتے تو مولوی خلیل صاحب بھی رگڑے جاتے اپنے مولوی کو بچانے کے لئے اس کی عبارت کے دفاع میں یوں گول مول جواب دیا ہے ورنہ تو جواب ہاں یا نہ میں ہی کافی ووافی تھا۔

رابعاً: سوال میں مذکورہ جملے کو سوء ادب ہی نہ قرار دینا یہ بہت بڑی سوء ادبی ہے۔ کتنا واضح کلمہ توہین ہے مگر وہابی کہتا ہے اس کی وضاحت کی جائے حالانکہ شریعت کا حکم بھی ظاہر پر لگتا ہے تو پھر وضاحت پوچھنے کا کیا مطلب علم کے بڑے بڑے

دعوے کرنے والے وہابیہ کو فقہ و اصول فقہ کا قانون اتنا بھی معلوم نہیں کہ صریح الفاظ میں متکلم کی نیت اور مطلب نہیں پوچھا جاتا ہاں کنایہ کے الفاظ میں اس کا مطلب و نیت معلوم کرنی ہوتی ہے جبکہ ناموس رسالت کا معاملہ تو اتنا نازک ہے کہ یہاں کنایۃً گستاخی و توہین کو بھی جائز نہیں قرار دیا گیا کما قال تعالیٰ لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا الخ

**علماء دیوبند نے حضور کے لئے علم غیب تسلیم کر لیا**

سوال 684 اگر کوئی شخص اس بات کا معتقد ہو کہ نبی کریم ﷺ کو علم کلی یا جزئی تھا تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب 684 بعض مغیبات کا علم رسول اللہ ﷺ کو بھی باعلام حق تعالیٰ ہونا مسلم و متفق علیہ ہے البتہ یہ عقیدہ رکھنا کہ جمیع مغیبات کا علم آپ ﷺ کو تھا یا آپ ﷺ عالم الغیب بالاستقلال تھے۔ خلاف عقیدہ اہل سنت و جماعت ہے۔اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراض لازم ہے فقط[340]

اقول:: مفتی دارالعلوم دیوبندی نے کھلے دل سے حضور کے لئے بعض مغیبات کا علم تسلیم کر لیا یعنی علم بعض الغیب مانا تو جب یہ وصف حضور میں مسلم و متفق علیہ طور پر مانا گیا تو حضور کا غیب دان ہونا عالم بعض الغیب ہونا تسلیم کر لیا گیا اس لئے کہ قانون ہے اذا قام المبداء قام المشتق جب مبداء و مشتق منہ قائم ہو جائے تو مشتق بھی قائم ہو گا ورنہ یہ لازم آئے کہ حضور کو علم تو ہے مگر آپ عالم نہیں ہیں اگر علم غیب کے معتقد پر کفر کا فتوی ہے تو سب سے پہلے اس کفر کا آغاز مذکور

340 فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل و مکمل باب الامامت جلد نمبر 3 صفحہ 107 حقانیہ ملتان

دیوبندی سے ہو گا یاد رہے کہ ہم بھی باعلام اللہ کے قائل ہیں اسی کو علم غیب عطائی سے تعبیر کرتے ہیں جس کو مرکز دیوبند والے مان رہے ہیں۔

**فائدہ:** مرکز دیوبند کے مفتی صاحب کے مدلل و مکمل فتوی سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضور کو علم غیب میں مستقل نہ تھے یعنی **عالم الغیب بالاستقلال** تھے یہ عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہے۔ مگر اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضور کو غیر مستقل طور پر **عالم الغیب** سمجھنا یہ عقیدہ اہل سنت کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے اگر دونوں صورتیں ہی عقیدہ اہل سنت کے خلاف تھیں تو یہ **عالم الغیب بالاستقلال** کہنے کی کیا ضرورت تھی مطلقاً ہی حضور کو **عالم الغیب** کہنا عقیدہ اہل سنت کے خلاف لکھتے حالانکہ ایسا نہیں لکھا گیا۔

**فائدہ: علم غیب ذاتی ، علم غیب بالاصل ،علم غیب بالاستقلال ،علم غیب بلاواسطہ، علم غیب واجب وغیرہ** ان سب کا ایک ہی مطلب ہے، یہ ایک ہی چیز کے متعدد نام ہیں، ان میں سے ہم حضور کے لئے کسی کے بھی قائل نہیں ہیں ہاں جو ان کے مقابل ہے عطائی بالتبع غیر متقل بالواسطہ ممکن وغیرہ ہم اس کے قائل ہیں، اور صرف ہم اہل سنت نہیں بلکہ وہابیہ دیابنہ بھی یہی مان رہے ہیں باقی ہم بھی بعض مغیبات کے معتقد ہیں مگر ہمارے بعض اور دیوبند کے بعض میں **ابعد بین المشرقین** موجود ہے۔ اس پر تفصیل گزر چکی ہے۔

**فائدہ** :چونکہ سوال کلی و جزئی کے بارے میں تھا مفتی دیوبند کا کلی والی صورت میں صرف یہ کہنا کہ یہ عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہے اور اس کو کفر نہ قرار دینا اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اس عقیدے والے پر کفر کا فتوی نہیں ہو گا۔

## علماء دیوبند حنفیہ کے جھوٹے دعویدار

### مثال نمبر 1۔ کریم آقا ﷺ کے نام نامی کو چومنا

**سوال نمبر** 106 اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا اور **قرۃ عینی بک یا رسول اللہ** پڑھنا کیسا؟

**جواب** (106) علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کنزالعباد سے نقل کیا ہے کہ شہادتین کے وقت اذان میں ایسا کرنا مستحب ہے پھر جرجانی سے نقل کیا ہے **ولم یصح فی المرفوع من کل ھذا شیء** اور یہ نہیں صحیح ہوا مرفوع حدیث میں اس میں سے کچھ اس سے معلوم ہوا کہ سنت سمجھ کر یہ فعل کرنا صحیح نہیں ہے چونکہ اس زمانے میں اکثر لوگ اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور تارک کو ملام و مطعون کرتے ہیں اس لئے اب اس کو علماء محققین نے متروک کر دیا ہے **فقط**[341]

**تبصرہ:** حق تسلیم کر کے حق سے منہ پھیر لیا جو کہ دیوبند کا شیوہ ہے امام الاحناف حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شہادتین کے وقت انگوٹھے چومنے کو مستحب عمل قرار دیا سمجھ سے بالاتر ہے کہ یہ مستحب عمل بھی بدعت ہو گیا احناف

341 فتوی دار العلوم دیوبند اذان و امامہ جلد نمبر 2 صفحہ 78 حقانیہ ملتان

ہونے کے دعویداروں کو شرم آنی چاہئے تھی کہ امام احناف کیا کہہ رہے ہیں اور ہم کیا کر رہے ہیں؟

## الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

ہمارا وہابیہ سے مشورہ ہے کہ اگر حنفیہ کے دعوی میں ذرا بھر بھی سچے ہو تو چلو سنت سمجھ کر نہ سہی مستحب سمجھ کر ہی چوم لیا کرو اور چومنے والوں پر فتوے بازی نہ کیا کرو۔ مفتی صاحب نے لکھا چونکہ اس زمانے میں اکثر لوگ اس کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور تارک کو ملام و مطعون کرتے ہیں۔ اگر تو لوگوں سے مفتی صاحب کی مراد عوام الناس ہیں تو یہ بات غلط ہے کیونکہ عوام الناس کو کیا پتہ مستحب کیا ہوتا ہے سنت کیا ہے لہذا یہ الزام غلط ثابت ہوا۔ اگر لوگوں سے مراد خواص یعنی علماء ہیں تو پھر بھی الزام غلط کیونکہ آج تک ہمارے کسی ذمہ دار معتبر عالم دین نے اس عمل کو نہ تو سنت اصطلاحیہ قرار دیا اور نہ ہی تارک پر ملامت وطعن کیا۔

## محققین کون؟

ہمیں یہ بات تسلیم ہے کہ حدیث تقبیل ابہامین صحت کے اعلیٰ معیار پر نہیں پہنچی ہوئی بلکہ ضعیف ہے لیکن یہ ہے ضرور یہ مطلب نہیں کہ کسی قسم کی حدیث میں اس کا ثبوت ہی نہیں یہاں ہم دو باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ نمبر 1 محققین کون لوگ ہی نمبر 2 حدیث ضعیف کا حکم؟

مفتی دارالعلوم دیوبند کی مراد اگر تو ان کے اپنے ہم عصر وہابیہ دیابنہ علماء ہیں تو ہمارے نزدیک وہ قابل حجت نہیں اگر مراد پہلے والے محققین علماء احناف ہیں تو یہ بات بھی

غلط ہے کیونکہ علامہ شامی کا فتوی جو کہ بہت بڑے محقق ہیں خود نقل کیا ہے اور پھر مفتی صاحب کی عبارت میں قرینہ موجود ہے کہ پہلے والے محققین مراد ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ عبارت میں ہے اس زمانے میں اکثر لوگ تو ظاہر ہے کہ محققین بھی پھر اسی زمانے کے مراد ہوں گے اہل سنت سے تو کوئی بھی نہیں ہے جو کہ انگوٹھے چومنے کو بدعت کہتا ہو اب وہابیہ ہی بچے لیکن محققین وہابیہ والی بات بھی غلط ہے اس لئے کہ کئی علماء وہابیہ دیابنہ نے کھلے دل سے اس عمل کو تسلیم کیا ہے ملاحظہ ہو: تھانوی صاحب اپنی زندگی کی آخری تصنیف میں تحریر کرتے ہیں۔ترجمہ اذان میں حضور ﷺ کا نام سن کر چومنا حدیث اور کتب اکابرین میں آیا ہے اگر اعتقاد صحت بری نہ ہو تو چومنا جائز ہے۔[342]

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے عظیم شیخ الحدیث اور پاکستان میں بڑے بڑے علماء دیوبند کے استاذ مفتی اعظم پاکستان محمد فرید صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر کرتے ہیں: حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے کو کتب فقہ میں جائز کہا گیا ہے اور اس کے بارے میں حدیث مرفوعہ ضعیفہ مروی ہے بطور احتیاط یہ کام قابل اعتراض نہیں ہے۔[343]

مفتی عبد الشکور فاروقی لکھنوی تحریر کرتے ہیں جب پہلی مرتبہ اشھد ان مُحَمَّدُ رَّسُولُ اللهِ سنے تو کہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور جب دوسری

---

342 بوادر النوادر جلد 2 صفحہ 408 تا 409

343 فتاوی فریدیہ المعروف فتاوی دیوبند پاکستان صفحہ 182

مرتبہ سنے تو اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھ کر کہے :

قُرَّتُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ [344]

**تبصرہ :** تھانوی صاحب کہتے ہیں نام مبارک چومنے سے صحت بدنیہ حاصل ہوگی۔ چلو وہابیہ اسی نیت سے چوم لیا کریں۔ اور مفتی فرید صاحب نے تو کمال کر دیا کہ یہ عمل حدیث ضعیفہ مرفوعہ سے ثابت ہے۔

**حدیث ضعیف کا حکم** دار العلوم دیوبند میں ہی ہے ضعیف حدیث پر فضائل اعمال میں عمل کرنا درست ہے انتہی

یہ یاد رہے کہ نام مبارک چومنا بھی ایک عمل ہے اس کی فضیلت میں حدیث وارد ہوئی ہے مگر وہابی نے اس کو بدعت قرار دیا وہاں شرط یہ ہے کہ اس فعل کو مسنون نہ سمجھے یہ بات بھی غلط ہے علم فقہ میں فقہی مسائل میں سینکڑوں مسائل ایسے ہیں کہ ان کو سنت قرار دیا جاتا ہے مگر وہ احادیث ضعیفہ سے ثابت ہیں اور دیوبندی بھی ان کو سنت مانتے ہیں مثلاً وضو میں گردن پر مسح کرنا جس حدیث سے اسکی سنیت کو ثابت کیا جاتا ہے اس میں اتنا شدید ضعف ہے کہ بعض علماء نے اس کو موضوع تک قرار دیا لیکن آئمہ فقہا اس کو معمول بہا مانتے ہیں اور آج تک دیوبند کے ہاں بھی اس پر عمل ہوتا آرہا ہے۔

نیز اصولِ حدیث میں یہ بھی اصول بیان کیا گیا ہے امام المحدثین حافظ ابن حجر

---

[344] علم فقہ حصہ دوم صفحہ 158

عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وھذا التلقی وحرہ اقوی فی افادۃ العلم من مجرد کثرۃ الطرق القاصرۃ عن التواتر[345]

علماء امت کا صرف کسی حدیث کو قبول کر لینا علم یقین کا فائدہ دینے میں یہ زیادہ قوی ہے اس کثرت طرق سے جو تواتر سے کم درجہ کا ہو۔ قارئین امام شامی جیسے محقق و مدقق حنفی نے جس حدیث کو سہارا لے کر اس کو معمول بہا قرار دیا اور مستحب عمل قرار دیا ایسی بات کو بدعت قرار دینا یہ نام نہاد حنفیہ سے ہی متصور ہو سکتا ہے۔
فقیر سیالوی وہابیہ دیابنہ کو قریب سے جانتا ہے آج تک میں نے نہیں دیکھا کہ کسی وہابی نے سرکار دوعالم ﷺ کے نام پاک آنے پر انگوٹھے چومے ہوں نہ چومنا اور بات بدعت کے فتوی لگانا یہ ظلم پر ظلم ہے اور ظلمات بعضھا فوق بعض ہے اھل انصاف کے لئے اتنی وضاحت ہی کافی ہے۔

## دیوبند نام نہاد حنفیہ ہیں

مثال نمبر 2 فتاوی دارالعلوم دیوبند میں لکھا ہے نماز کے اداب میں سے فقہاء نے لکھا کہ حی علی الفلاح کے وقت سب کھڑے ہو جائیں لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہو جاویں تو کچھ محل اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ ترک استحاب اور ترک ادب پر کچھ طعن نہیں ہو سکتا البتہ بہتر یہی ہے جیسا کہ فقہا نے لکھا ہے

[345] نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر المعروف شرح نخۃ الفکر ص24

اور در مختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر امام آگے کی طرف سے یعنی سامنے سے آوے تو جس وقت امام پر نظر پڑے مقتدی کھڑے ہو جاویں۔ بہر حال اس میں ہر طرح وسعت ہے مگر اتباع تصریحات فقہاء کا اولی وافضل ہے۔ فقط [346]

اقول: میں نے اپنی زندگی میں کسی دیوبندی کو نہیں دیکھا کہ فقہا کی تصریحات کی اتباع کرکے اولی وافضل پر عمل پیرا ہوا ہو ہاں اہل سنت بریلوی حضرات کا اس پر عمل ہر جگہ نظر آتا ہے۔ اب حنفیہ کے دعوے میں سچا کون جھوٹا کون فیصلہ قارئین پر

## مثال نمبر 3 ضاد کو ظاء پڑھنا

سوال نمبر 487 ضاد کو ظاء پڑھنا نماز میں کیسا ہے؟

جواب نمبر 487 جو شخص مخرج سے پڑھنے پر قادر ہو مخرج سے ادا کرے ورنہ قصدا ظاء نہ پڑھے اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ شرح فقہ اکبر میں بعض روایات میں بالقصد پڑھنے میں حکم کفر نقل فرمایا ہے۔ [347]

اقول: آج پاکستان میں اہل سنت و جماعت حنفیہ بریلوی حضرات اور وہابیہ میں ایک واضح علامت بن چکی ہے کہ ضاد کو ظاء پڑھنے والے وہابی ہوں گے اور ظاء نہ پڑھنے والے اہل سنت بریلوی ہوں گے۔

## اذان سے پہلے صلوۃ وسلام

فتاوی دیوبند پاکستان میں مفتی فرید صاحب تحریر کرتے ہیں اذان سے پہلے یا بعد

346 فتاوی دار العلوم دیوبند جلد نمبر 2 صفحہ 97 حقانیہ ملتان

347 فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد نمبر 2 صفحہ 233 حقانیہ ملتان

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اسے اذان کا حصہ ماننا یا پڑھنے کو ضروری سمجھنا بدعت ہے۔[348]

اقول: ہم نہ تو اذان کا حصہ جانتے ہیں نہ ہی ضروری سمجھتے ہیں لیکن اگر پھر بھی وہابیہ کو خطرہ ہے تو وہ ان کے بغیر پڑھ لیں کیونکہ حرج نہیں ہے۔

## نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد دعا مانگنا

نماز جنازہ کے بعد صفحیں توڑ کر دعا مانگنا جائز ہے۔[349]

بابائے دیوبند شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند بڑے بڑے اکابر دیوبند کے استاذ جناب انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

اس حدیث میں بھی نماز جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ذکر ہے اس کا ہمارے سلفی بھائی اور نجدی بھائی انکار کرتے ہیں اور اس کو بدعت کہتے ہیں بہر حال جس امر کا ثبوت خود حضور ﷺ سے ہو وہ بھی بدعت ہو سکتا ہے؟ یہ بے جا تشدد نہیں تو اور کیا ہے؟[350]

اقول: الحمدللہ اہل سنت بریلوی حضرات کا عمل ثابت ہو گیا اس کو بدعت کہنے والے خود بدعتی ہو گئے۔ دیوبند کو چاہئے کہ بلا تاخیر آج ہی اپنے اکابر کی تعلیمات پر عمل شروع کر دیں آہستہ آہستہ تمام اختلافات ختم ہو جائیں گے۔

---

348 فتاوی فریدیہ جلد 1 صفحہ 211،212

349 فتاویٰ فریدیہ جلد نمبر 1 صفحہ 299

350 انوار الباری فی شرح البخاری جلد نمبر 3 صفحہ 76 تالیفات اشرفیہ ملتان

## ارواح کے تصرفات

حضرت شیخ پپلا نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا ارواح مؤمنین کی سیر کرتی ہیں۔ مولوی نعمت وہابی نے اس کا بڑا مذاق اڑایا اور اوٹ پٹانگ سوالات قائم کر دیئے۔ کاش کہ وہابی صاحب ان سوالات سے پہلے اپنے اکابر کی تعلیمات کا جائزہ لے لیتے تو وہ سوالات نہ کرتے ارواح کاملین کے تصرفات ملاحظہ ہوں۔ فتاوی دار العلوم دیوبند میں ہے:

اولیاء اللہ کی کرامات اور وفات بعد ممات بھی ثابت ہیں اس کو شرک کہنا بھی غلط ہے۔[351]

اور پانچویں جلد میں یوں ہے ایک سوال کے جواب میں اور فیوض وبرکات ان کے بعد ممات کے باقی رہتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ان کی زیارت اور قرب سے زائرین کو برکات حاصل ہوں اور ان پر بھی ورود رحمت ہو کیونکہ جب وہ اولیاء مورد رحمت الٰہی ہیں تو جو شخص ان کی زیارت کرے گا وہ بھی حسب المراتب مستفیض ان کی برکات سے ہو گا۔[352]

مفتی فرید صاحب لکھتے ہیں بعد از وفات اولیاء کرام کا تصرف قرآن، حدیث اور آثار سے ثابت ہے۔ تمام دیوبندیاکابر کا یہی مسلک ہے۔[353]

351 فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد نمبر 3 صفحہ 178

352 فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد 5 صفحہ 477

353 فتاوی فریدیہ المعروف فتاوی دیوبند پاکستان جلد 1 صفحہ 541

**اقول:** وہابی صاحب یہ ہمارا مسلک ہی ہے جو اوپر بیان ہوا جو کہ قرآن و احادیث و آثار صحابہ سے ثابت ہے۔

**الحمدللہ** مسلک حق اہلسنت و جماعت ہمارا ہی مسلک ہے، اور احناف بھی ہم ہی ہیں جو باطل سے منہ موڑ کر حق پر قائم و دائم ہیں۔ ہمارے عقائد کی حقانیت کو وہابیہ کے اکابر نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ہم نے نہ تو کسی دیوان کی بات کی نہ ملفوظات اکابر دیوبند کی بلکہ ان کے فتاوی جات سے ثبوت پیش کیا وہ بھی ان کے عام مفتی صاحبان کے نہیں بلکہ ان مستند با معتبر علماء کے جن پر ساری وہابیت ناز کرتی ہے۔ ہماری معلومات میں اور بہت کچھ ایسی باتیں ہیں لیکن اختصار مطلوب ہے اس لئے ان الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں اللہ تعالی اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفی ﷺ کی عظیم عظمت و شان مغیبات پر مطلع ہونے کے صدقے میرے، میرے ماں باپ ، اساتذہ، اقارب، تلامذہ کے صغائر کبائر سے در گزر فرمائے اور ایمان کی سلامتی عطا فرمائے۔ اپنی ذات پاک اور اپنے پیارے محبوب کی ذات اقدس آپ کی آل آپ کے اصحاب کا سچا و پکا دائمی عشق عطا فرمائے

**آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم وآخر دعوی ان الحمدللہ رب العالمین**

جاوید اقبال اجمیری سیالوی عفی اللہ عنہ

8 محرم الحرام بروز جمعرات 1445ھ 27 جولائی 2023ء بوقت 12:00 دن

# ماخذ و مراجع


| نمبر شمار | کتاب | نمبر شمار | کتاب |
|---|---|---|---|
| 1 | قرآن پاک | 21 | سنن ابنِ ماجہ شریف |
| 2 | کنزالایمان مع خزائن العرفان | 22 | مسند احمد بن حنبل شریف |
| 3 | تفسیر ابنِ کثیر | 23 | جامع الفصولین |
| 4 | تفسیر امام رازی | 24 | عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری |
| 5 | تفسیر خازن | 25 | فتح الباری شرح صحیح بخاری |
| 6 | تفسیر نیشاپوری | 26 | مرقاۃ شرح مشکوٰۃ |
| 7 | تفسیر فتح العزیز | 27 | اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ |
| 8 | تفسر فتح القدیر | 28 | فتاویٰ شامی |
| 9 | تفسیر الجلالین | 29 | زرقانی شرح مواھب |
| 10 | تفسیر عرائس البیان | 30 | قصیدہ بردہ شریف |
| 11 | تفسیر مظہری | 31 | مکتوبات امام ربانی |
| 12 | تفسیر جامع البیان | 32 | فتاویٰ رضویہ شریف |
| 13 | تفسیر بیضاوی | 33 | فتاویٰ امجدیہ |
| 14 | تفسیر ابو سعود | 34 | تمہید ایمان |
| 15 | تفسیر بغوی | 35 | الصوارم الہندیہ |
| 16 | صحیح بخاری شریف | 36 | الدولۃ المکیہ |

| 17 | صحیح مسلم شریف | 37 | اعلاء کلمۃ اللہ |
|---|---|---|---|
| 18 | جامع ترمذی شریف | 38 | نجم الرحمٰن |
| 19 | سنن نسائی شریف | 39 | مقالات کاظمی |
| 20 | سنن ابوداؤد شریف | 40 | برطانوی مظالم کی کہانی |
| 41 | ختم نبوت کی حقیقت | 63 | شرح فقہ اکبر |
| 42 | تحقیق الحق فی کلمۃ الحق | 64 | نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر |
| 43 | الرفع والتکمیل | 65 | فتاویٰ فریدیہ |
| 44 | حسام الحرمین | 66 | فتاویٰ دارالعلوم دیوبند |
| 45 | اصول الشاشی | 67 | تحذیر الناس |
| 46 | ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ | 68 | براہین قاطعہ |
| 47 | فوز المقال فی خلفائے پیر سیال | 69 | تقویۃ الایمان |
| 48 | انوارِ قمریہ | 70 | فتاویٰ رشیدیہ |
| 49 | تواریخ حبیب الہ | 71 | ملفوظات محدث کشمیری |
| 50 | تقدیس الوکیل | 72 | الرواح ثلاثہ |
| 51 | رسالہ خالص الاعتقاد | 73 | صراطِ مستقیم |
| 52 | فتاویٰ عزیزیہ | 74 | امداد المشتاق |
| 53 | شرح عقائد نسفیہ | 75 | انوار الباری |
| 54 | تصفیۃ العقائد | 76 | فیض الباری |
| 55 | نور العرفان | 77 | بوادر النوادر |
| 56 | تفسیرات احمدیہ | 78 | آزاد کی کہانی |

| 57 | شرح شفاء ملا علی قاری | 79 | اکفار الملحدین |
|---|---|---|---|
| 58 | نسیم الریاض شرح شفاء | 80 | حیات شاہ محمد اسحاق |
| 59 | الخصائص الکبریٰ | 81 | التقریر الحاوی شرح بیضاوی |
| 60 | مدارج النبوۃ | 82 | نشر طیب |
| 61 | انوارِ ساطعہ | 83 | فیضان دیوبند |
| 62 | جاء الحق | 84 | احوال دبیر |

200 صفحات تک بدعقیدہ کتب کے حوالے